توضیح المسائل

مع اضافات

- جدید مسائل
- مضاربہ
- اعتکاف

مرجع جہان تشیع آیت اللہ العظمیٰ سیّد علی حُسینی سیستانی دام ظلہ الوارف



Presented by Ziaraat.Com

رسالۂ عملیہ

توضیح المسائل

مطابق فتاویٰ

اعلم العلماء والمجتہدین رئیس الملۃ والدین

زعیم الحوزۃ العلمیۃ آیۃ اللہ العظمیٰ

آقائے حاج سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ الوارف

یکے از مطبوعات

جامعہ تعلیمات اسلامی

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق طبع بحق جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان محفوظ ہیں

کتاب: توضیح المسائل

فتاویٰ: حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی (مدظلہ)

ناشر: جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان کراچی

طبع اول: شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ

۴۲ ویں اشاعت: ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ - جولائی ۲۰۱۹ء

طابع: رضا حسین رضوانی

مطبع: محراب پریس۔ کراچی

قیمت: ۴۰۰/- روپے

ISBN 978-969-9303-00-5

Presented by Ziaraat.Com

برائے

عمل باین رسالہ شریفہ مجزی و مبری

ذمہ است انشاء اللہ تعالیٰ

علی محسنی فیض



بسمہ تعالیٰ

بسمہ تعالیٰ

اس کتاب مستطاب کے مطابق عمل بجا لانے سے
آپ جوابدہی سے بری الذمہ ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دستخط

(مہر مبارک)

مکلف کے لئے وہ تمام مسائل سیکھنا لازم ہے جن کے بارے میں احتمال ہے کہ نہ سیکھنے کی وجہ سے خدا کی معصیت میں مبتلا ہوسکتا ہے، یعنی کسی واجب کو ترک کرنے یا کسی حرام کو انجام دینے کا مرتکب ہوسکتا ہے۔

(آقائے سیستانی، توضیح المسائل، مسئلہ ۹)

Presented by Ziaraat.Com

علم فقہ: علم حلال و حرام

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (سورۂ توبہ: آیت ۱۲۲)

○

سَئَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ عَنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ فَقَالَ: اَلْعِلْمُ بِاللّٰهِ وَالْفِقْهُ فِيْ دِيْنِهٖ ، وَكَرَّرَهُمَا عَلَيْهِ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ عَنِ الْعَمَلِ فَتُخْبِرُنِيْ عَنِ الْعِلْمِ ؟!.

فَقَالَ: اِنَّ الْعِلْمَ يَنْفَعُكَ مَعَهٗ قَلِيْلُ الْعَمَلِ ، وَاِنَّ الْجَهْلَ لَا يَنْفَعُكَ مَعَهٗ كَثِيْرُ الْعَمَلِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تنبیہ الخواطر، صفحہ ۶۶

○

" مِنْ وَصَايَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِابْنِهِ الْحَسَنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ": ... اَبْتَدِئُكَ بِتَعْلِيْمِ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَأْوِيْلِهٖ ، وَشَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ وَاَحْكَامِهٖ ، وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ ، لَا اُجَاوِزُ ذَالِكَ بِكَ اِلٰى غَيْرِهٖ.

امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام۔ نہج البلاغہ، مکتوب ۳۱

○

تَفَقَّهُوْا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ فَاِنَّ الْفِقْهَ مِفْتَاحُ الْبَصِيْرَةِ ، وَتَمَامُ الْعِبَادَةِ وَالسَّبَبُ اِلَى الْمَنَازِلِ الرَّفِيْعَةِ وَالرُّتَبِ الْجَلِيْلَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا ، وَفَضْلُ الْفَقِيْهِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الشَّمْسِ عَلَى الْكَوَاكِبِ ، وَمَنْ لَّمْ يَتَفَقَّهْ فِيْ دِيْنِهٖ لَمْ يَرْضِ اللّٰهُ لَهٗ عَمَلًا.

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ بحار الانوار

Presented by Ziaraat.Com

کچھ اپنے بارے میں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم موسوی خوئیؒ نے ۱۹۷۷ء میں ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان کی بناء رکھی تھی۔ یہ ادارہ اب حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ کی سرپرستی میں کوشش کر رہا ہے کہ حتی الامکان معتبر اسلامی لٹریچر دنیا تک پہنچایا جا سکے۔ اس ادارے کا مقصد دور حاضر کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنا، لوگوں کو محکم اسلامی علوم و معارف کی طرف متوجہ کرانا اور اُس گراں بہا علمی سرمائے کی حفاظت کرنا اور اسے اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے جو اہلبیت رسولؐ نے ایک مقدس امانت کے طور پر ہمارے سپرد کیا ہے۔

الحمد للہ یہ ادارہ اب تک اردو اور انگریزی زبانوں میں عراق، ایران، لبنان، افغانستان، سوڈان، مصر، یمن اور تیونس کے علماء اور دانشوروں کی سیکڑوں کتابیں شائع کر چکا ہے جو اپنے مشمولات اسلوب بیان اور طباعت کی خوبیوں کی بنا پر فردوس کتب میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ انشاء اللہ انسانیت کو صراط مستقیم کی شناخت کرواتا رہے گا۔

علاوہ ازیں یہ ادارہ ایک ہزار سے زائد مدارس و مکاتب میں زیر تعلیم نونہالوں اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

اسلام کی دعوت ایک ایسا کام ہے جس کو فروغ دینے کے لیے تمام مومنین کو باہمی تعاون کرنا چاہیے۔ ادارہ آپ سب کو اس کارِ خیر میں تعاون کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو دنیا میں عام کیا جا سکے۔

دعا ہے کہ خدا بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہم سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

شیخ یوسف علی نفسی

وکیل آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی دام ظلہ العالی

Presented by Ziaraat.Com

مجتہد کی تقلید

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

''لوگوں کو چاہئے کہ فقہاء (یعنی احکام شریعت کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ جاننے والے مجتہدین) میں سے جو شخص اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو (یعنی اپنے دین پر سختی سے قائم ہو) اپنی نفسانی خواہشات کا غلام نہ ہو اور احکام الٰہی کی اطاعت کرتا ہو اس کی تقلید کریں۔'' اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ اوصاف معدودے چند شیعہ فقہاء میں ہیں، سب میں نہیں۔'' (احتجاج طبرسی، جلد۲، صفحہ۲۶۳)

ولیٔ عصر حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف فرماتے ہیں:

''غیبت کبریٰ کے زمانے میں پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں کو بیان کرنے والے راویوں کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ ہماری طرف سے تم پر اسی طرح حجت ہیں جس طرح ہم اللہ کی طرف سے حجت ہیں۔'' (کمال الدین و تمام النعمہ شیخ صدوقؒ)

ائمہ کرامؑ کے مندرجہ بالا فرمودات کے پیش نظر ان تمام لوگوں پر جو درجۂ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں، اپنے زمانے کے جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر ان کی عبادات اور ایسے تمام اعمال جن میں تقلید ضروری ہے باطل ہو جاتے ہیں۔

اسلام عزیز کی شریعت غرہ کے فروعی مسائل کا تفصیلی مآخذ (قرآن، حدیث، اجماع، عقل) سے شرعی حکم استنباط کرنے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے فتووں کو بغیر دلیل کے جاننا اور ان پر عمل کرنا تقلید ہے۔ جو شخص رتبۂ اجتہاد حاصل کر چکا ہو اس کے لئے تقلید کرنا جائز نہیں البتہ جو خود مجتہد نہ ہو اس پر تقلید کرنا واجب ہے۔ اگرچہ اجتہاد اور تقلید کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے یعنی یہ کہ احتیاط پر عمل کیا جائے لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ احتیاط پر وہی شخص عمل کر سکتا ہے جو مختلف مسائل میں تمام مجتہدین کے اختلافی فتووں سے پوری طرح باخبر ہو اور ایسا طریقۂ عمل اختیار کر سکے جس میں جامعیت پائی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی تقریباً اجتہاد ہی کی طرح دشوار اور مشکل ہے۔ پس ہمارے لئے دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں یعنی یا مجتہد بنیں یا پھر مجتہد کی تقلید کریں۔

(ادارہ)

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

عنوانات	صفحہ
احکام تقلید	۱۵
احکام طہارت	۱۸
مطلق اور مضاف پانی	۱۸
کر جتنا پانی	۱۸
قلیل پانی	۱۹
جاری پانی	۱۰
بارش کا پانی	۲۱
کنویں کا پانی	۲۱
پانی کے احکام	۲۲
بیت الخلاء کے احکام	۲۳
استبراء	۲۵
رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات	۲۶
نجاسات	۲۶
پیشاب و پاخانہ	۲۶
منی	۲۷
مُردار	۲۷
خون	۲۸
کتا اور سور	۲۹
کافر	۲۹
شراب	۲۹
نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ	۳۰
نجاست ثابت ہونے کے طریقے	۳۰
پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟	۳۱
احکام نجاسات	۳۲
مطہرات	۳۴
پانی	۳۴
زمین	۳۹
سورج	۴۰
استحالہ	۴۱
انقلاب	۴۱

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
انتقال	۴۲
اسلام	۴۲
تبعیت	۴۳
عین نجاست کا دور ہونا	۴۴
نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء	۴۴
مسلمان کا غائب ہو جانا	۴۵
معمول کے مطابق (ذبیحہ کے) خون کا بہہ جانا	۴۵
برتنوں کے احکام	۴۶
وضو	۴۷
ارتماسی وضو	۵۰
وضو کی مستحب دعائیں	۵۰
وضو صحیح ہونے کی شرائط	۵۱
وضو کے احکام	۵۶
وہ چیزیں جن کے لئے وضو کرنا ضروری ہے	۵۸
مبطلات وضو	۵۹
جبیرہ وضو کے احکام	۵۹
واجب غسل	۶۲
جنابت کے احکام	۶۲
وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں	۶۴
وہ چیزیں جو مجنب کے لئے مکروہ ہیں	۶۴
غسل جنابت	۶۵

عنوانات	صفحہ
ترتیبی غسل	۶۵
ارتماسی غسل	۶۶
غسل کے احکام	۶۶
استحاضہ	۶۸
استحاضہ کے احکام	۶۹
حیض	۷۴
حائض کے احکام	۷۶
حائض کی قسمیں	۷۸
وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت	۷۹
وقت کی عادت رکھنے والی عورت	۸۳
عدد کی عادت رکھنے والی عورت	۸۵
مضطربہ	۸۶
مبتدئہ	۸۶
ناسیہ	۸۷
حیض کے متفرق مسائل	۸۸
نفاس	۸۹
غسل مس میت	۹۱
محتضر کے احکام	۹۲
مرنے کے بعد کے احکام	۹۳
غسل، کفن، نماز اور دفن کا وجوب	۹۴
غسل میت کی کیفیت	۹۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
کفن کے احکام	۹۷
حنوط کے احکام	۹۹
نمازمیت کے احکام	۱۰۰
نمازمیت کا طریقہ	۱۰۱
نمازمیت کے مستحبات	۱۰۲
دفن کے احکام	۱۰۳
دفن کے مستحبات	۱۰۵
نماز وحشت	۱۰۷
قبر کشائی	۱۰۷
مستحب غسل	۱۰۹
تیمّم	۱۱۱
تیمم کی پہلی صورت	۱۱۱
تیمم کی دوسری صورت	۱۱۳
تیمم کی تیسری صورت	۱۱۳
تیمم کی چوتھی صورت	۱۱۴
تیمم کی پانچویں صورت	۱۱۴
تیمم کی چھٹی صورت	۱۱۵
تیمم کی ساتویں صورت	۱۱۵
وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے	۱۱۶
وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ	۱۱۷
تیمم کے احکام	۱۱۸

عنوانات	صفحہ
نماز کے احکام	۱۲۱
واجب نمازیں	۱۲۲
روزانہ کی واجب نمازیں	۱۲۲
ظہر اور عصر کی نماز کا وقت	۱۲۳
نماز جمعہ کے احکام	۱۲۳
نماز جمعہ کے چند احکام	۱۲۵
مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت	۱۲۵
صبح کی نماز کا وقت	۱۲۶
اوقات نماز کے احکام	۱۲۶
وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی ضروری ہیں	۱۲۹
مستحب نمازیں	۱۳۰
روزانہ کی نفلوں کا وقت	۱۳۰
نماز غفیلہ	۱۳۲
قبلے کے احکام	۱۳۲
نماز میں بدن کا ڈھانپنا	۱۳۳
نمازی کے لباس کی شرطیں	۱۳۵
جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں	۱۴۱
وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مستحب ہیں	۱۴۴
وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں	۱۴۴
نماز پڑھنے کی جگہ	۱۴۴

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے	۱۴۴
وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۴۸
مسجد کے احکام	۱۴۹
اذان واقامت	۱۵۱
اذان واقامت کا ترجمہ	۱۵۱
نماز کے واجبات	۱۵۵
نیت	۱۵۵
تکبیرۃ الاحرام	۱۵۶
قیام یعنی کھڑا ہونا	۱۵۷
قرأت	۱۵۹
رکوع	۱۶۵
سجود	۱۶۷
وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے	۱۷۱
سجدہ کے مستحبات اور مکروہات	۱۷۳
قرآن مجید کے واجب سجدے	۱۷۴
تشہد	۱۷۵
نماز کا سلام	۱۷۵
ترتیب	۱۷۶
موالات	۱۷۶
قنوت	۱۷۷
نماز کا ترجمہ	۱۷۸
سورۂ الحمد کا ترجمہ	۱۷۸
سورۂ اخلاص کا ترجمہ	۱۷۸
رکوع، سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ	۱۷۹
قنوت کا ترجمہ	۱۷۹
تسبحات اربعہ کا ترجمہ	۱۷۹
تشہد اور سلام کا ترجمہ	۱۸۰
تعقیبات نماز	۱۸۰
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات	۱۸۱
مبطلات نماز	۱۸۱
وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں	۱۸۶
وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جا سکتی ہیں	۱۸۷
شکیات نماز	۱۸۷
وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں	۱۸۸
وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے	۱۸۸
جس فعل کا موقع گزر گیا ہو اس میں شک کرنا	۱۸۹
سلام کے بعد شک کرنا	۱۹۰
وقت کے بعد شک کرنا	۱۹۰
کثیر الشک کا شک کرنا	۱۹۱
امام اور مقتدی کا شک	۱۹۲
مستحب نماز میں شک	۱۹۲
صحیح شکوک	۱۹۳

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ	۱۹۷
سجدۂ سہو	۱۹۹
سجدۂ سہو کا طریقہ	۲۰۱
بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا	۲۰۱
نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا	۲۰۳
مسافر کی نماز	۲۰۴
متفرق مسائل	۲۱۴
قضا نماز	۲۱۶
باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں	۲۱۸
نماز جماعت	۲۱۹
امام جماعت کی شرائط	۲۲۵
نماز جماعت کے احکام	۲۲۵
جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض	۲۲۸
نماز جماعت کے مکروہات	۲۲۹
نماز آیات	۲۲۹
نماز آیات پڑھنے کا طریقہ	۲۳۱
عید الفطر اور عید قربان کی نماز	۲۳۲
نماز کے لئے اجیر بنانا	۲۳۴
روزے کے احکام	۲۳۶
نیت	۲۳۶
مبطلات روزہ	۲۳۹

عنوانات	صفحہ
کھانا پینا	۲۳۹
جماع	۲۴۰
استمناء	۲۴۰
خدا اور رسولؐ پر بہتان باندھنا	۲۴۲
غبار کو حلق تک پہنچانا	۲۴۳
اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا	۲۴۳
حقنہ لینا	۲۴۶
قے کرنا	۲۴۶
ان چیزوں کے احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں	۲۴۷
وہ چیزیں جو روزہ دار کیلئے مکروہ ہیں	۲۴۸
ایسے مواقع جن میں روزے کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں	۲۴۸
روزے کا کفارہ	۲۴۸
وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے	۲۵۱
قضا روزے کے احکام	۲۵۳
مسافر کے روزے کے احکام	۲۵۵
وہ لوگ جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں	۲۵۶
مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ	۲۵۷

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
حرام اور مکروہ روزے	۲۵۹
مستحب روزے	۲۶۰
وہ صورتیں، جن میں مبطلات روزے سے پرہیز مستحب ہے	۲۶۱
خمس کے احکام	۲۶۱
کاروبار کا منافع	۲۶۲
معدنی کانیں	۲۶۸
گڑا ہوا دفینہ	۲۶۹
وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے	۲۷۰
غواصی سے حاصل کئے ہوئے موتی	۲۷۱
مال غنیمت	۲۷۲
وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے	۲۷۲
خمس کا مصرف	۲۷۲
زکوٰۃ کے احکام	۲۷۴
زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط	۲۷۴
گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ	۲۷۶
سونے کا نصاب	۲۸۰
چاندی کا نصاب	۲۸۰
اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ	۲۸۱
اونٹ کے نصاب	۲۸۲
گائے کے نصاب	۲۸۳

عنوانات	صفحہ
بھیڑ کا نصاب	۲۸۴
مال تجارت کی زکوٰۃ	۲۸۵
زکوٰۃ کا مصرف	۲۸۶
مستحقین زکوٰۃ کی شرائط	۲۸۹
زکوٰۃ کی نیت	۲۹۰
زکوٰۃ کے متفرق مسائل	۲۹۱
زکوٰۃ فطرہ	۲۹۳
زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل	۲۹۷
حج کے احکام	۲۹۸
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۳۰۲
خرید و فروخت کے احکام	۳۰۵
خرید و فروخت کے مستحبات	۳۰۵
مکروہ معاملات	۳۰۶
حرام معاملات	۳۰۶
ملاوٹ کے مختلف موارد ہوتے ہیں	۳۰۷
بیچنے والے اور خریدار کی شرائط	۳۱۱
جنس اور اس کے عوض کی شرائط	۳۱۳
خرید و فروخت کا صیغہ	۳۱۴
پھلوں کی خرید و فروخت	۳۱۴
نقد اور ادھار کے احکام	۳۱۵
معاملہ سلف کی شرائط	۳۱۶
معاملہ سلف کے احکام	۳۱۷

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا	۳۱۸
معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں	۳۱۹
متفرق مسائل	۳۲۲
شراکت کے احکام	۳۲۳
صلح کے احکام	۳۲۶
اجارہ کے احکام	۳۲۸
اجارہ پر دیئے جانے والے مال کی شرائط	۳۳۰
اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادے کی شرائط	۳۳۰
اجارہ کے متفرق مسائل	۳۳۲
جعالہ کے احکام	۳۳۵
مزارعہ کے احکام	۳۳۷
مساقات اور مغارسہ کے احکام	۳۳۹
وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے	۳۴۱
وکالت کے احکام	۳۴۲
قرض کے احکام	۳۴۴
حوالہ دینے کے احکام	۳۴۷
رہن کے احکام	۳۴۹
ضامن ہونے کے احکام	۳۵۰
کفالت کے احکام	۳۵۲
امانت کے احکام	۳۵۳
عاریہ کے احکام	۳۵۵
نکاح کے احکام	۳۵۷
احکام عقد	۳۵۸
نکاح پڑھنے کا طریقہ	۳۵۸

عنوانات	صفحہ
نکاح کی شرائط	۳۵۹
وہ صورتیں جن میں مرد یا عورت نکاح فسخ یا ختم کر سکتے ہیں	۳۶۱
وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے	۳۶۲
دائمی عقد کے احکام	۳۶۵
متعہ (معینہ مدت کا نکاح)	۳۶۷
نگاہ ڈالنے کے احکام	۳۶۹
مختلف ازدواجی مسائل	۳۷۱
دودھ پلانے کے احکام	۳۷۴
دودھ پلانے سے محرم بننے کی شرائط	۳۷۶
دودھ پلانے کے آداب	۳۷۹
دودھ پلانے کے مختلف مسائل	۳۷۹
طلاق کے احکام	۳۸۰
طلاق کی عدت	۳۸۲
وفات کی عدت	۳۸۴
طلاق بائن اور طلاق رجعی	۳۸۵
رجوع کرنے کے احکام	۳۸۵
طلاق خلع	۳۸۶
طلاق مبارات	۳۸۷
طلاق کے مختلف احکام	۳۸۷
غصب کے احکام	۳۸۹
گمشدہ مال پانے کے احکام	۳۹۲
حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام	۳۹۵
حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ	۳۹۶
حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط	۳۹۶

Presented by Ziaraat.Com

عنوانات	صفحہ
اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ	۳۹۸
حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات	۳۹۸
حیوانات کو ذبح کرنے کے مکروہات	۳۹۹
ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام	۳۹۹
شکاری کتے سے شکار کرنا	۴۰۱
مچھلی اور ٹڈی کا شکار	۴۰۳
کھانے پینے کی چیزوں کے احکام	۴۰۴
کھانا کھانے کے آداب	۴۰۶
وہ باتیں جو کھانا کھاتے وقت مذموم ہیں	۴۰۷
پانی پینے کے آداب	۴۰۸
وہ باتیں جو پانی پیتے وقت مذموم ہیں	۴۰۸
نذر اور عہد کے احکام	۴۰۸
قسم کھانے کے احکام	۴۱۲
وقف کے احکام	۴۱۴
وصیت کے احکام	۴۱۷
میراث کے احکام	۴۲۳
پہلے گروہ کی میراث	۴۲۴
دوسرے گروہ کی میراث	۴۲۵
تیسرے گروہ کی میراث	۴۲۹
بیوی اور شوہر کی میراث	۴۳۰
میراث کے مختلف مسائل	۴۳۲
جدید مسائل	۴۳۴
بینکوں میں رقم جمع کرانا/ قرض لینا	۴۳۴
بینک گارنٹی/ ایل سی	۴۳۷
(بینک کا) مال تجارت کی حفاظت کرنا	۴۳۹

عنوانات	صفحہ
مال متروکہ کی فروخت	۴۴۰
بینک کی کفالت/ بینک گارنٹی	۴۴۰
شیئرز کی خرید وفروخت	۴۴۲
قرض کے بونڈ کی فروخت	۴۴۲
ملکی وغیر ملکی حوالہ/ ڈرافٹ	۴۴۳
بینک کے انعامات	۴۴۶
پرونوٹ کی وصولی	۴۴۷
بیرونی کرنسی کی خرید وفروخت	۴۴۹
اضافہ برداشت (Over Draft)	۴۴۹
تنزیل برات	۴۴۹
بینک کی ملازمت	۴۵۳
انشورنس	۴۵۴
پگڑی	۴۵۶
قاعدۂ اقرار اور مقاصہ نوعی کے مسائل	۴۵۸
پوسٹ مارٹم	۴۶۲
پیوند کاری (Transplant)	۴۶۳
مصنوعی ذریعہ تولید (ٹیسٹ ٹیوب بے بی)	۴۶۴
فیملی پلاننگ	۴۶۵
حکومت کی بنائی ہوئی سڑکوں کا حکم	۴۶۷
نماز وروزہ کے (جدید) مسائل	۴۶۹
لاٹری کے ٹکٹ	۴۷۲
مضاربہ	۴۷۳
اعتکاف	۴۷۷
چند فقہی اصطلاحات	۴۸۵
شرعی اوزان اور اعشاری اوزان	۴۹۵

Presented by Ziaraat.Com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ

وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

وَاللَّعْنَةُ الدَّآئِمَةُ عَلٰى اَعْدَآئِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنَ الْاٰنَ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ

احکام تقلید

مسئلہ (۱) ہر مسلمان کے لئے اصول دین کو از روئے بصیرت جاننا ضروری ہے۔ اصول دین میں تقلید نہیں کی جاسکتی یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اصول دین میں کسی صاحب علم کی بات صرف اس وجہ سے مانے کہ وہ کہہ رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام کے صحیح عقائد پر یقین رکھتا ہو اور اس کا اظہار کرتا ہو اگرچہ یہ اظہار از روئے بصیرت نہ ہو تب بھی وہ مسلمان اور مومن ہے اور اس پر ایمان اور اسلام کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

جہاں تک دینی احکام کا تعلق ہے، ''مسلمہ اور قطعی امور'' کو چھوڑ کر باقی احکامات میں ضروری ہے کہ انسان یا تو خود مجتہد ہو تا کہ احکام کو دلیل کے ذریعے حاصل کر سکے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے یا از راہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسرے کہیں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر بعض مجتہد کسی عمل کو واجب اور بعض مستحب کہیں تو اسے بجالائے۔ لہٰذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں ان کے لئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

(۲) دینی احکامات میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتوے پر عمل کیا جائے اور ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد۔ بالغ۔ عاقل۔ شیعہ اثنا عشری۔ حلال زادہ۔ زندہ اور عادل ہو۔

عادل وہ شخص ہے جو ان تمام کاموں کو بجالائے جو اس پر واجب ہیں اور ان تمام کاموں کو ترک کرے جو اس پر حرام ہیں۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اس کے اہل محلہ، ہمسایوں یا ہم نشینوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر یہ بات معلوم ہو اگرچہ اجمالاً ہی سہی کہ درپیش مسائل میں مجتہدین کے فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس مجتہد کی تقلید کی جائے جو ''اعلم'' ہو یعنی اپنے زمانے کے دیگر مجتہدین کی نسبت

Presented by Ziaraat.Com

احکام الٰہی کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

(۳) مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) کسی انسان کو خود یقین آ جائے، مثلاً وہ ایسا شخص ہو جو خود صاحب علم ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۲) دو ایسے عالم اور عادل اشخاص جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں، بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل ان کی تردید نہ کریں، بلکہ کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد اہل خبرہ و اطلاع شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ کہ انسان کسی عقلائی طریقے سے کسی شخص کے مجتہد یا اعلم ہونے کا اطمینان حاصل کر لے۔ مثلاً کچھ ایسے اہل علم (اہل خبرہ) جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کی بات سے اطمینان بھی آ جاتا ہے، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

(۴) کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں:

(۱) خود مجتہد سے سننا۔ (۲) مجتہد کا فتویٰ بیان کرنے والے دو عادل اشخاص سے سننا۔ (۳) کسی ایسے شخص سے سننا جس کی بات پر اطمینان ہو۔ (۴) مجتہد کی کتاب (مثلاً توضیح المسائل) میں دیکھنا بشرطیکہ اس کتاب کی درستگی کے بارے میں اطمینان ہو۔

(۵) جب تک انسان کو یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتویٰ بدل چکا ہے وہ جو کچھ اُس کی کتاب میں لکھا ہوا ہے اُس پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتوے کے بدل جانے کا احتمال ہو تو تحقیق کرنا ضروری نہیں۔

(۶) اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے میں فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتوے پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ (یعنی مجتہد اعلم) فتویٰ نہ دے بلکہ یہ کہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ یوں عمل کیا جائے مثلاً احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد ایک پوری سورت پڑھے تو ضروری ہے کہ مقلد یا تو اس احتیاط پر، جسے احتیاط واجب یا لازم کہتے ہیں، عمل کرے یا کسی دوسرے مجتہد کے فتوے پر اعلم فالاعلم کا خیال رکھتے ہوئے عمل کرے۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرا مجتہد) فقط سورۂ الحمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسری سورت ترک کی جا سکتی ہے۔

جب مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں کہے کہ محل تأمل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۷) اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں فتویٰ دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط کا تذکرہ کرے مثلاً یہ کہے کہ نجس برتن آب کُر میں ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد ایسی احتیاط کو ترک کر سکتا ہے۔ اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

(۸) اگر وہ مجتہد جس کی ایک شخص تقلید کرتا ہے فوت ہو جائے تو جو حکم اس کی زندگی میں تھا وہی حکم اس کی وفات کے بعد بھی ہے۔ لہٰذا اگر مرحوم مجتہد، زندہ مجتہد کے مقابلے میں اعلم ہو تو وہ شخص جسے درپیش مسائل میں

Presented by Ziaraat.Com

دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگر چہ اجمالی طور پر علم ہو اسے مرحوم مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ضروری ہے اور اگر زندہ مجتہد اعلم ہو تو پھر زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اور اگر کسی ایک کا اعلم ہونا معلوم نہ ہو سکے یا دونوں علم میں برابر ہوں تو اگر ان دو میں سے کسی ایک کا زیادہ ورع وتقویٰ رکھنا ثابت ہو یعنی یہ کہ فتویٰ دینے میں زیادہ احتیاط کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اُس کی تقلید کی جائے اور اگر ایسا ثابت نہ ہو سکے تو اُس شخص کو اختیار ہے کہ ان دونوں مجتہدین میں سے کسی ایک کے فتوے کے مطابق عمل کر لے۔ البتہ ایسے موارد میں جہاں اجمالی علم حاصل ہو یا کسی شرعی تکلیف پر اجمالی دلیل قائم ہو جائے — مثلاً قصر اور تمام کے درمیان اختلافی مقامات — تو احتیاط واجب کی بنا پر دونوں کے فتوؤں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس مسئلے کے آغاز میں تقلید سے مراد معین مجتہد کے فتوے کی پیروی کرنے کو صرف اپنے اوپر لازم قرار دینا ہے نہ کہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا۔

(۹) مکلّف کے لئے وہ تمام مسائل سیکھنا لازم ہیں جن کے بارے میں احتمال ہے کہ نہ سیکھنے کی وجہ سے خدا کی معصیت میں مبتلا ہو سکتا ہے، یعنی کسی واجب کو ترک کرنے یا کسی حرام کو انجام دینے کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

(۱۰) اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے لیکن اگر اس مسئلے میں اسے اعلم کے فتوے تک رسائی حاصل نہ ہو سکے تو اعلم فالاعلم کا خیال رکھتے ہوئے غیر اعلم کی تقلید کر سکتا ہے۔

(۱۱) اگر کوئی شخص مجتہد کا فتویٰ کسی دوسرے شخص کو بتائے اور پھر مجتہد اپنا فتویٰ بدل دے تو اس کے لئے دوسرے شخص کو فتوے کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتویٰ بتانے کے بعد یہ معلوم ہو کہ فتویٰ بتانے میں غلطی ہو گئی ہے اور اس کی وجہ سے وہ شخص اپنے شرعی وظیفے کے خلاف عمل کرے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر جہاں تک ہو سکے اس غلطی کا ازالہ کرے۔

(۱۲) اگر کوئی مکلّف ایک مدت تک کسی کی تقلید کئے بغیر اعمال بجالاتا رہے، تو اگر اس کے اعمال حکم واقعی کے مطابق ہوں یا اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جس کی تقلید کرنا ابھی اس کی ذمہ داری ہے تو وہ اعمال صحیح تصور کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ بھی اگر وہ جاہل قاصر ہو اور اعمال کا نقص ارکان اور اسی کی مانند کے اعتبار سے نہ ہو تو بھی اس کے اعمال صحیح تصور کئے جائیں گے۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب جاہل مقصّر ہو اور عمل میں کوئی ایسا نقص ہو جو لاعلمی کی صورت میں معاف ہو، جیسے بلند آواز سے قرأت کی جگہ دھیمی آواز سے قرأت یا بالعکس، تو بھی اس کے اعمال صحیح مانے جائیں گے۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب اسے یہ معلوم نہ ہو کہ پچھلے اعمال کیفیت کے اعتبار سے صحیح تھے، تو بھی اس کے اعمال منہاج میں ذکر شدہ بعض موارد کے علاوہ صحیح تصور کئے جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

احکام طہارت

مطلق اور مضاف پانی

(۱۳) پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف۔ مضاف وہ پانی ہے جو کسی چیز سے حاصل کیا جائے۔ مثلاً تربوز کا پانی (ناریل کا پانی) گلاب کا عرق (وغیرہ)۔ اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے آلودہ ہو مثلاً ایسا پانی جو اس قدر مٹی یا اس جیسی چیز سے مخلوط ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جا سکے۔ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) کُر پانی (۲) قلیل پانی (۳) جاری پانی (۴) بارش کا پانی (۵) کنویں کا پانی۔

۱۔ کُر پانی

(۱۴) کُر وہ پانی ہے جس کے برتن کی گنجائش 36 کیوبک بالشت[1] ہو جو تقریباً 384 لیٹر ہوتا ہے۔

(۱۵) اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ لباس کُر پانی سے ملے، اگر یہ پانی نجاست کی بو، رنگ یا ذائقے کو قبول کر لے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہوگا۔

(۱۶) اگر کُر پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

(۱۷) اگر کوئی عین نجاست مثلاً خون ایسے پانی میں جا گرے جس کی مقدار ایک کر سے زیادہ ہو اور اس میں سے کچھ حصے کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس متصور ہوگا جس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

(۱۸) اگر فوارے کا پانی ایسے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کا پانی قطروں کی صورت میں گرے تو اسے پاک نہیں کرتا۔ البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے اور ضروری یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

---

[1] ایک بالشت کی لمبائی تقریباً 22 سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹) اگر نجس چیز کو کُر پانی سے متصل نل کے نیچے دھوئیں تو اگر اس چیز سے گرنے والا پانی بھی کُر سے متصل ہو اور اس میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو تو وہ پانی پاک ہے۔

(۲۰) اگر کُر پانی کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور کچھ حصہ پانی کی شکل میں باقی بچے جس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو جونہی کوئی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہوگا۔

(۲۱) اگر پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب یہ کُر سے کم ہو چکا ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کر پانی ہی کی ہوگی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس جو پانی ایک کر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہوگئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کُر سے کم ہی سمجھا جائے گا۔

(۲۲) پانی کا ایک کُر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہوسکتا ہے۔ (۱) انسان کو خود اس بارے میں یقین یا اطمینان ہو (۲) دو عادل مرد اس بارے میں خبر دیں۔ البتہ اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص یا وہ شخص جس کے اختیار میں پانی ہے اگر پانی کے کُر ہونے کی اطلاع دے، جبکہ اس خبر پر اطمینان نہ آسکے تو اس پر بھروسا کرنا محل اشکال ہے۔

۲۔ قلیل پانی

(۲۳) ایسے پانی کو قلیل پانی کہتے ہیں جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کر سے کم ہو۔

(۲۴) اگر قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔

البتہ اگر پانی نجس چیز پر اوپر سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے ملے گا نجس ہو جائے گا جتنا حصہ اس نجس چیز سے نہ ملے تو پاک رہے گا۔

(۲۵) جو قلیل پانی کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لئے ڈالا جائے تو ان مقامات پر جہاں نجس چیز ایک بار دھونے سے پاک نہیں ہوتی، وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ قلیل پانی جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد بنابر احتیاط لازم نجس ہے۔

(۲۶) جس قلیل پانی سے پیشاب یا پاخانے کے مخارج دھوئے جائیں وہ اگر کسی چیز کو لگ جائے تو پانچ شرائط کے ساتھ اسے نجس نہیں کرے گا:

(۱) پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہوا ہو۔ (۲) باہر سے کوئی نجاست اس سے نہ آملی ہو۔ (۳) پیشاب یا پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون خارج نہ ہوا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) پاخانے کے ذرّات پانی میں دکھائی نہ دیں۔ (۵) پیشاب یا پاخانے کے مخارج کے اطراف میں معمول سے زیادہ نجاست نہ لگی ہو۔

۳۔ جاری پانی

جاری پانی وہ ہوتا ہے (۱) جس کا ایک قدرتی منبع ہو (۲) جو بہہ رہا ہو، چاہے اسے کسی مصنوعی طریقے سے بہایا جارہا ہو (۳) اس میں کسی حد تک ہی سہی، تسلسل ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ پانی قدرتی ذخیرے سے متصل ہی ہو، لہٰذا اگر قدرتی طریقے سے وہ پانی کے ذخیرے سے جدا ہو مثلاً اگر پانی اوپر سے قطروں کی صورت میں ٹپک رہا ہو تو نیچے گر کر دوبارہ بہنے کی صورت میں اسے جاری ہی مانا جائے گا۔ ہاں! اگر کوئی چیز پانی کے ذخیرے سے اتصال میں رکاوٹ بن جائے مثلاً پانی کے بہاؤ یا ابال میں رکاوٹ بنے یا ذخیرے سے اتصال ہی توڑ دے تو باقی ماندہ پانی کو جاری نہیں مانا جائے گا، چاہے وہ پانی بہہ بھی رہا ہو۔

(۲۷) جاری پانی اگرچہ کر سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آملنے سے تب تک نجس نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

(۲۸) اگر نجاست جاری پانی سے آملے تو اسکی اتنی مقدار جس کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔ البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار کر سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کر جتنا ہو یا اس پانی کے ذریعے جس میں (بو، رنگ یا ذائقے کی) کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

(۲۹) اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت حال یہ ہو کہ جب اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ پانی، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا یعنی اگر نجاست اس سے آملے اور اس کی مقدار کُر سے کم ہو تو نجس ہو جاتا ہے۔

(۳۰) نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا۔

(۳۱) اگر ایک ایسا چشمہ ہو جو مثال کے طور پر سردیوں میں ابل پڑتا ہو لیکن گرمیوں میں خشک ہو جاتا ہو اسی وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔

(۳۲) اگر کسی (ترکی اور ایرانی طرز کے) حمام کے چھوٹے حوض کا پانی ایک کر سے کم ہو لیکن وہ ایسے مخزن سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

(۳۳) حمام اور بلڈنگ کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاوروں کے ذریعے بہتا ہے اگر اس مخزن کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کُر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کر پانی کے حکم میں شامل ہوگا۔

(۳۴) جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو لیکن زمین سے ابل نہ رہا ہو اگر وہ ایک کر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل

Presented by Ziaraat.Com

جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی اوپر سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہوگا۔

۴۔ بارش کا پانی

(۳۵) جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں ایک بار بارش کا پانی پہنچ جائے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن اور لباس پیشاب سے نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط واجب ان دو پر، دو بار بارش کا پانی پہنچنا ضروری ہے، البتہ قالین، لباس اور ان جیسی چیزوں کا نچوڑنا ضروری نہیں ہے لیکن ہلکی سی بوندا باندی کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

(۳۶) اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور دوسری جگہ رِسے لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہوا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے کے بعد رِسے اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بو، رنگ اور ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہوگا۔

(۳۷) اگر مکان کے اندونی یا اوپری چھت پر عین نجاست موجود ہو تو جب تک بارش اوپری چھت پر برس رہی ہو تو جو پانی نجاست کو چھو کر اندرونی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے وہ پاک ہے۔ لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجاست کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہوگا۔

(۳۸) جس نجس زمین پر بارش برس جائے وہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور بارش کے دوران ہی چھت کے نیچے کسی نجس مقام تک جا پہنچے تو اسے بھی پاک کر دے گا۔

(۳۹) نجس مٹی کے تمام اجزاء تک اگر بارش کا پانی پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، بشرطیکہ انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مٹی سے ملنے کی وجہ سے بارش کا پانی مضاف ہو چکا ہے۔

(۴۰) اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ ایک کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو بارش برسنے کے وقت اگر کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴۱) اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک قالین وغیرہ پر بارش برسے اور اس کا پانی برسنے کے وقت قالین سے نجس زمین پر پہنچ جائے تو قالین بھی نجس نہیں ہوگا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۵۔ کنویں کا پانی

(۴۲) ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کر سے کم ہو نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک اس نجاست سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴۳) اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا۔ البتہ احتیاط واجب کی بنا پر اس پانی کے پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ پانی کنویں سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

پانی کے احکام

(۴۴) مضاف پانی جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۳ میں بیان ہو چکے ہیں کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا۔ ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔

(۴۵) مضاف پانی کی مقدار اگرچہ ایک کر کے برابر ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرّہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر اوپر سے گرے تو اس کا جتنا حصہ نجس چیز سے متصل ہوگا نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہوگا وہ پاک ہوگا۔ مثلاً اگر عرق گلاب کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر چھڑکا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہوگا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہوگا۔

(۴۶) اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہوا ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

(۴۷) اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی متصور ہوگا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا یا نہیں تو وہ مضاف متصور ہوگا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہوگا۔

(۴۸) ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف، نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔ جونہی کوئی نجاست ایسے پانی میں پڑے گی اور وہ کُر سے کم ہو تو وہ پانی نجس ہو جائے گا اور اگر یہ کُر یا اس سے زیادہ ہوا تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہو جائے گا۔

(۴۹) ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آ پڑے اور اس کے بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ کُر کے برابر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو بلکہ اگر اس پانی کی بو، اس کا رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جائے جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مردار کی وجہ سے اس کی بو بدل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس ہو جائے گا۔

(۵۰) وہ پانی جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے اگر کر کے برابر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا کی وجہ سے بارش کا پانی اس پر گرے یا بارش کا پانی اس دوران جبکہ بارش ہو رہی ہو پرنالے سے اس پر گرے تو ان

Presented by Ziaraat.com

تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جانے پر ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن ضروری ہے کہ بارش کا پانی یا کُر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

(۵۱) اگر کسی نجس چیز کو کُر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو جس بار دھونے میں وہ چیز پاک ہونے والی ہے، اس وقت وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہوگا۔

(۵۲) جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں، وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں، وہ نجس ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

(۵۳) انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرمگاہوں کو ان لوگوں سے جو مکلّف ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح دیوانے اور بچے سے اگر ممیّز ہوں یعنی اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں، چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لئے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

(۵۴) اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے چھپانا لازم نہیں۔ مثلاً اگر ہاتھ سے بھی چھپالے تو کافی ہے۔

(۵۵) پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت احتیاط لازم کی بنا پر بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ قبلے کی طرف نہ ہو اور نہ ہی پشت قبلے کی طرف ہو۔

(۵۶) اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ روبقبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ کو بھی روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ موڑے۔

(۵۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ استبرا کے موقع پر، جس کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے، بدن کا اگلا حصہ نیز اگلی اور پچھلی شرمگاہوں کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ ہو۔

(۵۸) اگر کوئی شخص اس لئے کہ نامحرم اسے نہ دیکھے روبقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ پشت بقبلہ بیٹھ جائے۔

(۵۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لئے روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ بٹھائے۔

(۶۰) چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے:

(۱) بند گلی میں جبکہ وہاں رہنے والوں نے اس کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔ اسی طرح اگر گزرنے والوں کے لئے ضرر کا باعث ہو تو عمومی گلی کوچوں اور راستوں پر بھی رفع حاجت کرنا حرام ہے۔

(۲) اس جگہ میں جو کسی کی نجی ملکیت ہو جبکہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) ان جگہوں میں جو مخصوص لوگوں کے لئے وقف ہوں، مثلاً بعض مدرسے۔
(۴) مومنین کی قبروں پر جبکہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو بلکہ اگر بے حرمتی نہ بھی ہوتی ہو۔ ہاں! اگر زمین بالاصل مباح ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کے مقدسات کی توہین کا سبب بنے۔

(۶۱) تین صورتوں میں مقعد (پاخانہ خارج ہونے کا مقام) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے:
(۱) پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون باہر آیا ہو۔
(۲) کوئی بیرونی نجاست مقعد پر لگ گئی ہو، سوائے اس کے کہ خواتین میں پیشاب، پاخانے کے مخرج تک پہنچ جائے۔
(۳) مقعد کا اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گیا ہو۔

ان تین صورتوں کے علاوہ مقعد کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا، کپڑے یا پتھر یا ان ہی جیسی چیزوں سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

(۶۲) پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا اور اسے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو مرتبہ دھوئیں اور افضل یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

(۶۳) اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرّہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرّہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

(۶۴) پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا ان ہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے مقعد کو پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر ان میں معمولی نمی بھی ہو جو مقعد کو تر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۵) اگر مقعد کو پتھر یا ڈھیلے یا کپڑے سے ایک مرتبہ بالکل صاف کر دیا جائے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ انجام دیا جائے بلکہ جس چیز سے صاف کیا جائے اس کے بھی تین ٹکڑے ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا ضروری ہے کہ مقعد بالکل صاف ہو جائے۔ البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو عام طور پر دھوئے بغیر نہیں نکلتے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶۶) مقعد کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو مثلاً (کاپی یا اخبار کا) ایسا کاغذ جس پر اللہ اور نبیوں کے نام لکھے ہوں۔ مقعد کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۶۷) اگر ایک شخص کو شک ہو کہ مقعد پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد وہ عادتاً ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

(۶۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ نماز سے پہلے (پیشاب یا پاخانے کا) مخرج پاک کیا تھا یا نہیں تو اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہے لیکن آئندہ نمازوں کے لئے اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

استبراء

(۶۹) استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کرنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں تا کہ اطمینان ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا۔ اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہو جانے کے بعد اگر مقعد نجس ہو گیا ہو تو پہلے اسے پاک کرے اور پھر تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین دفعہ سپاری تک سونتے اور پھر تین دفعہ سپاری کو جھٹکے۔

(۷۰) وہ رطوبت جو کبھی کبھی شہوت ابھرنے پر مرد کے آلہ تناسل سے خارج ہوتی ہے اسے مذی کہتے ہیں، وہ پاک ہے۔ علاوہ ازیں وہ رطوبت جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتی ہے، جسے وذی کہا جاتا ہے یا وہ رطوبت جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور جسے ودی کہا جاتا ہے، اگر پیشاب اس سے نہ ملا ہو تو پاک ہے اور اگر کسی شخص نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہو اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین رطوبتوں میں سے کوئی ایک تو وہ بھی پاک ہے۔

(۷۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے پیشاب کے مخرج سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے نیز اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہوگا۔ لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ اس نے جو استبراء کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت خارج ہوا اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں، تو وہ پاک ہوگی اور اس کا وضو بھی باطل نہ ہوگا۔

(۷۲) اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے اطمینان ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہوا اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہوگا۔

(۷۳) اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کرے اور وضو کر لے، اگر وضو کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے۔ البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

(۷۴) عورت کے لئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے۔ پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس کے وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

(۷۵) ہر شخص کے لئے مستحب ہے کہ جب بھی رفع حاجت کے لئے جائے تو ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

(۷۶) رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے، لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے وقت ہوا کے رخ کے بالمقابل نیز گلی کوچوں، راستوں، مکان کے دروازوں کے سامنے اور میوہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے، لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں، بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(۷۸) پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

(۷۹) نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہلے اور منی نکلنے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاسات

(۸۰) دس چیزیں نجس ہیں:

(۱۔۲) پیشاب اور پاخانہ (۳) منی (۴) مُردار (۵) خون

(۶۔۷) کتا اور سور (۸) کافر (۹) شراب (۱۰) نجاست خور حیوان کا پسینہ

۱۔۲۔ پیشاب اور پاخانہ

(۸۱) انسان اور ہر حرام گوشت حیوان کہ جس کا خون جہندہ ہے (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلتا ہے) پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔ ہاں! ان حیوانوں کا پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے مگر ان کا خون اچھل کر نہیں نکلتا مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے اور اسی طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ یا آلائش بھی پاک ہے لیکن حرام گوشت حیوان کہ جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا

Presented by Ziaraat.Com

ہو، احتیاط لازم کی بنا پر اس کے پیشاب سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(۸۲) جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

(۸۳) نجاست خور حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اسی طرح اس بکری کے بچے کا پیشاب اور پاخانہ جس نے سورّنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے جس کی تفصیل کھانے پینے کے احکام میں آئے گی۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳۔ منی

(۸۴) مرد اور خون جہندہ رکھنے والے ہر نر حرام گوشت جانور کی منی نجس ہے۔ وہ رطوبت بھی منی کا حکم رکھتی ہے جو عورت کے بدن سے اس طرح شہوت کے ساتھ نکلے جو اس کی جنابت کا سبب بنے جس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۳۴۵ میں آئے گی۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ خون جہندہ رکھنے والے نر حلال گوشت جانور کی منی سے بھی اجتناب کیا جائے۔

۴۔ مُردار

(۸۵) انسان کی اور اچھلنے والا خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر) خود مرا ہو یا شرعی طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔

مچھلی چونکہ اچھلنے والا خون نہیں رکھتی اگرچہ پانی میں مر جائے تو بھی پاک ہے۔

(۸۶) لاش کے وہ اجزاء جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں۔ مثلاً اون، بال، رواں، ہڈیاں اور دانت۔

(۸۷) جب کسی انسان یا جہندہ خون والے حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران میں گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

(۸۸) اگر ہونٹوں یا بدن کی کسی اور جگہ سے باریک سی تہہ (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو اگر اس میں روح نہ ہو اور آسانی سے اکھڑ جائے تو وہ پاک ہے۔

(۸۹) مُردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے وہ پاک ہے چاہے اس کے اوپر کا چھلکا ابھی سخت نہ ہوا ہو لیکن اس کا چھلکا دھو لینا ضروری ہے۔

(۹۰) اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ (میمنا) گھاس کھانے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر مایہ جو اس کے شیردان میں ہوتا ہے پاک ہے لیکن اگر ثابت نہ ہو سکے کہ یہ عموماً مائع ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے ظاہر کو دھو لیا جائے جو مردار کے بدن سے مس ہو چکا ہے۔

(۹۱) دوائیاں، عطر، روغن (تیل، گھی) جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے، اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹۲) گوشت، چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے پاک ہے۔ لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر کے ہاتھ سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان کے ہاتھ سے لی گئی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے البتہ ایسے چمڑے پر نماز جائز ہے اور جو کچھ مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے خریدی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے خریدی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی خریدی ہوں اس گوشت اور چربی کا کھانا اس شرط پر جائز ہے کہ وہ مسلمان اس میں کوئی ایسا تصرف کرے جو حلال گوشت سے مخصوص ہے مثلاً اسے کھانے کے لئے بیچ دے۔

۵۔ خون

(۹۳) وہ خون جو انسان سے اور ہر اُس حیوان سے باہر نکلے جو رگ جہندہ رکھتا ہو (یعنی ایسا حیوان کہ اگر اُس کی رگ کاٹی جائے تو اس سے خون اچھل کر نکلتا ہو) نجس ہے۔ پس ایسے جانوروں مثلاً مچھلی اور مچھر کا خون جو اچھل کر نہیں نکلتا پاک ہے۔

(۹۴) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے اور ضروری مقدار میں اس کا خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (نکلنے والا) خون جانور کے سانس لینے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ نجس ہوگا۔

(۹۵) جس انڈے کی زردی میں خون کا ذرہ موجود ہو، احتیاط مستحب ہے کہ اس (زردی) سے پرہیز کیا جائے۔

(۹۶) وہ خون جو بعض اوقات دودھ دوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔

(۹۷) اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو اس لعاب دہن سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

(۹۸) جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کے نیچے جم جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو وہ پاک ہے اور اگر خون کہیں اور وہ ظاہر ہو جائے تو نجس ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے کہ خون بدن کا ظاہری حصہ سمجھا جا رہا ہو اور خون کو نکال کر وضو یا غسل کے لئے اس مقام کا پاک کرنا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے۔

(۹۹) اگر کسی شخص کو یہ پتا نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون جم گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

(۱۰۰) اگر کھانے میں اُبال کے وقت خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن احتیاط لازم کی بنا پر نجس ہو جائے گا۔ اور اُبال، حرارت اور آگ پاک کنندہ نہیں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰۱) وہ زرد مواد جو زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کے چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے (یعنی پیپ) اس کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہوگا۔

۶۔۷۔ کتا اور سُوّر

(۱۰۲) کتا اور سور نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۸۔ کافر

(۱۰۳) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت کا اقرار نہ کرتا ہو نجس ہے۔ اسی طرح غالی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا، امام میں حلول کر گیا ہے) اور خارجی و ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام سے دشمنی اور بغض کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اور اسی طرح وہ شخص جو کسی نبی کی نبوت یا ضروریات دین مثلاً نماز، روزہ میں سے کسی ایک کا ایسا انکار کرے جو جزوی طور پر ہی سہی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا سبب بنے، نجس ہے۔ البتہ اہل کتاب (یعنی یہودی، عیسائی اور مجوسی) پاک مانے جائیں گے۔

(۱۰۴) کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

(۱۰۵) اگر کسی نابالغ بچے کے ماں، باپ، دادا اور دادی کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ البتہ اگر وہ ممیز ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو پاک ہے لیکن اگر اپنے والدین سے منہ موڑ کر مسلمانوں کی طرف مائل ہو یا تحقیق کر رہا ہو تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگانا مشکل ہے۔ ہاں! اگر اس کے ماں، باپ، دادا اور دادی یا ان میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو تو مسئلہ نمبر ۲۱۰ میں آنے والی تفصیل کے مطابق وہ بچہ پاک ہوگا۔

(۱۰۶) اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں اور کوئی علامت اس کے مسلمان ہونے کی نہ ہو تو وہ پاک سمجھا جائے گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکامات کا اطلاق نہیں ہوگا، مثلاً وہ مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا ہے اور ضروری ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(۱۰۷) جو شخص (خانوادۂ رسالتؐ کے) بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے، وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

(۱۰۸) شراب نجس ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو مست کر دینے والی چیزیں نجس نہیں ہیں۔

(۱۰۹) صنعتی اور طبّی الکحل کی تمام اقسام پاک ہیں۔

(۱۱۰) اگر انگور کے رس میں خود بخود یا پکانے پر ابال آ جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا پینا حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ابلا ہوا انگور حرام ہے لیکن نجس نہیں۔

(۱۱۱) کھجور، منقیٰ، کشمش اور ان کے شیرے میں چاہے ابال آ جائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے۔

(۱۱۲) فُقّاع جو عام طور پر جَو سے تیار ہوتی ہے اور ہلکے نشے کا سبب بنتی ہے حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔ لیکن وہ آب جَو پاک اور حلال ہے جو کسی قسم کے نشے کا سبب نہیں بنتی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ

(۱۱۳) اس اونٹ کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو نجس ہے۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر اس قسم کے دوسرے حیوانات کا پسینہ بھی نجس ہے۔

(۱۱۴) جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی صحیح ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

(۱۱۵) کسی بھی چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) خود انسان کو یقین یا عقلی طریقے سے اطمینان ہو جائے کہ فلاں چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں لہٰذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپروا لوگ اور ایسے لوگ کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو اطمینان نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) کسی کے اختیار میں کوئی چیز ہو اور وہ اس چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے مثلاً کسی شخص کی بیوی یا نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کے اختیار میں ہے نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی۔

(۳) اگر دو عادل آدمی کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی بشرطیکہ وہ اس کے نجس ہونے کی وجہ بیان کریں۔ مثلاً کہیں کہ یہ چیز خون یا مثلاً پیشاب سے نجس ہوئی ہے۔ ہاں! اگر ایک عادل یا قابل اطمینان شخص اطلاع دے اور اس کی بات سے اطمینان نہ آئے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۱۱۶) اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان سکے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک۔ مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز

Presented by Ziaraat.Com

کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک شمار ہوگی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

(۱۱۷) اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہوگئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اسی طرح اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ نجس ہوگئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتا چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کونسا نجس ہوا ہے تو دونوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا وہ کپڑا جو اس کے زیر استعمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟

(۱۱۹) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز سے لگ جائے اور دونوں یا ان میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی تری دوسری تک پہنچ جائے تو پاک چیز نجس ہو جائے گی لیکن اگر واسطہ متعدد ہو جائے تو نجس نہیں ہوگی۔ مثلاً اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو اور یہ ہاتھ ایک نئی رطوبت کے ساتھ بائیں ہاتھ کو لگے تو بایاں ہاتھ نجس ہو جائے گا۔ اب اگر بایاں ہاتھ خشک ہونے کے بعد مثلاً تر لباس سے لگے تو وہ لباس بھی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اب وہ لباس کسی دوسری تر چیز کو لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوگی۔ ہاں! اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

(۱۲۰) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

(۱۲۱) ایسی دو چیزیں جن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سی پاک ہے اور کون سی نجس، اگر ایک پاک چیز تری کے ساتھ ان میں سے کسی ایک چیز کو چھو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے سوائے بعض صورتوں میں جیسے اس صورت میں جب ان دونوں کی سابقہ حالت، نجاست کی حالت ہو یا مثلاً اس صورت میں جب کوئی اور پاک چیز رطوبت کے ساتھ دوسری مشکوک چیز سے لگ جائے۔

(۱۲۲) اگر زمین، کپڑا یا ایسی دوسری چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔ یہی حکم کھیرے، خربوزے اور ان جیسی چیزوں کے بارے میں ہے۔

(۱۲۳) جب شیرے، تیل، (گھی) یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہوگا سارے کا سارا نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی صورت ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے اگرچہ بعد میں بھر جائے تو صرف وہی

Presented by Ziaraat.Com

حصہ نجس ہوگا جسے نجاست لگی ہے۔ لہٰذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے تو جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس اور باقی پاک ہوگی۔

(۱۲۴) اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندر ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں ایک تر پاک چیز پر جا بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

(۱۲۵) اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

(۱۲۶) جو بلغم ناک یا گلے سے خارج ہو اگر اس میں خون ہو تو بلغم میں جہاں خون ہوگا نجس اور باقی حصہ پاک ہوگا۔ لہٰذا اگر یہ بلغم منہ یا ناک کے باہر لگ جائے تو بدن کے جس مقام کے بارے میں یقین ہو کہ نجس بلغم اس پر لگا ہے نجس ہے اور جس جگہ کے بارے میں شک ہو کہ وہاں بلغم کا نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہوگا۔

(۱۲۷) اگر ایک ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس سے بہنے والا پانی آگے بہنا بند ہو کر لوٹے کے نیچے اس طرح جمع ہو جائے کہ لوٹے کے اندر والے پانی کے ساتھ اسے ایک ہی پانی کہا جا سکے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر لوٹے کا پانی تیزی کے ساتھ بہتا رہے تو نجس نہیں ہوگا۔

(۱۲۸) اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست آلود نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ چنانچہ اگر انیما کا سامان یا اس کا پانی مقعد میں داخل کیا جائے یا سوئی، چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست آلود نہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کے اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلود نہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

احکام نجاسات

(۱۲۹) قرآن مجید کی تحریر اور ورق کو نجس کرنا جب کہ یہ فعل بے حرمتی میں شمار ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر بے حرمتی کا پہلو نہ بھی نکلے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو نجس کرنا حرام اور پانی سے دھونا واجب ہے۔

(۱۳۰) اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہو تو جلد کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۱۳۱) قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مُردار پر رکھنا خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو اگر

Presented by Ziaraat.Com

قرآن مجید کی بے حرمتی کا باعث ہو تو حرام ہے۔

(۱۳۲) قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے۔ اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو کر یا چھیل کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دینا ضروری ہے۔

(۱۳۳) اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید واپس لے لینا واجب ہے۔

(۱۳۴) اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو، مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی امام علیہ السلام کا نام لکھا ہو بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب ہے خواہ اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہ کیا جائے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے، اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۳۵) نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے لیکن بچے یا دیوانے کو کھلانا پلانا جائز ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ نجس غذا کھائے پیئے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر کے کھائے تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

(۱۳۶) جو نجس چیز پاک کی جا سکتی ہو اسے بیچنے اور ادھار دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے نجس ہونے کے بارے میں جب یہ دو شرطیں موجود ہوں تو خریدنے یا ادھار لینے والے کو بتانا ضروری ہے:

(۱) جب اندیشہ ہو کہ دوسرا فریق کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہو گا مثلاً اس (نجس چیز) کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بتانا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً لباس کے نجس ہونے کے بارے میں بتانا ضروری نہیں جسے پہن کر دوسرا فریق نماز پڑھے گا کیونکہ لباس کا پاک ہونا شرط واقعی نہیں ہے۔

(۲) جب بیچنے یا ادھار دینے والے کو احتمال ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل کرے گا اور اگر وہ جانتا ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل نہیں کرے گا تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے۔

(۱۳۷) اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

(۱۳۸) اگر گھر کا کوئی حصہ یا قالین (دری وغیرہ) نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور صاحب خانہ اس کا باعث ہوا ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جو گزشتہ مسئلے میں بیان ہوئی ہیں ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

(۱۳۹) اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتا چلے کہ غذا نجس ہے تو گزشتہ دوسری شرط کے ساتھ ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو اس بات کا علم ہو جائے تو

Presented by Ziaraat.Com

اس کے لئے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ ان کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجاست میں مبتلا ہو کر واجب احکام کی مخالفت کا مرتکب ہوگا تو ان کو بتانا ضروری ہے۔

(۱۴۰) اگر کوئی ادھار لی ہوئی چیز نجس ہو جائے تو اس کے مالک کو دو شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۱۳۶ میں بیان ہوئی ہیں آگاہ کرے۔

(۱۴۱) اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا کہے کہ اس نے کسی چیز کو پانی سے دھولیا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر بچہ ممیز ہو اور نجاست و طہارت کو بخوبی سمجھتا ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا بچے کا قول اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قابل قبول ہوتی ہے اور یہی حکم ہے جبکہ بچہ کہے کہ وہ چیز نجس ہے۔

مطہرات

(۱۴۲) بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

(۱) پانی (۲) زمین (۳) سورج (۴) استحالہ
(۵) انقلاب (۶) انتقال (۷) اسلام (۸) تبعیت
(۹) عین نجاست کا زائل ہو جانا (۱۰) نجاست خور حیوان کا استبراء
(۱۱) مسلمان کا غائب ہو جانا (۱۲) ذبیحہ کے بدن سے خون کا نکل جانا

ان کے احکام تفصیل کے ساتھ آگے بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ پانی

(۱۴۳) پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے:

(۱) پانی مطلق ہو۔ مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرقِ بیدِ مشک نجس چیز کو پاک نہیں کرتا۔

(۲) پانی پاک ہو۔

(۳) نجس چیز کو دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے۔ جس دھونے کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی موجود نہ ہو لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو اور پانی کی بو، رنگ اور ذائقہ بدل جائے) تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی چیز کُر پانی یا قلیل پانی سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو، رنگ اور ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری

Presented by Ziaraat.Com

دفعہ استعمال کئے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴) نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست کے ذرات باقی نہ رہیں۔

نجس چیز کو قلیل پانی یعنی ایک کر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں ہوگا۔

(۱۴۴) نجس برتن کے اندرونی حصے کو قلیل پانی سے تین دفعہ دھونا ضروری ہے نیز کُر، جاری اور بارش کے پانی کا بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے اور جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور مائع چیز پی ہو اسے پہلے پاک مٹی سے مانجھنا چاہئے پھر اس برتن سے مٹی کو دور کرنا چاہئے، اس کے بعد قلیل یا کُر یا جاری پانی سے دو دفعہ دھونا چاہئے۔ اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو تو اسے دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھ لینا ضروری ہے اور اگر کتے کا لعاب کسی برتن میں گر جائے یا اس کے بدن کا کوئی اور حصہ اس (برتن) سے لگے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے مٹی سے مانجھے اور اس کے بعد تین دفعہ پانی سے دھوئے۔

(۱۴۵) جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو ضروری ہے کہ اس میں مٹی ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ مٹی برتن کے تمام اطراف میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد اسے اسی ترتیب کے مطابق دھوئیں جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے۔

(۱۴۶) جس برتن کو سور نے چاٹا ہو یا اس میں سے کوئی مائع چیز پی لی ہو یا اس برتن میں صحرائی چوہا مر گیا ہو تو اسے قلیل یا کُر یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں۔

(۱۴۷) جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ اگرچہ کُر یا جاری پانی یا ان کی مانند پانی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے۔

(۱۴۸) ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو اگر کُر یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جس جگہ وہ پانی پہنچے گا پاک ہو جائے گی اور اگر اس برتن کے باطنی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کُر یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہئے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے اور اگر اس برتن میں کوئی ایسی نمی ہو جو پانی کے باطنی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا ضروری ہے اور پھر برتن کو کر یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہئے۔

(۱۴۹) نجس برتن کو قلیل پانی سے دو طریقے سے دھویا جا سکتا ہے:

(پہلا طریقہ) برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور خالی کر دیا جائے۔

(دوسرا طریقہ) برتن میں تین دفعہ کچھ مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

(۱۵۰) اگر بڑا برتن مثلاً دیگ یا مرتبان نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور خالی کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی انڈیلیں کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہہ میں جو پانی جمع ہو جائے اس کو نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے

Presented by Ziaraat.Com

گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے بھی دھولیا جائے۔

(۱۵۱) اگر نجس تانبے اس جیسی چیزوں کو پگھلا کر پانی سے دھولیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

(۱۵۲) اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے ایک مرتبہ یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے تو تنور پاک ہو جائے گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ یہ عمل دو دفعہ کیا جائے اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق اس میں ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے تا کہ پانی اس میں جمع ہو سکے پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور اس کے بعد گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر دیا جائے۔

(۱۵۳) اگر کسی نجس چیز کو کُر یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور قالین یا دری اور لباس اور ان کی مانند کو پاک کرنے کے لئے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا ضروری نہیں ہے اور اگر بدن یا لباس پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے کر یا اس کی مانند پانی سے دو دفعہ دھونا لازم ہے البتہ جاری پانی میں ایک بار دھونا کافی ہے۔

(۱۵۴) اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو قلیل پانی سے دھونا مقصود ہو تو اگر اس پر ایک دفعہ پانی بہا دیں اور اس سے پیشاب جدا ہو جائے تو اس صورت میں کہ پیشاب اس چیز میں باقی نہ رہے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ البتہ لباس اور بدن پر دو دفعہ پانی بہانا ضروری ہے تا کہ پاک ہو جائیں اور لباس، قالین، دری اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کو ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہئے تا کہ غسالہ ان میں سے نکل جائے۔ (غسالہ یا دھوون اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل جانے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے)۔

(۱۵۵) اگر کوئی چیز ایسے شیر خوار لڑکے یا لڑکی کے پیشاب سے نجس ہو جائے جس نے کوئی غذا کھانا شروع نہ کی ہو اگر اس پر ایک دفعہ پانی، اگرچہ کم ہو، اس طرح ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس، قالین اور دری وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

(۱۵۶) اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو اگر نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ قلیل پانی اس پر ڈالا جائے اور اس سے جدا ہو جائے تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑنا ضروری ہے تا کہ ان کا دھوون نکل جائے۔

(۱۵۷) اگر کسی نجس چٹائی کو جو دھاگوں سے بنی ہوئی ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبو دیا جائے تو عین نجاست دور ہونے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی لیکن اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں تا کہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵۸) اگر گندم، چاول وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کُر یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا۔ انہیں قلیل پانی سے بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو کُر یا جاری پانی کے ان چیزوں کے اندر تک پہنچنے پر یہ پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۵۹) اگر صابن کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو اسے پاک کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس کا باطنی حصہ نجس ہو جائے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے باطنی حصے تک سرایت کر گیا ہے یا نہیں تو اُس کا باطنی حصہ پاک ہوگا۔

(۱۶۰) اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے اگر اس کو کسی پاک پیالے یا اس کے مثل کسی چیز میں رکھیں اور ایک دفعہ اس پر پانی ڈالیں اور پھینک دیں تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور اگر کسی نجس برتن میں رکھیں تو یہ کام تین دفعہ انجام دینا ضروری ہے اور اس صورت میں وہ برتن بھی پاک ہو جائے گا اور اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی ڈالا جائے اسے نچوڑنا ضروری ہے اور برتن کو الٹ دینا چاہئے تاکہ جو غسالہ اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہہ جائے۔

(۱۶۱) اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی چیز سے رنگا گیا ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے اور کپڑے کے رنگ کی وجہ سے پانی مضاف ہونے سے قبل تمام جگہ پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اور اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

(۱۶۲) اگر کپڑے کو کُر یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں کائی وغیرہ کپڑے میں نظر آئے اور یہ احتمال نہ ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

(۱۶۳) اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ذرہ یا صابن اس میں نظر آئے اور احتمال نہ ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوا ہے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا صابن کے باطن میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی اور صابن کا ظاہری حصہ پاک اور اس کا باطنی حصہ نجس ہوگا۔

(۱۶۴) جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہوگی لیکن اگر بو یا نجاست کا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہوگا۔

(۱۶۵) اگر کُر یا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر بدن پیشاب سے نجس ہوا ہو تو اس صورت میں بنابر احتیاط واجب آب کُر سے ایک دفعہ دھونے سے پاک نہیں ہوگا لیکن پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر پانی کے اندر ہی بدن پر اس طرح ہاتھ پھیر لے کہ پانی بدن سے جدا ہو کر دوبارہ بدن تک پہنچ جائے تو کافی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۶۶) اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے اگر پانی منہ میں یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۶۷) اگر سر یا چہرے کے بالوں کو قلیل پانی سے دھویا جائے اگر بال گھنے نہ ہوں تو غسالہ جدا کرنے کے لئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں کیونکہ پانی معمول کے مطابق خود جدا ہو جاتا ہے۔

(۱۶۸) اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ قلیل پانی سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نجس مقام کے اطراف کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ نجس مقام کو دھونے کے ساتھ ہی پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی اور اسی طرح پاک پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

(۱۶۹) جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جا سکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس یا برتن کی ہے جس پر معمولی سی چکنائی ہو جو پانی کو ان تک پہنچنے سے نہ روکے۔

(۱۷۰) اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور اگر برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو چکنائی دور کرنی چاہئے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

(۱۷۱) جو نل کُر پانی سے متصل ہو وہ کُر کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۷۲) اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہو گئی ہے لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پانی سے دھولیا جائے تاکہ یقین آ جائے کہ عین نجاست دور ہو گئی ہے۔

(۱۷۳) وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۷۴) ایسی زمین جس کا فرش پتھر اور اینٹوں کا ہو اور ایسی سخت زمین کہ جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو اگر نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی ڈالا جائے کہ بہنے لگے اور اگر وہ پانی اوپر سے ڈالا جائے کسی گڑھے وغیرہ سے باہر نہ نکل سکے اور ایک جگہ جمع ہو جائے تو اس جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمع شدہ پانی کو کپڑے یا برتن کی مدد سے باہر نکال دیا جائے۔

(۱۷۵) اگر معدنی نمک کا ڈلا یا اس جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے۔

(۱۷۶) اگر پگھلی ہوئی نجس شکر سے قند بنالیں اور اسے کُر یا جاری پانی میں رکھ دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ زمین

(۱۷۷) زمین، پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے حصے کو چار شرطوں سے پاک کرتی ہے:

(۱) یہ کہ زمین پاک ہو۔

(۲) یہ کہ زمین خشک ہو۔

(۳) احتیاط لازم کی بنا پر نجاست زمین سے لگی ہو۔

(۴) عین نجاست مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز مثلاً متنجس مٹی جو پاؤں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے میں لگی ہو وہ راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے لیکن اگر عین نجاست زمین پر چلنے یا زمین پر رگڑنے سے پہلے ہی دور ہو گئی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر پاک نہیں ہوں گے۔ نیز یہ ضروری ہے کہ زمین مٹی یا پتھر یا اینٹوں کے فرش یا ان سے ملتی جلتی چیز پر مشتمل ہو اور قالین، دری، چٹائی، گھاس پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتے کا نجس حصہ پاک نہیں ہوتا۔

(۱۷۸) پاؤں کا تلوا یا جوتے کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کے بنے ہوئے فرش پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

(۱۷۹) پاؤں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لئے بہتر ہے کہ پندرہ ذراع[1] یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ذراع سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

(۱۸۰) پاک ہونے کے لئے پاؤں یا جوتے کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۸۱) جب پاؤں یا جوتے کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتی ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۸۲) اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کے راستہ چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے۔ یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے، چوپائے کے نعل، موٹر گاڑیوں، گھوڑا گاڑیوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کے پہیوں کی ہے۔

(۱۸۳) اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو، رنگ یا باریک ذرے جو نظر نہ آئیں پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

---

[1] کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا فاصلہ ایک ذراع کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک متوسط انسان کے اعتبار سے ذراع کی مقدار لگ بھگ ۴۶ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۴) جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے مگر یہ کہ موزے کا نچلا حصہ چمڑے یا چمڑے سے ملتی جلتی چیز سے بنا ہو اور اسے پہن کر چلنے کا رواج بھی ہو (تو وہ زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے گا)۔

۳۔ سورج

(۱۸۵) سورج۔ زمین، عمارت اور دیوار کو پانچ شرطوں کے ساتھ پاک کرتا ہے:

(۱) نجس چیز اس طرح تر ہو کہ اگر دوسری چیز اس سے لگے تو تر ہو جائے۔ لہٰذا اگر وہ چیز خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہئے تاکہ دھوپ سے خشک ہو۔

(۲) اس میں کوئی عین نجاست باقی نہ رہ گئی ہو۔

(۳) کوئی چیز دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ پس اگر دھوپ پردے، بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی۔ البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی لیکن اگر کیفیت یہ ہو کہ یہ کہا جا سکے کہ یہ نجس چیز دھوپ سے خشک ہوئی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۵) عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے دھوپ سے ایک ہی مرتبہ خشک ہو جائے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر پڑے اور اس کا اوپری حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا اوپری حصہ پاک ہوگا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

(۱۸۶) سورج، نجس چٹائی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر اس کی بناوٹ میں دھاگے استعمال ہوئے ہوں تو انہیں پاک نہیں کرتا۔ اسی طرح درخت، گھاس اور دروازے، کھڑکیاں سورج سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۸۷) اگر دھوپ نجس زمین پر پڑے، بعد ازاں شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہوگی اور یہی حکم ہے اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں اور اگر شک پیدا ہو کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر زمین کا پاک ہونا محل اشکال ہے۔

(۱۸۸) اگر دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔ لیکن اگر ایک دن اس کے ظاہری حصے کو خشک کرے اور اگلے دن باطنی حصے کو خشک کرے تو صرف اس کا ظاہری حصہ پاک ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۔ استحالہ

(۱۸۹) اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا (نجس آٹے کی) روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

(۱۹۰) مٹی کا کوزہ اور اسی کی مانند چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں نجس ہیں لیکن وہ کوئلہ جو نجس لکڑی سے تیار کیا جائے اگر اس میں (لکڑی کی) سابقہ حقیقت کی کوئی خاصیت باقی نہ رہے تو وہ پاک ہے اور اگر نجس مٹی کو آگ میں پکا کر ٹائل یا اینٹ بنالیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔

(۱۹۱) ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

(۱۹۲) اگر شراب خود بخود یا کوئی چیز ملانے سے مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۹۳) وہ شراب جو نجس انگور یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے تیار کی گئی ہو یا کوئی نجس چیز شراب میں گر جائے تو سرکہ بن جانے سے پاک نہیں ہوتی۔

(۱۹۴) نجس انگور، نجس کشمش اور نجس کھجور سے جو سرکہ تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

(۱۹۵) اگر انگور یا کھجور کے ڈنٹھل بھی ان کے ساتھ ہوں اور سرکہ ڈالا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن اور ان جیسی چیزیں ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں مگر یہ کہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ پیدا ہو جائے۔

(۱۹۶) اگر انگور کے رس میں، آگ پر رکھنے سے یا خود بخود ابال آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ اتنا ابل جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ نشہ آور ہے جیسا کہ بعض کا کہنا ہے کہ خود بخود ابال آجانے پر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر صرف اسی صورت میں پاک ہو سکتا ہے جب سرکہ بن جائے۔ مسئلہ (۱۱۰) میں بتایا جا چکا ہے کہ انگور کا رس ابال آنے پر نجس نہیں ہوتا۔

(۱۹۷) اگر انگور کے رس کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو اگر لوگ اسے انگور کا رس کہیں، شیرہ نہ کہیں تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۸) اگر انگور کے رس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش آجائے اور جب انسان کو یقین نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہو گیا ہے تو وہ حلال نہیں ہوتا۔

(۱۹۹) اگر کچے انگور کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو رس اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا رس نہ کہیں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

(۲۰۰) اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن وہ اس چیز میں گھل مل کر ختم نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

(۲۰۱) اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اس کا ایسی دیگ میں ڈالنا بھی جائز ہے جس میں جوش نہ آیا ہو۔

(۲۰۲) جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کچے انگور ہیں یا پکے انگور، اگر اس میں جوش آجائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

(۲۰۳) اگر انسان یا ایسے حیوان کہ اگر اس کی گردن کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے کا خون، کوئی ایسا حیوان چوس لے جس میں عرفاً خون نہیں ہوتا، وہ خون اس حیوان کے بدن کا جز بن جانے کے قابل ہو، مثلاً مچھر، انسان یا حیوان کے بدن سے خون چوسے تو وہ خون پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں۔ لیکن علاج کی غرض سے انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ معلوم نہیں ہے کہ وہ جونک کے بدن کا حصہ بن جائے گا، لہٰذا نجس ہی رہتا ہے۔

(۲۰۴) اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور وہ خون جو مچھر نے چوسا ہو اس کے بدن سے نکلے تو وہ خون پاک ہے کیونکہ وہ خون اس قابل تھا کہ مچھر کی غذا بن جائے، اگرچہ مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیان وقفہ بہت کم ہو۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس خون سے اس حالت میں پرہیز کرے۔

۷۔ اسلام

(۲۰۵) اگر کوئی کافر شہادتین (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم النبیین حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیدے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور اگرچہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے نجس کے حکم میں تھا لیکن مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا اور اس مقام کو پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے

Presented by Ziaraat.Com

سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

(۲۰۶) ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا گیلا لباس اس کے بدن سے چھو گیا ہو تو اس کے مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو یا نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۲۰۷) اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید اور رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے (یعنی وہ پاک ہے)۔

۸۔ تبعیت

(۲۰۸) تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

(۲۰۹) اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (شراب کے برتن) پر رکھی جاتی ہے اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی بیرونی سطح اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس سطح سے پرہیز کیا جائے۔

(۲۱۰) کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے:

(۱) جو کافر مرد مسلمان ہو جائے اس کا بچہ طہارت میں اس کے تابع ہے اور اسی طرح بچے کا دادا یا ماں یا دادی مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس صورت میں بچے کی طہارت کا حکم اس سے مشروط ہے کہ بچہ اس نو مسلم کے ساتھ اور اس کے زیر کفالت ہو نیز بچے کا کوئی اور زیادہ قریبی کافر رشتہ دار اس بچے کے ہمراہ نہ ہو۔

(۲) جس کافر بچے کو کسی مسلمان نے قید کر لیا ہو اور اس بچے کے باپ یا دادا پر دادا میں سے کوئی ایک بھی اس کے ہمراہ نہ ہو۔

ان دونوں صورتوں میں بچے کے تبعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جب باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

(۲۱۱) وہ تختہ یا سل جس پر میت کو غسل دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جاتی ہے نیز غسال کے ہاتھ، یہ تمام چیزیں جو میت کے غسل کے ساتھ دھل جاتی ہیں، غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

(۲۱۲) اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو

Presented by Ziaraat.Com

جاتا ہے جو اس چیز کے ساتھ دھل گیا ہے۔

(۲۱۳) اگر لباس یا اس جیسی کسی چیز کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو تا کہ جس پانی سے دھویا گیا ہے اس کا دھوون نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۲۱۴) جب نجس برتن کو قلیل پانی سے دھویا جائے تو جو پانی برتن کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس کے بہہ جانے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹۔ عین نجاست کا دور ہونا

(۲۱۵) اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے۔ یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں کی ہے، مثلاً منہ یا ناک اور کان کے اندرونی حصے کہ وہ باہر سے نجاست لگنے سے نجس ہو جائیں گے اور جب نجاست دور ہو جائے تو پاک ہو جائیں گے لیکن داخلی نجاست مثلاً دانتوں کے ریخوں سے خون نکلنے سے بدن کا اندرونی حصہ نجس نہیں ہوتا اور یہی حکم ہے جب کسی خارجی چیز کو بدن کے اندرونی حصے میں نجاست داخلی لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوتی۔ اس بنا پر اگر مصنوعی دانت منہ کے اندر دوسرے دانتوں کے ریخوں سے نکلے ہوئے خون سے آلودہ ہو جائیں تو ان دانتوں کو دھونا لازم نہیں ہے لیکن اگر ان مصنوعی دانتوں کو نجس غذا لگ جائے تو ان کو دھونا لازم ہے۔

(۲۱۶) اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا لگی رہ جائے اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے تو وہ غذا خون ملنے سے نجس نہیں ہوگی۔

(۲۱۷) ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں وہ اندرونی حصے کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر اس اندرونی حصے میں خارج سے کوئی نجاست لگ جائے تو اس اندرونی حصے کو دھونا ضروری نہیں ہے لیکن وہ مقامات جن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی، اگر خارج سے نجاست ان مقامات پر لگ جائے تو انہیں دھونا ضروری ہے۔

(۲۱۸) اگر نجس مٹی یا دھول کپڑے یا خشک قالین، دری یا ایسی ہی کسی اور چیز کو لگ جائے اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس مٹی کی یقینی مقدار اس سے الگ ہو جائے تو وہ لباس اور فرش پاک مانے جائیں گے اور انہیں دھونا بھی ضروری نہیں۔

۱۰۔ نجاست خور حیوان کا استبراء

(۲۱۹) جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا ضروری ہے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور

Presented by Ziaraat.Com

پاک غذا دیں حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جا سکے اور احتیاط مستحب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو بیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو سات یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے۔ اگرچہ مقررہ مدت گزرنے سے پہلے بھی انہیں نجاست کھانے والے حیوان نہ کہا جا رہا ہو۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

(۲۲۰) اگر بالغ یا طہارت و نجاست کی سمجھ رکھنے والے مسلمان کا بدن یا لباس یا دوسری اشیاء مثلاً برتن اور دری وغیرہ جو اُس کے استعمال میں ہوں نجس ہو جائیں اور پھر وہ وہاں سے چلا جائے اور پھر انسان کو اس بات کا عقلی احتمال ہو کہ اس نے یہ چیزیں دھو لی ہیں تو وہ پاک ہوں گی۔

(۲۲۱) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کی گواہی دیں اور گواہی میں اس سبب کو بیان کریں جس سے وہ چیز پاک ہوئی ہو، مثلاً یہ گواہی دیں کہ پیشاب سے نجس شدہ فلاں لباس کو دو بار دھویا گیا ہے تو وہ چیز پاک ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص جس کے پاس کوئی نجس چیز ہو کہے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے اور وہ غلط بیاں نہ ہو یا کسی مسلمان نے ایک نجس چیز کو پاک کرنے کی غرض سے دھویا ہو تو چاہے یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح سے دھویا ہے یا نہیں تو وہ چیز بھی پاک ہے۔

(۲۲۲) اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

(۲۲۳) اگر کسی طہارت و نجاست کے معاملے میں شکی مزاج شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا یقین ہی نہ آئے اگر وہ اس چیز کو معمول کے مطابق دھو لے تو کافی ہے۔

۱۲۔ ذبیحہ کے بدن سے خون کا نکل جانا

(۲۲۴) جیسا کہ مسئلہ ۹۴ میں بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے بعد اس کے بدن سے معمول کے مطابق (ضروری مقدار میں) خون نکل جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۲۲۵) مذکورہ بالا حکم (جس کا بیان مسئلہ ۲۲۴ میں ہوا ہے) احتیاط واجب کی بنا پر اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

برتنوں کے احکام

(۲۲۶) جو برتن کتے، سور یا مُردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا جبکہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو، حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے، سور اور مُردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

(۲۲۷) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کو کسی طرح بھی استعمال کرنا حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور ان کی خرید و فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۸) استکان (شیشے کا چھوٹا سا گلاس جس میں قہوہ پیتے ہیں) کا ہولڈر جو سونے یا چاندی سے بنا ہوا ہو اگر اسے برتن کہا جائے تو وہ سونے، چاندی کے برتن کا حکم رکھتا ہے اور اگر اسے برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۲۹) ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

(۲۳۰) اگر کسی دھات کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور وہ دھات اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۱) اگر غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے تو اگر دوسرا برتن عام طور پر پہلے برتن میں کھانے کا ذریعہ شمار نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۳۲) حقے کے چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا، تلوار، چھری یا چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے یا چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب یہ ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطر دانی، سرمہ دانی استعمال نہ کی جائیں۔

(۲۳۳) مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے مجبوری ختم ہو جائے لیکن اس سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

(۲۳۴) ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز سے بنا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وضو

(۲۳۵) وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

(۲۳۶) چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخری کنارے تک دھونا ضروری ہے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آ جائے اسے دھونا ضروری ہے۔ اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہے اور اگر انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تو یقین کرنے کے لئے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے دھونا بھی ضروری ہے۔

(۲۳۷) اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے دیکھنا چاہئے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے۔ علاوہ ازیں اگر اس کی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو بھی ضروری ہے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھو ڈالے۔

(۲۳۸) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوؤں، آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو ضروری ہے کہ وضو سے پہلے تحقیق کر لے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کر لے۔

(۲۳۹) اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا ضروری ہے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(۲۴۰) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۴۱) ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تو واجب ہے کہ ان اعضاء کا کچھ اضافی حصہ بھی دھولے تا کہ اسے یقین ہو جائے اور جس شخص کو اس بات کا علم نہ تھا اگر اس نے جو وضو کیا ہے اس میں ضروری حصے دھونے یا نہ دھونے کے بارے میں نہ جانتا ہو تو اس وضو سے اس نے جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲۴۲) ضروری ہے کہ ہاتھوں کو اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر چہرے کو اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہوگا۔

(۲۴۳) اگر ہتھیلی پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیری جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے پورے چہرے اور ہاتھوں پر پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔ ان پر پانی کا بہنا ضروری نہیں۔

(۲۴۴) چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ کہنی سے انگلیوں کے سروں تک دھونا ضروری ہے۔

(۲۴۵) اگر انسان کو یقین نہ ہو کہ کہنی کو پوری طرح دھولیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لئے کہنی سے اوپر کا کچھ حصہ دھونا بھی ضروری ہے۔

(۲۴۶) جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو ضروری ہے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر وہ صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

(۲۴۷) وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا ایک دفعہ دھونا واجب، دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ ایک دفعہ دھونا اس وقت مکمل ہوگا جب وضو کی نیت سے اتنا پانی چہرے یا ہاتھ پر ڈالے کہ وہ پانی پورے چہرے یا ہاتھ پر پہنچ جائے اور احتیاط کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ لہٰذا اگر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے دس بار بھی چہرے پر پانی ڈالے تا کہ پانی تمام مقامات تک پہنچ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب تک وضو کرنے یا چہرہ دھونے کی نیت نہ کرے پہلی بار دھونا شمار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اگر چاہے تو چند بار چہرے کو دھولے اور آخری بار چہرہ دھوتے وقت وضو کی نیت کرلے لیکن دوسری دفعہ دھونے میں نیت کا معتبر ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ ایک مرتبہ چہرے یا ہاتھوں کو دھو لینے کے بعد دوسری بار دھونے کے لئے ایک بار سے زیادہ نہ دھوئے اگر چہ وضو کی نیت سے نہ بھی ہو۔

(۲۴۸) دونوں ہاتھ دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے پانی کی اس تری سے کرنا چاہئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسح دائیں ہتھیلی سے کیا جائے اور اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

(۲۴۹) سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہئے۔ اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں

Presented by Ziaraat.Com

ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور چوڑائی میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

(۲۵۰) یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی کے سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو چہرے پر آ گریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو ضروری ہے کہ وہ بالوں کی جڑوں پر مسح کرے اور اگر وہ چہرے پر آ گرنے والے یا دوسرے حصوں کے بالوں کو سر کے اگلے حصے میں جمع کر کے ان پر مسح کرے تو ایسا مسح باطل ہے۔

(۲۵۱) سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی ایک انگلی کے سرے سے لیکر پاؤں کے جوڑ تک مسح کرنا ضروری ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر پاؤں کے اوپر ابھار تک مسح کرنا کافی نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

(۲۵۲) پاؤں پر مسح چوڑائی میں جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپری حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

(۲۵۳) ضروری نہیں ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے اوپر کھینچے بلکہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

(۲۵۴) سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچنا ضروری ہے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر چلائے تو باطل ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۵) جس جگہ کا مسح کرنا ہو ضروری ہے کہ وہ خشک ہو۔ اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے۔ لیکن اگر اس پر نمی ہو یا تری اتنی کم ہو کہ وہ ہتھیلی کی تری سے ختم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۶) اگر مسح کرنے کے لئے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اپنی داڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کر لے۔ داڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

(۲۵۷) اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لئے کافی ہو تو احتیاط واجب ہے کہ سر کا مسح اس تری سے کرے اور پاؤں کے مسح کے لئے اپنی داڑھی سے تری حاصل کرے۔

(۲۵۸) موزے اور جوتے پر مسح کرنا باطل ہے۔ ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جا سکیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ موزے اور جوتے پر مسح کرے اور تیمم بھی کرے۔ تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنا کافی ہے۔

(۲۵۹) اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ارتماسی وضو

(۲۶۰) ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبودے۔ بظاہر ارتماسی طریقے سے دھلے ہوئے ہاتھ کی تری سے مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ ایسا کرنا خلاف احتیاط ہے۔

(۲۶۱) ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف دھونے چاہئیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو ضروری ہے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور ہاتھ کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔

(۲۶۲) اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی طریقے سے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

وضو کی مستحب دعائیں

(۲۶۳) جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا وَّلَمْ یَجْعَلْهُ نَجِسًا.

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ.

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّشُمُّ رِیْحَهَا وَرَوْحَهَا وَطِیْبَهَا

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ الْوُجُوْهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ الْوُجُوْهُ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ.

Presented by Ziaraat.Com

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَعَفْوِکَ.

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْ مَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

وضو صحیح ہونے کی شرائط

وضو صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں:

(۱) وضو کا پانی پاک ہو۔ ایک قول کی بنا پر وضو کا پانی ایسی چیزوں مثلاً حلال گوشت حیوان کے پیشاب، پاک مُردار اور زخم کی ریم سے آلودہ نہ ہو جن سے انسان کو گھن آتی ہو، اگرچہ شرعی لحاظ سے ایسا پانی پاک ہے اور یہ قول احتیاط کے مطابق ہے۔

(۲) پانی مطلق ہو۔

(۲۶۴) نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو۔ لہٰذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ چکا ہو تو صحیح وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(۲۶۵) اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لئے نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تیمّم کر لے لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے یا کسی طریقے سے اس پانی کو صاف کرے اور وضو کرے۔ ہاں! مٹی ملا ہوا پانی اسی وقت مضاف بنتا ہے جب اسے پانی نہ کہا جا سکے۔

(۳) وضو کا پانی مباح ہو۔

(۲۶۶) ایسے پانی سے وضو کرنا جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر راضی ہے یا نہیں حرام اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر چہرے اور ہاتھوں سے وضو کا پانی غصب کی ہوئی جگہ پر گرتا ہو یا وہ فضا جس میں وضو کر رہا ہے غصبی ہے اور وضو کرنے کے لئے کوئی اور جگہ بھی نہ ہو تو اس شخص کا فریضہ تیمّم ہے اور اگر کسی دوسری جگہ وضو کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دوسری جگہ وضو کرے۔ لیکن اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی جگہ وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۶۷) کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے یا صرف مدرسے کے طلباء کے لئے وقف ہے اور صورت یہ ہو کہ لوگ عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۸) اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض تمام لوگوں کے لئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔

(۲۶۹) سرائے، مسافر خانوں اور ایسے ہی دوسرے مقامات کے حوض سے ان لوگوں کا جو ان میں مقیم نہ ہوں، وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

(۲۷۰) ان نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جن پر عقلاء کا طریقہ یہ ہے کہ تصرف کیا کرتے ہیں، چاہے نہریں بڑی ہوں یا چھوٹی اور چاہے انسان کو مالک کی رضایت کا علم بھی نہ ہو بلکہ اگر مالک وضو کرنے سے روکے یا انسان جانتا ہو کہ مالک راضی نہیں یا مالک نابالغ بچہ یا پاگل ہو، پھر بھی ان نہروں میں تصرف جائز ہے۔

(۲۷۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ یہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۷۲) اگر وضو کا پانی تو اس کا اپنا ہو لیکن غصبی برتن میں ہو اور اس شخص کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر ان دونوں صورتوں میں وہ صحیح طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے اس پانی سے جو غصبی برتن میں ہے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۷۳) اگر کسی حوض میں مثال کے طور پر غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہے۔

(۲۷۴) اگر ائمہ طاہرین علیہم السلام یا ان کی اولاد کے مقبرے کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴) وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔ چاہے انہیں وضو کے دوران ہی دھونے یا مسح کرنے سے پہلے پاک کر لے جبکہ اگر کر یا اس جیسے پانی سے دھو رہا ہو تو دھونے سے پہلے پاک کرنا بھی ضروری نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۷۵) اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہے یا جس کا مسح کیا جا چکا ہے تو وضو صحیح ہے۔

(۲۷۶) اگر اعضائے وضو کے سوا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

(۲۷۷) اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کرنے کے بعد شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن اس نجس مقام کو دھو لینا ضروری ہے۔

(۲۷۸) اگر کسی کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ رکتا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس عضو کو صحیح سالم اجزاء کو ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تا کہ اس (خراش یا زخم) پر پانی جاری ہو جائے اور پھر اس سے نچلے حصوں کو دھو لے۔ اس طرح اس کا وضو صحیح ہو جائے گا۔

(۵) وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے وقت کافی ہو۔

(۲۷۹) اگر وقت اتنا کم ہو کہ وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو ضروری ہے کہ تیمّم کر لے لیکن اگر تیمّم اور وضو کے لئے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

(۲۸۰) جس شخص کے لئے نماز کا وقت تنگ ہونے کے باعث تیمّم کرنا ضروری ہو اگر وہ قصد قربت کی نیت سے یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لئے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر اسی نماز کو پڑھنے کے لئے وضو کرے تو بھی یہی حکم ہے سوائے اس کے کہ اسے قصد قربت حاصل نہ ہو سکے۔

(۶) قربت کی نیت سے وضو کرے اور اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کے قصد سے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو وضو باطل ہے۔

(۲۸۱) وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے بجالائے تو کافی ہے۔

(۷) وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھویا جائے اس کے بعد سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا ایک ساتھ مسح نہ کیا جائے بلکہ بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔

(۸) وضو کے افعال پے در پے انجام دے۔

(۲۸۲) اگر وضو کے افعال کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عرف عام میں پے در پے دھونا نہ کہلائے تو وضو باطل ہے لیکن اگر کسی شخص کو کوئی عذر پیش آ جائے مثلاً یہ کہ بھول جائے یا پانی ختم ہو جائے تو اس صورت میں بلا فاصلہ دھونے کی شرط معتبر نہیں ہے بلکہ وضو کرنے والا شخص جس وقت کسی عضو کو دھونا یا اس کا

Presented by Ziaraat.Com

مسح کرنا چاہے اور اس وقت تک ان تمام مقامات کی تری خشک ہو چکی ہو جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہے یا جن کا مسح کر چکا ہے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کئے ہوئے عضو کی تری خشک ہوگئی ہو مثلاً بایاں ہاتھ دھوتے وقت دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہے۔

(۲۸۳) اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن گرم ہوا یا بدن کی زیادہ حرارت یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری خشک ہو جائے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۸۴) وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص چہرہ اور ہاتھ دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۹) انسان خود اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا ہاتھوں پر پانی ڈالنے یا سر اور پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۲۸۵) جو شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے، اگرچہ دھونا اور مسح کرنا دونوں کی مشارکت سے ہو اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو اگر اس کی ادائیگی کر سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لئے مالی طور پر نقصان دہ نہ ہو تو اجرت ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی اپنے ہاتھ سے کرے اور اگر خود دوسرے کے ساتھ شرکت نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے جو اسے وضو کروائے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں وضو کی نیت کریں اور اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی مسح کی جگہوں پر پھیرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نائب اس کے ہاتھ سے تری حاصل کرے اور اس تری سے اس کے سر اور پاؤں پر مسح کرے۔

(۲۸۶) وضو کے جو افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ضروری ہے کہ انہیں انجام دینے کے لئے دوسروں کی مدد نہ لے۔

(۱۰) وضو کرنے والے کے لئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(۲۸۷) جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا اس کا فریضہ وضو نہیں ہے اور اگر اسے علم نہ ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وہ وضو کر لے جبکہ وضو کرنا اس کے لئے واقعتاً نقصاندہ تھا تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۲۸۸) اگر چہرے اور ہاتھوں کو اتنے کم پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو اور اس سے زیادہ ضرر رساں ہو تو ضروری ہے کہ کم مقدار سے ہی وضو کرے۔

(۱۱) وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(۲۸۹) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء پر کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا

Presented by Ziaraat.Com

پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

(۲۹۰) اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے اور اس میل کی وجہ سے پانی کھال تک نہ پہنچے تو وضو کے لئے اس میل کا دور کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازاں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکالنا ضروری ہے۔

(۲۹۱) اگر کسی شخص کے چہرے، ہاتھوں، سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے آبلہ پڑ جائے تو اسے دھو لینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو ضروری ہے کہ یا تو اسے کاٹ دے یا اس کے نیچے پانی پہنچائے۔

(۲۹۲) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ تحقیق کر لے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

(۲۹۳) جس جگہ کو دھونا ہو یا جس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے جلد تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے۔

(۲۹۴) اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچا یا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۹۵) اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۶) اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۷) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی کے پہنچنے میں مانع ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وضو کے احکام

(۲۹۸) اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے یا غصبی نہ ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۲۹۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء کئے بغیر وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۳۰۰) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ وضو کرے۔

(۳۰۱) جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے، مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے اگر یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ کر وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۲) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا وضو کے دوران یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو ضروری ہے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے اور اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو اسی حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۳) اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لئے وضو کرے۔

(۳۰۴) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(۳۰۵) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ اس کا وضو باطل ہو گیا تھا لیکن شک ہو کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

(۳۰۶) اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہوں یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا وقفہ مل جائے گا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اس وقفے کے دوران نماز پڑھ لے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز

Presented by Ziaraat.Com

کے واجبات ادا کرنے کے لئے کافی ہو تو اس دوران صرف نماز کے واجبات انجام دے اور ضروری ہے کہ مستحب افعال مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کو ترک کر دے۔

(۳۰۷) اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی مہلت ملتی ہو اور نماز کے دوران ایک دفعہ یا چند دفعہ اس کا پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس مہلت کے دوران وضو کر کے نماز پڑھے لیکن نماز کے دوران لازم نہیں ہے کہ پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے۔

(۳۰۸) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار یوں آتا ہو کہ اسے وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی بھی مہلت نہ ملتی ہو تو اس کا ایک وضو چند نمازوں کے لئے بھی کافی ہے۔ ماسوا اس کے کہ کوئی اور ایسی چیز پیش آجائے جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ سو جائے یا اس کا پیشاب و پاخانہ طبیعی انداز سے معمول کے مطابق خارج ہو۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا سجدے، قضا تشہد اور نماز احتیاط کے لئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

(۳۰۹) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

(۳۱۰) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا جائز ہے۔

(۳۱۱) جس شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز کے لئے ایک ایسی تھیلی استعمال کرے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے نجس شدہ مقام پیشاب کو دھو لے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے مقعد کو دھوئے۔

(۳۱۲) جو شخص پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب یا پاخانہ روکے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے تو خرچ بھی کرے بلکہ اگر اس کا مرض آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو بہتر ہے کہ اپنا علاج کرائے۔

(۳۱۳) جو شخص اپنا پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کی حالت میں اپنے فریضے کے مطابق پڑھی ہوں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز کے وقت کے دوران ہی دور ہو جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۱۴) اگر کسی شخص کو یہ عارضہ لاحق ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان لوگوں کے فریضے کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا ضروری ہے

(۳۱۵) چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا واجب ہے:

(۱) نماز میت کے علاوہ واجب نمازوں کیلئے۔ مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

(۲) بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کو انجام دینے کیلئے جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو مگر سجدۂ سہو کیلئے وضو کرنا واجب نہیں۔

(۳) خانۂ کعبہ کے واجب طواف کے لئے جو حج اور عمرہ کا جز ہوتا ہے۔

(۴) وضو کرنے کی نذر کی ہو (منت مانی ہو) یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

(۵) جب کسی نے منت مانی ہو کہ مثلاً قرآن مجید کا بوسہ لے گا۔

(۶) نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لئے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لئے جبکہ متعلقہ شخص مجبور ہو کہ اس مقصد کے لئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے لیکن وضو میں صرف ہونے والا وقت اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر کا باعث ہو جس سے کلام اللہ کی بے حرمتی ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ وضو کئے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

(۳۱۶) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا فارسی زبان میں یا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے مس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۱۷) بچے اور دیوانے کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے ایسا کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا ضروری ہے۔

(۳۱۸) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ناموں اور ان صفتوں کو مس کرنا جو صرف اسی کے لئے مخصوص ہیں خواہ کسی زبان میں لکھی ہوں احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے اور بہتر یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی مس نہ کرے۔

(۳۱۹) وضو جب بھی کیا جائے، چاہے نماز کا وقت آنے سے کچھ پہلے، کافی دیر پہلے یا نماز کا وقت آجانے کے بعد، اگر قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ کی نیت سے کیا جائے تو صحیح ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ واجب یا مستحب ہونے کی نیت کی جائے بلکہ اگر غلطی سے وجوب کی نیت کرلے اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی وضو

Presented by Ziaraat.Com

واجب نہیں ہوا تھا تو بھی صحیح ہے۔

(۳۲۰) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کرنے کے بعد اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۳۲۱) مستحب ہے کہ اگر انسان باوضو ہو تب بھی ہر نماز کے لئے دوبارہ وضو کرے۔ بعض فقہاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا ہے کہ میت کی نماز کے لئے، قبرستان جانے کے لئے، مسجد یا ائمہ علیہم السلام کے حرم میں جانے کے لئے، قرآن مجید ساتھ رکھنے، اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لئے اور سونے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ لیکن مذکورہ موارد میں وضو کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص مستحب ہونے کے احتمال کے ساتھ وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اس وضو کے ساتھ ہر وہ کام کر سکتا ہے جو باوضو ہو کر کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلاتِ وضو

(۳۲۲) سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) پیشاب۔ جو مشکوک رطوبت پیشاب کے بعد اور استبراء سے پہلے انسان سے خارج ہوتی ہے وہ بھی پیشاب کا حکم رکھتی ہے (۲) پاخانہ (۳) ریاح یعنی معدے اور آنتوں کی ہوا جو مقعد سے خارج ہوتی ہے (۴) نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھیں دیکھ سکیں اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھیں نہ دیکھ رہی ہوں مگر کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا (۵) ایسی حالت جن میں عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی، نشے میں مستی یا بے ہوشی (۶) عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا (۷) جنابت بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ کام جس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

جبیرہ وضو کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوا جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

(۳۲۳) اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسی طرح وضو کرنا ضروری ہے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

(۳۲۴) اگر کسی شخص کے چہرے اور ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو، یا ان میں سے کسی کی (چہرے یا ہاتھوں) ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو، اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو اسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس

Presented by Ziaraat.Com

طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا وضو میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر بھی کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

(۳۲۵) اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو کیونکہ زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مسح کرے۔

(۳۲۶) اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا بغیر تکلیف کے ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا ضروری ہے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر ہو یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو۔

(۳۲۷) اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا ہاتھوں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو ضروری ہے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور احتیاط واجب کی بنا پر جبیرہ پر مسح کرے۔

(۳۲۸) اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو اور خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے اور اگر پانی زخم کے لئے مضر تو نہ ہو لیکن زخم کو دھونا ممکن نہ ہو یا اسے کھولنا ضرر یا مشقت کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۳۲۹) اگر جبیرہ اعضائے وضو میں سے کسی ایک پورے حصے پر پھیلا ہوا ہو تو جبیرہ وضو کافی ہے لیکن اگر جبیرہ تمام اعضائے وضو یا زیادہ تر اعضاء پر پھیلا ہوا ہو تو احتیاط کی بنا پر تیمم کرنا ضروری ہے اور جبیرہ وضو بھی کرے۔

(۳۳۰) یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزا سے بنی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

(۳۳۱) جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو تو وہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

(۳۳۲) اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کے اوپر والے حصے کی طرف سے کھلا ہو تو جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۳) اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جبیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا ضروری ہے اور اگر سر یا پاؤں

Presented by Ziaraat.Com

کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا ضروری ہے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۴) اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا ہاتھوں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لئے جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

(۳۳۵) اگر وضو کے اعضاء پر زخم نہ ہو یا ان کی ہڈی ٹوٹی ہوئی نہ ہو لیکن کسی اور وجہ سے پانی ان کے لئے مضر ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۶) اگر وضو کے اعضاء کی کسی رگ سے فصد کھلوانے کے طریقے سے خون نکالا گیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۷) اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا اسے اتارنے کی تکلیف ناقابل برداشت ہو تو متعلقہ شخص کا فریضہ تیمم ہے۔ لیکن اگر چپکی ہوئی چیز تیمم کے مقامات پر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور اگر چپکی ہوئی چیز دوا ہو تو وہ جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

(۳۳۸) غسل میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں جبیرہ غسل، جبیرہ وضو کی طرح ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دیا جائے اور اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو تو مکلف کو غسل یا تیمم کا اختیار ہے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے اور زخم یا پھوڑے پر جبیرہ نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے۔ اگر بدن کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۹) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اس کی تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ جبیرہ وضو کے احکام کے مطابق جبیرہ تیمم کرے۔

(۳۴۰) جس شخص کو جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہوگا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو یا غسل کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۴۱) اگر کسی شخص نے آنکھ کی کسی بیماری کی وجہ سے پلکوں کے بالوں کو چپکا کر رکھا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیمم کرے۔

(۳۴۲) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا فریضہ تیمم ہے یا جبیرہ وضو، تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور جبیرہ وضو دونوں بجالانے چاہئیں۔

(۳۴۳) جو نمازیں کسی انسان نے جبیرہ وضو سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں:

(۱) غسل جنابت (۲) غسل حیض (۳) غسل نفاس

(۴) غسل استحاضہ (۵) غسل مس میت (۶) غسل میت

(۷) وہ غسل جو نذر یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

اور اگر چاند یا سورج کو مکمل گرہن لگا ہو اور مکلّف جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز قضا ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کے لئے غسل کرے۔

جنابت کے احکام

(۳۴۴) دو چیزوں سے انسان مجنب ہو جاتا ہے ایک جماع اور دوسرے منی کے خارج ہونے سے، خواہ وہ نیند کی حالت میں نکلے یا جاگتے میں، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

(۳۴۵) اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز، اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی۔ لیکن اگر انسان بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے بلکہ اگر صرف شہوت کے ساتھ نکلے تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہوگی اور وہ رطوبت جو خواتین ملاعبت یا شہوت انگیز تصورات کے وقت اپنی شرمگاہ میں محسوس کرتی ہیں اور وہ رطوبت اتنی مقدار میں نہ ہو کہ دوسری جگہوں کو آلودہ کرے، پاک ہے اور اس کے لئے غسل نہیں ہے اور وضو کو بھی باطل نہیں کرتی

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ ہاں اگر رطوبت اس قدر زیادہ ہو کہ انزال کہلائے اور لباس کو آلودہ کر دے جبکہ ساتھ ساتھ عورت ہیجان شہوت کی انتہا کو پہنچ جائے اور مکمل رضامندی (Orgasm) ہو، تو نجس اور جنابت کا موجب ہے بلکہ اگر ہیجان شہوت ساتھ نہ بھی ہو تو بھی احتیاط لازم کی بنا پر نجس اور جنابت کا موجب ہے اور ان مقامات پر جہاں عورت شک کرے کہ رطوبت اس حد سے زیادہ پہنچی یا نہیں اور یا خود رطوبت کے خارج ہونے میں شک کرے، تو غسل واجب نہیں ہے اور وضو اور غسل بھی باطل نہیں ہیں۔

(۳۴۶) اگر کسی ایسے شخص کے مخرج پیشاب سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلے میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کیا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے اور اس پر غسل کرنا لازم نہیں۔

(۳۴۷) منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لئے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

(۳۴۸) اگر کوئی شخص عورت سے جماع کرے اور عضو تناسل سپاری کی مقدار تک یا اس سے زیادہ داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول فرج (اگلی شرمگاہ) میں ہو یا دُبر (پچھلی شرمگاہ) میں اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو دونوں جنب ہو جاتے ہیں۔

(۳۴۹) اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل سپاری کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۳۵۰) نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی کرے اور اس کی منی خارج ہو تو صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

(۳۵۱) اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۳۵۲) جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

(۳۵۳) اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لئے غسل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں:

(۳۵۴) پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں:

(۱) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ انبیاء، ائمہ اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے۔

(۲) مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں جانا، خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

(۳) مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا، اور احتیاط واجب کی بنا پر ائمہ علیہم السلام کے حرم میں ٹھہرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کو عبور کرے، مثلاً ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) مسجد میں کوئی چیز اٹھانے کے لئے داخل ہونا اور احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم مسجد میں کوئی چیز رکھنے کے لئے بھی ہے چاہے مسجد میں داخل نہ بھی ہو۔

(۵) ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ وہ آیتیں (۱) سورہ مبارکہ سجدہ آیت ۱۵ (۲) سورہ مبارکہ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۷ (۳) سورہ مبارکہ والنجم آیت ۶۲ (۴) سورہ مبارکہ علق آیت ۱۹ میں ہیں۔

وہ چیزیں جو مجنب کے لئے مکروہ ہیں:

(۳۵۵) نو چیزیں جنب شخص کے لئے مکروہ ہیں:

(۱۔۲) کھانا اور پینا۔ لیکن اگر ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے تو مکروہ نہیں ہے اور اگر صرف ہاتھ دھولے تو بھی کراہت کم ہو جائے گی۔

(۳) قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔

(۴) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد، حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے چھونا۔

(۵) قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔

(۶) سونا۔ البتہ اگر وضو کر لے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کر لے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔

(۷) مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔

(۸) بدن پر تیل ملنا۔

(۹) احتلام یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

غسل جنابت

(۳۵۶) غسل جنابت واجب نماز پڑھنے کے لئے اور ایسی دوسری عبادت کے لئے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت، سجدۂ سہو، سجدۂ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے۔

(۳۵۷) یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب غسل کر رہا ہے بلکہ فقط قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ یعنی بارگاہ الٰہی میں فروتنی و عاجزی کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔

(۳۵۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور غسل واجب کی نیت کر لے لیکن بعد میں پتا چلے کہ اس نے وقت سے پہلے غسل کر لیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۵۹) غسل جنابت دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے: ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

(۳۶۰) ترتیبی غسل میں احتیاط لازم کی بنا پر غسل کی نیت کے ساتھ پہلے پورا سر و گردن اور بعد میں بدن دھونا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے اور اگر جان بوجھ کر یا احکام غسل کے سیکھنے میں کوتاہی کے سبب تمام سر و گردن کو دھونے میں بدن پر مقدم نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا غسل باطل ہے اور نیز غسل کی انجام دہی میں احتیاط لازم کی بنا پر کافی نہیں ہے کہ جب سر، گردن یا بدن پانی میں ہو، اُن کو غسل کی نیت سے حرکت دے بلکہ ضروری ہے کہ جس عضو کو دھونا چاہتا ہو اگر پانی میں ہو تو اُن کو باہر لائے اور پھر غسل کی نیت سے دھوئے۔

(۳۶۱) اگر کوئی شخص بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کے لئے غسل کا اعادہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر بدن کو دوبارہ دھو لے تو اس کا غسل صحیح ہو جائے گا۔

(۳۶۲) اگر کسی شخص کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے دونوں حصوں سر و گردن اور بدن کو مکمل طور پر دھو لیا ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لئے جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ دوسرے حصے کی کچھ مقدار بھی دھونا ضروری ہے۔

(۳۶۳) اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتا چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور بدن کا صرف وہ حصہ دھونا ضروری ہے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔

(۳۶۴) اگر کسی کو غسل کے بعد پتا چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف ہو تو صرف اسی مقدار کا دھو لینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن کی کچھ مقدار دھلنے سے رہ گئی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۶۵) اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس مقدار کو دھونے کے بعد بدن کو دوبارہ دھونا ضروری ہے۔

ارتماسی غسل

ارتماسی غسل دو طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ دفعی اور تدریجی۔

(۳۶۶) غسل ارتماسی دفعی میں ضروری ہے کہ ایک لمحے کے لئے پورا بدن پانی میں گھر جائے لیکن غسل کرنے سے پہلے ایک شخص کے سارے بدن کا پانی سے باہر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو اور غسل کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو کافی ہے۔

(۳۶۷) غسل ارتماسی تدریجی میں ضروری ہے کہ غسل کی نیت سے عرفی اعتبار سے ایک ہی دفعہ میں بدن کو پانی میں ڈبودے۔ اس غسل میں ضروری ہے کہ بدن کا پورا حصہ غسل کرنے سے پہلے پانی سے باہر ہو۔

(۳۶۸) اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتا چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ضروری ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

(۳۶۹) اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لئے وقت نہ ہو لیکن ارتماسی غسل کے لئے وقت ہو تو ضروری ہے کہ ارتماسی غسل کرے۔

(۳۷۰) جس شخص نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھا ہو وہ ارتماسی غسل نہیں کرسکتا لیکن اگر اس نے بھول کر ارتماسی غسل کرلیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

(۳۷۱) غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر پانی میں غوطہ لگانے یا غسل کے ارادے سے پانی بدن پر ڈالنے سے بدن پاک ہو جائے تو غسل صحیح ہوگا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس پانی سے غسل کر رہا ہے، وہ طہارت کی حالت سے خارج نہ ہو جائے۔ مثلاً کُر پانی سے غسل کر رہا ہو۔

(۳۷۲) اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کرلے تو اگرچہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۷۳) غسل میں بال برابر بدن بھی اگر اَن دُھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے

Presented by Ziaraat.Com

اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہوتی ہو واجب نہیں ہے۔

(۳۷۴) اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ اس کا شمار بدن کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو ضروری ہے کہ اسے دھولے۔

(۳۷۵) اگر کان کی بالی کا سوراخ یا اس جیسا کوئی اور سوراخ اس قدر کھلا ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا ضروری ہے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

(۳۷۶) جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو ضروری ہے کہ انسان اسے ہٹادے اور اگر اس کے ہٹ جانے کا یقین کرنے سے پہلے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۷۷) اگر غسل کے وقت کسی شخص کو عاقلانہ احتمال گزرے کہ کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۳۷۸) غسل میں ان چھوٹے چھوٹے بالوں کو جو بدن کا جزو شمار ہوتے ہیں دھونا ضروری ہے اور لمبے بالوں کا دھونا واجب نہیں ہے بلکہ اگر پانی کو جلد تک اس طرح پہنچائے کہ لمبے بال تر نہ ہوں تو غسل صحیح ہے لیکن اگر انہیں دھوئے بغیر جلد تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو تو انہیں بھی دھونا ضروری ہے تاکہ پانی بدن تک پہنچ جائے۔

(۳۷۹) وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لئے بتائی جا چکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لئے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے۔ لہٰذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد بدن کو دھوئے تو کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن یا تمام بدن کو ایک ساتھ دھوئے پس اگر مثال کے طور پر سر دھویا ہو اور کچھ دیر بعد گردن دھوئے تو جائز ہے لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھ لے تو ضروری ہے کہ فوراً غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے۔

(۳۸۰) اگر کوئی شخص یہ جانے بغیر کہ حمام والا راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کرلے اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۱) اگر حمام والا ادھار پر غسل کی اجازت دینے کے لئے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۲) اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہوگا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہوگا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

(۳۸۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۸۴) اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اس غسل کو مکمل کر سکتا ہے۔ اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر وضو کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ شخص غسل ترتیبی سے غسل ارتماسی کی طرف یا غسل ارتماسی سے غسل ترتیبی کی طرف پلٹ جائے تو وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۳۸۵) اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا فریضہ تیمّم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے لئے اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔ اگرچہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے غسل کیا ہو۔

(۳۸۶) جو شخص جنب ہو، اگر وہ نماز پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو لازم ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وقت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر جو نماز پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۸۷) جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک مخصوص غسل کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لئے بھی کافی ہے۔

(۳۸۸) اگر بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دینے کی صورت میں ضروری ہے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔ وضو کرتے وقت آیات قرآنی بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۳۸۹) جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو ضروری ہے کہ نماز کے لئے وضو نہ کرے بلکہ غسل استحاضہ متوسطہ کے سوا تمام واجب غسلوں اور مسئلہ ۶۳۴ میں بیان کردہ تمام مستحب غسلوں کے بعد بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

(۳۹۰) خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور فشار اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور فشار اور جلن کے ساتھ خارج ہو۔

(۳۹۱) استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے: (۱) قلیلہ (۲) متوسطہ (۳) کثیرہ۔

استحاضۂ قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ

Presented by Ziaraat.Com

پر رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

استحاضۂ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے۔ اگر چہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے تک نہ پہنچے۔ عورتیں عموماً خون روکنے کے لئے باندھتی ہیں۔

استحاضۂ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

(۳۹۲) استحاضۂ قلیلہ میں ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر روئی کو دھولے یا اسے تبدیل کر دے اور ضروری ہے کہ شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہونے کی صورت میں اسے بھی دھولے۔

(۳۹۳) استحاضۂ متوسطہ میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت اپنی نمازوں کے لئے روزانہ ایک غسل کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ استحاضہ قلیلہ کے وہ افعال انجام دے جو سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اگر صبح کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران عورت کو استحاضہ آ جائے تو صبح کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لئے غسل نہ کرے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز ظہر اور عصر کے لئے غسل نہ کرے تو نماز مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے، خواہ خون آ رہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

(۳۹۴) استحاضۂ کثیرہ میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت ہر نماز کے لئے روئی اور کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا اسے دھوئے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لئے اور ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک غسل مغرب و عشاء کی نماز کے لئے کرنا ضروری ہے اور ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو عصر اور عشاء کی نماز کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں اگر خون بار بار روئی سے پٹی پر پہنچ جائے۔ اگر روئی سے پٹی تک خون پہنچنے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عورت اس فاصلے کے اندر ایک نماز یا ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ جب خون روئی سے پٹی تک پہنچ جائے تو روئی اور پٹی کو تبدیل کر لے یا دھولے اور غسل کر لے۔ اسی بنا پر اگر عورت غسل کرے اور مثلاً ظہر کی نماز پڑھے لیکن عصر کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران دوبارہ خون روئی سے پٹی پر پہنچ جائے تو عصر کی نماز کے لئے بھی غسل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر فاصلہ اتنا ہو کہ عورت اس دوران دو یا دو سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو، مثلاً مغرب اور عشاء کی نماز خون کے دوبارہ پٹی پر پہنچنے سے پہلے پڑھ سکتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان نمازوں کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے اور بہر حال استحاضۂ کثیرہ میں غسل کرنا وضو کے لئے بھی کافی ہے۔

(۳۹۵) اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لئے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو نماز کے وقت وضو یا غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر چہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۹۶) مستحاضۂ متوسطہ جس کے لئے وضو کرنا اور احتیاط لازم کی بنا پر غسل کرنا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے غسل کرے اور بعد میں وضو کرے لیکن مستحاضۂ کثیرہ میں اگر وضو کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

(۳۹۷) اگر عورت کا استحاضۂ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد متوسطہ ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۸) اگر عورت کا استحاضۂ قلیلہ یا متوسطہ صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے اور وہ عورت اسی حالت پر باقی رہے تو مسئلہ ۳۹۴ میں جو احکام گزر چکے ہیں نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھنے کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۹) مستحاضۂ کثیرہ کی جس صورت میں نماز اور غسل کے درمیان ضروری ہے کہ فاصلہ نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۳۹۴ میں گزر چکا ہے۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کی وجہ سے نماز اور غسل میں فاصلہ ہو جائے تو اس غسل کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے اور یہ مستحاضہ نماز کے لئے دوبارہ غسل کرے اور یہی حکم مستحاضۂ متوسطہ کے لئے بھی ہے۔

(۴۰۰) ضروری ہے کہ مستحاضۂ قلیلہ و متوسطہ روزانہ کی نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب، وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ کی وہ نمازیں جو وہ پڑھ چکی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ باجماعت پڑھے تو ضروری ہے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے۔ البتہ اگر وہ نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدے اور بھولے ہوئے تشہد کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے اور اسی طرح سجدۂ سہو کسی بھی صورت میں کرے تو اس کے لئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

(۴۰۱) اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اس کے بعد جب پہلی نماز پڑھے صرف اس کے لئے استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہے۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

(۴۰۲) اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کونسا ہے تو جب نماز پڑھنا چاہے تو بنا بر احتیاط ضروری ہے کہ پہلے تحقیق کرے۔ مثلاً تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتا چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لئے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے۔ لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

(۴۰۳) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو، مثلاً اس کا استحاضہ، قلیلہ ہو اور اس نے استحاضۂ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفے کے مطابق

Presented by Ziaraat.Com

نہ ہو، مثلاً اس کا استحاضہ، متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضۂ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۰۴) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ جو اس کا یقینی فریضہ ہو اس کے مطابق عمل کرے، مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ، قلیلہ ہے یا متوسطہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ، متوسطہ ہے یا کثیرہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ متوسطہ کے افعال انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اسی قسم کے استحاضے کے مطابق اپنا فریضہ انجام دے۔

(۴۰۵) اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آ جائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

(۴۰۶) مستحاضہ اگر نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگرچہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آئے گا جو وضو وہ کئے ہوئے ہے اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۰۷) مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا اور نہ ہی شرمگاہ کے اندر ہے تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

(۴۰۸) اگر مستحاضہ کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

(۴۰۹) اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو اتنی دیر کے لئے مکمل پاک ہو جائے گی جس میں وضو، غسل اور نماز بجالا سکے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۰) مستحاضۂ کثیرہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ جس وقت سے اس نے گزشتہ نماز کے لئے غسل کیا تھا پھر اب تک خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس حکم کا بطور کلی ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور مستحاضۂ متوسطہ میں ضروری نہیں ہے کہ خون سے بالکل پاک ہونے پر غسل کرے۔

(۴۱۱) ضروری ہے مستحاضۂ قلیلہ وضو کے بعد، مستحاضۂ متوسطہ غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضۂ کثیرہ غسل کے بعد (ان دو صورتوں کے علاوہ جو مسئلہ ۳۹۴ اور ۴۰۷ میں آئی ہیں) فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔ البتہ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کے مستحب کام، مثلاً قنوت

Presented by Ziaraat.Com

وغیرہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۲) اگر مستحاضہ جس کا فریضہ یہ ہو کہ وضو یا غسل اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اگر اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو یا غسل کرنے کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

(۴۱۳) اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کیلئے مضر نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل سے پہلے خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکل آئے تو جو نماز پڑھ لی ہو اسے دوبارہ پڑھے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

(۴۱۴) اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران استحاضۂ متوسطہ استحاضۂ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۵) احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

(۴۱۶) مشہور قول کی بنا پر مستحاضۂ کثیرہ کا روزہ اس صورت میں صحیح ہوگا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے۔ علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل انجام دے جو دن کی نمازوں کے لئے واجب ہیں لیکن کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے صحیح ہونے کے لئے غسل کی شرط نہ ہو جیسا کہ بنابر اقویٰ مستحاضۂ متوسطہ میں یہ غسل شرط نہیں ہے۔

(۴۱۷) اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ بلا اشکال صحیح ہے۔

(۴۱۸) اگر کسی عورت کا استحاضۂ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضۂ متوسطہ، کثیرہ ہو جائے تو چاہئے کہ استحاضۂ کثیرہ کے افعال انجام دے۔ چنانچہ اگر وہ استحاضۂ متوسطہ کے لئے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہوگا اور اسے استحاضۂ کثیرہ کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۹) اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضۂ متوسطہ، کثیرہ میں بدل جائے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور استحاضۂ کثیرہ کے لئے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور احتیاط مستحب کی بنا پر غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لئے وقت نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر تیمم کے لئے بھی وقت نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اسی طرح اگر نماز کے دوران اس کا استحاضۂ قلیلہ، استحاضۂ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ دے اور استحاضۂ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال انجام دے۔

(۴۲۰) اگر نماز کے دوران خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں یا نہ جانتی ہو کہ آیا اتنی دیر پاک رہ سکے گی جس میں طہارت کر کے مکمل نماز یا اس کا کچھ حصہ ادا کر سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴۲۱) اگر کسی عورت کا استحاضۂ کثیرہ، متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ پہلی نماز کے لئے کثیرہ کا عمل اور بعد کی نمازوں کے لئے متوسطہ کا عمل بجالائے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضۂ کثیرہ، متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر کی نماز کے لئے غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لئے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لئے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے لئے وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز عصر کے لئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لئے بھی غسل نہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز مغرب کے لئے غسل کرے اور اگر اس کے لئے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لئے وقت ہو تو نماز عشاء کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۲) اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضۂ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آ جائے تو ہر نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۳) اگر استحاضۂ کثیرہ، قلیلہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ عورت پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالائے اور اگر استحاضۂ متوسطہ، قلیلہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لئے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالانا ضروری ہے۔

(۴۲۴) مستحاضہ کے لئے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۲۵) مستحاضۂ قلیلہ یا متوسطہ اگر نماز کے علاوہ وہ کام انجام دینا چاہتی ہو جس کے لئے وضو کا ہونا شرط ہے، مثلاً اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرنا چاہتی ہو تو نماز ادا کرنے کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وضو کرے اور وہ وضو جو نماز کے لئے کیا تھا کافی نہیں ہے۔

(۴۲۶) جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لئے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے۔ خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لئے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے ٹکڑے کا تبدیل کرنا) انجام نہ دیئے ہوں بلکہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہیں۔

(۴۲۷) جو عورت استحاضۂ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے وقت سے پہلے اس آیت کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۴۲۸) مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور نماز آیات ادا کرنے کے لئے یومیہ نمازوں کے لئے بیان کئے گئے تمام اعمال انجام دینا ضروری ہیں۔

(۴۲۹) جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴۳۰) اگر مستحاضہ قضا نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ہر نماز کے لئے وہ افعال انجام دے جو ادا نماز کے لئے اس پر واجب ہیں اور احتیاط کی بنا پر قضا نماز کے لئے ان افعال پر اکتفا نہیں کر سکتی جو کہ اس نے ادا نماز کے لئے انجام دیئے ہوں۔

(۴۳۱) اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اسے آ رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے لیکن اس خون کے استحاضہ، حیض یا نفاس ہونے کے بارے میں شک کرے اگر شرعاً وہ خون حیض و نفاس کا حکم نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی دوسرا اور وہ دوسرے خون کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہیں۔

حیض

حیض وہ خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

(۴۳۲) حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ تیزی سے اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

(۴۳۳) وہ خون جو عورتیں ساٹھ برس پورے ہونے کے بعد دیکھتی ہیں حیض کا حکم نہیں رکھتا لیکن پچاس سے ساٹھ سال کے فاصلے میں عورت حیض دیکھتی ہے، احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ عورتیں جو غیر قریشی (غیر سیدہ) ہیں وہ پچاس سے ساٹھ سال عمر کے دوران خون اس طرح دیکھیں کہ اگر وہ پچاس سال سے پہلے خون دیکھتیں تو وہ خون یقیناً حیض کا حکم رکھتا تو وہ مستحاضہ والے افعال بجالائیں اور ان کاموں کو ترک کریں جنہیں حائض ترک کرتی ہے۔

(۴۳۴) اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۳۵) حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا حکم ایک ہی ہے۔ ہاں اگر حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جنہیں حائض ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجالائے۔

(۴۳۶) اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے نو سال پورے ہونے کا علم نہ ہو اور اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اس پر حیض کا حکم لگانا محل اشکال ہے۔ مگر یہ کہ اطمینان ہو جائے کہ یہ حیض ہے اور اس صورت میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی عمر پورے نو سال ہو گئی ہے۔

(۴۳۷) جس عورت کو شک ہو کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے یا نہیں، اگر وہ خون دیکھے اور یہ نہ جانتی ہو

Presented by Ziaraat.Com

کہ یہ حیض ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس کی عمر ساٹھ سال نہیں ہوئی ہے۔

(۴۳۸) حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

(۴۳۹) حیض کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگاتار آئے۔ لہٰذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آجائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۴۰) حیض کی ابتدا میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کیلئے کوئی عورت پاک ہو بھی جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تب بھی وہ حیض ہے۔

(۴۴۱) ایک عورت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن صبح سویرے سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر پہلے دن دوپہر سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)۔

(۴۴۲) اگر کسی عورت کو تین دن متواتر خون آتا رہے پھر وہ پاک ہو جائے۔ چنانچہ اگر وہ دوبارہ خون دیکھے تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے اور جن دنوں میں وہ پاک ہو ان تمام دنوں کو ملا کر اگر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے وہ حیض کے دن ہیں لیکن احتیاط لازم کی بنا پر پاکی کے دنوں میں وہ ان تمام امور کو جو پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو امور حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کردے۔

(۴۴۳) اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

(۴۴۴) اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض کا تو ضروری ہے کہ اپنی عبادات بجالاتی رہے۔ لیکن اگر اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو تو اس صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۵) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو ضروری ہے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۶) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو ضروری ہے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔ پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو جائے تو حیض ہے۔

(۴۴۷) اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر تین دن تک خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حائض کے احکام

(۴۴۸) چند چیزیں حائض پر حرام ہیں:

(۱) نماز اور اس جیسی دیگر عبادتیں جنہیں وضو، غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نیت سے انجام دے کہ صحیح عمل انجام دے رہی ہوں، جائز نہیں ہے۔ لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لئے وضو، غسل یا تیمم کرنا ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

(۲) وہ تمام چیزیں جو جنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آچکا ہے۔

(۳) عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے خواہ دخول صرف سپاری کی حد تک ہی ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ سپاری سے کم مقدار میں بھی دخول نہ کیا جائے۔ البتہ یہ حکم عورت سے دبر میں مجامعت کے لئے نہیں لیکن دبر میں مجامعت، عورت کے راضی نہ ہونے کی صورت میں احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے چاہے وہ حائض ہو یا نہ ہو۔

(۴۴۹) ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

(۴۵۰) اگر مرد اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مجامعت کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور کفارہ دینا واجب نہیں ہے۔ اگرچہ بہتر ہے کہ کفارہ بھی دے اور اس کا کفارہ حیض کے پہلے حصے میں ایک مثقال سکہ دار سونا اور درمیانے حصے میں آدھا مثقال اور اس کے آخری حصے میں چوتھائی مثقال ہے اور مثقال شرعی اٹھارہ چنے ہیں۔

(۴۵۱) حائض سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیوں مثلاً بوس و کنار کی ممانعت نہیں ہے۔

(۴۵۲) جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

(۴۵۳) اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں اور وہ غلط بیانی نہ کرتی ہو تو اس کی بات قبول کی جائے لیکن اگر غلط بیاں ہو تو اس کی بات قبول کرنے میں اشکال ہے۔

(۴۵۴) اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے حتیٰ کہ بنا بر احتیاط واجب حیض آخری سجدے کے بعد اور سلام کے آخری حرف سے پہلے ہی آیا ہو۔

(۴۵۵) اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا جو نماز اس نے

Presented by Ziaraat.Com

پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

(۴۵۶) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے جو وضو، غسل یا تیمم کر کے بجالانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے۔ یہ غسل وضو کی جگہ کافی ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو بھی کرے۔

(۴۵۷) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا ہے لیکن احتیاط لازم یہ ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ اس کے علاوہ دوسرے کام جو طہارت کی شرط کی وجہ سے اس پر حرام تھے جیسے قرآن کے حروف کو مس کرنا، جب تک غسل نہ کر لے اس پر حلال نہیں ہوتے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ کام بھی حلال نہیں ہوتے جن کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے کہ یہ طہارت کی شرط کی وجہ سے حرام تھے، جیسے مسجد میں ٹھہرنا۔

(۴۵۸) اگر پانی وضو اور غسل کے لئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکے تو بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لئے بھی پانی نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے بھی تیمم کرے۔

(۴۵۹) جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا نہیں لیکن رمضان کے وہ روزے جو حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر جو روزے منت کی وجہ سے معین دنوں میں واجب ہوئے ہوں اور اس نے حیض کی حالت میں وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے۔

(۴۶۰) جب نماز کا وقت آ جائے اور عورت کو معلوم ہو کہ اگر وہ نماز پڑھنے میں دیر کرے گی تو حائض ہو جائے گی تو ضروری ہے کہ فوراً نماز پڑھے اور اگر اسے فقط احتمال ہو کہ نماز میں تاخیر کرنے سے وہ حائض ہو جائے گی تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۴۶۱) اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے جس میں ایک نماز تمام مقدمات جیسے کہ پاک لباس کا انتظام اور وضو، کے ساتھ انجام دی جا سکے اور پھر اسے حیض آ جائے تو اس نماز کی قضا اس عورت پر واجب ہے بلکہ اگر وقت آنے کے بعد اتنا وقت گزرا ہو کہ ایک نماز وضو یا غسل بلکہ تیمم کر کے پڑھ سکتی تھی اور نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے، چاہے وہ وقت اتنا کم تھا کہ جس میں دوسری شرائط حاصل نہیں کی جا سکتی تھیں۔ لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں ضروری ہے کہ اپنی کیفیت کے مطابق نماز پڑھے۔ مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہوگی جبکہ حدث سے طہارت حاصل

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر وقت اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے اور اس عورت کیلئے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

(۴۶۲) اگر ایک عورت نماز کے آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زائد رکعت پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے۔

(۴۶۳) اگر ایک حائض کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لئے وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو قضا کرے۔ لیکن اگر وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کا فریضہ ہی تیمم کرنا ہو۔ مثلاً اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر کے وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۴۶۴) اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ نماز کے لئے وقت باقی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز پڑھ لے۔

(۴۶۵) اگر کوئی عورت اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ حدث سے پاک ہونے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھنے کے لئے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ وقت تھا تو اس نماز کی قضا بجالانا ضروری ہے۔

(۴۶۶) حائض کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر رو بقبلہ بیٹھ کر ذکر، دعا اور صلوٰت میں مشغول ہو جائے۔

(۴۶۷) حائض کے لئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا نیز مہندی یا اس جیسی کسی اور چیز سے خضاب کرنا گروہ فقہاء کے قول کے مطابق مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

(۴۶۸) حائض کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔

(۲) وقت کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دنوں، مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

(۳) عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں بارہویں سے سترہویں تاریخ تک خون آئے۔

(۴) مضطربہ: یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت نہ بنی ہو۔

(۵) مبتدئہ: یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

(۶) ناسیہ: یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کیلئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۶۹) جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہے۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آ چکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لئے پاک ہو جائے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ کے وہ دن جن میں پاک رہی ہو ایک جتنے ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا لیکن ان دنوں کو شامل نہیں کر سکتی جن کے درمیان پاک رہی ہو۔ پس لازم ہے کہ جن دنوں میں اسے خون آیا ہو اور جن دنوں میں وہ پاک رہی ہو دونوں مہینوں میں ان دنوں کی تعداد ایک جتنی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اور اسی طرح دوسرے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ متفرق دن کی ہو جائے گی اور درمیان کے طہارت والے تین

Presented by Ziaraat.Com

دنوں میں احتیاط واجب کی بناپر ضروری ہے کہ حائض پر جو کام حرام ہیں انہیں ترک کردے اور مستحاضہ کے اعمال کو انجام دے۔ ہاں اگر اسے دوسرے مہینے میں آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس سے کم یا زیادہ ہو تو یہ عورت وقت کی عادت رکھتی ہے، عدد کی نہیں۔

(۴۷۰) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو خواہ عدد کی عادت رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے ایک دو دن یا اس سے بھی کچھ پہلے خون آ جائے جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہوگئی ہے اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اگر بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ حیض کا خون نہیں تھا مثلاً وہ تین دن سے پہلے پاک ہو جائے تو ضروری ہے کہ جو عبادات اس نے انجام نہ دی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۴۷۱) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور عادت کے چند دن بعد خون آئے اور وہ کل ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور جو عبادات وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرنا ضروری ہے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے کچھ دن پہلے اسے خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات نہ ہوں اور اس سے پہلے آنے والا خون حیض کی علامات کے ساتھ ہو اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد خون آئے اور کل دنوں کی تعداد ملا کر دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

(۴۷۲) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو، اگر اسے عادت کے کچھ دن اور کچھ عادت سے پہلے خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اور پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور شروع کے دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اس میں بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۳) جو عورت عادت رکھتی ہو اگر اس کا خون تین یا زیادہ دن تک آنے کے بعد رک جائے اور پھر

Presented by Ziaraat.Com

دوبارہ خون آئے اور ان دونوں خون کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں پاک رہی ہو دس سے زیادہ ہو۔ مثلاً پانچ دن خون آیا ہو پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) وہ تمام خون یا اس کی کچھ مقدار جو پہلی بار دیکھے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے سوائے اس کے کہ دوسرے خون میں حیض کی علامات موجود ہوں کہ اس صورت میں دوسرے خون کی اتنی مقدار جو پہلے خون اور درمیان کی پاکی کے ایام سے مل کر دس دن سے زیادہ نہ ہوتی ہو، حیض اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر تین دن خون دیکھے، پھر تین دن پاک ہو جائے اور پھر پانچ دن خون دیکھے جس میں حیض کی علامات موجود ہوں تو پہلے خون کے تین دن اور دوسرے خون کے ابتدائی چار دن حیض ہیں اور درمیان کے طہارت کے ایام کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حائض کے محرمات سے بچے اور غیر حائض کے واجبات پر عمل کرے۔

(۲) پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ آئے اور دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے تو ضروری ہے کہ دوسرے تمام خون کو حیض اور پہلے کو استحاضہ قرار دے۔

(۳) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمع درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت دس دن سے زیادہ نہ ہو تو دونوں خون حیض ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ پاکی کی مدت میں پاک عورت کے کام بھی انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔ دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے۔ خون اول کی وہ مقدار جو ایام عادت سے پہلے آئی ہو اور عرفاً کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے تو وہ خون، حیض کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر اس خون پر حیض کا حکم لگانے سے دوسرے خون کی بھی کچھ مقدار جو عادت کے دنوں میں تھی یا سارے کا سارا خون، حیض کے دس دن سے زیادہ ہو جائے تو اس صورت میں وہ خون، خون استحاضہ کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر پندرہویں تاریخ تک آئے تو پہلی سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

(۴) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن پہلے خون میں ایام عادت میں آنے والے خون کی مقدار تین دن سے کم ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے خون کے آخری تین دن، درمیان میں پاکی کے دن اور دوسرے خون کے اتنے دنوں کو حیض قرار

Presented by Ziaraat.Com

دے جو سب مل کر دس دن بنتے ہوں اور اس کے بعد والے سارے خون کو استحاضہ قرار دے۔ لہذا اگر پاکی کے ایام سات دن ہوں تو دوسرا خون سارا کا سارا استحاضہ ہوگا۔ البتہ دو شرائط کے ساتھ ضروری ہے کہ پہلے آنے والے پورے خون کو حیض قرار دے:

(۱) اسے اپنی عادت سے کچھ دن پہلے خون آیا ہو کہ اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کی عادت تبدیل ہو کر وقت سے پہلے ہوگئی ہے۔

(۲) وہ اسے حیض قرار دے تو یہ لازم نہ آئے کہ اس کے دوسرے خون کی کچھ مقدار جو کہ عادت کے دنوں میں آیا ہو حیض کے دس دن سے باہر ہو جائے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی چوتھی تاریخ سے دس تاریخ تک تھی اور اسے مہینے کے پہلے دن سے چوتھے دن کے آخری وقت تک خون آئے اور دو دن کے لئے پاک ہو اور پھر دوبارہ اسے پندرہ تاریخ تک خون آئے تو اس صورت میں پہلا پورے کا پورا خون حیض ہے اور اسی طرح دوسرا وہ خون بھی جو دسویں دن کے آخری وقت تک آئے حیض کا خون ہے۔

(۴۷۴) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے بلکہ اس کے علاوہ کسی اور وقت حیض کے دنوں کی تعداد میں خون آئے تو ضروری ہے کہ اسی خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

(۴۷۵) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے وقت تین یا تین سے زیادہ دن تک خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ اتنے دنوں کے لئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) دونوں خون کے دنوں اور ان کے درمیان پاک رہنے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو اس صورت میں دونوں خون ایک حیض شمار ہوں گے۔

(۲) دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن یا دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں دونوں خون میں سے ہر ایک مستقل حیض قرار دیا جائے گا۔

(۳) ان دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن سے کم ہو جبکہ یہ دونوں خون اور درمیان میں پاک رہنے کی ساری مدت مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۶) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارہویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۷۷) جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں اور ان کی عادت کی پہلی تاریخ معین ہو ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن دونوں مہینوں میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن تک خون آئے اور پھر کچھ دن پاک ہونے کے بعد دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے مع ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے مہینے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں جبکہ دونوں مہینوں میں پہلی تاریخ سے ہی خون شروع ہوا ہو تو اس عورت کو بھی چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

(۴۷۸) وہ عورت جو وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اس کو عادت کے دنوں میں یا عادت سے دو تین دن پہلے خون آئے تو ضروری ہے کہ وہ عورت ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اس صورت کی تفصیل مسئلہ ۴۷۰ میں گزر چکی ہے۔ لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ مثلاً یہ کہ عادت سے اس قدر پہلے خون آئے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ عادت کے ایام سے ہٹ کر خون آیا ہے یا یہ کہا جائے کہ عادت کے بعد خون آیا ہے۔ چنانچہ وہ خون حیض کی علامات کے ساتھ آئے تو ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں لیکن وہ عورت یہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر یہ نہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ کام جو مستحاضہ پر واجب ہیں انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔

(۴۷۹) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اسے عادت کے دنوں میں خون آئے اور اس خون کی مدت دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں کہ چند دنوں تک خون میں علامات حیض ہوں اور چند دن نہ ہو اور علامات والے دنوں کی تعداد تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہو تو اس تعداد کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔ اگر علامتوں والا خون دو مرتبہ آئے مثلاً پہلے چار دن حیض کی علامات والا خون، پھر چار دن استحاضہ کی علامات والا اور پھر چار دن حیض کی علامات والا خون آئے تو صرف پہلے خون کو حیض اور باقی سب کو استحاضہ قرار دے۔ اگر حیض کی علامات والا خون تین دن سے کم ہو تو اتنی تعداد کو حیض قرار دے کر حیض کے دنوں کی تعداد بعد

Presented by Ziaraat.Com

میں آنے والے دو میں سے ایک طریقے (نزدیکی خواتین سے رجوع یا عدد کا انتخاب) سے معین کرے جبکہ اگر حیض کی علامات والا خون دس دن سے زیادہ ہو تو انہیں دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعے حیض کے دنوں کو معین کر لے۔ اگر اس کے لئے علامات حیض کے ذریعے مدت معین کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس کا سارا خون ایک جیسا ہو یا علامات والا خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے۔ چاہے وہ رشتہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے زندہ ہو یا مُردہ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) اسے اپنے حیض کی مقدار اور اس رشتہ دار عورت کی عادت کی مقدار میں فرق کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ خود نوجوان ہو اور طاقت کے لحاظ سے قوی اور دوسری عورت عمر کے لحاظ سے یائسہ ہونے کے نزدیک ہو جبکہ معمولاً عادت کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ خود عمر کے لحاظ سے یائسہ کے نزدیک ہو اور رشتہ دار عورت نوجوان ہو یا ایسی عورت ہو جو ناقص عادت والی ہو جس کے معنی اور احکام مسئلہ ۴۸۹ میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲) اسے اس عورت کی عادت کی مقدار میں اور اس کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی عادت کی مقدار میں کہ جن میں پہلی شرط موجود ہے اختلاف کا علم نہ ہو لیکن اگر اختلاف اتنا کم ہو کہ اسے اختلاف شمار نہ کیا جاتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے جو وقت کی عادت رکھتی ہے اور عادت کے دنوں میں کوئی خون ہی نہ آئے لیکن عادت کے وقت کے علاوہ کوئی خون آئے جو دس دن سے زیادہ ہو اور حیض کی مقدار کو نشانیوں کے ذریعے معین نہ کر سکے۔

(۴۸۰) وقت کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت کے علاوہ وقت میں آنے والے خون کو حیض قرار نہیں دے سکتی، لہذا اگر اسے عادت کا ابتدائی وقت معلوم ہو مثلاً ہر مہینے کی پہلی کو خون آتا ہو اور کبھی پانچویں اور کبھی چھٹی کو خون سے پاک ہوتی ہو چنانچہ اسے کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آئے اور وہ حیض کی نشانیوں کے ذریعے اس کی مدت معین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ مہینے کی پہلی کو حیض کی پہلی تاریخ قرار دے اور اس کی تعداد کے بارے میں جو کچھ پچھلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے۔ اگر اس کی عادت کی درمیانی یا آخری تاریخ معلوم ہو چنانچہ اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے تو ضروری ہے کہ اس کا حساب اس طرح کرے کہ آخری یا درمیانی تاریخ میں سے ایک اس کی عادت کے دنوں کے مطابق ہو۔

(۴۸۱) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس خون کو مسئلہ ۴۷۹ میں بتائے گئے طریقے سے معین نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ تین دن سے دس دن تک جتنے دن حیض کی مقدار کے مناسب سمجھے حیض قرار دے۔ بہتر یہ ہے کہ سات دنوں کو حیض قرار دے۔ لیکن ضروری ہے کہ جن دنوں کو وہ حیض قرار دے وہ دن اس کی عادت کے وقت کے مطابق ہوں جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۸۲) جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے وہی اس کی عادت ہوگی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہوگی۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے اس کے حیض کی عادت کے دن شمار کئے جائیں گے اور ان درمیانی دنوں میں جن میں خون نہیں آیا ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں تاریخ سے تیرہویں تک خون آئے اور دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ دن کی ہوگی۔ اگر پہلے مہینے میں اسے آٹھ دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ دن ہو تو یہ عورت عدد کی عادت نہیں رکھتی بلکہ مضطربہ شمار ہوگی جس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

(۴۸۳) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو ان تمام دنوں کو حیض قرار دے۔ اگر اس کی عادت سے زیادہ خون آئے اور دس دن سے تجاوز کر جائے تو اگر تمام کا تمام خون ایک جیسا ہو تو خون آنے کی ابتدا سے لے کر اس کی عادت کے دنوں تک حیض اور باقی خون کو استحاضہ قرار دے۔ اگر آنے والا تمام خون ایک جیسا نہ ہو بلکہ کچھ دن حیض کی علامات کے ساتھ اور کچھ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو پس اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات کے ساتھ آیا ہو عادت کے دنوں سے زیادہ ہو

Presented by Ziaraat.Com

تو صرف عادت کے دن حیض اور باقی دن استحاضہ ہے اور اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے کم ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کے ساتھ چند اور دنوں کو ملا کر عادت کی مدت پوری کرے اور ان کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴۔ مضطربہ

(۴۸۴) مضطربہ یعنی وہ عورت جسے دو ماہ خون آئے لیکن وقت اور عدد دونوں کے لحاظ سے اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور سارا خون ایک جیسا ہو مثلاً تمام خون یا حیض کی نشانیوں کے ساتھ یا استحاضہ کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہو تو اس کا حکم احتیاط کی بنا پر وقت کی عادت رکھنے والی عورت کا حکم ہے کہ جسے اپنی عادت کے علاوہ وقت میں خون آئے اور علامات کے ذریعے حیض کو استحاضہ سے تمیز نہ دے سکتی ہو تو ضروری ہے کہ اپنی رشتہ دار عورتوں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۴۷۹ اور ۴۸۱ میں بیان کی گئی ہے اپنے حیض کی عادت قرار دے۔

(۴۸۵) اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتداء میں بیان کئے گئے حکم کے مطابق عمل کرے۔

۵۔ مبتدئہ

(۴۸۶) مبتدئہ یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو اگر دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون ایک جیسا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے کنبے والیوں کی عادت کی مقدار کو حیض اور باقی کو ان دو شرطوں کے ساتھ استحاضہ قرار دے جو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۸۱ میں دی گئی تفصیل کے مطابق تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اپنے حیض کے دن قرار دے۔

(۴۸۷) اگر مبتدئہ کو دس دن سے زیادہ دن تک خون آئے جبکہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو جس خون میں حیض کی علامات ہوں اگر وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو سارا حیض ہے۔ لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن سیاہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور بعد میں آنے والے دونوں خون کو استحاضہ قرار دے جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے۔

(۴۸۸) اگر مبتدئہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جو چند دن حیض کی علامات کے ساتھ اور چند دن

Presented by Ziaraat.Com

استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم یا دس دنوں سے زیادہ مدت تک آیا ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتدا میں بتائے گئے طریقے کے مطابق عمل کرے۔

۶۔ ناسیہ

(۴۸۹) ناسیہ یعنی وہ عورت جو اپنی عادت کی مقدار، ایام یا دونوں کو بھول چکی ہو۔ ایسی عورت اگر خون دیکھے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دنوں سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے، لیکن اگر اس خون کی مقدار دس دنوں سے زیادہ ہو تو اس کی چند قسمیں ہیں:

(۱) اس کی عادت عدد، وقت یا دونوں کی تھی اور اپنی عادت کو اس طرح بھول چکی ہو کہ اجمالی طور پر بھی اسے وقت یا عدد یاد نہ رہا ہو ایسی عورت مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۲) اس کی عادت وقت کی تو تھی ہی، اب چاہے عدد کی عادت تھی یا نہ تھی، لیکن اپنی وقت کی عادت سے اسے اجمالی طور پر وقت یاد ہے۔ مثلاً اسے اتنا یاد ہے کہ فلاں دن اس کی عادت کا دن تھا یا یہ کہ اس کی عادت مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں ہوتی تھی، یہ عورت بھی مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے لیکن وہ ان ایام کو حیض کے ایام قرار نہیں دے سکتی جو یقیناً اس کی عادت کے ایام کے برخلاف ہیں۔ مثلاً اگر اسے معلوم ہو کہ مہینے کا ستر ہواں دن اس کی عادت کا دن ہوتا تھا یا یہ معلوم ہو کہ اس کی عادت کے ایام مہینے کے دوسرے پندرہ دنوں میں ہوتے تھے اور وہ عورت مہینے کی پہلی تاریخ سے بیس تاریخ تک خون دیکھے تو چاہے ابتدائی دس دنوں میں حیض کی علامات ہوں اور دوسرے دس دنوں میں استحاضہ کی علامات ہوں، وہ پہلے دس دنوں کو ایام حیض قرار نہیں دے سکتی۔

(۳) اس کی عادت عدد کی عادت تھی اور اب اسے بھول چکی ہے، یہ عورت بھی مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے لیکن ضروری ہے کہ جس مقدار کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس سے کم نہیں تھے، اس سے کم دنوں کو اپنے حیض کے ایام قرار نہ دے۔ اسی طرح ان ایام سے زیادہ مقدار کو بھی حیض قرار نہیں دے سکتی جن کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس مقدار سے زیادہ نہیں تھے۔

اسی طرح کا حکم اس عورت کے لئے بھی ہے جو ناقص عدد کی عادت رکھتی ہے یعنی ایسی عورت جو ہر مہینے دو میں سے ایک مقدار میں خون دیکھتی ہے جو بہر حال تین دنوں سے زیادہ اور دس دنوں سے کم ہے۔ مثلاً ایسی عورت ہے جو ہر مہینے یا چھ دن خون دیکھتی ہے یا سات دن، تو وہ حیض کی علامات یا اپنے خاندان کی بعض خواتین کی عادت کے مطابق یا دس دنوں سے زیادہ خون آجانے کی صورت میں کسی عدد کو اختیار کرتے ہوئے چھ دن سے کم یا سات دنوں سے زیادہ کو حیض قرار نہیں دے سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

حیض کے متفرق مسائل

(۴۹۰) مبتدیہ، مضطربہ، ناسیہ اور عدد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو اگر خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا یقین ہو کہ یہ خون تین دن تک آئے گا تو انہیں چاہئے کہ عبادات ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتا چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہئے کہ جو عبادات بجا نہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

(۴۹۱) جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو خواہ یہ عادت حیض کے وقت کے اعتبار سے ہو یا حیض کے عدد کے اعتبار سے یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کے برخلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت اور دن دونوں کی تعداد یکساں ہو تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اسے دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

(۴۹۲) عادت وقتیہ کا تعین کرنے کے علاوہ امور میں ایک مہینے سے مراد خون کے شروع ہونے سے تیس دن تک ہے۔ مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے جبکہ وقت کی عادت کو معین کرنے کے لئے مراد قمری مہینہ ہے شمسی نہیں۔

(۴۹۳) اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آ جائے تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا دس دن سے کم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں خون کو حیض قرار دے۔ چاہے ان میں سے کسی ایک میں حیض کی علامت موجود نہ ہوں۔

(۴۹۴) جس عورت کی ذمہ داری یہ ہو کہ وہ حیض کی علامات کے ذریعے حیض کا تعین کرے اگر اس عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔ لیکن اگر ان دو میں سے ایک خون عادت کے ایام میں آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ درمیان کے دس دن سب کے سب استحاضہ کے ہیں یا کچھ ایام حیض کے بھی ہیں تو عادت کے ایام والا خون حیض اور باقی سب استحاضہ مانا جائے گا۔

(۴۹۵) اگر کسی عورت کا خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی عبادات کے لئے غسل کرے اگرچہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے دوبارہ خون آ جائے گا۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون

Presented by Ziaraat.Com

آجائے گا تو جیسے بیان ہو چکا اسے چاہئے کہ احتیاطاً غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور جو چیزیں حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۴۹۶) اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو ضروری ہے کہ یا احتیاط کرتے ہوئے عبادتوں کو انجام دے یا استبراء کرے اور استبراء کئے بغیر عبادات کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ استبراء یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ میں روئی رکھ کر کچھ دیر انتظار کرے۔ ہاں اگر اس کی عادت ایسی ہے کہ حیض کے دوران بھی اس کا خون کچھ دیر کے لئے رک جاتا ہے، جیسا کہ بعض عورتوں کے بارے میں ایسا کہا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ اس مقدار سے زیادہ دیر تک انتظار کرے اس کے بعد نکالے۔ پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادات بجالائے اور اگر خون بند نہ ہوا ہو یا تھوڑا سا زرد پانی لگا ہو۔ پس اگر وہ حیض کی معین عادت نہ رکھتی ہو یا اس کی عادت دس دن کی ہو یا ابھی اس کی عادت کے دن تمام نہ ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا بند ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن کے اختتام پر غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون بند ہو جائے گا تو وہ غسل نہیں کر سکتی۔

(۴۹۷) اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اور روزے وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجالاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ حیض تھا تو اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نفاس

(۴۹۸) بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے دس دن تک جو خون عورت کو آئے وہ خون نفاس ہے بشرطیکہ اُسے زچگی کا خون کہنا صادق آتا ہو اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

(۴۹۹) جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۰) یہ ضروری نہیں ہے کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل ہو لیکن علقہ یعنی خون کا لوتھڑا یا مضغۃ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہونے کی حالت سے گزر چکا ہو اور پھر گر جائے تو بھی جو خون دس دن تک آئے خون نفاس ہے۔

(۵۰۱) یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس دنوں کے بعد آنے والے خون کو نفاس نہیں کہتے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۰۲) اگر کسی عورت کو شک ہو کہ اسقاط ہوا ہے یا نہیں یا جو اسقاط ہوا وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۳) جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر مسجد میں ٹھہرنا یا مسجد میں داخل ہونا جبکہ عبور نہ کرنا ہو یا مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا چاہے عبور کرنے کے لئے ہو، قرآن کی واجب سجدے والی آیات کی تلاوت کرنا اور قرآن کے الفاظ یا خدا کے نام سے بدن کا کوئی حصہ مس کرنا نفساء پر حرام ہے۔

(۵۰۴) جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۵۰۵) جو عورت عدد کی عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون نہ آئے تو سارا کا سارا نفاس ہے، لہٰذا اگر وہ دس دن سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور اگر بعد میں ایک یا ایک بار سے زیادہ خون آئے تو خون آنے والے دنوں کو پاک رہنے والے دنوں سے ملا کر اگر دس دن یا دس دن سے کم ہو تو سارے کا سارا خون نفاس ہے۔ اور ضروری ہے کہ درمیان میں پاک رہنے کے دنوں میں احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے لہٰذا اگر ان دنوں میں کوئی روزہ رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔ اگر بعد میں آنے والا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو خون کی وہ مقدار جو دس دن کے اندر آئی ہے اسے نفاس اور دس دن کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۵۰۶) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہے اگر اسے اپنی عادت سے زیادہ خون آئے تو چاہے یہ خون دس دن سے تجاوز نہ کرے، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عادت کا عدد پورا ہو جانے کے بعد نفساء کے محرمات کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل پیرا ہو اور اگر ایک سے زیادہ بار خون آئے جبکہ درمیان میں پاک بھی ہو جائے تو عادت کے عدد کے برابر ایام کو نفاس اور درمیان کے پاکی کے ایام اور عادت کے بعد کے خون والے ایام میں احتیاط کرتے ہوئے نفساء پر حرام امور کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل کرے۔

(۵۰۷) اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو ضروری ہے کہ یا احتیاط کرتے ہوئے غسل بجالائے اور عبادات کو انجام دے یا استبراء کرے۔ بغیر استبراء کئے عبادات کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ استبراء کا طریقہ مسئلہ ۴۹۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۵۰۸) اگر عورت کو نفاس کا خون دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ اگر عادت نہ رکھتی ہو تو دس دن تک نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عورت عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارہویں دن تک استحاضہ کے افعال بجالائے اور وہ کام جو

Presented by Ziaraat.Com

نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۵۰۹) جو عورت حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد کے برابر خون نفاس ہے اور جو خون، نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ وقت کی عادت بھی رکھتی ہو اور وہ خون اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو، استحاضہ ہے۔ مثلاً ایسی عورت جس کے حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر خون آئے تو سترہویں تاریخ تک نفاس اور سترہویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتیٰ کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ وقت کی عادت رکھتی ہو اور خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آیا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عادت کے دنوں کا انتظار کرے اگرچہ اس کے انتظار کی مدت ایک مہینہ یا ایک مہینے سے زیادہ ہو جائے اور خواہ اس مدت میں جو خون آئے اس میں حیض کی علامات ہوں۔ اگر وہ وقت کی عادت والی عورت نہ ہو اور اس کیلئے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے حیض کو علامات کے ذریعے معین کرے جس کا طریقہ مسئلہ ۴۷۹ میں بیان کیا جا چکا ہے اور اگر ممکن نہ ہو جیسا کہ نفاس کے بعد دس دن جو خون آئے وہ سارا ایک جیسا ہو اور ایک مہینے یا چند مہینے انہی علامات کے ساتھ آتا رہے تو ضروری ہے کہ ہر مہینے میں اپنے کنبے کی بعض عورتوں کے حیض کی جو صورت ہو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق وہی اپنے لئے قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو عدد اپنے لئے مناسب سمجھتی ہے اختیار کرے جس کی تفصیل مسئلہ ۴۸۱ میں بیان کی گئی ہے۔

(۵۱۰) جو عورت حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دن نفاس اور اگلے دس دن استحاضہ کے ہوں گے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے ممکن ہے وہ حیض ہو اور ممکن ہے استحاضہ ہو اور حیض قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس حکم کے مطابق عمل کرے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں گزر چکا ہے۔

غسل مس میت

(۵۱۱) اگر کوئی شخص کسی ایسے مُردہ انسان کے بدن کو مس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو ضروری ہے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مُردے کا بدن مس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ ارادی طور پر مس کیا ہو یا غیر ارادی طور پر، حتیٰ کہ اگر اس کا ناخن یا ہڈی مُردے کے ناخن یا ہڈی سے مس ہو جائے تب بھی غسل کرنا ضروری ہے لیکن اگر مُردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۱۲) جس مُردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا خواہ اس کے بدن کا جو حصہ مس کیا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

(۵۱۳) اگر کوئی شخص اپنے بال مُردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مُردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مُردے کے بالوں سے لگائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۱۴) اگر بچہ مُردہ پیدا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی ماں غسل کرے اور اگر ماں مرگئی ہو تو بچے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ ہونے کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر غسل کرے۔

(۵۱۵) اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیئے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے بدن کے کسی حصے کو مس کرے خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کے لئے غسل مس میت کرنا ضروری ہے۔

(۵۱۶) اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے پر عاقل ہونے اور بچے پر بالغ ہونے کے بعد غسل مس میت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ ممیز ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۵۱۷) اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مُردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک حصہ جدا ہو جائے اور اس سے پہلے کہ جدا ہونے والے حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کرلے تو اگرچہ اس حصے میں ہڈی ہو غسل مس میت کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر میت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہو اور کوئی شخص ان تمام یا زیادہ تر حصوں کو مس کرے تو اس پر غسل واجب ہے۔

(۵۱۸) ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مُردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے، غسل واجب نہیں ہے۔ اور دانت خواہ وہ مُردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۵۱۹) غسل مس میت، غسل جنابت کی طرح ہے اور اس کے بعد وضو کی ضرورت بھی نہیں۔

(۵۲۰) اگر کوئی شخص کئی میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

(۵۲۱) جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے، ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس جیسی عبادات کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

محتضر کے احکام

(۵۲۲) جو مومن محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رخ ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۲۳) بہتر یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی مذکورہ طریقے کے مطابق روبقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس طرح اسے نماز جنازہ پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

(۵۲۴) جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے روبقبلہ لٹانا احتیاط کی بنا پر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو جان کنی کی حالت میں ہے راضی ہو اور قاصر بھی نہ ہو (یعنی بالغ اور عاقل ہو) تو اس کام کے لئے اس کے ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کی صورت میں اس کے ولی سے اجازت لینا احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے۔

(۵۲۵) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اس کے سامنے شہادتین، بارہ اماموں کے نام اور دوسرے دینی عقائد اس طرح دہرائے جائیں کہ وہ سمجھ لے۔ اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا بھی مستحب ہے۔

(۵۲۶) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے یہ دعا اس طرح سنائی جائے کہ سمجھ لے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَّعَاصِیْکَ وَاقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ یَا مَنْ یَّقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَیَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّی الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ

(۵۲۷) جس شخص کی جان سختی سے نکل رہی ہو، اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

(۵۲۸) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورۂ یٰس، سورۂ صافات، سورۂ احزاب، آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۂ بقرۃ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جا سکے پڑھا جائے۔

(۵۲۹) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا، کوئی بھاری چیز اس کے پیٹ پر رکھنا، جنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا، اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا، رونا اور صرف عورتوں کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

(۵۳۰) مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں، اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے، نیز اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اگر موت رات کو واقع ہو تو جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں (روشنی کر دیں) اور جنازے میں شرکت کے لئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا

Presented by Ziaraat.Com

یقین نہ ہو تو انتظار کریں تا کہ صورت حال واضح ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو ضروری ہے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

غسل، کفن، نماز میت اور دفن کا وجوب

(۵۳۱) مسلمان کا غسل، حنوط، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثنا عشری شیعہ نہ بھی ہو اس کے ولی پر واجب ہے۔ ضروری ہے کہ ولی خود ان کاموں کو انجام دے یا کسی دوسرے کو ان کاموں کے لئے معین کرے اور اگر کوئی شخص ان کاموں کو ولی کی اجازت سے انجام دے تو ولی پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اگر دفن اور اس کی مانند دوسرے امور کو کوئی شخص ولی کی اجازت کے بغیر انجام دے تب بھی ولی سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور ان امور کو دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہیں اور اگر میت کا کوئی ولی نہ ہو یا ولی ان کاموں کو انجام دینے سے منع کرے تب بھی باقی مکلف لوگوں پر واجب کفائی ہے کہ میت کے ان کاموں کو انجام دیں اور اگر بعض مکلف لوگوں نے انجام دیا تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام مکلف لوگ گناہگار ہوں گے اور ولی کے منع کرنے کی صورت میں اس سے اجازت لینے کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔

(۵۳۲) اگر کوئی شخص تجہیز و تکفین کے کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر وہ ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو ضروری ہے کہ دوسرے انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

(۵۳۳) اگر کسی شخص کو اطمینان ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے اس بارے میں محض شک یا گمان ہو تو ضروری ہے کہ اقدام کرے۔

(۵۳۴) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے ہوا ہے تو ضروری ہے کہ ان کاموں کو دوبارہ انجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

(۵۳۵) عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور اس مورد کے علاوہ وہ اشخاص کہ جن کو میت سے میراث ملتی ہے میت کے وارث ہیں اسی ترتیب سے جس کا ذکر میراث کے مختلف طبقوں میں آئے گا اور مردوں کا ہر طبقہ عورتوں پر مقدم ہے۔ میت کا باپ میت کے بیٹے پر، میت کا دادا اس کے بھائی پر، میت کا پدری و مادری بھائی اس کے صرف پدری بھائی یا مادری بھائی پر، اس کا پدری بھائی اس کے مادری بھائی پر اور اس کے چچا کے اس کے ماموں پر مقدم ہونے میں اشکال ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں احتیاط کے (تمام) تقاضوں کو پیش نظر رکھنا

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے۔ ہاں اگر ولی ایک سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی اجازت کافی ہے۔

(۵۳۶) نابالغ بچہ اور دیوانہ میت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ولی نہیں بن سکتے۔ اسی طرح وہ شخص بھی جو اس طرح غیر حاضر ہو کہ خود یا کسی شخص کو مامور کر کے میت سے متعلق امور کو انجام نہ دے سکتا ہو تو وہ بھی ولی نہیں بن سکتا۔

(۵۳۷) اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں یا کہے کہ میں میت کے دفن سے متعلق کاموں میں میت کا وصی ہوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں تو اس کا قول قبول کر لینا ضروری ہے۔

(۵۳۸) اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اسی شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو میت نے وصیت کی ہو، وہ خود ان کاموں کو انجام دینے کا ذمہ دار بنے اور اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

غسل میت کی کیفیت

(۵۳۹) میت کو ترتیب سے تین غسل دینے واجب ہیں: پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں، دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

(۵۴۰) ضروری ہے کہ بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہوں کہ پانی مضاف ہو جائے اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

(۵۴۱) اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

(۵۴۲) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے بجائے خالص پانی سے غسل دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج تمتع کا احرام ہو اور وہ طواف، نمازِ طواف اور سعی کو مکمل کر چکا ہو یا حج قران یا افراد کے احرام میں ہو اور سر منڈا چکا ہو تو ان دو صورتوں میں اس کو کافور کے پانی سے غسل دینا ضروری ہے۔

(۵۴۳) اگر بیری اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے ایک تیمم کرایا جائے اور ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے۔

(۵۴۴) جو شخص میت کو غسل دے ضروری ہے کہ وہ عقل مند اور مسلمان ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ وہ اثنا عشری ہو۔ نیز ضروری ہے کہ غسل کے مسائل سے بھی واقف ہو۔ ممیز بچہ اگر غسل کو صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہو تو اس کا غسل دینا بھی کافی ہے۔ چنانچہ اگر غیر اثنا عشری مسلمان کی میت کو اس کا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثنا عشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اثنا عشری شخص میت کا ولی ہو تو اس صورت میں اس سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔

(۵۴۵) جو شخص غسل دے ضروری ہے کہ وہ قربت کی نیت رکھتا ہو اور یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے غسل دے۔

(۵۴۶) مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولدالزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن اور دفن واجب نہیں ہے۔ کافر کا بچہ اگر ممیز ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر اس کا باپ یا ماں مسلمان ہو تو ضروری ہے کہ اسے غسل دیں۔

(۵۴۷) اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا ضروری ہے بلکہ اگر چار مہینے سے بھی کم کا ہو لیکن اس کا پورا بدن بن چکا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ ان دو صورتوں کی علاوہ احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیئے دفن کر دینا چاہئے۔

(۵۴۸) مرد، نامحرم عورت کو غسل نہیں دے سکتا اسی طرح عورت، نامحرم مرد کو غسل نہیں دے سکتی۔ لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

(۵۴۹) مرد اتنی چھوٹی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جو ممیز نہ ہو اور عورت بھی اتنے چھوٹے لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جو ممیز نہ ہو۔

(۵۵۰) محرم افراد ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، چاہے نسبی محرم ہوں جیسے ماں اور بہن یا رضاعی یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے محرم بن گئے ہوں۔ شرمگاہ کے علاوہ باقی بدن میں لباس کے نیچے سے غسل دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد اپنی محرم عورت کو صرف اسی صورت میں غسل دے جب غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے۔ یہی حکم عورت کے لئے محرم مرد کو غسل دینے کے بارے میں ہے۔

(۵۵۱) اگر میت اور غسال دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت ہوں تو جائز ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ لباس کے نیچے سے غسل دیا جائے۔

(۵۵۲) میاں بیوی کے علاوہ میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر وہ اس پر نظر ڈالے تو گناہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

(۵۵۳) اگر میت کے بدن کے کسی حصے پر عین نجاست ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کو غسل دینے سے پہلے عین نجاست دور کرے اور اولیٰ یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک کر لیا جائے۔

(۵۵۴) غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک میت کو غسل ترتیبی

Presented by Ziaraat.Com

دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے۔

(۵۵۵) جو شخص حیض یا جنابت کی حالت میں مرجائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لئے کافی ہے۔

(۵۵۶) میت کو غسل دینے کی اجرت لینا احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت لینے کے لئے میت کو اس طرح غسل دے کہ یہ غسل دینا قصد قربت کے منافی ہو تو غسل باطل ہے لیکن غسل کے ابتدائی کاموں کی اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

(۵۵۷) میت کے غسل میں جبیرہ غسل مشروع نہیں ہے اور اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے میت کو ایک تیمّم کرائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین تیمّم کرائے جائیں۔

(۵۵۸) جو شخص میت کو تیمّم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمّم کرائے۔

کفن کے احکام

(۵۵۹) مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا ضروری ہے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

(۵۶۰) احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ احتیاط واجب کی بنا پر ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ پورے بدن کو ڈھانپ دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ چادر کی لمبائی اتنی ہو کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے کے اوپر آسکے۔

(۵۶۱) واجب مقدار کی حد تک کفن جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے میت کے اصل مال سے لیا جائے گا بلکہ کفن کی مستحب مقدار کو بھی میت کی شان اور عرف عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے میت کے اصل مال سے لیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔

(۵۶۲) اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار اس کے ایک تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن کی مقدار جو چاہے عرف عام سے بڑھ کر ہو اس کے تہائی مال سے لی جاسکتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۶۳) اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کے اصل مال سے لیں تو جو بیان مسئلہ ۵۶۱ میں گزر چکا ہے اس سے زیادہ نہ لیں۔ مثلاً وہ مستحب کام جو کہ معمولاً انجام نہ دیئے جاتے ہوں اور جو میت کی شان کے مطابق بھی نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کے لئے ہرگز اصل مال سے نہ لیں اور بالکل اسی طرح اگر کفن کی قیمت معمول سے زیادہ ہو تو اضافی رقم کو میت کے اصل مال سے نہیں لیا جاسکتا لیکن جو ورثاء بالغ ہیں تو ان کے حصے سے ان کی اجازت سے لیا جاسکتا ہے۔

(۵۶۴) عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو اس تفصیل کے مطابق جو طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور وہ عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اسے کفن دے۔ اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

(۵۶۵) میت کو کفن دینا اس کے قرابتداروں پر واجب نہیں، گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

(۵۶۶) اگر میت کے پاس کفن کا انتظام کرنے کے لئے کوئی مال نہ ہو تو اسے برہنہ دفن کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بنابر احتیاط مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے کفن پہنائیں۔ یہ جائز ہے کہ اس کے اخراجات کو زکات کی بابت میں حساب کرلیا جائے۔

(۵۶۷) احتیاط واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے ہر کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے لیکن اگر اس طرح ہو کہ تینوں کپڑوں کو ملا کر میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر نہ آئے تو کافی ہے۔

(۵۶۸) غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ ہو تب بھی جائز نہیں ہے۔ پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہئے خواہ اس کو دفن بھی کیا جاچکا ہو لیکن بعض صورتوں میں (اس کے بدن سے کفن اتارنا جائز نہیں) جس کی تفصیل کی گنجائش اس مقام پر نہیں ہے۔

(۵۶۹) میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا اور احتیاط واجب کی بنا پر سونے کے پانی سے کام کئے ہوئے کپڑے کا کفن دینا جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۰) میت کو نجس مُردار کی کھال کا کفن دینا اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے بلکہ پاک مُردار کی کھال کا کفن دینا بھی جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو حرام گوشت جانور کے اون یا بالوں سے تیار کیا گیا ہو اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بال یا اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا بھی کفن نہ دیا جائے۔

(۵۷۱) اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو جتنا حصہ نجس ہوا سے دھونا یا کاٹنا ضروری ہے خواہ میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جاچکا ہو۔ اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل لینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ بدل دیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۷۲) اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا ضروری ہے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانک دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵۷۳) انسان کے لئے اپنی زندگی میں کفن، بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

(۵۷۴) غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور اس طرح لگائیں کہ کچھ کافور اس پر باقی رہے چاہے اسے ملایا نہ بھی گیا ہو اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے۔ ضروری ہے کہ کافور پسا ہوا، تازہ، پاک اور مباح (غیر غصبی) ہو اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو زائل ہوگئی ہو تو کافی نہیں۔

(۵۷۵) احتیاط مستحب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

(۵۷۶) بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگرچہ کفن پہنانے کے دوران یا اس کے بعد بھی حنوط کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۷) اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ہے مگر ان دو صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۵۴۲ میں گزر چکا ہے۔

(۵۷۸) اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شخص اور ایسی عورت جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو اگرچہ خوشبو لگانا ان کے لئے حرام ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

(۵۷۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

(۵۸۰) مستحب ہے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی کی کچھ مقدار کافور میں ملالی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہئے جہاں لگانے سے خاک شفا کی بے حرمتی ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

(۵۸۱) اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن تمام سات اعضاء کے لئے کافی نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

(۵۸۲) مستحب ہے کہ دو تر و تازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز میت کے احکام

(۵۸۳) ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے حکم میں ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

(۵۸۴) ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو لیکن نماز کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر نماز کو نہ جانتا ہو تو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ بچہ جو مُردہ پیدا ہوا ہو اس کی میت پر نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

(۵۸۵) ضروری ہے کہ میت کی نماز اسے غسل دینے، حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

(۵۸۶) جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہوں اور اگر اس کا لباس غصبی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہیں۔

(۵۸۷) جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔

(۵۸۸) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز میت پڑھنے کی جگہ غصبی نہ ہو۔

(۵۸۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت با جماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جبکہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۰) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن جماعت کی صورت میں ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۵۹۱) ضروری ہے کہ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ، دیوار یا کوئی اور ایسی چیز حائل نہ ہو لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۲) نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ میت کی شرمگاہ ڈھکی ہوئی ہو اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے ہی ڈھانپ دیں۔

(۵۹۳) ضروری ہے کہ نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھی جائے اور نیت کرتے وقت میت

Presented by Ziaraat.Com

کو معین کر لیا جائے مثلاً نیت کر لی جائے کہ میں اس میت پر قربۃ الی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یومیہ نمازوں میں حالت قیام میں جو استقرار ضروری ہے اس کا خیال رکھا جائے۔

(۵۹۴) اگر کھڑے ہو کر نماز میت پڑھنے والا کوئی شخص نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(۵۹۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو اس کے لئے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اگر چہ بہتر ہے۔

(۵۹۶) بعض فقہاء کے نزدیک میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے اور اگر میت کسی صاحب علم و تقویٰ کی ہو تو بغیر کسی اشکال کے مکروہ نہیں ہے۔

(۵۹۷) اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو میت پر نماز پڑھنے کے لئے اس کی قبر کو کھولنا جائز نہیں، لیکن اُن شرائط کے ساتھ جن کا ذکر نماز میت کے سلسلے میں آ چکا ہے رجاء کی نیت سے اُس کی قبر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میت کا طریقہ

(۵۹۸) میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔ نیت کرنے اور پہلی تکبیر کے بعد کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ.

اور اگر میت عورت ہو تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتَةِ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔

بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ.

اور دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

Presented by Ziaraat.Com

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ بِالْخَیْرَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا خَیْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَاغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِنْدَکَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَاخْلُفْ عَلٰی اَھْلِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَارْحَمْہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ اَمَتُکَ وَابْنَۃُ عَبْدِکَ وَابْنَۃُ اَمَتِکَ نَزَلَتْ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا خَیْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتْ مُحْسِنَۃً فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِھَا وَاِنْ کَانَتْ مُسِیْئَۃً فَتَجَاوَزْ عَنْھَا وَاغْفِرْ لَھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا عِنْدَکَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَاخْلُفْ عَلٰی اَھْلِھَا فِی الْغَابِرِیْنَ وَارْحَمْھَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

(۵۹۹) ضروری ہے کہ تکبیریں اور دعائیں تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھی جائیں کہ نماز اپنی شکل نہ کھو دے۔

(۶۰۰) جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہو ضروری ہے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مستحبات

(۶۰۱) چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں:

(۱) نماز میت پڑھنے والے نے وضو، غسل یا تیمّم کیا ہوا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمّم اس وقت کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے خدشہ ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نماز میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔

(۲) اگر میت مرد ہو تو امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے بدن کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

(۳) نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔

(۴) ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

(۵) نمازی اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نمازی کے لباس کو حرکت

Presented by Ziaraat.Com

دے تو وہ جنازے کو جا چھوئے۔

(۶) نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۷) امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔

(۸) نماز باجماعت میں مقتدی خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

(۹) نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے کثرت سے دعا کرے۔

(۱۰) باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ "الصلوٰۃ" کہے۔

(۱۱) نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لئے لوگ زیادہ تر جاتے ہیں۔

(۱۲) اگر حائض نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نمازیوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

(۶۰۲) نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

(۶۰۳) میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ درندے اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو ضروری ہے کہ قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دیا جائے۔

(۶۰۴) اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کے بجائے اسے کمرے یا تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

(۶۰۵) میت کو قبر میں دائیں پہلو اس طرح لٹانا ضروری ہے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ رو بقبلہ ہو۔

(۶۰۶) اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کریں تا کہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ اسے کشتی میں ہی غسل دے کر حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد اسے مرتبان میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں یا کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھ کر سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ گرائیں جہاں جانور اسے فوراً لقمہ نہ بنا لیں۔

(۶۰۷) اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضاء کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ سابقہ مسئلے میں بیان کئے گئے طریقے کے مطابق اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔

(۶۰۸) اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر کو پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال

Presented by Ziaraat.Com

میں سے لے سکتے ہیں۔

(۶۰۹) اگر کوئی کافر عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں مُردہ بچہ ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تا کہ بچے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور اگر پیٹ میں موجود بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۶۱۰) مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶۱۱) مسلمان کو ایسی جگہ جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو، مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶۱۲) میت کو غصبی زمین میں یا ایسی زمین میں جو دفن کے علاوہ کسی دوسرے مقصد، مثلاً مسجد کے لئے وقف ہو دفن کرنا اگر وقف کے لئے نقصاندہ ہو یا وقف کے مقصد سے مزاحمت کا باعث ہو تو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت بھی ہے جب نقصاندہ یا مزاحم نہ ہو۔

(۶۱۳) کسی میت کی قبر کو اس لئے کھودنا کہ اس میں کسی دوسرے مُردے کو دفنایا جاسکے جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر قبر پرانی ہوگئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو تو دفن کر سکتے ہیں۔

(۶۱۴) جو چیز میت سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال، ناخن یا دانت ہی ہوں اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا ضروری ہے اور اگر جدا ہونے والی چیزیں اگرچہ وہ دانت، ناخن یا بال ہی کیوں نہ ہوں میت کو دفنانے کے بعد ملیں تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں کسی دوسری جگہ دفن کر دیا جائے۔ جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

(۶۱۵) اگر کوئی شخص کنویں میں مرجائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ کنویں کا منہ بند کر دیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

(۶۱۶) اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مرجائے اور اس کا پیٹ میں رہنا ماں کی زندگی کے لئے خطرناک ہو تو ضروری ہے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں۔ چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر بھی مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ضروری ہے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے باہر نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی اہل فن عورت اسے باہر نکالے۔ عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی ایسے فرد سے رجوع کرے جو اس کام کو بہتر طریقے سے انجام دے سکے اور اس کی حالت کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہو، چاہے نامحرم ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۱۷) اگر ماں مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو اور چاہے مختصر مدت کے لئے ہی سہی، اس بچے کے زندہ رہنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ جو جگہ بھی بچے کی سلامتی کے لئے بہتر ہے اسے چاک کریں اور بچے کو باہر نکالیں اور پھر اس جگہ کو ٹانکے لگا دیں۔ لیکن اگر یقین یا اطمینان ہو کہ ایسا کرنے سے بچہ مرجائے گا تو پھر جائز نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دفن کے مستحبات

(۶۱۸) مستحب ہے کہ قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ تھوڑا تھوڑا کر کے قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھالیں اور چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلے کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرتے وقت پڑھیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تا کہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ قبر بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر ماریں اور بایاں ہاتھ زور سے میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں: اسمع افهم یا فلان ابن فلان ۔اور فلان ابن فلان کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں:

اِسْمَعْ اِفْهَمْ يَا مُوْسَى بْنَ عِمْرَانَ ۔اس کے بعد کہیں: هَلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَ اِمَامُ فُتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّ مُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَّعَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّالْقَآئِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِیَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَاَئِمَّتُكَ اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارٌ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ اور فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اِذَا اَتَاكَ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَسَاَلَاكَ عَنْ رَّبِّكَ وَعَنْ نَّبِيِّكَ وَعَنْ دِيْنِكَ وَعَنْ كِتَابِكَ وَعَنْ قِبْلَتِكَ وَعَنْ اَئِمَّتِكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَقُلْ فِیْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ رَبِّیْ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِيِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِیْ وَالْقُرْاٰنُ كِتَابِیْ وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِیْ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْمُجْتَبٰى اِمَامِیْ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ

Presented by Ziaraat.Com

بِالشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَاءَ اِمَامِیْ وَعَلِیٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُ بِالْبَاقِرُ اِمَامِیْ وَ جَعْفَرُ بِالصَّادِقُ اِمَامِیْ وَ مُوْسَى الْكَاظِمُ اِمَامِیْ وَعَلِیُّ بِالرِّضَا اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ بِالْجَوَادُ اِمَامِیْ وَعَلِیٌّ بِالْهَادِیْ اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ الْعَسْكَرِیُّ اِمَامِیْ وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ هَؤُلَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّتِیْ وَسَادَتِیْ وَ قَادَتِیْ وَ شُفَعَائِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰى وَمِنْ اَعْدَائِهِمْ اَتَبَرَّأُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اِعْلَمْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ اور فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَوْلَادَهُ الْمَعْصُوْمِيْنَ الْاَئِمَّةَ الْاِثْنَیْ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَاَنَّ مَا جَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَّاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَّسُؤَالَ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَّالْبَعْثَ حَقٌّ وَّالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَّتَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَّاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّارَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ پھر کہے: "اَفَهِمْتَ يَا فُلَانُ" اور فُلَانٌ کی بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے: ثَبَّتَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَ هَدَاكَ اللّٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اَوْلِيَائِكَ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اس کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاصْعَدْ بِرُوْحِهٖ اِلَيْكَ وَلَقِّهٖ مِنْكَ بُرْهَانًا اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ.

(۶۱۹) مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت، برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے عزیز و اقرباء کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے عزیز و اقرباء اسے قبر میں اتاریں۔

(۶۲۰) مستحب ہے کہ قبر چار کونوں والی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے تا کہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور اپنی انگلیاں کھول کر قبر کی مٹی میں گاڑ کر سات دفعہ سورۂ قدر پڑھیں اور میت کے لئے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاَصْعِدْ اِلَيْكَ رُوْحَهٗ وَلَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَانًا وَّاَسْكِنْ قَبْرَهٗ مِنْ رَّحْمَتِكَ مَا تُغْنِيْهِ بِهٖ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

(۶۲۱) مستحب ہے کہ جو لوگ جنازے کی مشایعت کے لئے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

(۶۲۲) دفن کے بعد مستحب ہے کہ میت کے پسماندگان کو پرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسا نہ دینا بہتر ہے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے۔ ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

(۶۲۳) مستحب ہے کہ انسان عزیز و اقرباء کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت

Presented by Ziaraat.Com

کی یاد آئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور میت کے لئے قرآن خوانی کرے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کر دے تا کہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

(۶۲۴) کسی کی موت پر بھی انسان کے لئے احتیاط کی بنا پر جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن زخمی کرے اور اپنے بال نوچے لیکن سر اور چہرے کا پیٹنا جائز ہے۔

(۶۲۵) احتیاط کی بنا پر باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی بھی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

(۶۲۶) اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ زخمی کر کے خون آلود کر لے یا بال نوچے تو احتیاط مستحب کی بنا پر وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۶۲۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

(۶۲۸) بہتر ہے کہ میت کے دفن کی پہلی رات کو اس کے لئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد دس دفعہ سورۂ قدر پڑھا جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلٰی قَبْرِ فُلَان۔ اور لفظ فلان کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔

(۶۲۹) نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشا کے بعد پڑھی جائے۔

(۶۳۰) اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہئے۔

قبر کشائی

(۶۳۱) کسی مسلمان کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۶۳۲) امام زادوں، شہیدوں، عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کو اجاڑنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں اور ان کے بدن پیوند زمین ہو گئے ہوں، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو حرام ہے۔

(۶۳۳) چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کشائی حرام نہیں ہے:

(۱) جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی

Presented by Ziaraat.Com

نہ ہو اور قبر کھولنا بھی حرج کا باعث نہ ہو، ورنہ قبر کھولنا کسی کے لئے ضروری نہ ہوگا سوائے غاصب کے۔ اگر قبر کھولنے کے مقابلے میں کوئی اور اہم چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً میت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑ رہا ہو تو قبر کھولنا نہ فقط ضروری نہیں بلکہ جائز نہیں ہے اور اگر قبر کھولنا بے حرمتی کا سبب ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر جائز ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ میت نے اس زمین کو غصب کیا ہو۔

(۲) جب کفن یا کوئی اور چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہوگئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعایا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے اور اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہو تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو نہیں کھولا جا سکتا۔ اس مقام پر بھی وہ استثناء جاری ہے جس کا ذکر پہلے مواد میں کیا گیا ہے۔

(۳) جب قبر کا کھولنا میت کی بے حرمتی کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتا چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں قبلے کے رخ پر نہیں لٹایا گیا تھا۔

(۴) جب کوئی ایسا حق ثابت کرنے کے لئے جو قبر کشائی سے زیادہ اہم ہو میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

(۵) جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

(۶) جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لئے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو۔ مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

(۷) جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کو چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہالے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

(۸) میت نے وصیت کی ہو کہ اسے دفن کرنے سے پہلے مقدس مقامات کی طرف منتقل کیا جائے اور ان مقامات کی طرف منتقل کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو لیکن جان بوجھ کر، لاعلمی یا بھولے سے کسی دوسری جگہ دفنا دیا گیا ہو تو اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اس صورت میں قبر کھول کر اسے مقدس مقامات کی طرف لے جا سکتے ہیں، بلکہ مذکورہ صورت میں تو قبر کو کھولنا اور میت کو منتقل کرنا واجب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مستحب غسل

(۶۳۴) اسلامی شریعت میں بہت سے غسل مستحب ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) غسل جمعہ۔ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجالایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر غروب آفتاب تک بجالائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو مستحب ہے کہ ہفتے کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجالائے۔ جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہوگا تو وہ رجاء کی نیت سے جمعرات کے دن یا شب جمعہ میں غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے: **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.**

(۲ تا ۷) رمضان کی پہلی، سترہویں، انیسویں، اکیسویں، تیئیسویں اور چوبیسویں رات کا غسل

(۸۔۹) عید الفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کرلیا جائے

(۱۰۔۱۱) ذی الحج کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور بہتر یہ ہے کہ نویں دن کا غسل ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

(۱۲) اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل دے دیا گیا ہو۔

(۱۳) احرام کا غسل

(۱۴) حرم مکہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۵) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۶) خانۂ کعبہ کی زیارت کا غسل

(۱۷) کعبہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۸) ذبح اور نحر کے لئے غسل

(۱۹) بال مونڈنے کے لئے غسل

(۲۰) حرم مدینہ میں داخل ہونے کا غسل

(۲۱) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا غسل

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل

(۲۳) دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل

(۲۴) استخارہ کرنے کا غسل

(۲۵) طلب باران کا غسل

(۶۳۵) فقہاء نے مستحب غسلوں کے باب میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رمضان کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیئیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

(۲) ذی الحج کے چوبیسویں دن کا غسل۔

(۳) عید نوروز کے دن اور پندرہویں شعبان اور نویں اور سترہویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

(۴) اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو استعمال کی ہو۔

(۵) اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سو گیا ہو۔

(۶) اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

(۷) دور یا نزدیک سے معصومین علیہم السلام کی زیارت کے لئے غسل۔ ان میں سے کسی غسل کا مستحب ہونا ثابت نہیں اور جو شخص بھی ان میں سے کوئی غسل انجام دینا چاہے ضروری ہے کہ رجاء کی نیت سے انجام دے۔

(۶۳۶) انسان ان تمام غسلوں کے ساتھ جن کا مستحب ہونا شرعاً ثابت ہو گیا ہے، مثلاً وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ نمبر ۶۳۴ میں کیا گیا ہے، ایسے کام مثلاً نماز انجام دے سکتا ہے جن کے لئے وضو لازم ہے (یعنی وضو کرنا ضروری نہیں ہے)۔ لیکن جو غسل بطور رجاء کئے جائیں مثلاً وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ نمبر ۶۳۵ میں کیا گیا، وضو کے لئے کفایت نہیں کرتے (یعنی ساتھ ساتھ وضو کرنا بھی ضروری ہے)۔

(۶۳۷) اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل کر لے تو کافی ہے۔ ہاں اگر غسل مکلف کے کسی عمل کی وجہ سے مستحب ہوا ہو، مثلاً ایسے شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی ایسی میت سے مس کیا ہو جس کو غسل دیا جا چکا ہو، تو ایسی صورت میں چند مختلف وجوہات کی بنا پر مستحب ہونے والے غسلوں کے لئے ایک غسل پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیمّم

سات صورتوں میں وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کرنا ضروری ہے:

تیمّم کی پہلی صورت

پانی نہ ہونا۔

(۶۳۸) اگر انسان آبادی میں ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے اتنی جستجو کرے کہ بالآخر اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے۔ یہی حکم بیابانوں میں رہنے والے افراد مثلاً خانہ بدوشوں کے لئے ہے۔ اور اگر انسان سفر کے عالم میں ہو اور بیابان میں ہو تو ضروری ہے کہ راستوں میں یا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے آس پاس والی جگہوں میں پانی تلاش کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ سے راہ چلنا دشوار ہو تو چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی پرواز[1] کے فاصلے کے برابر پانی کی تلاش میں جائے۔ جبکہ ہموار زمین میں ہر طرف اندازاً دو بار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

(۶۳۹) اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض ناہموار ہوں تو جو طرف ہموار ہو اس میں دو تیروں کی پرواز کے برابر اور جو طرف ناہموار ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے برابر پانی تلاش کرے۔

(۶۴۰) جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں۔

(۶۴۱) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لئے پانی تلاش کرنا ضروری ہے، اس سے دور پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ پانی حاصل کرنے کے لئے وہاں جائے لیکن اگر پانی بہت زیادہ دور ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ ان کے پاس پانی نہیں ہے تو وہاں جانا لازم نہیں ہے اور اگر پانی موجود ہونے کا گمان ہو تو پھر بھی وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔

(۶۴۲) یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کی بات پر بھی اکتفا کر سکتا ہے جس نے جستجو کر لی ہو اور جس کی بات پر اسے اطمینان ہو۔

(۶۴۳) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو ضروری ہے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے حصول سے

---

[1] اس بات میں اختلاف ہے کہ ایک تیر کتنا فاصلہ طے کرتا ہے۔ سب سے زیادہ مقدار 480 ذراع یعنی 220 میٹر بتائی گئی ہے۔ (منہاج الصالحین ج ۱، ص ۱۱۳، مسئلہ ۳۴۲)

Presented by Ziaraat.Com

ناامید ہو جائے۔ سوائے اس کے کہ پہلے کسی مورد میں پانی نہ تھا اور اب احتمال ہو کہ شاید پانی آ چکا ہو کہ اس صورت میں جستجو ضروری نہیں۔

(۶۴۴) اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۵) اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۶) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور ڈاکو اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ اس جیسے افراد عام طور پر اتنی تکلیف برداشت نہیں کرتے تو تلاش ضروری نہیں۔

(۶۴۷) اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور پانی تلاش کرنے کی صورت میں پانی مل سکتا تھا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا لیکن تیمّم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

(۶۴۸) اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھے۔

(۶۴۹) اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور ملنے سے مایوس ہو کر تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۶۵۰) جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کئے بغیر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتا چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۶۵۱) اگر ایک شخص باوضو ہو اور اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو دوبارہ وضو کے لئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ وضو باطل نہ کرے چاہے ابھی نماز کا وقت داخل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

(۶۵۲) جب کسی کے پاس فقط وضو یا غسل کے لئے پانی ہو اور وہ جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں مزید پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

(۶۵۳) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا، اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو اگرچہ اس نے (حکم مسئلہ کے) برعکس کام کیا ہے، تیمّم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہو گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیمّم کی دوسری صورت

پانی تک رسائی نہ ہونا۔

(۶۵۴) اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے یا چور ڈاکو اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔

(۶۵۵) اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور انسان مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرائے پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں حاصل کرے۔ اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جا رہا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنا خرچ اٹھتا ہو جو اس کے مال کے اعتبار سے ضرر کا باعث ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۶) اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لئے قرض لے تو قرض لینا ضروری ہے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لئے قرض لینا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۷) اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی مہیا کرنے کے لئے کنواں کھودے۔

(۶۵۸) اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے کچھ پانی دے تو اسے قبول کر لینا ضروری ہے۔

تیمّم کی تیسری صورت

پانی کے استعمال میں خوف ہو۔

(۶۵۹) اگر پانی کا استعمال کسی شخص کے لئے جان لیوا ہو یا اس کے بدن میں کسی عیب یا مرض کے پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا سبب ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔ لیکن اگر پانی کے ضرر کو کسی طریقے سے دور کر سکتا ہو مثلاً یہ کہ پانی کو گرم کرنے سے ضرر دور ہو سکتا ہو تو پانی گرم کر کے وضو کرے اور اگر غسل کرنا ضروری ہو تو غسل کرے۔

(۶۶۰) ضروری نہیں کہ کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو تیمّم کرنا ضروری ہے۔

(۶۶۱) اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا احتمال کی وجہ سے تیمّم کرے اور اسے نماز سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے کہ پانی اس کے لئے نقصاندہ نہیں تو اس کا تیمّم باطل ہے اور اگر اس بات کا پتا نماز کے بعد چلے تو وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ ضرر کے یقین یا احتمال کے باوجود وضو یا غسل کرنا ایسی ذہنی بے چینی کا باعث ہو جسے برداشت کرنا مشکل ہے۔

(۶۶۲) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے، بعد میں اسے پتا چلے کہ پانی اس کے لئے مضر تھا تو اس کا وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تیمّم کی چوتھی صورت

حرج اور مشقت۔

(۶۶۳) اگر کسی شخص کے لئے پانی مہیا کرنا یا اسے استعمال کرنا ایسے حرج و مشقت کا باعث ہو جسے عام طور پر برداشت نہیں کیا جاتا تو وہ تیمم کر سکتا ہے لیکن اگر وہ مشقت برداشت کرتے ہوئے وضو یا غسل کر لے تو اس کے وضو و غسل صحیح ہوں گے۔

تیمّم کی پانچویں صورت

پانی پیاس بجھانے کے لئے ضروری ہو۔

(۶۶۴) اگر کسی شخص کو پیاس بجھانے کے لئے پانی کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کر دے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہوگا جو اس کی ہلاکت یا علالت کا موجب ہوگی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوگا۔

(۲) اپنے علاوہ خود سے وابستہ دوسرے افراد کی خاطر ڈرتا ہو چاہے وہ دوسرے نفوس محترم بھی نہ رکھتے ہوں جبکہ ان کی زندگی کے امور اس کے لئے اہمیت کے حامل ہوں، چاہے اس لئے کہ وہ ان سے شدید محبت رکھتا ہو یا اس اعتبار سے کہ ان کا تلف ہو جانا اس کے لئے مالی نقصان کا باعث ہے یا اس لئے کہ ان کا خیال کرنا عرفاً اس کے لئے ضروری ہے جیسے دوست اور ہمسائے۔

ان دونوں صورتوں کے علاوہ بھی ممکن ہے کہ پیاس، تیمّم کے جواز کا سبب بنے لیکن اس وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ جان کی حفاظت واجب ہے یا اس لئے کہ پیاسے کی موت یا بے چینی یقیناً اس کے لئے حرج کا سبب بنے گی۔

(۶۶۵) اگر کسی شخص کے پاس اس پاک پانی کے علاوہ جو وضو یا غسل کے لئے ہو اتنا نجس پانی بھی ہو جتنا اسے پینے کے لئے درکار ہے تو ضروری ہے کہ پاک پانی پینے کے لئے رکھ لے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر پانی اس کے ساتھیوں کے پینے کے لئے درکار ہو تو وہ پاک پانی سے وضو یا غسل کر سکتا ہے خواہ اس کے ساتھی پیاس بجھانے کے لئے نجس پانی پینے پر ہی مجبور کیوں نہ ہوں بلکہ اگر وہ لوگ اس پانی کے نجس ہونے کے بارے میں نہ جانتے ہوں یا یہ کہ نجاست سے پرہیز نہ کرتے ہوں تو لازم ہے کہ پاک پانی کو وضو یا غسل کے لئے صرف کرے اور اسی طرح پانی اپنے کسی جانور یا نابالغ بچے کو پلانا چاہے تب بھی ضروری ہے کہ انہیں وہ نجس پانی پلائے اور پاک پانی سے وضو یا غسل کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیمّم کی چھٹی صورت

وضو یا غسل کا ٹکراؤ ایسی شرعی تکلیف سے ہو رہا ہو جو اُن سے زیادہ اہم ہو یا مساوی ہو۔

(۶۶۶) اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور کے پاس اتنی مقدار میں پانی ہو کہ اس سے وضو یا غسل کر لے تو بدن یا لباس دھونے کے لئے پانی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمّم کر کے نماز پڑھے۔ لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمّم کرے تو ضروری ہے کہ پانی وضو یا غسل کے لئے استعمال کرے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۶۶۷) اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصبی ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کرے۔

تیمّم کی ساتویں صورت

وقت کا تنگ ہونا۔

(۶۶۸) جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جا سکے تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔

(۶۶۹) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت باقی نہ رہے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن تیمّم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

(۶۷۰) اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔

(۶۷۱) اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمّم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا فریضہ تیمّم ہو ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لئے دوبارہ تیمّم کرے خواہ وہ تیمّم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

(۶۷۲) اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمّم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو جائے۔ اب اگر اس کا فریضہ تیمّم ہو تو بعد کی نمازوں کے لئے دوبارہ تیمّم کرنا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔

(۶۷۳) اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحب افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ پڑھنے جتنا وقت بھی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ چیزیں جن پر تیمّم کرنا صحیح ہے

(۶۷۴) مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمّم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمّم نہ کیا جائے۔ اگر مٹی نہ ہو تو انتہائی باریک بجری پر جسے مٹی کہا جا سکے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ڈھیلے پر، اگر ڈھیلا بھی نہ ہو تو پھر ریت پر اور اگر ریت اور ڈھیلا بھی نہ ہو تو پھر پتھر پر تیمّم کیا جائے۔

(۶۷۵) جپسم اور چونے کے پتھر پر تیمّم کرنا صحیح ہے نیز اس گرد و غبار پر جو قالین، کپڑے اور ان جیسی دوسری چیزوں پر جمع ہو جاتا ہے اگر عرف عام میں اسے نرم مٹی شمار کیا جاتا ہو تو اس پر تیمّم صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں اس پر تیمّم نہ کرے۔ اسی طرح احتیاط مستحب کی بنا پر اختیار کی حالت میں پکے جپسم اور چونے پر اور پکی اینٹ اور دوسرے معدنی پتھر مثلاً عقیق وغیرہ پر تیمّم نہ کرے۔

(۶۷۶) اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلے یا پتھر نہ مل سکیں تو ضروری ہے کہ تر مٹی پر تیمّم کرے اور اگر تر مٹی نہ ملے تو ضروری ہے کہ قالین، دری یا لباس اور ان جیسی دوسری چیزوں کے اندر یا اوپر موجود اس مختصر سے گرد و غبار سے جو عرف میں مٹی شمار نہ ہوتا ہو تیمّم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمّم کے بغیر نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا پڑھے۔

(۶۷۷) اگر کوئی شخص قالین، دری اور ان جیسی دوسری چیزوں کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہے تو اس کا گرد آلود چیز پر تیمّم کرنا باطل ہے اور اسی طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہو تو تر مٹی پر تیمّم کرنا باطل ہے۔

(۶۷۸) جس شخص کے پاس پانی نہ ہو لیکن برف ہو اور اسے پگھلا سکتا ہو تو اسے پگھلا کر پانی بنانا اور اس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمّم کرنا صحیح ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد نماز کو قضا کرے اور بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضا کو تر کرے اور وضو میں ہاتھ کی رطوبت سے سر اور پیروں کا مسح کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمّم کر لے اور وقت پر بھی نماز پڑھے، البتہ دونوں صورتوں میں قضا ضروری ہے۔

(۶۷۹) اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہوئی ہو جس پر تیمّم کرنا باطل ہو تو اس پر تیمّم نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جا سکے تو اس مٹی اور ریت پر تیمّم صحیح ہے۔

(۶۸۰) اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمّم کیا جا سکے اور اس کا خریدنا یا کسی اور طرح حاصل کرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح مہیا کر لے۔

(۶۸۱) مٹی کی دیوار پر تیمّم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا خشک مٹی کے ہوتے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

تر زمین یا تر مٹی پر تیمّم نہ کیا جائے۔

(۶۸۲) جس چیز پر انسان تیمّم کرے اس کا شرعاً پاک ہونا ضروری ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عرفاً بھی پاکیزہ ہو یعنی اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی نہ ہو جس سے انسانی طبیعت کو گھن آتی ہو۔ اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک چیز نہ ہو جس پر تیمّم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور بہتر یہ ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔ ہاں اگر بات گرد آلود قالین وغیرہ تک آ چکی ہو اور وہ نجس ہو، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے تیمّم کر کے نماز پڑھے اور پھر بعد میں اس کی قضا بھی کرے۔

(۶۸۳) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمّم کرنا صحیح ہے اور اس پر تیمّم کر لے بعد ازاں اسے پتا چلے کہ اس چیز پر تیمّم کرنا باطل تھا تو ضروری ہے کہ جو نمازیں اس تیمّم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

(۶۸۴) جس چیز پر کوئی شخص تیمّم کرے ضروری ہے کہ وہ غصبی نہ ہو پس اگر وہ غصبی مٹی پر تیمّم کرے تو اس کا تیمّم باطل ہے۔

(۶۸۵) غصب کی ہوئی فضا میں تیمّم کرنا باطل نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور پھر بلا اجازت دوسرے کی زمین میں داخل ہو جائے اور ہاتھوں کو پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیمّم صحیح ہوگا اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

(۶۸۶) اگر کوئی شخص بھولے سے یا غفلت سے غصبی چیز پر تیمّم کر لے تو تیمّم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے تو اس چیز پر تیمّم کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۶۸۷) اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں قید کر دیا گیا ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو ضروری ہے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھے۔

(۶۸۸) جس چیز پر تیمّم کیا جائے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر کچھ گرد و غبار موجود ہو جو کہ ہاتھوں پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد ضروری ہے کہ اتنے زور سے ہاتھوں کو نہ جھاڑے کہ ساری گرد گر جائے۔

(۶۸۹) گڑھے والی زمین، راستے کی مٹی اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمّم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمّم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنے کا طریقہ

(۶۹۰) وضو یا غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمّم میں تین چیزیں واجب ہیں:

(۱) دونوں ہتھیلیوں کو ایسی چیز پر مارنا یا رکھنا جس پر تیمّم کرنا صحیح ہو۔ احتیاط لازم کی بنا پر دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر مارنے یا رکھنے چاہئیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) دونوں ہتھیلیوں کو پوری پیشانی پر سر کے بال اگنے کی جگہ سے ابرو اور ناک کے بالائی حصے تک پھیرنا اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کو پھیرنا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہاتھ ابرو کے اوپر بھی پھیرے جائیں۔

(۳) بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

ضروری ہے کہ تیمم، قُرْبَةً اِلَی اللّٰہ کی نیت سے انجام دے جیسا کہ وضو کے مسائل میں بتایا جا چکا ہے۔

(۶۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اسے اس ترتیب سے کیا جائے کہ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمّم کے احکام

(۶۹۲) اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کا خیال رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اگر یہ کہا جا سکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہو گیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

(۶۹۳) اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ ہاتھ کی پشت پر مسح کر لیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کلائی سے کچھ اوپر والے حصے کا بھی مسح کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۶۹۴) تیمم کرنے والے کو پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح احتیاط کی بنا پر اوپر سے نیچے کی جانب کرنا ضروری ہے اور یہ افعال ایک دوسرے سے متصل ہونے چاہئیں اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو تیمم باطل ہے۔

(۶۹۵) نیت کرتے وقت لازم نہیں کہ اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے لیکن جہاں دو تیمم انجام دینا ضروری ہوں تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو کسی بھی اعتبار سے معین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا فریضہ انجام دے رہا ہوں تو اگرچہ وہ معین کرنے میں غلطی کرے اس کا تیمم صحیح ہے۔

(۶۹۶) تیمم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت ضروری نہیں ہے کہ پاک ہوں، اگرچہ بہتر ہے کہ پاک ہوں۔

(۶۹۷) ضروری ہے کہ ہاتھ پر مسح کرتے وقت انگوٹھی اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں

Presented by Ziaraat.Com

پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔

(۶۹۸) اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جس کو کھولا نہ جا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے۔ اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جسے کھولا نہ جا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کپڑے یا پٹی وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے، لیکن اگر ہتھیلی کا کچھ حصہ بھی کھلا ہوا ہو تو اسی کو زمین پر مار کر اسی سے مسح کر لینا کافی ہے۔

(۶۹۹) اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر معمول کے مطابق بال ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آ گرے ہوں تو ضروری ہے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

(۷۰۰) اگر احتمال ہو کہ پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے تا کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

(۷۰۱) اگر کسی شخص کا فریضہ تیمم ہو اور وہ خود تیمم نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے تا کہ وہ مددگار متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس کی پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر رکھ دے تا کہ امکان کی صورت میں وہ خود اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھوں سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط لازم کی بنا پر دونوں شخص تیمم کی نیت کریں لیکن پہلی صورت میں خود مکلف کی نیت کافی ہے۔

(۷۰۲) اگر کوئی شخص تیمم کے دوران شک کرے کہ وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کا تیمم کرے۔

(۷۰۳) اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے کہ لوگ یہ کہیں کہ تیمم سے فارغ ہو چکا ہے۔ مثلاً اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لئے طہارت شرط ہے یا تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

(۷۰۴) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ نماز کے پورے وقت میں عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو یا اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تیمم میں تاخیر کرے گا تو وقت داخل ہونے کے بعد تیمم نہ کر سکے گا تو ایسا شخص وقت داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم کر سکتا ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو تو اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا یا وہ عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو تو وقت کے وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر

Presented by Ziaraat.Com

وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ اگر وہ آخر وقت تک عذر کے ختم ہونے سے مایوس نہ ہو تو مایوس ہونے سے پہلے تیمّم کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے اس کے کہ یہ احتمال ہو کہ اگر تیمّم کر کے جلدی نماز نہ پڑھی تو پھر وقت ختم ہونے تک حتی کہ تیمّم کر کے بھی نماز نہ پڑھ پائے گا۔

(۷۰۶) اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور وہ عذر کے برطرف ہونے سے مایوس ہو تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمّم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر بعد میں عذر ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے اور اگر اسے عذر دور ہونے سے مایوسی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر قضا نمازوں کے لئے تیمّم نہیں کر سکتا۔

(۷۰۷) جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ ان مستحب نمازوں کو جن کا وقت معین ہے جیسے دن رات کے نوافل، تیمّم کر کے پڑھے لیکن اگر مایوس نہ ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے اور جن مستحب نمازوں کا وقت معین نہیں ہے انہیں مطلقاً تیمّم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۸) جس شخص نے احتیاطاً جبیرہ غسل اور تیمّم کیا ہو اگر وہ غسل اور تیمّم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو بعد کی نمازوں کے لئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور اگر حدث نماز سے پہلے صادر ہو تو ضروری ہے کہ اس نماز کے لئے بھی وضو کرے۔

(۷۰۹) اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمّم کرے تو عذر کے ختم ہو جانے کے بعد اس کا تیمّم باطل ہو جاتا ہے۔

(۷۱۰) جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کئے ہوئے تیمّم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کئے ہوئے تیمّم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

(۷۱۱) اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لئے جائز ہے کہ ان تمام غسلوں کے بدلے ایک تیمّم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمّم کرے۔

(۷۱۲) جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے غسل واجب ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے تیمّم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے وضو واجب ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمّم کرے۔

(۷۱۳) اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمّم کرے تو نماز کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمّم کرے تو بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وہ وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے ایک اور تیمّم کرے۔

(۷۱۴) اگر کوئی شخص غسل کے بدلے تیمّم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دوچار ہونا پڑے جو

Presented by Ziaraat.Com

وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم بھی کرے۔ اگر وضو نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۱۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو کر سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں۔ لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کے لئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جن کے لئے اس نے تیمم کیا ہو۔

(۷۱۶) چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۱) پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۲) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۳) آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

(۴) جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۵) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے گرا دیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

نماز کے احکام

نماز دینی اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔ اگر یہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔ جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح پنج وقتہ نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان اول وقت میں نماز پڑھے۔ جو شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ آخرت میں عذاب کا مستحق ہے۔''

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر نہ بجالایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

''اگر یہ شخص اس حالت میں مرجائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔''
پس انسان کو خیال رکھنا چاہئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور وقار اور یکسوئی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کس ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں حقیر اور ناچیز سمجھے۔ اگر انسان نماز کے دوران پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام کے پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپؑ کو خبر تک نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور نہ صرف ان گناہوں کو جو نماز قبول ہونے میں مانع ہوتے ہیں — مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، شراب پینا اور خمس و زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا — ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کر دے۔ نیز بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے۔ مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کے لئے کھڑا نہ ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی طرف نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی اور پاکیزہ لباس پہننا، کنگھی اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں:

(۱) روزانہ کی نمازیں۔
(۲) نماز آیات۔
(۳) نماز میت۔
(۴) خانۂ کعبہ کے واجب طواف کی نماز۔
(۵) باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر احتیاط واجب کی بنا پر واجب ہیں۔
(۶) جو نمازیں اجارہ، منت، قسم اور عہد سے واجب ہو جاتی ہیں۔

نماز جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

روزانہ کی واجب نمازیں پانچ ہیں:

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشاء (چار رکعت) اور فجر (دو رکعت)۔

(۷۱۷) انسان سفر میں ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی دو رکعت پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

(۷۱۸) ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب (ظہر شرعی[1]) کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ وقت کے آخر تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہوگی اور ضروری ہے کہ عصر کی نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ پھر ظہر کی نماز پڑھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی چار رکعت کو مافی الذمہ کی نیت سے پڑھے۔

(۷۱۹) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

نماز جمعہ اور اس کے احکام

(۷۲۰) جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب تخیری ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ اگر نماز جمعہ کی شرائط موجود ہوں تو جمعہ کی نماز پڑھے یا ظہر کی نماز پڑھے لہٰذا اگر انسان جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ ظہر کی نماز کی کفایت کرتی ہے (یعنی پھر ظہر کی نماز پڑھنا ضروری نہیں)۔

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب یعنی ظہر ہے اور اس کا وقت اول زوال عرفی ہے۔ پس جب بھی اس سے تاخیر ہو جائے، اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ضروری ہے کہ ظہر کی نماز ادا کی جائے۔

(۲) نماز پڑھنے والوں کی تعداد جو کہ بمع امام پانچ افراد ہے اور جب تک پانچ مسلمان اکٹھے نہ ہوں جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

(۳) امام کا جامع شرائط امامت ہونا مثلاً عدالت وغیرہ جو کہ امام جماعت میں معتبر ہیں اور نماز جماعت کی بحث میں بتایا جائے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

---

[1] ظہر شرعی کا مطلب ہے آدھا دن گزر جانا۔ مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو سورج نکلنے کے چھ گھنٹے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہوگا اور اگر دن تیرہ گھنٹوں کا ہو تو طلوع آفتاب کے ساڑھے چھ گھنٹے بعد ظہر شرعی کا وقت ہوگا۔ ظہر شرعی جو کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب کے درمیان نصف وقت گزرنے کا نام ہے، کراچی کے افق کے مطابق کبھی دوپہر ساڑھے بارہ بجے سے کچھ پہلے اور کبھی اس کے کچھ بعد میں ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) باجماعت پڑھا جانا۔ پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس کے بعد ایک رکعت فرادی پڑھ لے گا اور اگر وہ دوسری رکعت کے رکوع میں نماز میں شامل ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس نماز جمعہ پر اکتفا نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ ظہر کی نماز پڑھے۔

(۲) نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے نیز نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک چھوٹا سورہ پڑھے اور دوسرے خطبے میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ مسلمین علیہم السلام پر درود بھیجے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مومنین اور مومنات کے لئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے۔ ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں۔ پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبے پڑھنے میں اشکال ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔ لہٰذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا لازم ہے جو کہ ضروری ہے کہ چند لمحوں کے لئے ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت ہی خطبے پڑھے۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ مسلمین علیہم السلام پر درود عربی زبان میں ہو اور اس سے زیادہ میں عربی معتبر نہیں ہے بلکہ اگر حاضرین کی اکثریت عربی نہ جانتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بطور خاص تقویٰ کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے وقت جو زبان حاضرین جانتے ہیں اسی میں تقویٰ کی نصیحت کرے۔

(۳) یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ (نماز جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی۔ لیکن اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلے پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز بجالانا واجب نہیں ہوگی۔ جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع الشرائط ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ جماعت مانع نہیں ہوتی۔

(۷۲۱) جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو اور نماز قائم کرنے والا امام وقت یا اس کا نائب خاص ہو تو اس صورت میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ اس صورت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔ پہلی صورت میں بھی چند افراد پر نماز میں شرکت واجب نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) عورت

(۲) غلام

(۳) مسافر، چاہے وہ مسافر ایسا ہو جس کی ذمہ داری پوری نماز پڑھنا ہو جیسے وہ مسافر جس نے کسی مقام پر دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

(۴) بیمار، نابینا اور بوڑھے افراد

(۵) ایسے افراد جن کا فاصلہ قائم شدہ نماز جمعہ سے دو شرعی فرسخ سے زیادہ ہو۔

(۶) وہ افراد جن کے لئے جمعہ کی نماز میں بارش یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے حاضر ہونا زحمت یا تکلیف کا باعث ہو۔

(۷۲۲) جس پر نماز جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہو اگر وہ اس کے بجائے نماز ظہر پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

نماز جمعہ کے چند احکام

(۱) اس بنیاد پر کہ غیبت کے زمانے میں نماز جمعہ واجب عینی نہیں ہے، انسان اول وقت میں بلا تاخیر ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۲) امام کے خطبے کے دوران باتیں کرنا مکروہ ہے لیکن اگر باتوں کی وجہ سے خطبہ سننے میں رکاوٹ ہو تو احتیاط کی بنا پر باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) احتیاط کی بنا پر دونوں خطبوں کا سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لئے سننا واجب نہیں ہے۔

(۴) جب امام جمعہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

(۷۲۳) اگر شک ہو کہ سورج غروب ہوا یا نہیں اور اس بات کا احتمال ہو کہ سورج پہاڑوں، عمارتوں یا درختوں کے پیچھے چھپ گیا ہے تو ضروری ہے کہ جب تک مشرق کی طرف کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے، انسان کے سر کے اوپر سے نہ گزر جائے، مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ اگر شک نہ ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مذکورہ وقت تک صبر کرے۔

(۷۲۴) مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کے لئے آدھی رات تک رہتا ہے لیکن جن لوگوں کو کوئی عذر ہو مثلاً بھول جانے کی وجہ سے یا نیند یا حیض یا ان جیسے دوسرے امور کی وجہ سے آدھی رات سے پہلے نماز نہ پڑھ سکے ہوں تو ان کے لئے مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں

Presented by Ziaraat.Com

نمازوں کے درمیان متوجہ ہونے کی صورت میں ترتیب معتبر ہے یعنی عشاء کی نماز کو جان بوجھ کر مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے تو باطل ہے۔ لیکن اگر عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت میں لازم ہے کہ عشاء کی نماز کو مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے۔

(۷۲۵) اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

(۷۲۶) اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھول کر عشاء کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو ضروری ہے کہ مغرب کی نماز کی طرف نیت پھیر لے اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ اسے عشاء کی نماز قرار دے کر ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے۔

(۷۲۷) عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کے لئے آدھی رات تک ہے اور رات کا حساب سورج غروب ہونے کی ابتداء سے طلوع فجر تک ہے۔

(۷۲۸) اگر کوئی شخص اختیاری حالت میں مغرب اور عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح سے پہلے قضا اور ادا کی نیت کئے بغیر ان نمازوں کو پڑھے۔

صبح کی نماز کا وقت

(۷۲۹) صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے۔ جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر دوم اور صبح کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

اوقات نماز کے احکام

(۷۳۰) انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی ایسے شخص کی اذان یا گواہی پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں مکلف جانتا ہو کہ یہ وقت کا بڑی شدت سے خیال رکھتا ہے جبکہ اس کی بات پر اطمینان بھی آ جائے۔

(۷۳۱) اگر کوئی شخص کسی فردی رکاوٹ مثلاً بینائی نہ ہونے یا قید خانے میں ہونے کی وجہ سے نماز کا اول وقت داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر وقت داخل ہونے کا یقین ہونے میں ایسی چیز مانع ہو جو عمومی ہو

Presented by Ziaraat.Com

مثلاً بادل یا غبارہ وغیرہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۷۳۲) اگر مذکورہ بالا کسی طریقے سے کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۳) اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتا چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتا نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۷۳۴) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۵) اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال ادا کرنے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ مستحب امور کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ قنوت نہ پڑھے اور اگر پھر بھی قنوت پڑھ لے تو اسی صورت میں نماز صحیح ہو گی جب کم از کم ایک رکعت نماز وقت میں پڑھی گئی ہو۔

(۷۳۶) جس شخص کے پاس نماز کی فقط ایک رکعت ادا کرنے کا وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کی نیت سے پڑھے۔ البتہ اسے جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

(۷۳۷) جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں ترتیب سے پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز ترتیب سے پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو ضروری ہے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر نماز مغرب پڑھے۔

(۷۳۸) جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے

Presented by Ziaraat.Com

اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز ترتیب سے پڑھے اور اگر نماز کے تین رکعت کے برابر وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے تاکہ نماز مغرب کی ایک رکعت وقت میں انجام دی جائے اور اگر نماز کی تین رکعت سے کم وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے اور اگر عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنے کیلئے وقت باقی ہے تو اسے چاہئے کہ مغرب کی نماز فوراً ادا کی نیت سے بجالائے۔

(۷۳۹) انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو۔ مثلاً اس لئے تھوڑا سا انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے مگر اس شرط کے ساتھ کہ فضیلت کا وقت گزر نہ جائے۔

(۷۴۰) جب انسان کے پاس کوئی ایسا عذر ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو، تو اس صورت میں اگر وہ آخر وقت تک عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تاخیر کی تو پھر تیمم بھی نہ کر پائے گا تو وہ اول وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر مایوس نہ ہو تو ضروری ہے کہ اتنا انتظار کرے کہ اس کا عذر دور ہو جائے یا عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کے لئے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور تیمم کے علاوہ دوسری مجبوریوں کی صورت میں اگرچہ عذر دور ہونے سے مایوس نہ ہوا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت کے دوران اس کا عذر دور ہو جائے تو بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۴۱) اگر ایک شخص نماز کے مسائل کا علم نہ رکھتا ہو اور ان کو سیکھے بغیر صحیح نماز کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھتا ہو یا اسے نماز کے شکیات اور سہویات کا علم نہ ہو اور اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز کے دوران ان مسائل میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا اور اس کے نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب کی مخالفت یا کسی حرام کا ارتکاب کرنا پڑے گا تو ضروری ہے کہ انہیں سیکھنے کے لئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے۔ لیکن اگر اس امید پر کہ نماز کو صحیح طریقے سے انجام دے لے گا تو اول وقت میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آ جائے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک کے مطابق اس امید پر عمل کرے کہ یہی اس کی ذمہ داری ہوگی اور نماز ختم کرے تاہم ضروری ہے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

(۷۴۲) اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا ہو تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آ جائے جسے فوراً بجالانا

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہو گی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی ضروری ہیں

(۷۴۳) ضروری ہے کہ انسان نماز عصر، ظہر کے بعد اور نماز عشاء، مغرب کے بعد پڑھے۔ اگر جان بوجھ کر نماز عصر، ظہر سے پہلے اور نماز عشاء، مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۷۴۴) اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنا شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نماز توڑ کر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

(۷۴۵) اگر نماز عصر کے دوران کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی ہے اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو اس صورت میں کہ اس نے نماز کے بعض اجزاء کو ظہر کی نیت سے انجام نہ دیا ہو یا ظہر کی نیت سے انجام دیا ہو لیکن ان اجزاء کو عصر کی نیت سے دوبارہ انجام دے دے تو وہ نیت کو دوبارہ عصر کی طرف موڑ کر نماز کو مکمل کر سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ جز وایک رکعت ہو تو پھر ہر صورت میں نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر وہ جز وایک رکعت کا رکوع ہو یا دو سجدے ہوں تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے۔

(۷۴۶) اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عصر کی نیت سے نماز تمام کرے اور بعد میں ظہر کی نماز پڑھے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت نماز کے لئے بھی وقت باقی نہ بچتا ہو تو لازم نہیں ہے کہ نماز ظہر کی قضا پڑھے۔

(۷۴۷) اگر کسی شخص کو نماز عشاء کے دوران شک ہو جائے کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو نماز مغرب کی قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۷۴۸) اگر کوئی شخص نماز عشاء کی چوتھی رکعت کے رکوع میں پہنچنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز مکمل کرے اور اگر بعد میں مغرب کی نماز کے لئے وقت باقی ہو تو مغرب کی نماز بھی پڑھے۔

(۷۴۹) اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ لی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نماز سے پہلے والی نماز نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا۔ مثلاً جب وہ نماز عصر

Presented by Ziaraat.Com

احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

(۷۵۰) نماز قضا کی نیت ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

(۷۵۱) اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران یہ یاد آنے پر کہ اس کے ذمے کوئی قضا نماز ہے، نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو۔ مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اسی صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

(۷۵۲) مستحب نمازیں بہت سی ہیں جنہیں نفل نمازیں بھی کہتے ہیں۔ مستحب نمازوں میں سے روزانہ کی نفل نمازوں کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں روز جمعہ کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت ظہر کی، آٹھ رکعت عصر کی، چار رکعت مغرب کی، دو رکعت عشاء کی، گیارہ رکعت نماز شب (یعنی تہجد) کی اور دو رکعت صبح کی ہوتی ہیں اور چونکہ احتیاط واجب کی بنا پر عشاء کی دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنی ضروری ہیں اس لئے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔ لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی سولہ رکعت نفل پر چار رکعت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ پوری پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے پڑھی جائیں۔ سوائے دو رکعت کے جن کا زوال کے وقت پڑھا جانا بہتر ہے۔

(۷۵۳) نماز شب کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلۂ شب کی نیت سے، دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھنی ضروری ہیں اور نافلۂ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۷۵۴) نفل نمازیں حالت اختیار میں بھی بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دو رکعتوں کو ایک رکعت سمجھا جائے البتہ بہتر ہے کہ انہیں کھڑے رہ کر پڑھے۔ ضروری ہے کہ نماز عشاء کے نوافل احتیاط واجب کی بنا پر بیٹھ کر پڑھے۔

(۷۵۵) ظہر اور عصر کے نوافل سفر میں نہیں پڑھنی چاہئیں اور اگر عشاء کے نوافل رجاء کی نیت سے پڑھے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ کے نوافل کا وقت

(۷۵۶) ظہر کی نفل، ظہر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا وقت اول ظہر سے ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک اسے نماز ظہر سے پہلے ادا کرنا ممکن ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ظہر کی نفل اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں کے برابر ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

مثلاً شاخص کی لمبائی سات بالشت اور سایہ کی مقدار دو بالشت ہو تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ انسان ظہر کی نماز نفل سے پہلے پڑھے سوائے اس کے کہ اس وقت تک نفل کی ایک رکعت مکمل کر چکا ہو کہ اس صورت میں نفل کو پہلے مکمل کرنا بہتر ہے۔

(۷۵۷) عصر کی نفل، عصر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کا وقت تب تک باقی رہتا ہے جب تک اسے نماز عصر سے پہلے ادا کرنا ممکن ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص عصر کی نفلیں اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں تک پہنچ جائے تو اس صورت میں بہتر ہے کہ انسان عصر کی نماز نافلہ سے پہلے پڑھ لے سوائے اس صورت میں کہ جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۷۵۸) مغرب کی نافلہ کا وقت نماز مغرب ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو اسے مغرب کی نماز کے بعد وقت کے اندر ہی انجام دے دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس سرخی کے ختم ہونے تک جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان میں دکھائی دیتی ہے مغرب کی نافلہ میں تاخیر کرے تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے۔

(۷۵۹) عشاء کی نافلہ کا وقت عشاء کی نماز ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے۔

(۷۶۰) صبح کی نفلیں صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اور اس کا وقت نماز شب کا وقت شروع ہونے کے اتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے جس میں نماز شب ادا کی جا سکے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک صبح کی نماز سے پہلے اس کی ادائیگی ممکن ہو لیکن اگر کوئی شخص صبح کی نفلیں مشرق کی سرخی ظاہر ہونے تک نہ پڑھے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ پہلے صبح کی نماز پڑھے۔

(۷۶۱) نماز شب کا اول وقت مشہور قول کی بنا پر آدھی رات ہے۔ یہ اگرچہ احوط و بہتر ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ اس کا وقت رات کی ابتداء سے شروع ہو اور صبح کی اذان تک باقی رہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھی جائے۔

(۷۶۲) اگر کوئی شخص اس وقت بیدار ہو جب فجر طلوع ہو رہی ہو تو وہ ادا اور قضا کی نیت کے بغیر نماز شب ادا کر سکتا ہے۔

نماز غفیلہ

(۷۶۳) مستحب نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد کسی دوسری سورت کے بجائے سورۂ انبیاء کی یہ آیت پڑھنی ضروری ہے:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي

Presented by Ziaraat.Com

الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد بجائے کسی اور سورت کے سورۂ انعام کی یہ آیت پڑھے: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ اور اس کے قنوت میں یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِيْ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَفْعَلَ بِيْ كَذا و كَذا اور كذا و كذا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرے اور اس کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيُّ نِعْمَتِيْ وَالْقَادِرُ عَلٰى طَلِبَتِيْ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمَّا قَضَيْتَهَا لِيْ.

قبلے کے احکام

(۷۶۴) خانۂ کعبہ کا مقام جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ ہمارا قبلہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں کہ قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے اور دوسرے کام جو قبلے کی طرف منہ کر کے انجام دینے ضروری ہیں، مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا، ان کا بھی یہی حکم ہے۔

(۷۶۵) جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ قبلے کی طرف ہو بلکہ اس کا چہرہ قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہیں ہونا چاہئے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلے کی طرف ہوں۔

(۷۶۶) جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلے کی طرف ہو بلکہ اس کا چہرہ بھی قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہ ہو۔

(۷۶۷) جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے ضروری ہے کہ پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلے کی طرف ہو اور جب تک دائیں پہلو کی بل لیٹ کر نماز پڑھنا ممکن ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر بائیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز نہ پڑھے۔ اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پشت کے بل یوں لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

(۷۶۸) نماز احتیاط، بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلے کی طرف منہ کر کے ادا کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر سجدۂ سہو بھی قبلے کی طرف منہ کر کے ادا کرے۔

(۷۶۹) مستحب نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں مستحب نماز پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو۔

(۷۷۰) جو شخص نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ قبلے کی سمت کا تعین کرنے کے لئے کوشش کرے تا کہ قبلے کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو (مثلاً ایسے دو عادل آدمیوں کی گواہی جو حس یا اس جیسی کسی چیز کی بنیاد پر قبلے کی سمت کی گواہی دے رہے ہوں) حاصل کر لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا مؤمنین کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتیٰ کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلے کا رخ پہچانتا ہو قبلے کے بارے میں گمان پیدا کرے تو وہ بھی کافی ہے۔

(۷۷۱) جو شخص قبلے کی سمت کے بارے میں گمان کرے، اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کر سکتا ہو تو وہ اپنے گمان پر عمل نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر مہمان، صاحب خانہ کے کہنے پر قبلے کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کر لے لیکن کسی دوسرے طریقے پر زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔

(۷۷۲) اگر کسی کے پاس قبلے کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو چاروں طرف منہ کر کے پڑھے یعنی چار بار نماز پڑھے۔

(۷۷۳) اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں سے ایک طرف ہے تو ضروری ہے کہ دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

(۷۷۴) جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی ضروری ہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلی نماز مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

(۷۷۵) جس شخص کو قبلے کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلے کی طرف منہ کر کے کرنا ضروری ہے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر گمان پیدا کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام انجام دے، درست ہے۔

نماز میں بدن ڈھانپنا

(۷۷۶) ضروری ہے کہ مرد خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن بھی ڈھانپے۔

(۷۷۷) ضروری ہے کہ عورت نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی چھپائے، لہٰذا اگر عورت چادر اس طرح پہنے کہ اسے اپنا بدن نظر آ رہا ہو تو اس میں اشکال ہے۔ البتہ چہرہ، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے ضروری ہے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں و ٹخنوں سے نیچے کا کچھ حصہ بھی ڈھانپے۔

(۷۷۸) جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجا لا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو اس طرح ڈھانپے جس طرح نماز کے وقت ڈھانپا جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدۂ سہو ادا کرنے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

(۷۷۹) اگر انسان جان بوجھ کر نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اگر مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ایسا کرے جبکہ اس کی لاعلمی مسائل دین سیکھنے میں اس کی اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۸۰) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو ضروری ہے کہ اپنی شرمگاہ چھپائے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جب اسے پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو اس کے بعد نماز کا کوئی جز انجام نہ دے۔ لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران اس کی شرمگاہ برہنہ تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۸۱) اگر کسی شخص کا لباس کھڑے ہونے کی حالت میں اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ لے لیکن ممکن ہو کہ دوسری حالت میں مثلاً رکوع اور سجود کی حالت میں نہ ڈھانپے تو اگر شرمگاہ کے برہنہ ہونے کے وقت اسے کسی ذریعے سے ڈھانپ لے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۷۸۲) انسان نماز میں اپنے آپ کو گھاس پھونس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان چیزوں سے اس وقت ڈھانپے جب اس کے پاس کوئی اور چیز نہ ہو۔

(۷۸۳) انسان کے پاس مجبوری کی حالت میں شرمگاہ چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو اپنی شرمگاہ کی کھال نمایاں نہ ہونے کے لئے گارا یا اس جیسی کسی دوسری چیز کو لیپ پوت کر اسے چھپائے۔

(۷۸۴) اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے وہ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور ابھی وہ ایسی چیز ملنے سے مایوس بھی نہ ہوا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے اور اگر وہ کسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو تو اول وقت میں ہی نماز ادا کر سکتا ہے اور اس صورت میں اگر وہ اول وقت میں نماز پڑھے اور اس کا عذر آخر وقت تک باقی نہ رہے تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۷۸۵) اگر کسی شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لئے درخت کے پتے، گھاس، گارا یا کائی بھی نہ ہو اور آخر وقت تک کسی ایسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو جس سے وہ اپنے آپ کو چھپا سکے۔ اگر اسے اس بات کا اطمینان ہو کہ کوئی ایسا شخص اسے نہیں دیکھے گا جس سے شرمگاہ چھپانا واجب ہے تو وہ کھڑا ہو کر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح اختیاری حالت میں رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی ایسا شخص اسے دیکھ لے گا تو ضروری ہے کہ اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی شرمگاہ نظر نہ آئے، مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اپنے آپ کو ایسے کسی فرد کے دیکھنے سے بچانے کے لئے مجبور ہو کہ قیام، رکوع اور سجود تینوں کو ترک کر دے، یعنی تینوں حالتوں میں اس پر نظر پڑ رہی ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو بیٹھ کر انجام دے اور اگر صرف کسی ایک چیز کو ترک کرنے پر

Presented by Ziaraat.Com

مجبور ہو تو صرف اسی کو ترک کرے، لہٰذا اگر کھڑا ہونا ممکن ہے تو کھڑے رہ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے بجالائے اور اگر صرف قیام میں اس پر نظر پڑ رہی ہے تو بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو انجام دے۔ اگرچہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی صورت میں بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے جانی والی نماز بھی ادا کرے جس میں رکوع و سجود کو اشارے سے انجام دیا گیا ہو اور احتیاط لازم یہ ہے کہ برہنہ شخص نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو اپنے بعض اعضاء کے ذریعے مثلاً بیٹھا ہو تو دونوں رانوں سے اور کھڑا ہو تو دونوں ہاتھوں سے چھپالے۔

نمازی کے لباس کی شرطیں

(۷۸۶) نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) پاک ہو۔

(۲) مباح ہو بنابر احتیاط واجب۔

(۳) مُردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۴) درندے کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر حرام گوشت حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۵۔۶) اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو۔ ان شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

پہلی شرط

(۷۸۷) نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۷۸۸) اگر کوئی شخص مسائل دین سیکھنے میں اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے یا مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ منی نجس ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا کرے۔

(۷۸۹) اگر کوئی شخص مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھ لے جبکہ مسائل دین سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس نماز کو دہرانا یا قضاء کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۷۹۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس نہیں ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران یا اس کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

یاد آئے چنانچہ اگر اس نے لاپروائی اور اہمیت نہ دینے کی وجہ سے بھلا دیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری نہیں ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کرے جو بعد والے مسئلے میں بیان کیا جائے گا۔

(۷۹۲) جو شخص وسیع وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اس صورت میں اگر بدن یا لباس پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو نماز کے دوران بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے۔ لیکن جب صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ پاک لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۷۹۳) جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس پاک نہ کر سکتا ہو اور اسے بدل بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

(۷۹۴) کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اور نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کا بدن نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۵) ایسا شخص جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک میں مبتلا ہو اور جستجو کے بعد کوئی چیز نہ پا کر نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اسکی نماز صحیح ہے اور اگر اس نے جستجو نہ کی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اسکی قضا کرے۔

(۷۹۶) اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے، اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۷) اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خون میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے ہے جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ ایسا خون

Presented by Ziaraat.Com

ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن یا گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ غسل کرنے سے بدن بھی پاک ہو جائے اور پانی بھی نجس نہ ہوتا ہو جیسے کہ آب جاری میں غسل کر رہا ہو، اسی طرح اگر وضو کے گیلے اعضا کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اس حصے کو پاک کرے، وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز دونوں باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ وضو کرنے سے وضو کے اعضا بھی پاک ہو جائیں اور پانی بھی نجس نہ ہو جیسے کُر اور جاری پانی۔

(۸۰۰) جس شخص کے پاس صرف ایک لباس ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لئے پانی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بدن کو پاک کرے اور نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ لباس کو پاک کر کے نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر لباس کی نجاست بدن کی نجاست سے زیادہ ہو یا لباس کی نجاست بدن کی نجاست کے لحاظ سے زیادہ شدید ہو تو اسے اختیار ہے کہ لباس اور بدن میں سے جسے چاہے پاک کرے۔

(۸۰۱) جس شخص کے پاس نجس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو تو ضروری ہے کہ نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۲) جس شخص کے پاس دو لباس ہوں اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ کونسا نجس ہے اور اس کے پاس وقت ہو تو ضروری ہے کہ دونوں لباس کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی قوت احتمال یا محتمل کی اہمیت کے اعتبار سے غالب نہ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

دوسری شرط

(۸۰۳) نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے اس نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپا ہوا ہو احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہونا ضروری ہے۔ پس اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلہ کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو بہ تنہائی شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکتیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جا سکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں حالت نماز میں نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا لنگوٹی

Presented by Ziaraat.Com

جو جیب میں رکھی ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نمازی نے پہن رکھا ہو جبکہ اس کے پاس ایک مباح ستر پوش بھی ہو۔ ایسی تمام صورتوں میں ان چیزوں کے غصبی ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

(۸۰۴) جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم نہ جانتا ہو اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں تفصیل سے بتایا گیا ہے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۵) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ شخص خود اس لباس کو غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ اس نے غصب کیا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۶) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چل جائے اور اس کی شرمگاہ کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی ہو اور وہ فوراً نماز کا تسلسل توڑے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ناظر محترم سے ڈھانپا ہوا نہ ہو یا غصبی لباس فوراً نہ اتار سکتا ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز کو جاری رکھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۷) اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے جبکہ آخر وقت تک وہ کسی اور لباس کے ساتھ نماز کے قابل نہ ہو سکے یا اس لباس کو پہننے کی مجبوری اس کے اپنے اختیارات کے غلط استعمال کی وجہ سے نہ ہو مثلاً خود اس نے وہ لباس غصب نہ کیا ہوا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اسی طرح اگر غصبی لباس کے ساتھ اس لئے نماز پڑھے تا کہ چوری نہ ہو جائے اور آخر وقت تک کسی اور لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے یا لباس کو اس لئے اپنے پاس رکھا ہو کہ پہلی فرصت میں اس کے مالک کو پہنچایا جا سکے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۸) اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جبکہ سودے میں رائج طریقۂ کار کے مطابق، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو لباس اس کے لئے حلال ہے البتہ وہ ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا۔ لیکن اگر اس نے عین اسی مال سے لباس خریدا ہو جس کا خمس ادا نہیں کیا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے۔

تیسری شرط

(۸۰۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جا سکتا ہے، خون جہندہ رکھنے والے مردار کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس لباس کے لئے بھی ہے جو شرمگاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے بلکہ اگر لباس اس مُردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جس کا خون جہندہ نہیں ہوتا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۸۱۰) اگر نجس مُردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے، نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۱) اگر حلال گوشت مُردار کی کوئی ایسی چیز جس میں روح نہیں ہوتی، مثلاً بال اور اون نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو اِن چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چوتھی شرط

(۸۱۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس- ان چیزوں کے علاوہ جو صرف شرمگاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے مثلاً جراب، درندوں کے اجزاء سے تیار کیا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر کسی ایسے جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن حرام گوشت جانور کے پیشاب، پاخانے، پسینے، دودھ اور بال سے آلودہ نہ ہو لیکن اگر حرام گوشت جانور کا ایک بال اس کے لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح نماز گزار کے ہمراہ ان میں سے کوئی چیز اگر ڈبیہ وغیرہ میں بند رکھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۱۳) حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو، اگر وہ تر ہو تو نماز باطل ہے لیکن اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

(۸۱۴) اگر کسی شخص کا بال یا پسینہ یا تھوک نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح موتی، موم اور شہد اس کے ہمراہ ہو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۵) اگر کسی کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ اسلامی ملک میں تیار کیا گیا ہو یا غیر اسلامی ملک میں اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۶) یہ معلوم نہیں ہے کہ سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہٰذا سیپ کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۷) گلہری کی پوستین پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۱۸) اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

پانچویں شرط

(۸۱۹) زردوزی کا لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کے لئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۸۲۰) سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا، سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا، سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا مردوں کے لئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔ لیکن عورتوں کے لئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۲۱) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چھٹی شرط

(۸۲۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے مرد کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جاسکتا ہے خالص ریشم کا نہ ہو اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم پہننا مردوں کے لئے حرام ہے۔

(۸۲۳) اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔

(۸۲۴) جس لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۵) ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں، وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(۸۲۶) عورت کے لئے نماز میں یا اس کے علاوہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۷) مجبوری کی حالت میں خالص ریشمی اور زردوزی کا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص لباس پہننے پر مجبور ہو اور اس کے پاس کوئی اور لباس نہ ہو تو ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۸۲۸) اگر کسی شخص کے پاس غصبی، خالص ریشمی یا زردوزی کے لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۲۹) اگر کسی کے پاس درندے کے اجزاء سے بنے ہوئے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور آخر وقت تک مجبوری باقی رہے تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔ اگر اس کے پاس غیر درندہ حرام جانوروں کے اجزاء سے تیار شدہ لباس کے سوا دوسرا لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ دو دفعہ نماز پڑھے۔ ایک بار اسی لباس کے ساتھ اور ایک بار اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر برہنہ لوگوں کے نماز میں بیان ہو چکا ہے۔

(۸۳۰) اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس سے وہ اپنی شرمگاہوں کو نماز میں ڈھانپ سکے تو واجب ہے کہ ایسی چیز کرائے پر لے یا خریدے لیکن اگر اس پر اس کی حیثیت سے زیادہ خرچ اٹھتا ہو یا صورت یہ ہے کہ اس کام کے لئے خرچ برداشت کرے تو اس کی حالت تباہ ہو جائے تو ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۳۱) جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس پر گراں نہ گزرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے قبول کر لے بلکہ اگر ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

(۸۳۲) اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے جس کا کپڑا، رنگ یا سلائی اس کے اعتبار سے رواج کے مطابق نہ ہو تو اگر اس کا پہننا اس کی شان کے خلاف اور توہین کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو چاہے اس کے پاس شرمگاہ چھپانے کے لئے فقط وہی لباس نہ ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۳۳) مرد کے لئے زنانہ لباس پہننا اور عورت کے لئے مردانہ لباس پہننا حرام نہیں ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی البتہ احتیاط واجب کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ مرد اپنے آپ کو عورت کے رنگ و روپ میں ڈھال لے اسی طرح برعکس یعنی عورت اپنے آپ کو مرد کے روپ میں ڈھال لے۔

(۸۳۴) جس شخص کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا ضروری ہے، ضروری نہیں ہے کہ جو لحاف یا چادر اس نے خود پر ڈال رکھی ہو وہ نمازی کے لباس کی شرائط پر پورا اترتی ہو سوائے اس کے عرفاً اسے پہناوا کہا جا سکے۔ مثلاً اس نے چادر وغیرہ کو خود پر لپیٹ لیا ہو۔

جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

(۸۳۵) تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جا رہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے:

(۱) اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

(۲) اس کے بدن یا لباس پر درہم کی مقدار سے کم خون لگ جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ درہم کی مقدار انگوٹھے کی اوپر والی گرہ کے برابر سمجھی جائے۔

(۳) وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

علاوہ ازیں ایک اور صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔

ان چاروں صورتوں کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۸۳۶) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۸۳۷) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو اور جس کی مقدار ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۳۸) اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن لباس یا بدن کی وہ جگہ جو زخم کے اطراف میں ہے اگر اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۳۹) اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو بواسیر یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو وہ اسکے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بواسیر کے مسے باہر ہوں یا اندر۔

(۸۴۰) اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۸۴۱) اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو جو زخم ٹھیک ہو جائے ضروری ہے کہ نماز کے لئے بدن اور لباس کو دھو کر اس زخم کے خون سے پاک کرے۔

(۸۴۲) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی حیض کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر نجس حیوانات مثلاً سور، مُردار اور حرام گوشت جانور نیز نفاس اور استحاضہ کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کے خون یا حلال گوشت حیوان کے خون کی چھینٹ، چاہے بدن کے کئی حصوں پر لگی ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۳) جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے اور دونوں طرف میں جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہو اس کے مطابق حکم لگایا جائے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے۔ پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۸۴۴) اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے یا ایک کپڑے سے دوسرے کپڑے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ ہر خون کو الگ شمار کیا جائے۔ پس اگر سب مل کر ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے ورنہ باطل ہوگی۔ ہاں اگر کپڑے ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ لوگوں کے نزدیک ایک خون شمار ہو تو جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہے۔ اگر وہ ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو نماز باطل ہے۔

(۸۴۵) اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور آگے بڑھ کر اس کے اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کے اطراف کو آلودہ نہ کرے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۶) اگر بدن یا لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت کے ساتھ خون سے لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ بھی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۸۴۷) بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آ لگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس کے پاک مقامات سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ اگر بدن اور لباس کے پاک مقامات تک نہ بھی پہنچے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(۸۴۸) اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس سے شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نجس ہو جبکہ اسے نجس مُردار یا نجس العین حیوان مثلاً کتے (کے اجزا) سے نہ بنایا گیا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اسے نجس مردار یا نجس العین حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔ ہاں اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۴۹) نجس چیز مثلاً نجس رومال، چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے۔ اسی طرح اگر نجس لباس اس کے پاس ہو تب بھی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۸۵۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۸۵۱) اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے، نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے تھا جو معاف نہیں ہے، تو اس کے لئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتا چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ تھی، اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مستحب ہیں

(۸۵۲) فقہائے کرام اعلی اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب قرار دی ہیں کہ جن میں سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ، عبا، سفید لباس، صاف ستھرا ترین لباس، خوشبو لگانا اور عقیق کی انگوٹھی پہننا شامل ہیں۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں

(۸۵۳) فقہائے کرام اعلی اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ قرار دی ہیں جن میں سے سیاہ، میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو۔ اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونا اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو، شامل ہیں۔

نماز پڑھنے کی جگہ

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں:

(پہلی شرط) وہ جگہ احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہو۔

(۸۵۴) جو شخص غصبی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو اگرچہ وہ خود قالین، تخت اور اسی طرح کی دوسری چیز پر ہو، احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے تلے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۵۵) ایسی جگہ نماز پڑھنا جس کی منفعت کسی اور کی ملکیت ہو تو منفعت کے مالک کی اجازت کے بغیر وہاں نماز پڑھنا غصبی جگہ پر نماز پڑھنے کے حکم میں ہے۔ مثلاً کرائے کے مکان میں اگر مالک مکان یا کوئی اور شخص کرائے دار کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۶) اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور دوسرا شخص اسے باہر نکال کر اس کی جگہ پر قبضہ کرے اور اس جگہ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ اس نے گناہ کیا ہے۔

(۸۵۷) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کا اسے علم نہ ہو اور نماز کے بعد اسے پتا چلے یا ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کو وہ بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن کوئی ایسا شخص جس نے خود وہ جگہ غصب کی ہو اور وہ بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۸۵۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے اور اس میں تصرف حرام ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی

Presented by Ziaraat.Com

جگہ پر نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور وہ وہاں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۹) اگر کوئی شخص واجب نماز سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سواری کی حالت میں مستحب نماز پڑھنا چاہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۸۶۰) اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور اس پر نماز پڑھنا بھی احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہے۔

(۸۶۱) اگر کوئی شخص ایک ایسی رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جبکہ سودے میں رائج طریقۂ کار کے مطابق، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو جائیداد میں تصرف کرنا اس کے لئے حلال ہے اور وہ شخص ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا۔ لیکن اگر وہ عین اسی مال سے جائیداد خریدے جس پر خمس واجب الادا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس گھر میں تصرف حرام اور احتیاط واجب کی بنا پر اس جگہ نماز باطل ہے۔

(۸۶۲) اگر کسی جگہ کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے اور انسان کو علم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو اس کی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۶۳) جس مرحوم نے زکوٰۃ اور اس جیسے دوسرے مالی واجبات ادا نہ کئے ہوں اس کی جائیداد میں کوئی ایسا تصرف کرنا جو واجبات کی ادائیگی میں مانع نہ ہو مثلاً اس کے گھر میں نماز پڑھنا، ورثاء کی اجازت سے جائز ہے۔ اسی طرح اگر قرضدار کا قرض ادا کر دیا جائے یا کوئی اپنے ذمے لے لے یا اتنی مقدار جدا کر لی جائے تو باقی جائیداد میں ایسا تصرف کرنا بھی جائز ہے جو اس جائیداد کو تلف کر دے۔

(۸۶۴) اگر مرحوم کے بعض ورثاء کم سن یا مجنون یا غیر حاضر ہوں تو ان کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ ہاں ان معمولی تصرفات میں کوئی حرج نہیں جو میت کے غسل و کفن وغیرہ کے امور انجام دینے کا مقدمہ ہیں۔

(۸۶۵) کسی کی جائیداد میں نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کا مالک صریحاً اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی جائیداد میں بیٹھے یا سوئے تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دیدی ہے یا مالک کے راضی ہونے پر دوسری وجوہات کی بنا پر اطمینان رکھتا ہو۔

(۸۶۶) انتہائی وسیع و عریض زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کا مالک کم سن یا مجنون ہو یا وہاں نماز پڑھنے پر راضی نہ ہو۔ اسی طرح ان باغات اور زمینوں میں کہ جن کے دروازے اور دیوار نہ ہوں، ان کے مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس صورت میں معلوم ہو کہ مالک راضی نہیں ہے تو

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے کہ تصرف نہ کرے اور اگر مالک کمسن یا مجنون ہو یا اس کے راضی نہ ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں تصرف نہ کیا جائے اور نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۶۷) (دوسری شرط) ضروری ہے کہ نمازی کی جگہ واجب نمازوں میں ایسی نہ ہو کہ تیز حرکت نمازی کے کھڑے ہونے یا اختیاری رکوع اور سجود کرنے میں مانع ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے بدن کو ساکن رکھنے میں بھی مانع نہ ہو اور اگر وہ وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے ایسی جگہ مثلاً بس، ٹرک، کشتی یا ریل گاڑی میں نماز پڑھے تو جس قدر ممکن ہو بدن کے ٹھہراؤ اور قبلے کی سمت کا خیال رکھے اور اگر ٹرانسپورٹ قبلے سے کسی دوسری طرف مڑ جائے تو اپنا منہ قبلے کی جانب موڑ دے۔ اگر مکمل طور پر قبلے کا خیال رکھنا ممکن نہ ہو تو کوشش کرے کہ ۹۰ ڈگری سے کم اختلاف ہو اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قبلے کا خیال رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو قبلے کا خیال رکھنا ضروری نہیں۔

(۸۶۸) جب گاڑی، کشتی یا ریل گاڑی وغیرہ کھڑی ہوئی ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب چل رہی ہوں لیکن اس حد تک نہ ہل جل رہی ہو کہ نمازی کے بدن کے ٹھہراؤ میں حائل ہوں۔

(۸۶۹) گندم، جو اور ان جیسی دوسری اجناس کے ڈھیر پر جو ہلے جلے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔

(تیسری شرط) ضروری ہے کہ انسان ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ رجاء کی نیت سے نماز پڑھے جہاں اسے اطمینان ہو کہ مثلاً ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۷۰) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہو مثلاً کسی ایسی مخدوش چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۷۱) کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا، جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو۔ مثلاً قالین کے ایسے حصے پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اگر قصد قربت میں مانع ہو جائے تو صحیح نہیں ہے۔

(چوتھی شرط) جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکے اور نہ ہی وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش نہ ہو۔

(۸۷۲) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کیلئے سر سے اشارہ کرے۔

(۸۷۳) ضروری ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی قبور مطہر کی جانب پشت کر کے، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو نماز نہ پڑھے۔ اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اشکال نہیں۔ لیکن نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

(پانچویں شرط) اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو اور نجاست ایسی ہو جو نماز کو باطل کر دینے والی ہو تو اتنی مرطوب نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے۔ لیکن اگر سجدے میں پیشانی

Presented by Ziaraat.Com

رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز کی جگہ بالکل نجس نہ ہو۔

(چھٹی شرط) احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت مرد سے کم سے کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ سجدے کی حالت میں مرد کے دوزانو کے برابر فاصلے پر ہو۔

(۸۷۴) اگر کوئی عورت مرد کے برابر یا آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھیں۔ یہی حکم ہے اگر ایک، دوسرے سے پہلے نماز شروع کر دے۔

(۸۷۵) اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی اور ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں یا ان کے درمیان دس ہاتھ (تقریباً 4.5 میٹر) سے زیادہ فاصلہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہے۔

(ساتویں شرط) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ، دوزانو اور پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل سجدے کے احکام میں آئے گی۔

(۸۷۶) نامحرم مرد اور عورت کا خلوت میں ایک ایسی جگہ ہونا جہاں گناہ میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھیں۔

(۸۷۷) جس جگہ گانا گایا جاتا ہو یا حرام موسیقی بجائی جاتی ہو وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

(۸۷۸) احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانۂ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر واجب نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۸۷۹) خانۂ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر نفلی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانۂ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

(۸۸۰) اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے۔ دنیا بھر کی ساری مسجدوں میں سب سے بہتر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبویؐ ہے اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا درجہ ہے۔ اس کے بعد شہر کی جامع مسجد اور اس کے بعد محلے کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد کا نمبر آتا ہے۔

(۸۸۱) عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ نماز ایسی جگہ پڑھیں جو نامحرم سے محفوظ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے بہتر ہو خواہ وہ جگہ مکان یا مسجد یا کوئی اور جگہ ہو۔

(۸۸۲) ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم پاک میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۸۸۳) مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۸۸۴) جو شخص مسجد میں نہ آتا ہو، مستحب ہے کہ انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے، اپنے کاموں میں اس سے مشورہ نہ کرے، اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۸۸۵) چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) حمام

(۲) شورزدہ زمین

(۳) کسی انسان کے مقابل

(۴) اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو

(۵) سڑک اور گلی کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

(۶) آگ اور چراغ کے مقابل

(۷) باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آتش دان ہو

(۸) ایسے کنویں اور گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو

(۹) جان دار کے فوٹو یا مجسمے کے سامنے مگر یہ کہ اسے ڈھانپ دیا جائے

(۱۰) ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو

(۱۱) جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو

(۱۲) قبر کے مقابل

(۱۳) قبر کے اوپر

(۱۴) دو قبروں کے درمیان

(۱۵) قبرستان میں

(۸۸۶) اگر کوئی شخص لوگوں کی رہگزر پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے کھڑا ہو تو نمازی کے لئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی ہو تو بھی کافی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسجد کے احکام

(۸۸۷) مسجد کی زمین، اندرونی اور بیرونی چھت اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتا چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی نجاست کو فوراً دور کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے اور اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا لازم نہیں لیکن اگر دیوار کا بیرونی حصہ نجس کرنا مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہو تو قطعاً حرام ہے اور اس قدر نجاست کا زائل کرنا کہ جس سے بے حرمتی ختم ہو جائے ضروری ہے۔

(۸۸۸) اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں لیکن یہ سمجھتا ہو کہ اگر دوسرے کو اطلاع دے گا تو یہ کام ہو جائے گا اور نجاست کو وہاں رہنے دینا بے حرمتی کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے۔

(۸۸۹) اگر مسجد کی کوئی ایسی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں جبکہ جزوی طور پر کھودنا یا توڑنا پڑے یا بے حرمتی کا ختم ہونا مکمل طور پر کھودنے یا توڑنے پر موقوف ہو، ورنہ توڑنے میں اشکال ہے۔ جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن مسجد کی کوئی چیز مثلاً اینٹ اگر نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں اسے پاک کر کے ضروری ہے کہ اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

(۸۹۰) اگر مسجد غصب کر لی جائے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کر لی جائے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اسے مسجد نہ کہا جائے تو اسے نجس کرنا حرام نہیں اور اسے پاک کرنا واجب نہیں۔

(۸۹۱) ائمہ اہلبیت علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے۔ اگر ان کے حرموں میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

(۸۹۲) اگر مسجد کی چٹائی یا کارپٹ نجس ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسے پاک کریں اور اگر نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو ضروری ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے۔ البتہ ایک قابل توجہ حصے کا کاٹ دینا یا اس طرح پاک کرنا کہ اس میں نقص آ جائے محل اشکال ہے سوائے اس کے کہ طہارت کو ترک کر دینا بے حرمتی کا سبب ہو۔

(۸۹۳) اگر کسی عین نجاست یا نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اس کا مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی عین نجاست کو مسجد میں نہ لے جایا جائے سوائے ان چیزوں کے جو انسان کے ساتھ ہی مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے زخم کا خون جو بدن یا لباس میں لگا ہوا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۸۹۴) اگر مسجد میں مجلس عزا کے لئے قنات تانی جائے اور فرش بچھایا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان اس کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کے لئے نقصان دہ نہ ہوں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوتی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۹۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ سونے سے مسجد کی زینت نہ کریں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو انسان اور حیوان کی طرح جانداروں کی تصویروں سے بھی نہ سجایا جائے۔

(۸۹۶) اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۷) مسجد کے دروازوں، کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ضروری ہے کہ ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لئے استعمال کیا جائے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو ضروری ہے کہ کسی دوسری مسجد کے کام میں لایا جائے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جاسکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر، ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے۔

(۸۹۸) مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو مخدوش ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر مخدوش ہو کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۹) مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوؤں کے بارے میں تحقیق کرے کہ کہیں نجاست تو نہیں لگی ہوئی۔ نیز یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد میں نکلے۔

(۹۰۰) جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیت و احترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

(۹۰۱) اگر انسان مجبور نہ ہو تو مسجد میں سونا، دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کوئی کام کاج کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن میں نصیحت اور کام کی کوئی بات نہ ہو مکروہ ہے۔ نیز مسجد میں تھوکنا، ناک کی آلائش پھینکنا اور بلغم تھوکنا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں حرام ہے۔ اس کے علاوہ گمشدہ (شخص یا چیز) کو تلاش کرنا اور آواز کو بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن اذان کے لئے آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

(۹۰۲) دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اسی طرح اس بچے کو بھی داخل ہونے دینا مکروہ ہے جو نمازیوں کے لئے باعث زحمت ہو یا احتمال ہو کہ وہ مسجد کو نجس کردے گا۔ ان دو صورتوں کے علاوہ بچے کو مسجد میں آنے دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات بہتری اسی میں ہوتی ہے۔ اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز، لہسن یا ان سے مشابہ کوئی چیز کھائی ہو کہ جس کی بو لوگوں کو ناگوار گزرتی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

اذان اور اقامت

(۹۰۳) ہر مرد اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ روزانہ کی واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لئے مشروع نہیں لیکن عید فطر اور عید قربان سے پہلے جبکہ نماز باجماعت پڑھیں تو مستحب ہے کہ تین مرتبہ "الصلوٰۃ" کہیں۔

(۹۰۴) مستحب ہے کہ بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

(۹۰۵) اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ.	(چار مرتبہ)
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	(دو مرتبہ)
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	(دو مرتبہ)
حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ	(دو مرتبہ)
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	(دو مرتبہ)
حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ	(دو مرتبہ)
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	(دو مرتبہ)
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	(دو مرتبہ)

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتدا سے دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور آخر سے ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کم ہو جاتا ہے اور حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کہنے کے بعد دو دفعہ قَدْقَامَتِ الصَّلَاۃُ کا اضافہ کر دینا ضروری ہے۔

(۹۰۶) اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں ہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اسی کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللّٰهِ یعنی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ یعنی رستگاری کے لئے جلدی کرو۔

حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ یعنی بہترین کام کے لئے جو نماز ہے جلدی کرو۔

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ یعنی بالتحقیق نماز قائم ہوگئی۔

لا اله الا الله یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔

(۹۰۷) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ رکھا جائے تو ضروری ہے کہ اذان اور اقامت دوبارہ شروع سے کہی جائیں۔

(۹۰۸) اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں گھمائے اور کیفیت یہ ہو کہ غنا ہو جائے یعنی اس طرح کہے جیسا کہ لہو ولعب کی محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۹۰۹) تمام صورتوں میں جبکہ نمازی مشترک وقت رکھنے والی دو نمازوں کو پے در پے ادا کرے، اگر اس نے پہلی نماز کے لئے اذان کہی ہو تو بعد والی نماز کے لئے اذان ساقط ہے۔ خواہ دو نمازوں کا جمع کرنا بہتر نہ ہو یا ہو مثلاً عرفہ کے دن جو نویں ذی الحجہ کا دن ہے، اگر ظہر کے فضیلت کے وقت میں نماز پڑھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کا جمع کرنا، چاہے وہ شخص خود میدان عرفات میں نہ ہو اور عید قربان کی رات میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کا جمع کرنا اس شخص کے لئے جو مشعر الحرام میں ہو اور ان نمازوں کو عشاء کے فضیلت والے وقت میں جمع کرے۔ ان صورتوں میں اذان ساقط ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو لیکن نفل اور تعقیبات پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اذان مشروعیت کی نیت سے نہ کہی جائے بلکہ روز عرفہ اور مشعر والی صورتوں کے لئے بیان شدہ شرائط کے ہوتے ہوئے اذان کہنا خلاف احتیاط ہے اگرچہ مشروعیت کی نیت سے نہ ہو۔

(۹۱۰) اگر نماز جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۱) اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہو جائیں وہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے یعنی ان دونوں کا کہنا مستحب تاکیدی نہیں بلکہ اگر اذان دینا چاہتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ بہت آہستہ کہے۔ اگر دوسری نماز جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو ہرگز اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۲) پچھلے مسئلے میں مذکورہ صورت کے علاوہ چھ شرطوں کے ساتھ اذان اور اقامت ساقط ہو جاتی ہے:

(۱) نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت ساقط نہیں ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) اس نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو۔
(۳) نماز جماعت باطل نہ ہو۔
(۴) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو لہٰذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔
(۵) نماز جماعت ادا ہو۔ لیکن اس بات کی شرط نہیں کہ خود اس کی نماز بھی فرادیٰ ہونے کی صورت میں ادا ہو۔
(۶) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو۔ مثلاً دونوں نماز ظہر یا دونوں نماز عصر پڑھیں یا نماز ظہر جماعت سے پڑھی جا رہی ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے اور جماعت کی نماز عصر کی نماز ہو اور اگر جماعت کی نماز عصر آخری وقت میں پڑھی جائے اور وہ چاہے کہ مغرب کی نماز ادا پڑھے تو اذان اور اقامت اس پر سے ساقط نہیں ہوگی۔

(۹۱۳) جو شرطیں سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ جماعت کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے۔ لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔ البتہ اگر جماعت ہو تو ضروری ہے کہ رجاء کی نیت سے کہے۔

(۹۱۴) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اذان جو اعلان یا جماعت کی نماز کے لئے کہی جائے، سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ دہرائے۔

(۹۱۵) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو اور اذان و اقامت سننے کی ابتداء ہی سے نماز ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز کے لئے اس اذان اور اقامت پر اکتفاء کر سکتا ہے۔ لیکن یہ حکم اس نماز جماعت کے لئے محل اشکال ہے کہ جہاں اذان صرف امام جماعت نے یا صرف ماموین نے سنی ہو۔

(۹۱۶) اگر کوئی مرد، عورت کی اذان کو لذت کے قصد سے سنے تو اس کی اذان ساقط نہیں ہوگی بلکہ عورت کی اذان سن کر اذان کا ساقط ہونا مطلقاً محل اشکال ہے۔

(۹۱۷) ضروری ہے کہ نماز جماعت کی اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے اور ایسی جماعت میں عورت کے اذان و اقامہ پر اکتفاء کرنا جس کے مرد، عورت کے محرم ہوں محل اشکال ہے۔

(۹۱۸) ضروری ہے کہ اقامت، اذان کے بعد کہی جائے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور حدث سے پاک ہو کر (وضو یا غسل یا تیمم کر کے) کہی جائے۔

(۹۱۹) اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حی علی الفلاح کا جملہ

Presented by Ziaraat.Com

حی علی الصلاۃ سے پہلے کہے تو ضروری ہے کہ جہاں سے ترتیب بگڑی ہو وہاں سے دوبارہ کہے۔

(۹۲۰) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو اذان باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر اذان و اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو اذان اور اقامت باطل ہو جائیں گے۔

(۹۲۱) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہی جائیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو صحیح نہیں ہے۔

(۹۲۲) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر کوئی شخص عمداً یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ وسط نماز میں وقت داخل ہو تو اس نماز پر صحیح کا حکم لگے گا کہ جس کا مسئلہ ۷۳۲ میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۹۲۳) اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۴) اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران کوئی جملہ کہنے سے پہلے ایک شخص شک کرے کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ جس جملے کی ادائیگی کے بارے میں اسے شک ہوا ہو اسے ادا کرے۔ لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرنے کے دوران شک ہو کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۵) مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

(۹۲۶) مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے ملا نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

(۹۲۷) مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا مستحب نہیں ہے۔

(۹۲۸) مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان دینے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت شناس ہو، نیز یہ کہ بلند آہنگ ہو اور اونچی جگہ پر اذان دے۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں:

(۱) نیت (۲) قیام (۳) تکبیرۃ الاحرام یعنی نماز کی ابتدا میں اللہ اکبر کہنا

(۴) رکوع (۵) سجود (۶) قرأت

(۷) ذکر (۸) تشہد (۹) سلام

(۱۰) ترتیب (۱۱) موالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے بجالانا۔

(۹۲۹) نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجانہ لائے تو خواہ ایسا کرنا عمداً ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں:

(۱) نیت

(۲) تکبیرۃ الاحرام

(۳) رکوع سے متصل قیام یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا

(۴) رکوع

(۵) ہر رکعت میں دو سجدے۔ جہاں تک اضافے کا تعلق ہے اگر اضافہ عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے۔ اگر غلطی سے ہو تو رکوع میں یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں اضافے سے احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔

نیت

(۹۳۰) ضروری ہے کہ انسان نماز قربت کی نیت سے یعنی خداوند عالم کی بارگاہ میں پستی اور خضوع کے اظہار کے لئے پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت کو اپنے دل سے گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃ الی اللہ۔

(۹۳۱) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔ البتہ اتنا بھی کافی ہے کہ نماز ظہر کو پہلی نماز اور عصر کی نماز کو دوسری نماز کے طور پر معین کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو ''ظہر کے وقت'' میں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹۳۲) ضروری ہے کہ انسان شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے۔ اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۳۳) ضروری ہے کہ انسان فقط خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کے لئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو یا خدا اور لوگوں دونوں کو دکھانے کے لئے ہو۔

(۹۳۴) اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بجالائے خواہ وہ حصہ واجب ہو مثلاً سورۂ الحمد یا مستحب ہو مثلاً قنوت، اگر غیر خدا کا یہ قصد پوری نماز میں سرائیت کر جائے مثلاً ریا کا ارادہ اس عمل میں ہو جو اس حصے پر مشتمل ہے یا کیفیت یہ ہو کہ اگر اس حصے کو دوبارہ انجام دیں تو نماز میں ایسا اضافہ ہو جاتا ہو جس سے نماز باطل ہو جاتی ہو، تو نماز باطل ہے۔ اگر نماز تو خدا کے لئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا کسی خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص قاعدے سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز بھی باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

(۹۳۵) ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور ضروری ہے کہ انسان اللہ کے حروف اور اکبر کے حروف اور اللہ اور اکبر کے الفاظ پے در پے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو لفظ صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو میں ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

(۹۳۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے مثلاً اقامت یا دعا سے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو نہ ملائے۔

(۹۳۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ اکبر کو اس جملے کے ساتھ جو بعد میں پڑھنا ہو مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ملائے تو بہتر یہ ہے کہ اکبر کے آخری حرف ''را'' پر پیش دے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے نہ ملائے۔

(۹۳۸) نماز میں تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو (اس کی تکبیر) باطل ہے۔

(۹۳۹) ضروری ہے کہ تکبیر، الحمد، سورہ، ذکر اور دعا اتنی آواز سے پڑھے کہ کم از کم خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور وغل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو سن لے۔

(۹۴۰) جو شخص کسی بیماری کی بنا پر گونگا ہو جائے یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس طرح کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا

Presented by Ziaraat.Com

ہو تو ضروری ہے کہ دل میں کہے اور اس کے لئے انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ جو تکبیر سے مناسبت رکھتا ہو اور اگر ہو سکے تو زبان اور ہونٹ کو بھی حرکت دے اور اگر کوئی پیدائشی گونگا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہونٹ کو اس طرح حرکت دے کہ جو کسی شخص کے تکبیر کہنے سے مشابہ ہو اور اس کے لئے اپنی انگلی سے بھی اشارہ کرے۔

(۹۴۱) اچھا ہے کہ انسان تکبیرۃ الاحرام سے پہلے رجاء کی نیت سے کہے: یَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاکَ الْمُسِیْٓءُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْٓءِ اَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْٓءُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ مِنِّیْ

(یعنی) اے اپنے بندوں پر احسان کرنے والے خدا! یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گناہگاروں سے درگزر کریں۔ تو احسان کرنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) کے طفیل، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

(۹۴۲) مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

(۹۴۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں جبکہ قرأت میں مشغول ہو چکا ہو تو اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو ضروری ہے کہ تکبیر کہے۔

(۹۴۴) اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح طریقے سے تکبیر کہی ہے یا نہیں تو خواہ اس نے آگے کچھ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

(۹۴۵) تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقع پر قیام اور رکوع سے پہلے والا قیام (قیام متصل بہ رکوع) رکن ہے لیکن الحمد و سورہ پڑھنے کے موقع پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے جسے اگر کوئی شخص بھول چوک کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۴۶) تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہونا واجب ہے تا کہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

(۹۴۷) اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور الحمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے۔ لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل برکوع بجا نہیں لایا اس لئے اس کا یہ رکوع کفایت نہیں کرتا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹۴۸) جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرأت کے لئے کھڑا ہو ضروری ہے کہ چل نہ رہا ہو اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط لازم کی بنا پر بدن کو حرکت نہ دے۔ اختیار کی حالت میں کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بہ امر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۴۹) اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے چل پڑے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹۵۰) احتیاط واجب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۵۱) جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اسے کھڑا ہونا نہ کہا جا سکے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر کھڑا ہونا کہا جا سکے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ پیروں کو بہت زیادہ کھلا نہ رکھے۔

(۹۵۲) جب انسان نماز میں کوئی واجب ذکر پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جب مستحب ذکر میں مشغول ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

(۹۵۳) اگر متحرک بدن کی حالت میں کوئی شخص مستحب ذکر پڑھے مثلاً رکوع، سجدے میں جانے کے وقت تکبیر کہے اور اس ذکر کے قصد سے کہے جس کا نماز میں حکم دیا گیا ہے تو وہ ذکر صحیح نہیں لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ ضروری ہے کہ انسان بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

(۹۵۴) ہاتھوں اور انگلیوں کو الحمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

(۹۵۵) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ ساکن ہونے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا، دوبارہ پڑھے۔

(۹۵۶) نماز کے دوران اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۵۷) جب تک انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ نہ بیٹھے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تو ضروری ہے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو ضروری ہے کہ سیدھا بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۹۵۸) جب تک انسان بیٹھ سکے ضروری ہے کہ وہ لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے

Presented by Ziaraat.Com

تو ضروری ہے کہ پہلو کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رخ ہو۔ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جب تک دائیں پہلو پر لیٹ سکتا ہو بائیں پہلو پر نہ لیٹے اور اگر دونوں طرف لیٹنا ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

(۹۵۹) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجالا سکے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

(۹۶۰) جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔ ہاں اگر جانتا ہو کہ کچھ دیر کھڑا ہو پائے گا تو ضروری ہے کہ قیام متصل برکوع کے لئے کھڑا ہو۔

(۹۶۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔ ہاں اگر جانتا ہو کہ کچھ دیر کھڑا ہو پائے گا تو ضروری ہے کہ قیام متصل برکوع کے لئے کھڑا ہو۔

(۹۶۲) اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی تکلیف ہوگی تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف کا ڈر ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۹۶۳) اگر انسان آخر وقت تک کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی سے مایوس نہ ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے مایوس ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے بعد ازاں وہ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۹۶۴) مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے، کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے، ہاتھوں کو رانوں پر رکھے، انگلیوں کو باہم ملا کر رکھے، نگاہ سجدہ کی جگہ پر مرکوز رکھے، بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے، خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا ہو، پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا کر رکھے۔

قرأت

(۹۶۵) ضروری ہے کہ انسان روزانہ کی واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور پھر کسی ایک سورے کی تلاوت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک مکمل سورے کی تلاوت کرے۔ والضحیٰ اور الم نشرح کی سورتیں اور اسی طرح سورۂ فیل اور سورۂ قریش احتیاط واجب کی بنا پر نماز میں ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹۶۶) اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی یا اسے کوئی ضروری کام ہو تو اگر وہ چاہے تو سورہ نہ پڑھے بلکہ وقت تنگ ہونے کی صورت میں اور خوف کی بعض حالتوں میں ضروری ہے کہ وہ سورہ نہ پڑھے۔

(۹۶۷) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر الحمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی لیکن اگر غلطی سے الحمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران یاد آئے تو ضروری ہے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

(۹۶۸) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۶۹) اگر رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے الحمد اور سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ فقط سورہ پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ پہلے الحمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد اور سورہ یا فقط سورہ یا فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

(۹۷۰) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فرض نماز میں ان چار سوروں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیۂ سجدہ ہو اور جن کا ذکر مسئلہ ۳۵۴ میں کیا گیا ہے تو واجب ہے کہ آیۂ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرے۔ لیکن اگر سجدہ بجالائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پڑھے سوائے اس کے اس نے بھولے سے سجدہ کرلیا ہو اور اگر سجدہ نہ کرے تو اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے اگرچہ سجدہ نہ کرکے اس نے گناہ کیا ہے۔

(۹۷۱) اگر کوئی شخص ایسا سورہ پڑھنا شروع کردے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیۂ سجدہ پر پہنچنے سے پہلے اسے خیال آجائے تو اس سورے کو چھوڑ کر کوئی اور سورہ پڑھ سکتا ہے اور آیۂ سجدہ پڑھنے کے بعد خیال آئے تو ضروری ہے کہ جس طرح سابقہ مسئلہ میں کہا گیا ہے عمل کرے۔

(۹۷۲) اگر کوئی شخص دوران نماز کسی دوسرے کو آیۂ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر واجب نماز پڑھ رہا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجالائے۔

(۹۷۳) مستحب نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز نذر کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہوگئی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحب نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے مثلاً نماز وحشت کہ جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو ضروری ہے کہ وہی سورتیں پڑھے۔

(۹۷۴) جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن فجر، ظہر اور عصر کی نمازوں اور شب جمعہ کی عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ منافقون پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن کی نمازوں میں ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کردے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے

Presented by Ziaraat.Com

چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

(۹۷۵) اگر کوئی شخص الحمد کے بعد سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں بھول کر سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر نصف تک پڑھ چکا ہو تو پھر ان سوروں کو نہ چھوڑے۔

(۹۷۶) اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں جان بوجھ کر سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون نہیں پڑھ سکتا۔

(۹۷۷) اگر کوئی شخص نماز میں سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے۔ نصف تک پہنچنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھنا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں۔

(۹۷۸) اگر کوئی شخص کسی سورے کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ نصف تک ہی پہنچ چکا ہو یا وہ سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون ہی ہو اور بھول جانے کی صورت میں جتنی مقدار پڑھ چکا ہے اس پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

(۹۷۹) مرد پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ نماز ظہر و عصر میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۸۰) احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں خیال رکھے کہ الحمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے۔

(۹۸۱) صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں عورت الحمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسا چاہے پڑھ سکتی ہے۔ لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن رہا ہو اور کیفیت یہ ہو کہ اسے اپنی آواز سنانا حرام ہو تو ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۲) اگر کوئی شخص جس نماز کو بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے اسے عمداً آہستہ پڑھے یا جو نماز آہستہ پڑھنی ضروری ہے اسے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو صحیح ہے۔ نیز الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران بھی اگر وہ متوجہ ہو جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۹۸۳) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۴) انسان کے لئے ضروری ہے کہ نماز کی قرأت کو صحیح پڑھے اور جو شخص کسی طرح بھی پورے

Presented by Ziaraat.Com

سورۂ الحمد کو صحیح نہ پڑھ سکتا ہو تو جس طرح بھی پڑھ سکتا ہو پڑھے جبکہ الحمد کی صحیح پڑھی جانے والی مقدار بھی ایک قابل توجہ مقدار ہو۔ لیکن اگر وہ مقدار بہت کم ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر قرآن کے دوسرے سوروں میں سے جس قدر صحیح پڑھ سکتا ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو تسبیح کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر کوئی شخص الحمد کے بعد پڑھے جانے والے پورے سورہ کو نہ سیکھ سکتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے بدلے کچھ پڑھے۔ ہر حال میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ بجالائے۔

(۹۸۵) اگر کسی کو الحمد اچھی طرح یاد نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرے چاہے اس طرح سے کہ الحمد سیکھ لے، کوئی اسے پڑھوائے اور وہ پڑھ لے، نماز جماعت میں کسی کی اقتداء کر لے یا شک کی صورت میں نماز کو دہرالے اور اگر وقت تنگ ہو اور وہ اس طرح پڑھے جیسا کہ گزشتہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر الحمد نہ سیکھنے میں اس کا اپنا قصور ہو تو اگر ممکن ہو تو عذاب سے بچنے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۹۸۶) واجبات نماز سکھانے کی اجرت لینا احتیاط کی بنا پر حرام ہے لیکن مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا جائز ہے۔

(۹۸۷) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ کا کوئی لفظ جان بوجھ کر یا جہل تقصیری کی وجہ سے نہ پڑھے یا ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً "ض" کی بجائے "ذ" یا "ز" کہے یا زیر و زبر کا اس طرح خیال نہ رکھے کہ غلط ہو جائے یا تشدید نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۸) اگر انسان نے کوئی لفظ جس طرح یاد کیا ہوا سے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۹۸۹) اگر کوئی شخص کسی لفظ کے زبر اور زیر سے واقف نہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ لفظ (ہ) سے ادا کرنا چاہئے یا (ح) سے تو ضروری ہے کہ کسی بھی طرح اپنی ذمہ داری پوری کر دے مثلاً سیکھ لے یا نماز کو جماعت سے پڑھ لے یا ایسے لفظ کو دو (یا دو سے زائد) طریقوں سے ادا کرے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے صحیح طریقے سے بھی پڑھ لیا ہے۔ البتہ اس طریقے میں اس کی نماز اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ غلط ادا کئے جانے والے جملے کو قرآن یا ذکر کہا جا سکے۔

(۹۹۰) علمائے تجوید کا کہنا ہے کہ اگر کسی لفظ میں واؤ ہو اور اس لفظ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور اس لفظ میں واؤ کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "سُوْٓءِ" تو پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس واؤ کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی لفظ میں "الف" ہو اور اس لفظ میں الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور اس لفظ میں الف کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جَآءَ" تو ضروری ہے کہ اس لفظ کے الف کو کھینچ کر پڑھے۔ اگر کسی لفظ میں (ی) ہو اور اس لفظ میں (ی) سے پہلے والے حرف پر زیر ہو اور اس لفظ میں (ی) کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جِیْٓءَ" تو ضروری ہے کہ (ی) کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف "واؤ، الف اور یا" کے بعد ہمزہ کے بجائے کوئی ساکن حرف ہو یعنی اس پر زبر، زیر یا پیش (میں سے کوئی حرکت) نہ ہو تب بھی ان تینوں حروف

Presented by Ziaraat.Com

کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ظاہراً ایسے معاملے میں قرأت کا صحیح ہونا مد پر موقوف نہیں۔ لہٰذا جو طریقہ بتایا گیا ہے اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تب بھی اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن وَلَا الضَّآلِّيْنَ جیسے الفاظ میں جہاں تشدید اور الف کا پورے طور پر ادا ہونا مختصر مد پر موقوف ہے، ضروری ہے کہ الف کو تھوڑا سا کھینچ کر پڑھے۔

(۹۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بحرکت اور وصل بسکون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کے آخر میں زیر، زبر اور پیش پڑھے اور اس لفظ اور اس کے بعد کے لفظ کے درمیان فاصلہ دے۔ مثلاً کہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم اور اَلرَّحِيْم کے میم کو زیر نہ دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے: مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور وصل بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کی زیر، زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس لفظ کو بعد کے لفظ سے جوڑ دے۔ مثلاً یہ کہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم اور اَلرَّحِيْم کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہے۔

(۹۹۲) نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک دفعہ الحمد یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ پڑھی جاسکتی ہے یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے۔ وہ ایک رکعت میں الحمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے۔

(۹۹۳) اگر وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھے اور اگر اس قدر وقت بھی نہ ہو تو ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔

(۹۹۴) احتیاط کی بنا پر مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد یا تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۹۵) اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو واجب نہیں کہ اس کی بِسْمِ اللّٰه بھی آہستہ پڑھے لیکن مقتدی کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰه بھی آہستہ پڑھے۔

(۹۹۶) جو شخص تسبیحات یاد نہ کرسکتا ہو یا انہیں ٹھیک نہ پڑھ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے۔

(۹۹۷) اگر کوئی شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران یا رکوع کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۸) اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتا چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۹) اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن الحمد اس کی زبان پر آجائے تو اگر اس کے پڑھنے کا بالکل ارادہ نہ تھا تو ضروری ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ اسے چھوڑ کر دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر بطور کلی بلا ارادہ نہ ہو جیسے کہ اس کی عادت وہی کچھ پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آیا ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۰۰) جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفے کی ادائیگی کی نیت سے الحمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس کے لئے الحمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۰۰۱) تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" یا کہے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" اور اگر نماز پڑھنے والا استغفار پڑھنے اور رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے شک کرے کہ اس نے حمد یا تسبیحات کو پڑھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے اور اگر استغفار پڑھ رہا ہو یا اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۰۲) اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں یا رکوع میں جاتے ہوئے شک کرے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۰۰۳) اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا لفظ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ درست پڑھا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا جملہ دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے۔ ہاں اگر وسوسے کی حد تک پہنچ جائے تو بہتر ہے کہ پھر تکرار نہ کرے۔

(۱۰۰۴) مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد پڑھنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" کہے اور ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ بلند آواز سے کہے اور الحمد اور سورہ کا ہر لفظ واضح طور پر پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور الحمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے۔ اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورۂ الحمد ختم کرنے کے بعد اور اگر فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو سورۂ الحمد پڑھنے کے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کے بعد ایک یا دو یا تین دفعہ كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّیْ یا كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبُّنَا کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اسکے بعد رکوع سے پہلے کی تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

(۱۰۰۵) مستحب یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں "سورۂ قدر" اور دوسری رکعت میں "سورۂ اخلاص" پڑھے۔

(۱۰۰۶) پنجگانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورۂ اخلاص کا نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۷) ایک ہی سانس میں سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۸) جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اسی کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر سورۂ اخلاص دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

رکوع

(۱۰۰۹) ضروری ہے کہ ہر رکعت میں قرأت کے بعد اس قدر جھکے کہ اپنی تمام انگلیوں، من جملہ انگوٹھے کے سرے گھٹنے پر رکھ سکے۔ اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

(۱۰۱۰) اگر رکوع جتنا جھک جائے لیکن اپنی انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۱۱) اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجالائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے یا گھٹنے آگے کو بڑھالے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

(۱۰۱۲) ضروری ہے کہ جھکنا رکوع کی نیت سے ہو۔ لہٰذا اگر کسی اور کام کے لئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لئے جھکے تو اسے رکوع نہیں سمجھ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ کھڑا ہو اور دوبارہ رکوع کے لئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۰۱۳) جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

(۱۰۱۴) جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا ضروری ہے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے بالمقابل جا پہنچے۔

(۱۰۱۵) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ یا ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اگرچہ کوئی بھی ذکر کافی ہے جو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا ہی کافی ہے۔ جو شخص سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کو اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ کوئی اور ذکر مثلاً تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے۔

(۱۰۱۶) ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا ضروری ہے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

(۱۰۱۷) رکوع کی حالت میں ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا بدن ساکن ہو۔ نیز ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیار سے بدن کو اس طرح حرکت نہ دے کہ اس پر ساکن ہونا صادق نہ آئے حتیٰ کہ احتیاط کی بنا پر اگر وہ واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور اگر جان بوجھ کر اس ٹھہراؤ کا خیال نہ رکھے تو چاہے سکون کی حالت میں ذکر ادا کر لے احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۱۸) اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جبکہ رکوع کا واجب ذکر ادا کر رہا ہو بھولے سے بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجالائے لیکن اگر اتنی کم حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۱۹) اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع جتنا جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔ سوائے اس کے کہ سکون کے عالم میں دوبارہ ذکر ادا کردے۔ البتہ اگر بھولے سے ہو تو ذکر کو دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۰) اگر ایک شخص واجب ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھالے تو ذکر دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۱) اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق حتی کہ ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے کی حد تک ہی، رکوع کی حالت میں چاہے سکون کے بغیر ہی سہی، نہ رہ سکتا ہو تو ذکر کہنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر کہے چاہے اس کا باقی ماندہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے یا اس سے پہلے ہی ذکر کہنا شروع کردے۔

(۱۰۲۲) اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے واجب ذکر اس طریقے سے ادا کرے جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰۲۳) جب کوئی شخص رکوع کے لئے نہ جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی چیز کا سہارا لے کر رکوع بجالائے اور اگر سہارے کے ذریعے بھی معمول کے مطابق رکوع نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ اس قدر جھکے کہ عرفاً اسے رکوع کہا جاسکے اور اگر اس قدر نہ جھک سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔

(۱۰۲۴) جس شخص کو رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرنا ضروری ہو اگر وہ اشارہ کرنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس قابل بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے دل میں رکوع کی نیت کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر اپنے ہاتھ سے رکوع کے لئے اشارہ کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ ساتھ بیٹھ کر رکوع کے لئے اشارہ بھی کرے۔

(۱۰۲۵) جو شخص کھڑے ہو کر رکوع نہ کرسکے لیکن جب بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کے لئے جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لئے جھک جائے۔

(۱۰۲۶) اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے کے بعد جان بوجھ کر سر کو اٹھالے اور دوبارہ رکوع کرنے کی حد تک جھکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۲۷) ضروری ہے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر جب اس کا بدن سکون حاصل کرلے تو اس کے بعد سجدے میں جائے اور اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے سجدے

Presented by Ziaraat.Com

میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۲۸) اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچے اسے یاد آجائے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔ جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں اگر رکوع کی جانب لوٹ جائے تو کافی نہیں۔

(۱۰۲۹) اگر کسی شخص کو پیشانی زمین پر رکھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور کھڑا ہونے کے بعد رکوع بجالائے۔ اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۰) مستحب ہے کہ نماز گزار رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو، تکبیر کہے، رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے، پیٹھ کو ہموار رکھے، گردن کو کھینچ کر پیٹھ کے برابر رکھے، دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے، ذکر سے پہلے یا بعد میں درود پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے۔

(۱۰۳۱) عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

(۱۰۳۲) نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے۔ سجدہ یہ ہے کہ خاص شکل میں پیشانی کو خضوع کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز کے سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔ احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی سے مراد پیشانی کا درمیانی حصہ ہے۔ یہ وہ مستطیل ہے جو پیشانی کے درمیانی حصے میں دو ابروؤں سے لے کر سر کے بال اگنے کے مقام تک، دو فرضی خط کھینچنے پر بنے گا۔

(۱۰۳۳) دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں بھولے سے یا مسئلے سے لاعملی کی بنا پر ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر بھول کر یا جہل قصوری کی وجہ سے ایک رکعت میں دو سجدوں کا اضافہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔ (جہل قصوری یہ ہوتا ہے کہ انسان کے پاس اپنی لاعلمی کا معقول عذر موجود ہو)۔

(۱۰۳۴) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ ہاں کم ہونے کی صورت کا حکم، سجدہ سہو کے احکام میں بیان کیا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰۳۵) جو شخص پیشانی زمین پر رکھ سکتا ہو اگر جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں تو اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین پر نہ رکھے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۳۶) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ یا ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ جملے مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ کسی بھی ذکر کا پڑھنا کافی ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو اور مستحب ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پڑھے۔

(۱۰۳۷) سجدے کی حالت میں ضروری ہے کہ نمازی کا بدن ساکن ہو اور حالت اختیار میں اسے اپنے بدن کو اس طرح حرکت نہیں دینا چاہئے کہ سکون کی حالت سے نکل جائے اور جب واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۳۸) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کرلے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے، سوائے اس کے کہ سکون میں آنے کے بعد دوبارہ ذکر پڑھ لے اور اگر ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۹) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتا چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو ضروری ہے کہ ساکن ہو جائے اور دوبارہ ذکر پڑھے۔ ہاں اگر پیشانی زمین پر لگ چکی ہو اور بدن ساکن ہونے سے پہلے بھولے سے ذکر پڑھا ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۴۰) اگر کسی شخص کو سر سجدے سے اٹھا لینے کے بعد پتا چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۴۱) جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضائے سجدہ میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھائے اور اس کا یہ عمل اس آرام و سکون کے برخلاف ہو جس کا سجدے میں ہونا ضروری ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو۔

(۱۰۴۲) اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین پر سے اٹھالے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور ضروری ہے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضا سہواً زمین پر سے اٹھالے تو ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

(۱۰۴۳) پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد ضروری ہے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کرلے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

(۱۰۴۴) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے

Presented by Ziaraat.Com

کھڑے ہونے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی یا اونچی بھی نہ ہو۔

(۱۰۴۵) اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں اگرچہ اس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست ہو تو اس کی نماز محل اشکال ہے۔

(۱۰۴۶) اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو گھٹنوں اور اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو اور ان کی بلندی اس قدر ہو کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے تو ضروری ہے کہ سر کو اٹھائے اور ایسی چیز پر جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نہ ہو رکھے اور اگر اس کی بلندی اس قدر ہو کہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے اور واجب ذکر پڑھنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھا کر نماز کو تمام کر سکتا ہے۔ اگر واجب ذکر پڑھنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کو اس چیز سے کھینچ کر اس چیز پر رکھے کہ جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور واجب ذکر پڑھے اور اگر پیشانی کو کھینچنا ممکن نہ ہو تو واجب ذکر کو اسی حالت میں پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور ضروری نہیں کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۴۷) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے کوئی دوسری چیز نہ ہو۔ پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی سجدہ گاہ کو نہ چھوئے تو اس کا سجدہ باطل ہے۔ لیکن اگر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۴۸) ضروری ہے کہ سجدے میں دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ممکنہ صورت میں پوری ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا کافی ہے۔

(۱۰۴۹) سجدے میں ضروری ہے کہ پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے بلکہ ان کا ظاہری یا باطنی حصہ بھی رکھے تو کافی ہے اور اگر انگوٹھے نہ رکھے اور پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی بنا پر انگوٹھے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۵۰) جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو یا اتنا کم بچا ہو کہ اسے کسی بھی طرح زمین یا کسی اور چیز پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی بھی انگلی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہو اسے زمین پر رکھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰۵۱) اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو کچھ لمبا کردے چنانچہ اگر کہا جائے کہ اس نے سجدہ کیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ لیٹ گیا ہے اور اس پر سجدہ کرنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۵۲) سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدے کرے ضروری ہے کہ جتنی مقدار پر سجدہ صحیح ہے اتنی مقدار پاک ہو لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف رکھے یا سجدہ گاہ کے اوپر کی طرف کچھ حصہ پاک اور کچھ حصہ نجس ہو لیکن پیشانی کو نجس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۵۳) اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا یا زخم یا اس طرح کی کوئی چیز ہو جس کی بنا پر وہ پیشانی زمین پر بغیر زور لگائے بھی نہ رکھ سکتا ہو مثلاً اگر وہ پھوڑا پوری پیشانی کو نہ گھیرے ہوئے ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کے صحت مند حصے سے سجدہ کرے اور اگر پیشانی کی صحت مند جگہ پر سجدہ کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند جگہ کی اتنی مقدار زمین پر رکھے کہ سجدے کے لئے کافی ہو تو ضروری ہے کہ اس کام کو انجام دے۔ (پیشانی کے معنی سجود کے مسائل کی ابتدا میں بیان کئے جا چکے ہیں)۔

(۱۰۵۴) اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر (جس کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں) پھیلا ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پیشانی کی دونوں اطراف کو، جو پیشانی کے باقی ماندہ حصے، یا کسی ایک جانب کو جس طرح بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے چہرے کے کچھ حصے سے سجدہ کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ٹھوڑی سے سجدہ کرسکتا ہو تو ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر نہ کرسکتا ہو تو پیشانی کے دونوں اطراف میں سے ایک طرف سے سجدہ کرے اور اگر چہرے سے سجدہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے اشارہ کرے۔

(۱۰۵۵) جو شخص بیٹھ سکتا ہو لیکن پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو، اگر اتنا جھک سکتا ہو جسے عرفاً سجدہ کرنا کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر رکھے لیکن ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

(۱۰۵۶) مذکورہ فرض میں اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو رکھ سکے اور کوئی شخص بھی نہ ہو جو مثلاً سجدہ گاہ کو اٹھائے اور پکڑے تاکہ وہ شخص اس پر سجدہ کرے تو ضروری ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو جس پر سجدہ کر رہا ہو ہاتھ سے اٹھائے اور اس پر سجدہ کرے۔

(۱۰۵۷) اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کرسکتا ہو اور جتنا جھک سکتا ہو اسے سجدہ نہ کہا جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ دل میں سجدے کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھ وغیرہ سے سجدے کے لئے اشارہ بھی کرے اور واجب ذکر ادا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰۵۸) اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو ضروری ہے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے قطع نظر اس کے کہ اس نے سجدے کا ذکر پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو تو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا۔ اگر سر کو نہ روک سکے اور بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو وہی ایک سجدہ شمار ہوگا۔ لیکن اگر واجب ذکر ادا نہ کیا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر ادا کرے لیکن ضروری ہے کہ اسے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے اور اس کے جزوے نماز ہونے کا قصد نہ کرے۔

(۱۰۵۹) جہاں انسان کے لئے تقیہ کرنا ضروری ہے، وہاں وہ قالین یا اس طرح کی چیز پر سجدہ کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ نماز کے لئے کسی دوسری جگہ جائے یا نماز کو اس لئے مؤخر کرے کہ اسی جگہ پر تقیہ کا سبب ختم ہونے کے بعد نماز ادا کرے۔ لیکن اگر اسی مقام پر چٹائی یا کسی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اگر وہ اس طرح سجدہ کرے کہ تقیہ کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ پھر وہ قالین یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہ کرے۔

(۱۰۶۰) اگر کوئی شخص (پرندوں کے) پروں سے بھرے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۶۱) اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لئے مشقت کا موجب نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے۔ اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑے ہو کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(۱۰۶۲) پہلی رکعت میں اور مثلاً نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء کی تیسری رکعت میں جس میں تشہد نہیں ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سکون سے بیٹھے اور پھر کھڑا ہو۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

(۱۰۶۳) سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا ضروری ہے کہ جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں۔ مثلاً لکڑی اور درختوں کے پتوں پر سجدہ کرے۔ کھانے اور پہننے کی چیزوں مثلاً گندم، جو اور کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزاء شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے، چاندی اور اسی طرح کی دوسری چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن تارکول اور زفت (جو کہ گھٹیا قسم کا ایک تارکول ہے) کو مجبوری کی حالت میں دوسری چیزوں کے مقابلے میں کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح نہیں سجدے کے لئے اولیت دے۔

(۱۰۶۴) انگور کے پتوں پر سجدہ کرنا جبکہ وہ کچے ہوں اور انہیں معمولاً کھایا جاتا ہو جائز نہیں۔ اس صورت کے علاوہ ان پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۵) جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں، مثلاً گھاس اور بھوسا، ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

(۱۰۶۶) جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو

Presented by Ziaraat.Com

زمین سے اگتی ہیں انہیں کوٹ کر یا ابال کر ان کا پانی پیتے ہیں، مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤزبان، پر بھی سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۶۷) ایسی گھاس جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہو اور بعض شہروں میں کھائی تو نہ جاتی ہو لیکن وہاں اسے اشیائے خوردنی میں شمار کیا جاتا ہو اس پر سجدہ صحیح نہیں اور احتیاط کی بنا پر کچے پھلوں پر بھی سجدہ کرنا صحیح نہیں۔

(۱۰۶۸) چونے کے پتھر اور جپسم پر سجدہ کرنا صحیح ہے بلکہ پختہ جپسم اور چونے اور اسی طرح اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۹) اگر لکھنے کے کاغذ کو ایسی چیز سے بنایا جائے کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے مثلاً لکڑی اور بھوسے سے تو اس پر سجدہ کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح اگر روئی یا کتان سے بنایا گیا ہو تو بھی اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر ریشم یا ابریشم اور اسی طرح کی کسی چیز سے بنایا گیا ہو تو اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔ ٹشو پیپر پر سجدہ صرف اسی صورت میں صحیح ہے جب انسان کو معلوم ہو کہ اسے ایسی چیز سے بنایا گیا ہے جس پر سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۷۰) سجدے کے لئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی، مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

(۱۰۷۱) اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا اگر ہو لیکن شدید سردی یا گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کرسکتا ہو تو ایسی صورت میں تارکول اور زفت کو سجدے کے لئے دوسری چیزوں پر اولیت حاصل ہے لیکن اگر ان پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لباس یا کسی دوسری چیز پر کہ حالت اختیار میں جس پر سجدہ جائز نہیں سجدہ کرے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب تک اپنے کپڑوں پر سجدہ ممکن ہو کسی دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

(۱۰۷۲) کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

(۱۰۷۳) اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے لئے اسے چھڑا لے۔

(۱۰۷۴) جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تو جو ترتیب مسئلہ ۱۰۷۱ میں بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے خواہ وقت تنگ ہو یا ابھی اتنا وقت ہو کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھی جاسکے۔

(۱۰۷۵) جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے چنانچہ واجب ذکر ادا کرنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھائے اور اپنی نماز جاری رکھے اور اگر واجب ذکر ادا کرنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی پیشانی کو کھینچ کر اس چیز پر کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لائے اور واجب ذکر پڑھے۔ لیکن اگر پیشانی لانا ممکن نہ ہو تو اسی حال میں واجب ذکر ادا کرسکتا ہے اور اس کی نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

(۱۰۷۶) اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو کوئی حرج نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰۷۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ عوام میں سے بعض لوگ جو ائمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں ورنہ محل اشکال ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

(۱۰۷۸) چند چیزیں سجدے میں مستحب ہیں:

(۱) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے۔

(۲) سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیاں اور عورت اپنے گھٹنے کو زمین پر رکھے۔

(۳) نمازی ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

(۴) نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رو ہوں۔

(۵) سجدے میں دعا کرے، اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے:

يَا خَيْرَ الْمَسْؤُلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ، ارْزُقْنِيْ وَارْزُقْ عَيَالِيْ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

یعنی اے سب میں سے بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو عطا کرتے ہیں۔ مجھے اور میرے اہل و عیال کو اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظم کا مالک ہے۔

(۶) سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

(۷) ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

(۸) پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہے۔

(۹) سجدہ زیادہ دیر تک انجام دے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

(۱۰) دوسرے سجدے میں جانے کیلئے بدن کے سکون کی حالت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔

(۱۱) سجدوں میں درود پڑھے۔

(۱۲) سجدے سے قیام کے لئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۳) مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں نیز بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں۔ عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا لیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مستحبات بھی ہیں جن کا ذکر مفصل کتابوں میں موجود ہے۔

(۱۰۷۹) سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کو گرد و غبار جھاڑنے کے لئے پھونک مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ اگر پھونک مارنے کی وجہ سے دو حرف بھی منہ سے عمداً نکل جائیں تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

(۱۰۸۰) قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی سورۃ سجدہ آیت ۱۵، سورۃ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۷، سورۃ والنجم آیت ۶۲ اور سورۃ علق آیت ۱۹ میں سجدہ ہے جسے اگر انسان پڑھے یا سنے تو آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے۔ ہاں اگر آیۂ سجدہ غیر اختیاری حالت میں سنے تو سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

(۱۰۸۱) اگر انسان سجدے کی آیت سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو ضروری ہے کہ دو سجدے کرے۔

(۱۰۸۲) اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیۂ سجدہ پڑھے یا سنے تو ضروری ہے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

(۱۰۸۳) اگر انسان سوئے ہوئے شخص یا دیوانے یا ایسے بچے سے جو قرآن کی پہچان نہیں رکھتا، سجدے کی آیت سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب ہے۔ لیکن اگر گراما فون یا ٹیپ ریکارڈر سے سنے تو سجدہ واجب نہیں اور سجدے کی آیت ریڈیو پر ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے نشر کی جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن سے براہ راست نشریات میں سجدے کی آیت پڑھے اور انسان اسے ریڈیو پر سنے تو سجدہ واجب ہے۔

(۱۰۸۴) قرآن کا واجب سجدہ کرنے کیلئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ انسان کی جگہ غصبی نہ ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر اسکے پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہوا ہو یا قبلہ رخ ہو یا اپنی شرمگاہ کو چھپائے یا اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔ اسکے علاوہ جو شرائط نماز پڑھنے والے کے لباس کے لئے ضروری ہیں وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس میں شرط نہیں ہیں۔

(۱۰۸۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جس طرح نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

(۱۰۸۶) جب انسان قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ

Presented by Ziaraat.Com

کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ یہ پڑھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیْمَانًا وَّ تَصْدِیْقًا، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عُبُوْدِیَّۃً وَّرِقًّا، سَجَدْتُّ لَکَ یَارَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا، لَا مُسْتَنْکِفًا وَّلَا مُسْتَکْبِرًا، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ ضَعِیْفٌ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ

تشہد

(۱۰۸۷) سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں، نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر، عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جائے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور اگر کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو بھی کافی ہے۔ نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰۸۸) ضروری ہے کہ تشہد کے جملے صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

(۱۰۸۹) اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا ضروری ہے پڑھے اور نماز ختم کرے۔ احتیاط مستحب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے۔ ضروری ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۰۹۰) مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا کہے: بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَخَیْرُ الْاَسْمَآءِ لِلّٰہِ اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملائے اور اپنے دامن پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے: وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ

(۱۰۹۱) مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

(۱۰۹۲) نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد جب نمازی بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور اس کے بعد ضروری ہے کہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے جملے کے ساتھ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے جملے کا اضافہ کرے یا یہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ لیکن اگر اس

Presented by Ziaraat.Com

سلام کو پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسکے بعد اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بھی کہے۔

(۱۰۹۳) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا تو ضروری ہے کہ سلام کہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۴) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا، تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

(۱۰۹۵) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً الحمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۶) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۷) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو ضروری ہے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کر اس سے پہلے پڑھا ہوا سے دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۹۸) اگر کوئی ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً الحمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۹) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً الحمد بھول جائے اور سورت پڑھ لے تو ضروری ہے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجالائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کر پہلے پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۰۰) اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ، پہلا سجدہ اور دوسرا سجدہ دوسرا سجدہ شمار ہوگا۔

موالات

(۱۱۰۱) ضروری ہے کہ انسان نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع، سجود اور تشہد تواتر اور تسلسل کے ساتھ بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۱۰۲) اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف یا جملوں کے درمیان فاصلہ دے اور فاصلہ اتنا نہ ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ حروف یا جملے معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۰۳) رکوع و سجود کو لمبا کرنے اور نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھنے سے موالات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قنوت

(۱۱۰۴) تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے لیکن نماز شفع میں ضروری ہے کہ اسے رجاء کی نیت سے پڑھے اور نماز وتر میں بھی باوجود اس کے کہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔ نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت، نماز آیات میں پانچ قنوت، نماز عید الفطر و قرباں کی دونوں رکعتوں میں ملا کر چند قنوت ہیں جس کی تفصیل کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا۔

(۱۱۰۵) مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ہاتھ اٹھائے بغیر قنوت نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے کہ مجبوری ہو۔

(۱۱۰۶) قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

(۱۱۰۷) مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور امام اس کی آواز نہ سنے تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

(۱۱۰۸) اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پہلے کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آ جائے تو مستحب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے۔ اگر رکوع میں یاد آ جائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز کا ترجمہ

(۱) سورۂ الحمد کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: بِسْمِ اللّٰهِ یعنی شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے، اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ الرَّحِيْمِ اس کی رحمت ذاتی اور ازلی وابدی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے، اسکی رحمت ذاتی اور ازلی وابدی ہے۔

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی وہ توانا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی ہمیں سیدھے راستے (یعنی اسلام) کی ہدایت فرما۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے اپنی نعمتیں عطا کی ہیں (جو انبیاءؑ اور انبیاءؑ کے جانشین ہیں)۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے سزا دی اور جو گمراہ ہوئے۔

(۲) سورۂ اخلاص کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: بِسْمِ اللّٰهِ یعنی شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے، اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ الرَّحِيْمِ اس کی رحمت ذاتی اور ازلی وابدی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ خدا ایک ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی خدا صمد ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے مثل اور ہم پلہ نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) رکوع، سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ یعنی میرا عظیم پروردگار ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے، ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ یعنی میں خدا تعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

(۴) قنوت کا ترجمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔

وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور حمد و ثنا اس خدا کے لئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

(۵) تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی خداوند تعالیٰ پاک اور منزہ ہے اور ثنا اسی کے لئے مخصوص ہے اور اس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی توصیف کی جا سکے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۶) تشہد اور سلام کا ترجمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ یعنی ستائش پروردگار کے لئے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی اے خدا رحمت بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔

وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ یعنی رسول اللہؐ کی شفاعت قبول کر اور آنحضرتؐ کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی اے اللہ کے رسولؐ آپ پر ہمارا سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت و برکت ہو اور بہتر یہ ہے کہ یہ دو سلام کہتے وقت اجمالی طور پر نظر میں رکھے کہ ان دو سلاموں کو نماز کا حصہ بناتے وقت شارع مقدس کا مقصود جو افراد تھے وہی مراد ہیں۔

تعقیبات نماز

(۱۱۰۹) مستحب ہے کہ نماز کے بعد انسان کچھ دیر کے لئے تعقیبات یعنی ذکر، دعا اور قرآن مجید پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی جگہ چھوڑنے اور وضو، غسل یا تیمّم باطل ہو جانے سے پہلے روبقبلہ ہو کر تعقیبات پڑھے۔ یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی زبان میں ہوں لیکن بہتر ہے کہ انسان وہ دعائیں پڑھے جو دعاؤں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور تسبیح فاطمہ زہرا علیہا السلام ان تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے: ۳۴ دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے پہلے بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے بعد پڑھے۔

(۱۱۱۰) انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو دفعہ یا تین دفعہ یا ایک دفعہ شُكْرًا لِلّٰهِ یا عَفْوًا کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا کوئی مصیبت ٹل جائے سجدۂ شکر بجالائے۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر اکرمؐ پر درود

(۱۱۱۱) جب بھی انسان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثلاً محمدؐ، احمدؐ یا آنحضرتؐ کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰؐ اور ابوالقاسمؐ زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ درود بھیجے۔

(۱۱۱۲) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان درود بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرتؐ کو یاد کرے تو درود بھیجے۔

مبطلات نماز

(۱۱۱۳) بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے:

(۱) نماز کے دوران نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے پتا چلے کہ جس کپڑے کو پہن کر وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ نجس ہے۔

(۲) نماز کے دوران عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دے مثلاً اس کا پیشاب خطا ہو جائے اگرچہ احتیاط واجب کی بنا پر اس طرح نماز کے آخری سجدے کے بعد سہواً یا مجبوری کی بنا پر ہو۔ تاہم جو شخص پیشاب یا پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے ذیل میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران مستحاضہ کو خون آ جائے تو اگر اس نے استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۴) جس شخص کو بے اختیار نیند آ جائے اگر اسے یہ پتا نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے بشرطیکہ یہ جانتا ہو کہ جو کچھ نماز میں پڑھا ہے وہ اس قدر تھا کہ اسے عرف میں نماز کہیں۔

(۱۱۱۵) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران یہ بھول کر کہ نماز پڑھ رہا ہے، سو گیا تھا تو اس شرط کے ساتھ جو سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۶) اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدۂ شکر میں ہے تو چاہے اسے علم ہو کہ اپنے اختیار سے سو گیا تھا یا بے اختیار سو گیا تھا، اس کی نماز کو صحیح مانا جائے گا اور نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو عاجزی اور ادب کی نیت سے باندھے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اس کام کی وجہ سے نماز کا باطل ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور اگر مشروعیت کی نیت سے انجام دے تو اس کام کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۱۱۷) اگر کوئی شخص بھولے سے یا مجبوری سے یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے اور ایسے ہی کسی کام کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہے۔ آمین کہنے سے نماز کا اس طرح باطل ہونا غیر ماموم میں احتیاط کی بنا پر ہے۔ اگر چہ آمین کہنے کو حکم شریعت سمجھتے ہوئے آمین کہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بہر حال اگر آمین کو غلطی یا تقیہ کی وجہ سے کہے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵) مبطلات نماز میں سے ہے کہ بغیر کسی عذر کے قبلے سے رخ پھیرے۔ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بھول کر یا بے اختیاری کی بنا پر مثلاً تیز ہوا کے تھپیڑے اسے قبلے سے پھیر دیں، چنانچہ اگر دائیں یا بائیں سمت تک نہ پہنچے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ جیسے ہی عذر دور ہو فوراً اپنا قبلہ درست کرے۔ اگر دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے یا قبلے کی طرف پشت ہو جائے، اگر اس کا عذر بھولنے کی وجہ سے، غفلت کی وجہ سے یا قبلے کی پہچان میں غلطی کی وجہ سے ہو اور اس وقت وہ متوجہ ہو یا اسے یاد آئے کہ اگر نماز کو توڑ دے تو وقت گزرنے سے پہلے اس نماز کو دوبارہ وقت میں ادا کرنا ممکن ہو، چاہے اس نماز کی ایک رکعت ہی وقت میں ادا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ کر نئے سرے سے ادا کرے ورنہ اسی نماز پر اکتفا کرے اور اس پر قضا لازم نہیں۔ یہی حکم اس وقت ہے جب قبلے سے اس کا پھرنا بے اختیاری کی بنا پر ہو۔ چنانچہ قبلے سے پھرے بغیر اگر نماز کو دوبارہ وقت میں پڑھ سکتا ہو۔ اگر چہ وقت میں ایک رکعت ہی پڑھی جا سکتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے پڑھے ورنہ ضروری ہے کہ اسی نماز کو تمام کرے اعادہ اور قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۱۱۱۸) اگر فقط اپنے چہرے کو قبلے سے گھمائے لیکن اس کا بدن قبلے کی طرف ہو چنانچہ اس حد تک گردن کو موڑے کہ اپنے سر کے پیچھے کچھ دیکھ سکے تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہے جو قبلے سے پھر جانے والے کے لئے ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اگر اپنی گردن کو اس حد تک نہ پھیرے لیکن اتنا ہو کہ عرفاً اسے زیادہ گردن پھیرنا کہا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس نماز کو دہرائے۔ ہاں اگر اپنی گردن کو بہت کم گھمائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگر چہ یہ کام مکروہ ہے۔

(۶) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ عمداً بات کرے۔ چاہے وہ ایسا لفظ ہو کہ جس میں ایک حرف سے زیادہ نہ ہو لیکن وہ حرف بامعنی ہو مثلاً (ق) کہ جس کے عربی زبان میں معنی ''حفاظت کرو'' کے ہیں یا کوئی اور معنی سمجھ میں آتے ہوں مثلاً (ب) اس شخص کے جواب میں کہ جو حروف تہجی کے حرف دوم کے بارے میں سوال کرے۔ ہاں اگر اس لفظ سے کوئی

Presented by Ziaraat.Com

معنی بھی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ حرفوں سے مرکب ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر (وہ لفظ) نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

(۱۱۱۹) اگر کوئی شخص بھولے سے ایسا کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن احتیاط کی بنا پر اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۱۲۰) نماز کی حالت میں کھانسنے، یا ڈکار لینے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز میں اختیاراً آہ نہ بھرے اور نہ ہی گریہ کرے۔ ''آخ'' اور ''آہ'' اور ان ہی جیسے الفاظ کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

(۱۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی لفظ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کے قصد سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اسے کہتے وقت آواز کو بلند کرے تا کہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی لفظ ذکر کے قصد سے کہے اگرچہ جانتا ہو کہ اس کام کی وجہ سے کوئی کسی مطلب کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر بالکل ذکر کا قصد نہ کرے یا دونوں چیزوں کا اس طرح قصد کرے کہ لفظ کو بیک وقت دو معنی میں استعمال کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ ہاں اگر ذکر کا قصد کرے، جبکہ ذکر کرنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کسی کو متوجہ کرنا چاہتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۲۲) نماز میں قرآن پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کرے۔ (چار آیتوں کا حکم کہ جن میں واجب سجدہ ہے قرأت کے احکام مسئلہ نمبر ۹۷۰ میں بیان ہو چکا ہے)۔

(۱۱۲۳) اگر کوئی شخص عمداً یا احتیاطاً الحمد اور سورہ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۲۴) ضروری ہے کہ انسان نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو ضروری ہے کہ جواب دے۔ لیکن جواب سلام کی مانند ہونا چاہئے یعنی ضروری ہے کہ اصل سلام پر اضافہ نہ ہو مثلاً جواب میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر سلام کرنے والے نے عَلَیْکُمْ یا عَلَیْک کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہا ہو تو جواب میں عَلَیْکُمْ یا عَلَیْک کے لفظ کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جواب مکمل طور پر اسی طرح دے جس طرح کہ اس نے سلام کیا ہو۔ مثلاً اگر کہا ہو: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ تو جواب میں کہے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اور اگر کہا ہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اگر کہا ہو: سَلَامٌ عَلَیْک تو کہے: سَلَامٌ عَلَیْک لیکن عَلَیْکُمُ السَّلَامُ کے جواب میں عَلَیْکُمُ السَّلَامُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہہ سکتا ہے۔

(۱۱۲۵) ضروری ہے کہ انسان چاہے نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب

Presented by Ziaraat.Com

شمار نہ ہو تو اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۱۲۶) سلام کا جواب اس طرح دینا ضروری ہے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرا ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے چنانچہ ممکن ہو کہ سلام کا جواب اشارہ سے یا اسی طرح کسی طریقے سے اسے سمجھا سکے تو جواب دینا ضروری ہے۔ اس صورت کے علاوہ جواب دینا نماز کے علاوہ کسی اور جگہ پر ضروری نہیں اور نماز میں جائز نہیں ہے۔

(۱۱۲۷) واجب ہے کہ نمازی سلام کے جواب کو سلام کی نیت سے کہے۔ دعا کا قصد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں یعنی خداوند عالم سے اس شخص کے لئے سلامتی چاہے جس نے سلام کیا ہو۔

(۱۱۲۸) اگر نامحرم عورت یا مرد یا وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کرے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا اس کے سلام کا جواب دے اور اگر عورت سَلَامٌ عَلَیْکَ کہہ کر سلام کرے تو جواب میں کہہ سکتا ہے سَلَامٌ عَلَیْکِ یعنی کاف کو زیر دے۔

(۱۱۲۹) اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۳۰) اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو غلط سلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے سلام کا صحیح جواب دے۔

(۱۱۳۱) کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب دینا جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب دینا جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں صرف لفظ عَلَیْکَ کہا جائے۔

(۱۱۳۲) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

(۱۱۳۳) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کرنے کا سلام کرنے والے نے ارادہ نہ ہو تو (اس شخص کے جواب دینے کے باوجود) سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

(۱۱۳۴) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے یا شک کرے کہ اس کے سلام کا جواب دے دیا گیا یا نہیں تو ضروری ہے کہ سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۵) سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۱۳۶) اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۷) اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کہے تو جواب میں کہے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

(۷) نماز کے مبطلات میں سے ایک آواز کے ساتھ اور جان بوجھ کر ہنسنا ہے، اگرچہ بے اختیار ہنسے لیکن جن باتوں کی وجہ سے ہنسے وہ اختیاری ہوں، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر جن باتوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہو اگر وہ اختیاری نہ بھی ہوں تب بھی اگر نماز کو دہرانے جتنا وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۳۸) اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لئے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۸) احتیاط واجب کی بنا پر یہ نماز کے مبطلات میں سے ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لئے جان بوجھ کر آواز سے یا بغیر آواز کے روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا اس کے اشتیاق میں آخرت کے لئے روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے بلکہ اگر خدا سے دنیاوی حاجات کی برآوری کیلئے اسکی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کے لئے روئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۹) نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً اچھلنا، کودنا اور اسی طرح کا کوئی عمل انجام دینا چاہے۔ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جس کام سے نماز کی شکل تبدیل نہ ہوتی ہو مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۱۳۹) اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۱۴۰) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز پوری کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

(۱۰) مبطلات نماز میں سے ایک کھانا اور پینا ہے۔ پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز پوری کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران پانی پی سکتا ہے۔ لیکن

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے کہ کوئی ایسا کام مثلاً ''قبلے سے منہ پھیرنا'' نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہے۔

(۱۱۴۱) اگر کسی کا جان بوجھ کر کھانا یا پینا نماز کی شکل کو ختم نہ بھی کرے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ نماز کا تسلسل ختم ہو یعنی یہ نہ کہا جائے کہ نماز کو مسلسل پڑھ رہا ہے یا نماز کا تسلسل ختم نہ ہو۔

(۱۱۴۲) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر ذرا سی قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۱) مبطلات نماز میں سے دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرنا ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک کی حالت پر باقی رہے۔

(۱۲) مبطلات نماز میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص نماز کا رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر گھٹائے یا جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے۔ اسی طرح اگر کسی رکن مثلاً رکوع یا دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائے گی البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(۱۱۴۳) اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

(۱۱۴۴) کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ وہ اپنے پیچھے کی جانب موجود کسی چیز کو نہ دیکھ سکے اور اگر اپنے چہرے کو اتنا گھمائے کہ اسے پیچھے کی چیزیں نظر آ سکیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اس کی نماز باطل ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر کو دیکھے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ الحمد، سورہ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جائے بلکہ ہر وہ کام جو کہ خشوع و خضوع کو ختم کر دے مکروہ ہے۔

(۱۱۴۵) جب انسان کو نیند آ رہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو دبائے اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

(۱۱۴۶) اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا جسمانی ضرر سے بچنے کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ تمام دینی اور دنیاوی کام جو نمازی کے لئے اہم ہوں، ان کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۴۷) اگر انسان کی اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو، نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے۔

(۱۱۴۸) اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ادا کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں ادا کردے اور اگر بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۴۹) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتا چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کے دوران اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کو پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لئے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۵۰) جس شخص کے لئے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز ختم کرے تو وہ گناہگار ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۱۱۵۱) اگر کسی شخص کو قرأت یا رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت یا فقط اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے بلکہ اگر نماز ختم ہونے سے پہلے اسے یاد آئے کہ انہیں بھول گیا تھا تب بھی مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے۔

شکیات نماز

نماز کے شکیات کی ۲۳ قسمیں ہیں۔ ان میں سے آٹھ اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جو صحیح ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

(۱۱۵۲) جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) دو رکعتی واجب نماز مثلاً نماز صبح اور نماز مسافر کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک۔ البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) تین رکعتی نماز کی تعداد کے بارے میں شک۔

(۳) چار رکعتی نماز میں کوئی شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

(۴) چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

(۵) دو اور پانچ رکعتوں میں یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

(۶) تین اور چھ رکعتوں میں یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

(۷) نماز کی رکعتوں میں شک کرنا کہ نہ جانتا ہو کہ کتنی رکعت پڑھ چکا ہے۔

(۸) چار اور چھ رکعتوں میں شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں میں شک جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۱۱۵۳) اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو بہتر یہ ہے کہ جیسے ہی اس کا شک مستحکم ہو نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے

(۱۱۵۴) وہ شکوک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اس فعل میں شک جس کے بجالانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں۔

(۲) سلام نماز کے بعد شک۔

(۳) نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک۔

(۴) کثیر الشک کا شک۔ یعنی اس شخص کا شک جو بہت زیادہ شک کرتا ہے۔

(۵) رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جبکہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

(۶) مستحب نمازوں اور نماز احتیاط میں شک۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) جس فعل کا موقع گزر گیا ہو اس میں شک کرنا

(۱۱۵۵) اگر نمازی نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں جبکہ اس کام کو عمداً ترک کر کے جس کام میں مشغول ہو اس کام میں شرعاً مشغول نہیں ہونا چاہئے تھا مثلاً سورہ پڑھتے وقت شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری ہے کہ جس چیز کی انجام دہی کے بارے میں شک ہو بجالائے۔

(۱۱۵۶) اگر نمازی کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۷) اگر نمازی رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال — مثلاً ذکر اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا — اس نے انجام دیئے ہیں یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۸) اگر نمازی سجدے میں جاتے وقت شک کرے کہ رکوع بجالایا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۹) اگر نمازی کھڑا ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۶۰) جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر الحمد یا تسبیحات پڑھنے کے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر الحمد یا تسبیحات میں مشغول ہونے سے پہلے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجالائے۔

(۱۱۶۱) اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجالائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجالائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو انجام دے چکا تھا تو ایک رکن بڑھ جانے کی وجہ سے احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۶۲) اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجالائے۔ مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اسے پہلے ہی بجالا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لئے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۶۳) اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو

Presented by Ziaraat.Com

سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط لازم کی بنا پر باطل ہے۔ مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو ضروری ہے کہ بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے تو جیسا کہ بتایا جا چکا، اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۶۴) اگر نمازی شک کرے کہ وہ ایک غیر رکنی عمل بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ مثلاً جس وقت سورہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ البتہ اگر اسے کچھ دیر میں یاد آجائے کہ اس عمل کو بجا نہیں لایا اور ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اور اس کے بعد والے اعمال کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آجائے کہ اس نے الحمد نہیں پڑھی تھی تو ضروری ہے کہ الحمد و سورہ دونوں پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۶۵) اگر نمازی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور تعقیبات یا دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا اور وہ حالت نماز سے خارج ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ان صورتوں سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ سلام پڑھے اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو جہاں بھی ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۲) سلام کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۶) اگر نمازی سلام نماز کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا ہے یا نہیں یا چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ، تو وہ اپنے شک کی پروانہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۳) وقت کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۷) اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں یا گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے۔

(۱۱۶۸) اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز درست پڑھی ہے یا نہیں تو

Presented by Ziaraat.Com

اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۶۹) اگر نماز ظہر اور عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو ضروری ہے کہ چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

(۱۱۷۰) اگر مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتا چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی، تو ضروری ہے کہ مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کی قضا کرے۔

(۴) کثیر الشک

(۱۱۷۱) کثیر الشک وہ شخص ہے جو بہت زیادہ شک کرے یعنی وہ شخص جو توجہات کو بانٹنے والے اسباب کی موجودگی کے اعتبار سے اپنے ہی جیسے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ شک کرتا ہے صرف وہی شخص کثیر الشک نہیں ہے کہ شک کرنا جس کی عادت بن چکی ہو بلکہ وہ شخص بھی کثیر الشک مانا جائے گا جو اس عارضے میں مبتلا ہو رہا ہو۔

(۱۱۷۲) اگر کثیر الشک نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے انجام دینے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو انجام دے دیا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں شک کرے جو مبطل نماز ہے مثلاً شک کرے کہ صبح کی نماز دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

(۱۱۷۳) جس شخص کو نماز کے کسی خاص جزو کے بارے میں اتنا زیادہ شک ہوتا ہو، کہ شک کی کثرت اسی جزو سے مخصوص ہو کر رہ جائے، اگر وہ نماز کے کسی دوسرے جزو کے بارے میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔ مثلاً کسی کو زیادہ شک اس بات میں ہوتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں، اگر اسے رکوع کرنے کے بعد شک ہو تو ضروری ہے کہ شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر ابھی سجدے میں نہ گیا ہو تو رکوع کرے اور اگر سجدے میں چلا گیا ہو تو شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۷۴) جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں اس طرح زیادہ شک کرتا ہو کہ کثرت شک اسی ظہر کی نماز سے مخصوص ہو کر رہ جائے، اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۷۵) جو شخص کسی مخصوص جگہ پر نماز پڑھتے وقت اسی کیفیت کے ساتھ زیادہ شک کرتا ہو جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں ہوا، اگر وہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۱۷۶) اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اور اس کے شک کی بنیاد یہ ہو کہ آیا اس کی حالت تبدیل ہوئی ہے یا نہیں، یہ نہ ہو کہ کثیر الشک کے معنی کیا ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۷۷) اگر کثیر الشک شخص، شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پروا بھی نہ کرے اور پھر اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو اور جو کچھ اس کے بعد ہے، بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروا نہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تھا تو ضروری ہے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران اسے یاد آئے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۱۱۷۸) جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو انجام دیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروا نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل انجام نہیں دیا، تو اگر انجام دینے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے اور اس کے بعد والے افعال کو انجام دے اور اگر اسکے مقام سے گزر گیا ہو تو اسکی نماز صحیح ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پروا نہ کرے مگر قنوت پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اسکی نماز صحیح ہے۔

(۵) امام اور مقتدی کا شک

(۱۱۷۹) اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے، مثلاً یہ شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ یہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہئے کہ نماز کو تمام کرے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ یہی حکم امام اور مقتدی کے لئے نماز کے افعال کے بارے میں شک مثلاً سجدوں کی تعداد کے شک کے بارے میں ہے۔

(۶) مستحب نماز میں شک

(۱۱۸۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز کی رکعتوں میں شک کرے، اگر شک کا زیادہ والا عدد جو نماز کو باطل کرتا ہے تو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کی نفلوں میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں۔ اگر تعداد کی زیادتی والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نمازی شک کرے کہ

Presented by Ziaraat.Com

دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کی جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۱) رکن کا کم ہونا نفل نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نمازی نفل کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو انجام دے مثلاً اگر رکوع کے دوران اسے یاد آئے کہ سورۂ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ واپس لوٹے اور الحمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

(۱۱۸۲) اگر کوئی شخص نفل کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکنی ہو یا غیر رکنی اور اس کا موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے انجام دے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۸۳) اگر کسی شخص کو دو رکعتی مستحب نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کے پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم کا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کے طور پر ایک رکعت اور پڑھے۔

(۱۱۸۴) اگر کوئی شخص نفل نماز میں کوئی ایسا کام کرے جس کے لئے واجب نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو یا ایک سجدہ بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ سہو یا سجدے کی قضا بجالائے۔

(۱۱۸۵) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحب نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس کا کوئی مقرر وقت نہ ہو جیسے ''نماز جعفر طیارؑ'' تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں پڑھی۔ اگر اس مستحب نماز کا یومیہ نوافل کی طرح وقت مقرر ہو اور اس وقت کے گزرنے سے پہلے شک کرے کہ اسے انجام دیا ہے یا نہیں تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

صحیح شکوک

(۱۱۸۶) نو صورتوں میں اگر کسی کو چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو ضروری ہے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

وہ نو صورتیں یہ ہیں:

(۱) دوسرے سجدے کے دوران شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے پھر نماز کو تمام

Presented by Ziaraat.Com

کرے اور نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔ احتیاط واجب کی بنا پر بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط کافی نہ ہوگی۔

(۲) دوسرے سجدے کے دوران اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

(۳) اگر کسی کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو جائے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

(۴) اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ یہ سمجھے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز پوری کرے اور نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔ یہی حکم ہر اس صورت میں ہے جہاں کم از کم شک چار رکعت پر ہو۔ مثلاً چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک ہو اور ہر اس صورت میں جہاں چار رکعت اور اس سے کم اور اس سے زیادہ رکعتوں میں دوسرے سجدے کے دوران شک کرے تو اسے چار رکعتیں قرار دے کر دونوں شک کے اعمال انجام دے سکتا ہے یعنی اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے کم پڑھی ہیں، نماز احتیاط پڑھے اور اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے زیادہ پڑھی ہیں بعد میں دو سجدۂ سہو بھی کرے۔ تمام صورتوں میں اگر پہلے سجدے کے بعد اور دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے سابقہ چار شک میں سے ایک اسے پیش آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۵) نماز کے دوران جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۶) اگر قیام کے دوران کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۷) اگر قیام کے دوران کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

(۸) اگر قیام کے دوران کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹) اگر قیام کے دوران کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۱۸۷) اگر کسی کو صحیح شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے اور نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز از سر نو نہ پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز نہ توڑے اور جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو نماز توڑ کر نئے سرے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۸۸) اگر نماز کے دوران انسان کو ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لئے نماز احتیاط، واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز کو باطل کرتا ہو از سر نو نماز پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی دوسری نماز بھی باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۹) جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لئے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں جبکہ اس کا باطل شک شروع کی دو رکعت میں ہو اس کے لئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لئے رکوع کرنا جائز نہیں ہے اور باقی باطل شکوک میں اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے تا کہ اسے یقین یا گمان حاصل ہو جائے۔

(۱۱۹۰) اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا فریضہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو ضروری ہے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

(۱۱۹۱) جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۲) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران وہ تردّد کی حالت میں تھا کہ مثلاً اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں پڑھی ہیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۹۳) اگر قیام کے بعد شک کرے کہ دو سجدے ادا کئے تھے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہوتا تو صحیح ہوتا۔ مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے تشہد پڑھتے

Presented by Ziaraat.Com

وقت ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے تو اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا چار یا یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں، تین پڑھی ہیں یا چار تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ شک کے احکام کے مطابق عمل کرے۔

(۱۱۹۴) اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا ان رکعتوں میں جن میں تشہد نہیں ہے قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۵) اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین، چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آ جائے کہ اس نے اس سے پہلی رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۶) اگر کسی کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور بعد میں شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو ضروری ہے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۷) جو شخص نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا تو دونوں شکوک کے حکم پر عمل کر سکتا ہے اور نماز کو باطل کرنے والے کسی کام کو انجام دے کر وہ نماز دوبارہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۹۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر یہ جانتا ہو کہ وہ شک صحیح شکوک میں سے تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا تعلق صحیح شکوک کی کونسی قسم سے تھا تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۹۹) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لئے اسے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ ایک رکعت بیٹھ کر پڑھے اور اگر وہ ایسا شک کرے جس کے لئے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۲۰۰) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح پڑھے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۲۰۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ اس شخص کے وظیفے کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

(۱۲۰۲) جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو ضروری ہے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے، پھر الحمد پڑھے، رکوع اور دو سجدے بجالائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجالائے اور تشہد کے بعد سلام پڑھے۔

(۱۲۰۳) نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

(۱۲۰۴) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لئے نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں اور اگر نماز احتیاط کے دوران بھی یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

(۱۲۰۵) اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہوا سے پڑھے اور بے محل سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدۂ سہو ادا کرے اور اگر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۶) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۰۷) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۸) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی۔ مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس صورت میں بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور باقی ماندہ ایک رکعت اضافہ کرنے پر اکتفا نہ کرے۔

(۱۲۰۹) اگر کوئی شخص دو، تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط

Presented by Ziaraat.Com

پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لئے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۱۰) اگر کوئی شخص تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے۔ چنانچہ رکوع میں داخل ہونے سے پہلے اسے یاد آیا ہو تو ایک رکعت ملا کر پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط لازم کی بنا پر زائد سلام کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور احتیاط کی بنا پر باقی ماندہ رکعت کا اضافہ کرنے پر اکتفا نہیں کر سکتا۔

(۱۲۱۱) اگر کوئی شخص دو، تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۲) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر مسئلہ ۱۲۱۰ میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو، وہ کسی اور کام میں مشغول بھی نہ ہو گیا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو، مثلاً قبلے سے منہ موڑنا جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا وہ کسی اور کام میں مشغول ہو چکا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۲۱۴) اگر ایک شخص نماز احتیاط میں ایک رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ دوبارہ اصل نماز پڑھے اور اگر وہ نماز میں کوئی رکن بڑھا دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۲۱۵) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے انجام دینا ضروری ہے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں جا چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۲۱۶) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ شک کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے۔ مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہے اس لئے اسے چاہئے

Presented by Ziaraat.Com

کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے اسے سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(۱۲۱۷) اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لئے سجدۂ سہو نہیں ہے۔

(۱۲۱۸) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط انجام دے چکا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۲۱۹) اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد پڑھنا یا ایک سجدہ کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے۔ البتہ تشہد کی قضا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۲۰) اگر کسی شخص پر نماز احتیاط اور دو سجدۂ سہو واجب ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے اگر کسی پر نماز احتیاط اور قضا سجدہ واجب ہو۔

(۱۲۲۱) نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز میں گمان کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن افعال کے بارے میں گمان کرنا شک کا حکم رکھتا ہے۔ پس اگر وہ گمان کرے کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کو انجام دے اور اگر وہ گمان کرے کہ الحمد نہیں پڑھی اور سورے میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۲۲) روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک، سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہٰذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان کرے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا پہلی رکعت تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدۂ سہو

(۱۲۲۳) ضروری ہے کہ انسان سلام نماز کے بعد دو چیزوں کے لئے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہوگا دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱) تشہد بھول جانا۔

(۲) چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کے دوران شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ،

Presented by Ziaraat.Com

یا شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا چھ، بالکل اسی طرح جیسا کہ صحیح شکوک کے نمبر ۴ میں گزر چکا ہے۔

اور تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے:

(۱) اجمالی طور پر معلوم ہو کہ نماز کے دوران کوئی چیز کم یا زیادہ ہوگئی ہے جبکہ نماز پر صحیح ہونے کا حکم ہو۔

(۲) نماز کی حالت میں بھولے سے کوئی بات کرنا۔

(۳) جہاں سلام نہ پڑھنا ضروری ہو مثلاً پہلی رکعت، وہاں بھولے سے سلام پڑھ لینا۔

احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایک سجدہ بھول جائے یا جہاں کھڑا ہونا ضروری ہو، مثلاً الحمد اور سورہ پڑھتے وقت وہاں غلطی سے بیٹھ جائے یا جہاں بیٹھنا ضروری ہو، مثلاً تشہد پڑھتے وقت وہاں غلطی سے کھڑا ہو جائے تو دو سجدۂ سہو ادا کرے بلکہ ہر اس چیز کے لئے جو غلطی سے نماز میں کم یا زیادہ ہو جائے دو سجدۂ سہو کرے۔

ان چند صورتوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان ہوں گے۔

(۱۲۲۴) اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۲۵) اس آواز کے لئے جو کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے سجدۂ سہو واجب نہیں لیکن اگر کوئی غلطی سے نالہ و بکا کرے یا آہ بھرے یا آہ کہے تو ضروری ہے کہ احتیاط واجب کی بنا پر سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۲۶) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے بھولے سے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(۱۲۲۷) اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور وہ مکمل گفتگو ایک غلطی کی بنیاد پر ہو تو اس کے لئے نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

(۱۲۲۸) اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۲۲۹) جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہئے اگر کوئی شخص غلطی سے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہہ دے یا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہے تو اگرچہ اس نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ نہ کہا ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو کرے۔ لیکن اگر غلطی سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔ لیکن اگر غلطی سے سلام کے دو یا زیادہ حروف زبان سے ادا کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

(۱۲۳۰) جہاں سلام نہیں پڑھنا چاہئے اگر کوئی شخص وہاں غلطی سے تینوں سلام پڑھ لے تو اس کے لئے دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

(۱۲۳۱) اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ پلٹے اور بجالائے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے جا قیام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۲۳۲) اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلی رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو ضروری ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے اور تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۳۳) اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ کرے تو اس نے گناہ کیا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اسے ادا کرے اور اگر اس نے بھول کر سجدۂ سہو نہیں کیا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے ضروری ہے کہ فوراً سجدہ کرے اور اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۳۴) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(۱۲۳۵) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہے۔

(۱۲۳۶) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدۂ سہو میں سے ایک سجدۂ سہو نہیں بجالایا اور زیادہ فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے اس کا تدارک بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کئے ہیں تو ضروری ہے کہ دوبارہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

(۱۲۳۷) سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد انسان فوراً سجدہ سہو کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدۂ سہو میں ذکر پڑھے اور بہتر ہے کہ کہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اس کے بعد اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ ذکر پڑھے اور بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور اولیٰ یہ ہے کہ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ کرے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

(۱۲۳۸) اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور روبقبلہ ہونا اور دیگر شرائط پوری کرتا ہو۔

(۱۲۳۹) اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کی قضا بجالائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ بھولی

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی ہر چیز کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۰) اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو ضروری ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے لیکن بھولے ہوئے سجدے کے لئے سجدۂ سہو کرنا ضروری نہیں۔ ہاں بہتر ہے۔

(۱۲۴۱) اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجالائے۔

(۱۲۴۲) اگر انسان نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدے کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

(۱۲۴۳) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا ہے اور نماز توڑنے والا کوئی کام مثلاً حدث، اس سے سرزد نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور اس کے بعد کی چیزیں یعنی تشہد اور سلام انجام دے اور احتیاط واجب کی بنا پر بے محل سلام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۴) اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لئے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پہلے سجدے کی قضا کرے اور بعد میں دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۵) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے اور دو سجدۂ سہو ادا کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تشہد کی بھی قضا کرے۔

(۱۲۴۶) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اس کے لئے ان کی قضا کرنا یا سجدۂ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۱۲۴۷) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آیا تھا اور اسے بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۲۴۸) جس شخص پر سجدے کی قضا ضروری ہو، اگر کسی دوسرے کام کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ احتیاط واجب کی بنا پر نماز ادا کرنے کے بعد پہلے سجدے کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے کی قضا بجالایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے بلکہ اگر نماز کا وقت گزر بھی گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز کے اجزا اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

(۱۲۵۰) جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہے۔

(۱۲۵۱) اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز کے واجب ارکان میں سے کوئی ایک کم کر دے تو نماز باطل ہے۔ ہاں جاہل قاصر (یعنی وہ شخص جس نے کسی قابل اعتماد شخص کی بات یا کسی معتبر رسالے کی تحریر پر بھروسہ کیا ہو اور بعد میں معلوم ہوا ہو کہ اس شخص یا رسالے سے غلطی ہوئی تھی) اگر کسی غیر رکنی واجب کو کم کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اگرچہ کوتاہی کی وجہ سے ہو صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۵۲) اگر نماز کے دوران یا اس کے بعد کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کئے بغیر نماز پڑھنے لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

(۱۲۵۳) اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو ضروری ہے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجالائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے محل قیام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۴) اگر کسی شخص کو السلام علینا اور السلام علیکم کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو ضروری ہے کہ دو سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

(۱۲۵۵) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجالائے۔

(۱۲۵۶) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا کام بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً اس نے قبلے کی طرف پیٹھ کی ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجالائے اور زائد سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۷) جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک ایسا کام انجام دے جو اگر نماز کے دوران عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا

Presented by Ziaraat.Com

نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی کام کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو ضروری ہے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھ چکا ہو اس کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۸) اگر کسی شخص کو پتا چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔ اگر یہ پتا چلے کہ قبلے کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے یا ۹۰ ڈگری یا اس سے زیادہ ہٹ کر پڑھی ہے اور ابھی وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو اور تردد کا شکار ہو یا حکم سے لاعلم ہو تو قضا ضروری ہے ورنہ قضا ضروری نہیں۔ اگر پتا چلے کہ ۹۰ ڈگری سے کم ہٹ کر نماز پڑھی ہے اور قبلے کی سمت تبدیل کرنے کا اس کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہو، مثلاً قبلے کی سمت تلاش کرنے میں یا مسئلہ معلوم کرنے میں کوتاہی کی ہو تو احتیاط کی بنا پر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ چاہے وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو۔ ہاں اگر اس کے پاس معقول عذر موجود ہو تو نماز کو دہرانا ضروری نہیں۔

مسافر کی نماز

ضروری ہے کہ مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجالائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

(پہلی شرط) اس کا سفر آٹھ شرعی فرسخ (تقریباً 44 کلومیٹر) سے کم نہ ہو۔

(۱۲۵۹) جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مجموعی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور خواہ اس کے جانے کی یا واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم ہو یا نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لہٰذا اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر یعنی دو رکعتی پڑھے۔

(۱۲۶۰) اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ ہو تو اگرچہ جس دن وہ گیا ہو اسی دن یا اسی رات کو واپس پلٹ کر نہ آئے، ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اس صورت میں بہتر ہے کہ احتیاطاً پوری نماز بھی پڑھے۔

(۱۲۶۱) اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۶۲) اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص کسی کو بتائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ اس کی بات سے مطمئن ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۶۳) ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اگر نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۲۶۴) جس شخص کو یقین ہو کہ جس جگہ وہ جانا چاہتا ہے وہاں کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو گو تھوڑا سا سفر باقی ہو، ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ قصر پڑھے۔ لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۶۵) اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان جائے اور آئے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے تو اسے نماز پوری پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۲۶۶) اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ سے کم ہے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۶۷) آٹھ فرسخ کی ابتدا اس جگہ سے حساب کرنا ضروری ہے جہاں سے گزر جانے کے بعد آدمی مسافر شمار ہوتا ہے اور غالباً وہ جگہ شہر کی انتہا ہوتی ہے مگر بعض بہت بڑے شہروں میں ممکن ہے وہ شہر کا آخر محلہ ہو جبکہ سفر کی انتہا وہ آخری مقام سمجھا جائے گا جہاں تک انسان کو جانا ہے۔

(دوسری شرط) مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک کا فاصلہ طے کرے گا، لہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا اتنا فاصلہ طے کرنے کا ارادہ کرے جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جاتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۶۸) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے، مثلاً کسی گمشدہ (شخص یا چیز) کو ڈھونڈنے کے لئے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پا لینے کے لئے اسے کہاں تک جانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مزید برآں اگر وہ سفر کے دوران ارادہ کر لے کہ وہ اتنی مسافت طے کرے گا جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جائے گی تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۶۹) مسافر کو نماز قصر کر کے اس صورت میں پڑھنی ضروری ہے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۰) جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑا سا فاصلہ طے کرے، جب حد ترخص — جس کے معنی مسئلہ ۱۳۰۵ میں آئیں گے — تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اگر ہر روز بہت کم فاصلہ طے کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنی نماز پوری بھی پڑھے اور قصر بھی پڑھے۔

(۱۲۷۱) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو، مثلاً بیوی بچے یا نوکر یا قیدی اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔

(۱۲۷۲) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر نہیں کرے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۳) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر جاری نہیں رکھے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے اطمینان ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(تیسری شرط) راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے۔ پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے اور طے شدہ فاصلہ، واپسی کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ سے کم ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۴) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور پختہ ارادہ کر لے کہ اسی جگہ رہے گا یا دس دن گزرنے کے بعد واپس جائے گا یا واپس جانے اور ٹھہرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر پائے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۵) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لئے ہی رہنا چاہتا ہو۔

(۱۲۷۶) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لئے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۷۷) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ تک فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور دوران تردد سفر نہ کرے اور بعد میں باقی راستہ طے کرنے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۸) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے تردد کا شکار ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ آٹھ فرسخ مزید سفر کرے گا یا ایسی جگہ جائے کہ جہاں تک اس کا جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۹) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ باقی راستہ بھی طے کرے گا،

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ تردد کے عالم میں طے شدہ تعداد کو نکال کر باقی آنے اور جانے کا کل فاصلہ آٹھ فرسخ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے اور اگر آٹھ فرسخ نہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری پڑھے۔

(چوتھی شرط) مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنے اور وہاں توقف کرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے اور وہاں توقف کرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ ہاں اگر اپنے وطن سے توقف کئے بغیر گزرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ احتیاطاً نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۸۰) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۸۱) وہ شخص جو آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا اور وہاں توقف کرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متردد ہو، اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر باقی ماندہ راستہ چاہے واپسی کا راستہ ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(پانچویں شرط) مسافر حرام کام کے لئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً اس سفر میں اس کے لئے کوئی ایسا ضرر مضمر ہو جو خون یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا باعث ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر ایسے سفر پر جائے جو اس پر واجب نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۲۸۲) جو سفر واجب نہ ہو اگر ماں باپ کی اولاد سے محبت کی وجہ سے ان کیلئے اذیت کا باعث ہو تو حرام ہے اور ضروری ہے کہ انسان اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور (رمضان کا مہینہ ہو تو) روزہ بھی رکھے۔

(۱۲۸۳) جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لئے بھی سفر نہ کر رہا ہو، وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے، مثلاً غیبت کرے یا شراب پیئے تب بھی ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۴) اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لئے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ پس جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض چکا سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور قرض چکانے سے فرار حاصل کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لئے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک واجب کا مرتکب بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۵) اگر کسی شخص کا سفر میں سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو اور مالک سے فرار ہونے کے لئے سفر کر رہا ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۲۸۶) جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور نہ ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کے ظلم کرنے میں مدد کا موجب ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

(۱۲۸۷) اگر کوئی سیر و تفریح کے لیے سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں اور ضروری ہے کہ قصر نماز پڑھے۔

(۱۲۸۸) اگر کوئی شخص موج میلے اور سیر و تفریح کے لئے شکار کو جائے تو اگر چہ اس کا جانا حرام نہیں ہے لیکن اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے۔ اس صورت میں کہ اس کی حد مسافت پوری ہو اور شکار پر جانے کی مانند نہ ہو لہٰذا اگر حصول معاش کے لئے شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لئے جائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ اگر چہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۸۹) اگر کوئی شخص گناہ کا کام کرنے کے لئے سفر کرے اور سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۰) جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو اگر وہ سفر کے دوران گناہ کا ارادہ ترک کر دے تو خواہ باقی ماندہ مسافت یا کسی جگہ جانا اور واپس آنا آٹھ فرسخ ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۱) جس شخص نے گناہ کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کیلئے طے کرے گا تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں۔

(چھٹی شرط) ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے قیام کی کوئی (مستقل) جگہ نہیں ہوتی اور ان کے گھر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ان صحرانشینوں (خانہ بدوشوں) کی مانند جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں اپنے اور اپنے مویشیوں کے لئے دانہ پانی دیکھتے ہیں وہیں ڈیرا ڈال دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایسے لوگ ایسے سفر میں پوری نماز پڑھیں۔

(۱۲۹۲) اگر کوئی صحرانشین مثلاً جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لئے چراگاہ تلاش کرنے کے لئے سفر کرے اور مال و اسباب اس طرح اس کے ہمراہ ہو کہ یہ کہا جا سکے کہ اس کا گھر اس کے ہمراہ ہے تو وہ پوری نماز پڑھے، ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۳) اگر کوئی صحرانشین مثلاً حج، زیارت، تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد سے سفر کرے تو اگر نہ کہا جا سکے کہ اس کا گھر اس کے ساتھ نہیں ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر یہ کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

(ساتویں شرط) وہ شخص ''کثیر السفر'' نہ ہو۔ پس وہ شخص جس کا پیشہ سفر سے ہی وابستہ ہے جیسے ڈرائیور، ملاح، گلہ بان اور ڈاکیہ وغیرہ یا وہ شخص جو زیادہ سفر کرتا ہو چاہے اس کا پیشہ سفر سے وابستہ نہ ہو جیسے وہ شخص جو ہفتے میں تین دن سفر میں گزارتا ہو، چاہے اس کا سفر تفریح یا سیاحت

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے ہو، ایسے افراد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھیں۔

(۱۲۹۴) جس شخص کا پیشہ سفر میں ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً حج یا زیارت کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر عرف عام میں کثیر السفر کہلاتا ہو مثلاً وہ شخص جو ہمیشہ ہفتے میں تین دن سفر میں رہتا ہو تو قصر نہ کرے، لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی گاڑی زیارت کے لئے کرائے پر چلائے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو ہر حال میں ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۹۵) وہ قافلہ سالار جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لئے سفر کرتا ہو اگر اس کا پیشہ سفر کرنا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں قافلہ لے جانے کے لئے سفر کرتا ہو تو اگر اس کے سفر کی مدت کم ہو مثلاً دو تین ہفتے ہو تو نماز قصر پڑھے جبکہ اگر اس کے سفر کی مدت طولانی ہو جیسے تین ماہ تو نماز تمام پڑھے اور اگر شک کرے کہ اسے ''کثیر السفر'' کہا جائے گا یا نہیں تو احتیاط کرتے ہوئے قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

(۱۲۹۶) ڈرائیور پر یا اس جیسے پیشے سے متعلق افراد پر اس پیشے کا پیشہ ور کہلانا اُس وقت صادق آتا ہے جب وہ آئندہ بھی اس پیشے کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اُس کے آرام کا وقفہ عام طور پر ڈرائیوروں کے آرام کے وقفے سے زیادہ نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی ہفتے میں ایک دن سفر پر جاتا ہو تو وہ ڈرائیور نہیں کہلائے گا۔ البتہ وہ شخص ''کثیر السفر'' کہلاتا ہے جو مہینے میں کم از کم دس بار، اور اُن دس دنوں میں سفر پر جائے، یا دس دن سفر میں رہے چاہے یہ دس دن دو یا تین سفر میں پورے ہوں اور ساتھ میں ارادہ رکھتا ہو کہ اُس کا اس طرح سفر ایک سال میں چھ مہینے یا چند سال میں تین مہینے جاری رہے گا تو وہ تمام سفروں میں پوری نماز پڑھے گا چاہے وہ سفر اُس کے شیڈول کے مطابق نہ ہوں البتہ پہلے دو ہفتوں میں وہ احتیاط کے طور پر قصر اور پوری دونوں طرح سے نماز پڑھے اور اگر مہینے میں اُس کے سفر کی تعداد یا سفر کے دن آٹھ یا نو ہوں تو — احتیاط واجب کی بنا پر — وہ اپنے تمام سفروں میں نماز کو قصر اور پوری دونوں طرح سے پڑھے لیکن اگر سفر کی تعداد یا دن آٹھ سے کم ہوں تو پھر اُس کی نماز قصر ہے۔

(۱۲۹۷) جس شخص کا پیشہ سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہو ضروری ہے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۸) ڈرائیور اور پھیری والا جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۹) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصے اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتدا سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے تو ضروری ہے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز پوری پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے یا بغیر قصد کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ البتہ ساربان اور ڈرائیور جو اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہے، ان کے لئے خاص طور پر حکم ہے کہ ایسی صورت میں احتیاط مستحب کی بنا پر جب دس دن قیام کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد پہلے سفر پر نکلیں تو نماز قصر بھی پڑھیں اور پوری بھی۔

(۱۳۰۰) جس شخص کا پیشہ مسافرت ہو اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کم از کم تین بار مسافرت کرے تا کہ اسکی نماز پوری ہو بلکہ جیسے ہی اسے ڈرائیور وغیرہ کہا جا سکے تو چاہے پہلا سفر ہی کیوں نہ ہو اس کی نماز پوری ہے۔

(۱۳۰۱) ڈرائیور اور ساربان کی طرح جن کا پیشہ سفر کرنا ہے اگر معمول سے زیادہ سفر ان کی مشقت اور تھکاوٹ کا سبب ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھیں۔

(۱۳۰۲) سیاح کہ جو شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لئے کوئی وطن معین نہ کیا ہو وہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۰۳) جس شخص کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً کسی شہر یا گاؤں میں اس کا کوئی سامان ہو اور وہ اسے لینے کے لئے سفر پر سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مگر یہ کہ کثیر السفر بن جائے جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۲۹۶ میں ذکر ہو چکے ہیں۔

(۱۳۰۴) جو شخص ترک وطن کر کے دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اسے کوئی ایسا نام نہ دیا جا سکے جو اس کی نماز کے پورا ہونے کا سبب ہو جیسے کثیر السفر یا خانہ بدوش تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

(آٹھویں شرط) اگر سفر کا آغاز اپنے وطن سے کرے تو حد ترخص تک پہنچ جائے لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی اقامت گاہ سے نکلے اس کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۵) حد ترخص وہ جگہ ہے جہاں سے اہل شہر حتی کہ وہ افراد جو شہر کے مضافات میں شہر کے باہر رہتے ہیں مسافر کو نہ دیکھ سکیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۰۶) جو مسافر اپنے وطن واپس آ رہا ہو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ پہنچے قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ ایسے ہی جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اسکی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۷) اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے باشندے دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے باشندے اس جگہ سے دیکھے نہ جا سکتے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

(۱۳۰۸) کوئی شخص کشتی یا ریل میں بیٹھے اور حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے پوری نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے تو اگر تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے حد ترخص تک پہنچ جائے تو قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۳۰۹) جو صورت پچھلے مسئلے میں گزر چکی ہے اس کے مطابق اگر تیسری رکعت کے رکوع کے بعد حد ترخص تک پہنچے تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور پہلی نماز کو مکمل کرنا ضروری نہیں۔

(۱۳۱۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ حد ترخص تک پہنچ چکا ہے اور نماز قصر کر کے پڑھے اور اس کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے وقت حد ترخص تک نہیں پہنچا تھا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جب تک

Presented by Ziaraat.Com

حد ترخص تک نہ پہنچا ہو تو نماز پوری پڑھنا ضروری ہے اور اس صورت میں جب کہ حد ترخص سے گزر چکا ہو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نکل چکا ہو تو نماز کو اس کے فوت ہوتے وقت جو حکم تھا اس کے مطابق ادا کرے۔

(۱۳۱۱) اگر مسافر کی قوت باصرہ غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۱۲) اگر مسافر کو سفر کے دوران شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۱۳) جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو اگر وہاں توقف کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر توقف نہ کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔

(۱۳۱۴) جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران اپنے وطن پہنچ جائے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر جانا چاہے یا مثلاً چار فرسخ جانا اور پھر چار فرسخ واپس آنا چاہے تو جس وقت وہ حد ترخص پر پہنچے ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۱۵) جس جگہ کو انسان نے اپنی مستقل سکونت اور بود و باش کے لئے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کیا ہو۔

(۱۳۱۶) اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ تھوڑی سی مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

(۱۳۱۷) اگر انسان کسی جگہ کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کرے اگرچہ وہ ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتا ہو تاہم ایسا ہو کہ عرف عام میں اسے وہاں مسافر نہ کہیں اور اگرچہ وقتی طور پر دس دن یا دس دن سے زیادہ دوسری جگہ رہے اس کے باوجود پہلی جگہ ہی کو اس کی زندگی گزارنے کی جگہ کہیں گے اور وہی جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۳۱۸) جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو، مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں۔ نیز اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

(۱۳۱۹) بعض فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں رہنے کے ارادے سے رہے تو جس وقت تک مکان اس کی ملکیت میں ہے یہ جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔ پس جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

(۱۳۲۰) اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لئے منتخب نہ بھی کیا ہو تو ضروری ہے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے۔

(۱۳۲۱) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ پر مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ جانتا ہو کہ بہ امر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۳۲۲) اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں

Presented by Ziaraat.Com

رات وہاں رہنے کا ہو، جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۳۲۳) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی ضروری ہے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو۔ پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران (یا کراچی اور حیدر آباد) میں رہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۴) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو عرفاً دوسری جگہ سمجھی جاتی ہے اور جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت عرف میں دس دن قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر منافی ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔ مثلاً اگر ابتدا ہی سے ارادہ ہو کہ ایک پورے دن یا ایک پوری رات کے لئے وہاں سے نکلے گا تو یہ ٹھہرنے کے قصد کے منافی ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر اس کا قصد یہ ہو کہ مثلاً آدھے دن بعد نکلے گا اور پھر فوراً لوٹے گا اگرچہ اس کی واپسی رات ہونے کے بعد ہو تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ مگر اس صورت میں کہ اس کا اس طرح نکلنا اتنا تکرار ہو کہ عرفاً یہ کہا جائے کہ دو یا اس سے زیادہ جگہ قیام پذیر ہے۔

(۱۳۲۵) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو، مثلاً اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آ گیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۶) جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گی اور اس کا یہ احتمال عقلاء کے نزدیک معقول ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۷) اگر مسافر کو علم ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں مثلاً دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

(۱۳۲۸) اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو جائے تو ضروری ہے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۲۹) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہاں رہے اس کے روزے

Presented by Ziaraat.Com

درست ہیں اور ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو احتیاطاً اس دن کا روزہ پورا کرنا نیز اس کی قضا رکھنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

(۱۳۳۰) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۱) اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز کو چار رکعتی پڑھ کر ختم کرے۔

(۱۳۳۲) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو پہلی چار رکعتی نماز کے دوران اپنے ارادے سے باز آ جائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو بصورت قصر ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہو تو اپنی نماز توڑ سکتا ہے یا مکمل کر سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۳) جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو اگر وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

(۱۳۳۴) جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی رکھ سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء کی نفلیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۳۵) اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لئے رہے تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر شرعی مسافت کا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جانے اور آنے کے دوران اور ٹھہرنے کی جگہ میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۶) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز ادا پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو ضروری ہے کہ دوران سفر اور اس جگہ جہاں پر وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو ضروری ہے کہ دوران سفر اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۷) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

کسی ایسی جگہ جانا چاہے جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور مذبذب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہیں یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا یہ ارادہ ہو کہ واپس جائے گا لیکن مذبذب ہو کہ دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔

(۱۳۳۸) اگر کوئی مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا تو اگر چہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کر دے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۹) اگر کوئی مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذبذب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگر چہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۴۰) جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو ضروری ہے کہ اکتیسویں دن پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۴۱) تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی ضروری ہے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو۔ پس اگر اس نے اس مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزارا ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

متفرق مسائل

(۱۳۴۲) مسافر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ کے پورے شہروں میں اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی قبر مطہر سے تقریباً ساڑھے گیارہ میٹر کے اطراف میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۴۳) اگر کوئی ایسا شخص جسے معلوم ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کا قضا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۴) جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ غلطی سے پوری نماز پڑھ لے اور بروقت متوجہ ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو

Presented by Ziaraat.Com

احتیاط کی بنا پر قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۳۴۵) جو مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۳۴۶) جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔ اگر وہ قصر نماز کے بعض خصوصیات سے ناواقف ہو، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتا چل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہو تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۴۷) اگر ایک مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتا چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا تو ضروری ہے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس بات کا پتا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آ جائے تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

(۱۳۴۹) جس شخص کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے۔ اگرچہ یہ حکم — ایسے مسافر کے لئے ہے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھی ہو — احتیاط واجب کی بنا پر ہے۔

(۱۳۵۰) اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر تیسری رکعت مکمل کر چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نہ ہو تو نماز کو قصر صورت میں قضا کرے۔

(۱۳۵۱) اگر کسی مسافر کو ''نماز مسافر'' کی بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۳۵۲) جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہو اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

(۱۳۵۳) جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو ضروری ہے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۵۴) جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنا ضروری ہو اگر اس کی ظہر، عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے۔ اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی قضا بجالائے اگرچہ یہ قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں ہو۔

(۱۳۵۵) مستحب ہے کہ مسافر ہر قصر نماز کے بعد تیس مرتبہ "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" کہے اور اگرچہ یہ ذکر ہر واجب نماز کی تعقیب میں مستحب ہے لیکن اس مورد میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

قضا نماز

(۱۳۵۶) جس شخص نے اپنی یومیہ نمازیں ان کے وقت میں نہ پڑھی ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اگرچہ وہ نماز کے پورے وقت کے دوران سویا رہا ہو یا اس نے نشے میں مست ہونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو اور یہی حکم ہر دوسری واجب نماز کا ہے جسے اس کے وقت میں نہ پڑھا ہو۔ حتیٰ کہ احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اس نماز کا جو منت ماننے کی وجہ سے معین وقت میں اس پر واجب ہو چکی ہو۔ لیکن نماز عید الفطر اور نماز عید قربان کی قضا نہیں ہے۔ ایسے ہی جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ یومیہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں اور نماز آیات کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

(۱۳۵۷) اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

(۱۳۵۸) جس شخص کی نماز قضا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۳۵۹) جس شخص پر کسی نماز کی قضا واجب ہو وہ مستحب نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۶۰) اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ احتیاطاً ان نمازوں کی قضا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۳۶۱) یومیہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر وعصر یا مغرب وعشاء۔

(۱۳۶۲) اگر کوئی شخص چاہے کہ یومیہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ کسی ایک یومیہ نماز کی اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۳۶۳) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(۱۳۶۴) مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں، چار تھیں یا پانچ تو اگر وہ چھوٹے عدد کے حساب سے پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا نمازیں پڑھ لی ہیں۔ مثلاً اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ دس سے زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

(۱۳۶۵) جس شخص کی گزشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو۔ نیز اگر اس کی گزشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۶) اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہوگئی ہیں یا گزشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمے ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو اور اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کر لے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور ظہر کی نماز کا وقت فضیلت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے۔ ہاں اگر وقت فضیلت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تو چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہ پھیرے۔

(۱۳۶۷) اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور اس دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہوگئی ہوں اور ان سب نمازوں کو پڑھنے کے لئے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۸) جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنے سے قاصر ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص

Presented by Ziaraat.Com

اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

(۱۳۶۹) قضا نماز باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا ہو یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۷۰) مستحب ہے کہ سمجھدار بچے کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

(۱۳۷۱) اگر باپ نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے پر قادر ہو تو اگر اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے ان کو ترک نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی قضا نمازیں پڑھے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی قضا نمازیں اس پر واجب نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔

(۱۳۷۲) اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۳۷۳) اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ اس نے وہ پڑھی تھیں یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

(۱۳۷۴) اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کرلیں یا انہیں بجالانے کے لئے قرعہ اندازی کرلیں۔

(۱۳۷۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی سے اجرت پر نمازیں پڑھوائی جائیں) اور اس کی وصیت شرعاً صحیح ہو تو اسکے بڑے بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱۳۷۶) اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔ پس ضروری ہے کہ اپنی ماں کی صبح، مغرب اور عشاء کی قضا نمازیں بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۳۷۷) جس شخص کے ذمے کسی نماز کی قضا ہو، اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

(۱۳۷۸) اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی قضا نمازیں پڑھے۔

(۱۳۷۹) اگر بڑا بیٹا باپ کی قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ واجب نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز جماعت

(۱۳۸۰) یومیہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح، مغرب وعشاء کی نمازوں کے لئے، خصوصاً مسجد کے پڑوس میں رہنے والے اور مسجد کی اذان کی آواز سننے والے کے لئے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ باقی واجب نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کیا جائے۔ البتہ نماز طواف اور چاند و سورج گہن کے علاوہ نماز آیات میں یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ شریعت نے جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸۱) معتبر روایات کے مطابق باجماعت نماز فرادیٰ نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔

(۱۳۸۲) بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

(۱۳۸۳) مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور وہ باجماعت نماز جو مختصر پڑھی جائے اس فرادیٰ نماز سے بہتر ہے جو طول دیکر پڑھی جائے اور نماز باجماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جائے لیکن وقتِ فضیلت کے بعد پڑھی جانے والی جماعت کا، فضیلت کے وقت میں پڑھی جانے والی فرادیٰ سے بہتر ہونا معلوم نہیں۔

(۱۳۸۴) جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتا چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

(۱۳۸۵) اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اگرچہ اس کا مستحب ہونا ثابت نہیں۔ لیکن رجاءً دوبارہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۱۳۸۶) جس شخص کو نماز میں اس قدر وسوسہ ہوتا ہو کہ اس نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسوسے سے نجات ملتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۱۳۸۷) اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ البتہ جب بھی والدین کی طرف سے کوئی حکم یا روک ٹوک محبت کی وجہ سے ہو اور اس کی مخالفت سے انہیں اذیت ہوتی ہو تو اولاد کے لئے ان کی مخالفت کرنا حرام ہے۔

(۱۳۸۸) مستحب نماز کسی بھی جگہ احتیاط کی بناپر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاسکتی لیکن نماز استسقاء جو طلب باران کے لئے پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح وہ نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہوگئی ہو، مثلاً نماز عید الفطر اور نماز عید قربان

Presented by Ziaraat.Com

جو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے تک واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہوگئی ہے۔

(۱۳۸۹) جس وقت امام جماعت یومیہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا کوئی سی بھی یومیہ نماز میں کی جاسکتی ہے۔

(۱۳۹۰) اگر امام جماعت یومیہ نماز میں سے قضا شدہ اپنی یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز احتیاطاً پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ مقتدی بھی احتیاطاً پڑھ رہا ہو اور امام کی احتیاط کا سبب مقتدی کی احتیاط کا بھی سبب ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ مقتدی کی احتیاط کا کوئی دوسرا سبب نہ ہو۔

(۱۳۹۱) اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنجگانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں اس امام کی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

(۱۳۹۲) جماعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے خواہ دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ یا دیکھنے میں حائل نہ ہو جیسے شیشہ۔ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہوگی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(۱۳۹۳) اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں۔

(۱۳۹۴) اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ نیز جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

(۱۳۹۵) جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے امام جماعت سے اتصال نہ رکھتا ہو تو وہ اقتدا نہیں کر سکتا۔

(۱۳۹۶) امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ ضروری ہے کہ مقتدی کی جگہ سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن اگر معمولی اونچی ہو تو حرج نہیں۔ نیز اگر ڈھلوان زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۹۷) اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا

Presented by Ziaraat.Com

جاسکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

(۱۳۹۸) اگر جماعت میں اتصال کا ذریعہ ایک سمجھدار بچہ یعنی ایسا بچہ جو اچھے برے کی سمجھ رکھتا ہو اور وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ اس کی نماز باطل ہے تو اقتدا کر سکتے ہیں۔ یہی حکم غیر شیعہ اثناء عشری شخص کے لئے اس صورت میں ہے جب اس کے مذہب کے مطابق اس کی نماز غلط نہ ہو۔

(۱۳۹۹) امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لئے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تا کہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

(۱۴۰۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتدا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتدا کر سکتا ہے۔

(۱۴۰۱) جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے، مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود اس امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔

(۱۴۰۲) اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتا چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۰۳) اگر کوئی شخص نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے اقتدا کی ہے یا نہیں چنانچہ علامتوں کی وجہ سے اسے اطمینان ہو جائے کہ اقتدا کی ہے، تو ضروری ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے، بصورت دیگر ضروری ہے کہ نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

(۱۴۰۴) اگر نماز کے دوران مقتدی کسی عذر کے بغیر فرادیٰ کی نیت کرے تو اس کی جماعت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ مگر یہ کہ اس نے فرادیٰ نماز میں اس کا جو فریضہ ہے، اس پر عمل نہ کیا ہو۔ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے۔ لیکن اگر کسی ایسی چیز کو کم یا زیادہ کر دیا جو عذر کی صورت میں نماز کو باطل نہیں کرتی۔ مثلاً اگر نماز کی ابتدا سے فرادیٰ کی نیت نہ ہو اور قرأت بھی نہ کی ہو لیکن رکوع میں اسے قصد کرنا پڑے تو ایسی صورت میں فرادیٰ کی نیت سے نماز ختم کر سکتا ہے اور اسے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر پیش نماز کی پیروی کے لئے ایک سجدہ زیادہ ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۴۰۵) اگر مقتدی امام کے الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے فرادیٰ کی نیت کرے تو الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی عذر کے بغیر یا (امام کے) الحمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل الحمد اور سورہ پڑھے۔

(۱۴۰۶) اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ جماعت کی نیت نہیں کر سکتا۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب مذبذب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے اور بعد میں نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے۔

(۱۴۰۷) اگر کوئی شخص شک کرے کہ نماز کے دوران اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو ضروری ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

(۱۴۰۸) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہوگی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کو رکوع میں نہ پا سکے تو وہ شخص اپنی نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لئے نماز کو توڑ دے۔

(۱۴۰۹) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اگر یہ شک رکوع ختم کرنے کے بعد ہوا ہو تو اس کی جماعت صحیح ہے۔ اس کے علاوہ دوسری صورت میں نماز فرادیٰ کی نیت سے پوری کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لئے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۰) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پہلے کہ وہ بقدر رکوع جھکے، امام رکوع سے سر اٹھا لے تو اسے اختیار ہے کہ فرادیٰ کی نیت کر کے نماز پوری کرے یا قربت مطلقہ کی نیت سے امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور سجدے کے بعد قیام کی حالت میں تکبیرۃ الاحرام اور کسی ذکر کا قصد کئے بغیر دوبارہ تکبیر کہے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھے یا اگلی رکعت میں جماعت میں شریک ہونے کے لئے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۱) اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا الحمد اور سورہ کے دوران اقتدا کرے اور اتفاقاً اس سے پہلے کہ وہ رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھا لے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز کے لئے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو ضروری ہے کہ نیت باندھے اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور قربت مطلقہ کی نیت سے تشہد امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر سلام نہ کہے اور انتظار کرے تا کہ امام نماز کا سلام پڑھ لے۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کئے بغیر اور تکبیر کہے بغیر الحمد اور سورہ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

(۱۴۱۳) مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو امام کے برابر نہ کھڑے ہوں۔ لیکن اگر مقتدی ایک آدمی ہو تو امام کے برابر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۴) اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر اس عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو، پردہ وغیرہ لٹکا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۵) اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی فرادیٰ نماز کے وظیفے پر عمل کرے۔

(۱۴۱۶) احتیاط واجب ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے بیچ ایک

Presented by Ziaraat.Com

لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو انسان کے حالت سجدہ میں جانے پر ہوتا ہے۔

(۱۴۱۷) اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔

(۱۴۱۸) اگر نماز کے دوران مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ اپنی نماز فرادیٰ کی نیت سے جاری رکھ سکتا ہے۔

(۱۴۱۹) جو لوگ اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً دوسری نماز کے لئے امام کی اقتدا نہ کریں تو پچھلی صف والوں کی نیت جماعت باطل ہو جاتی ہے بلکہ اگر فوراً ہی اقتدا کر لیں تب بھی پچھلی صف کی جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۴۲۰) اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اس کے لئے الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔ البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھا لے اور تشہد کے بعد ضروری ہے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورے کے لئے وقت نہ رکھتا ہو تو الحمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو فرادیٰ کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۱) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہوگی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام کے ساتھ شریک کرے۔

(۱۴۲۲) اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتدا کرے گا اور الحمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرے اس کے بعد اقتدا کرے۔

(۱۴۲۳) اگر کوئی شخص امام کے تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتدا کرے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ الحمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد

Presented by Ziaraat.Com

کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوسکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ فرادیٰ کی نیت سے نماز پوری کرے۔

(۱۴۲۴) اگر ایک شخص جانتا ہو کہ اگر وہ سورہ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا اور وہ عمداً سورہ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اس کی جماعت باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ وہ فرادیٰ طور پر نماز پڑھے۔

(۱۴۲۵) جس شخص کو اطمینان ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اگر زیادہ دیر نہ ہو رہی ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے لیکن اگر اتنی زیادہ دیر ہو رہی ہو کہ اسے امام کا مقتدی نہ کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے ورنہ اس کی جماعت باطل ہو جائے گی۔ البتہ اگر اس نے مسئلہ ۱۴۰۴ میں بتائے گئے طریقے کے مطابق فرادیٰ کے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۲۶) جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اور امام کی اقتدا ختم نہیں ہوگی، لہٰذا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

(۱۴۲۷) اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کونسی رکعت میں ہے تو وہ اقتدا کر سکتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ انہیں قربۃ کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۸) اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتا چل جائے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت تنگ ہو تو مسئلہ ۱۴۲۳ کے مطابق عمل کرے۔

(۱۴۲۹) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے الحمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتا چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو ان کا تمام کرنا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(۱۴۳۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر مستحب نماز کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب یہ ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز جماعت میں شامل ہو جائے چاہے یہ کام پہلی رکعت میں شریک ہونے کے لئے ہی کرے۔

(۱۴۳۱) اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ مستحب نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

(۱۴۳۲) اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا لازم نہیں۔

(۱۴۳۳) جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام پڑھنے تک انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

امام جماعت کی شرائط

(۱۴۳۴) امام جماعت کے لئے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو نیز اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا ضروری ہے اور دس سالہ بچے کی اقتدا صحیح ہونا اگرچہ وجہ سے خالی نہیں، لیکن اشکال سے بھی خالی نہیں ہے۔ عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان واجبات کو انجام دے اور حرام کاموں کو ترک کرے اور کسی کا حُسنِ ظاہر ہی اس کی علامت ہے جبکہ اس کے برخلاف بات کی اطلاع نہ ہو۔

(۱۴۳۵) جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا، اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

(۱۴۳۶) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

(۱۴۳۷) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو لیکن جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی بھی شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا محل اشکال ہے، چاہے امام کھڑا ہوا ہو، بیٹھا ہوا ہو یا لیٹ کر نماز پڑھا رہا ہو۔

(۱۴۳۸) اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمّم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔

(۱۴۳۹) اگر امام کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ نہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتدا کر سکتی ہے۔

(۱۴۴۰) بہتر ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس شخص پر شرعی حد جاری ہو چکی ہو اور وہ توبہ بھی کر چکا ہو اس کی اقتدا نہ کی جائے۔

نماز جماعت کے احکام

(۱۴۴۱) نماز کی نیت کرتے وقت ضروری ہے کہ مقتدی امام کو معین کرے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۴۴۲) ضروری ہے کہ مقتدی الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے۔ لیکن اگر اسکی پہلی اور دوسری رکعت امام کی تیسری اور چوتھی رکعت ہو تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ بھی پڑھے۔

(۱۴۴۳) اگر مقتدی نماز صبح، مغرب و عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں امام کی الحمد اور سورہ پڑھنے کی آواز سن رہا ہو تو خواہ وہ کلمات کو ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور اگر امام کی آواز نہ سن پائے تو مستحب ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۴۴) اگر مقتدی امام کی الحمد اور سورہ کی قرأت کے بعض کلمات سن لے تو جس قدر نہ سن سکے وہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۵) اگر مقتدی سہواً الحمد اور سورہ پڑھے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ہے الحمد اور سورہ پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۶) اگر مقتدی شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا کوئی آواز سنے اور یہ نہ جانتا ہو کہ امام کی آواز ہے یا کسی اور کی تو وہ الحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۷) مقتدی کو نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں احتیاط کی بنا پر الحمد اور سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ ان کی بجائے کوئی ذکر پڑھے۔

(۱۴۴۸) مقتدی کو تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے نہیں کہنی چاہئے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب تک امام تکبیر مکمل نہ کر لے، مقتدی تکبیر نہ کہے۔

(۱۴۴۹) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ امام کے ساتھ سلام کہے بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی امام سے پہلے سلام کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۵۰) اگر مقتدی تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں امام سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انہیں سن لے یا یہ جان لے کہ امام انہیں کس وقت پڑھتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ امام سے پہلے نہ پڑھے۔

(۱۴۵۱) ضروری ہے کہ مقتدی جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ نماز کے دوسرے افعال مثلاً رکوع اور سجود امام کے ساتھ یا اس سے تھوڑی دیر بعد بجالائے اور اگر وہ ان افعال کو عمداً امام سے پہلے یا اس سے اتنی دیر بعد انجام دے کہ اسے امام کی متابعت کرنا نہ کہا جا سکے تو اس کی جماعت باطل ہوگی۔ لیکن اگر مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق فرادیٰ شخص کے وظیفے پر عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۲) اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھا لے اور امام رکوع میں ہی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ ہی سر اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع کی زیادتی جو کہ رکن ہے نماز کو باطل نہیں کرتی اور اگر وہ عمداً دوبارہ رکوع میں نہ جائے تو اس کی جماعت احتیاط کی بنا پر باطل ہو جائے گی، البتہ اس کی نماز مسئلہ ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح

Presented by Ziaraat.Com

ہوگی۔ لیکن اگر وہ دوبارہ رکوع میں جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو امام سر اٹھالے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۳) اگر مقتدی سہواً سر سجدے سے اٹھالے اور دیکھے کہ امام ابھی سجدے میں ہے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو دو سجدوں کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جو کہ رکن ہے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۴۵۴) جو شخص سہواً امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھالے اگر اسے دوبارہ سجدے میں جانے پر معلوم ہو کہ امام پہلے ہی سر اٹھا چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۵) اگر مقتدی غلطی سے رکوع یا سجدے سے سر اٹھالے اور سہواً یا اس خیال سے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں لوٹ جانے سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے گا رکوع یا سجدے میں نہ جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۶) اگر مقتدی سجدے سے سر اٹھالے اور دیکھے کہ امام سجدے میں ہے اور اس خیال سے کہ یہ امام کا پہلا سجدہ ہے اور اس نیت سے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے، سجدے میں چلا جائے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو یہ مقتدی کا دوسرا سجدہ شمار ہوگا اور اگر اس خیال سے سجدے میں جائے کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو ضروری ہے کہ اس نیت سے سجدہ تمام کرے کہ امام کے ساتھ سجدہ کر رہا ہوں اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۴۵۷) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے پس رکوع کے واجب ذکر کے بعد وہ واپس پلٹ کر امام کے رکوع میں سے کچھ مقدار پا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ ذکر (رکوع) کو بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر واپس پلٹے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ (امام کے ساتھ) دوسرے رکوع میں (جو کہ امام کا پہلا رکوع ہوگا) بھی ذکر رکوع پڑھے۔ اور اگر عمداً واپس نہ پلٹے تو اس کی نمازِ جماعت کا درست ہونا محلِ اشکال ہے لیکن اس کی نماز اس تفصیل کے ساتھ جو کہ مسئلہ ۱۴۰۴ میں گزر چکی ہے، درست ہے۔ اور اگر (رکوع کے) واجب ذکر کو بجا لانے کے بعد وہ امام کو رکوع میں نہ پا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ ذکر (رکوع) کو بجالائے اور اس کے بعد امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور اس کی نماز درست ہے۔

(۱۴۵۸) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے پس سجدے کے واجب ذکر کے بعد وہ واپس پلٹ کر امام کے ہمراہ سجدے میں جا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ ذکر (سجدہ) کو بجالائے اور بنا بر احتیاط واجب واپس پلٹے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ (امام کے ساتھ) دوسرے سجدے میں بھی ذکر (سجدہ) ۔امام کی اتباع کی خاطر۔ پڑھے۔ اور اگر عمداً واپس نہ پلٹے تو اس کی نمازِ جماعت کا درست ہونا محلِ اشکال ہے لیکن اس کی نماز اس تفصیل کے ساتھ جو کہ مسئلہ ۱۴۰۴ میں گزر چکی ہے، درست ہے۔ اور اگر (سجدے کے) واجب ذکر کو بجالانے بعد وہ امام کو سجدے میں نہ پا سکتا ہو تو

Presented by Ziaraat.Com

ضروری ہے کہ ذکر (سجدہ) کو بجالائے اور اس کے بعد امام کے ساتھ نماز جاری رکھے اور اس کی نمازِ جماعت درست ہے۔

(۱۴۶۰) اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جاسکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہوسکتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

(۱۴۶۱) اگر مقتدی صرف ایک مرد ہو تو مستحب ہے کہ وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر ایک عورت ہو تب بھی مستحب ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑی ہو لیکن ضروری ہے کہ امام سے کم از کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ امام سے اس کے سجدے کی حالت میں دو زانوں کے فاصلے پر ہو۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کی دائیں طرف اور عورت یا عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں۔ اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کا امام کے پیچھے اور عورتوں کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(۱۴۶۲) اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

(۱۴۶۳) مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں آگے کھڑا ہو اور صاحبان علم و فضل اور تقویٰ و ورع پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

(۱۴۶۴) مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

(۱۴۶۵) مستحب ہے کہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة" کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

(۱۴۶۶) مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے کہ اسے علم ہو کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے اس کی اقتدا کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

(۱۴۶۷) مستحب ہے کہ امام جماعت الحمد اور سورہ، نیز بلند آواز سے پڑھے جانے والے اذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو اتنا بلند کرے کہ دوسرے سن سکیں لیکن ضروری ہے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ بلند نہ کرے۔

(۱۴۶۸) اگر امام کو حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتدا کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتدا کے لئے آیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نماز جماعت کے مکروہات

(۱۴۶۹) اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۱۴۷۰) مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

(۱۴۷۱) جو مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں ایسے شخص کی اقتدا کرے جو مسافر نہیں ہے اور جو مسافر نہ ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں کسی مسافر کی اقتداء کرے۔

نماز آیات

(۱۴۷۲) نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہوگا، تین چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

(۱) سورج گرہن (۲) چاند گرہن

ان دو مقامات میں اگر چہ گرہن کی مقدار کم ہی ہو اور کوئی اس سے خوف زدہ بھی نہ ہوا ہو نماز آیات واجب ہے۔

(۳) زلزلہ، احتیاط واجب کی بنا پر، اگر چہ اس سے کوئی بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو۔

البتہ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، سرخ و سیاہ آندھی اور انہی جیسی دوسری آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں اور اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً زمین کا دھنس جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں ان صورتوں میں بھی احتیاط مستحب کی بنا پر نماز آیات ترک نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۴۷۳) جن چیزوں کے لئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ انسان ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک نماز آیات پڑھے۔ مثلاً سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آ جائے تو دونوں کے لئے دو الگ الگ نمازیں پڑھنی ضروری ہیں۔

(۱۴۷۴) اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ وہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں، مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں یا مختلف چیزوں کی وجہ سے مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کونسی قضا کونسی چیز کے لئے کر رہا ہے۔

(۱۴۷۵) جن چیزوں کے لئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس علاقے میں وقوع پذیر ہوں اور محسوس کی جائیں فقط اسی علاقے کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لئے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۴۷۶) جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ نہ آئیں — اگر چہ بہتر یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ گرہن ختم ہونے

Presented by Ziaraat.Com

لگے۔ لیکن نماز آیات کی تکمیل سورج یا چاند گرہن ختم ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

(۱۴۷۷) اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کردے کہ چاند یا سورج، گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل جانے کے بعد نماز پڑھے تو پھر ضروری ہے کہ قضا کی نیت کرے۔

(۱۴۷۸) اگر چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے ادا ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن ختم ہونے میں ایک رکعت پڑھنے کے برابر یا اس سے کم وقت باقی ہو تو اس صورت میں نماز آیات واجب اور ادا ہے۔

(۱۴۷۹) جب کبھی زلزلہ، بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک اور اسی جیسی چیزیں وقوع پذیر ہوں اور انسان احتیاط کرنا چاہے تو اگر ان کا وقت وسیع ہو تو نماز آیات کو فوراً پڑھنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر زلزلے جیسی چیزوں میں ضروری ہے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی اتنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے۔

(۱۴۸۰) اگر کسی شخص کو چاند یا سورج کو گرہن لگنے کا پتا نہ چلے اور ان کے گرہن سے باہر آنے کے بعد پتا چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات کی قضا کرے۔ لیکن اگر اسے یہ پتا چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۴۸۱) اگر کچھ لوگ یہ کہیں کہ چاند کو یا یہ کہ سورج کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ذاتی طور پر ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل نہ ہو اس لئے وہ نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جبکہ پورے چاند کو یا پورے سورج کو گرہن لگا ہو نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ دو آدمی جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ چاند کو یا سورج کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

(۱۴۸۲) اگر انسان کو ماہرین فلکیات کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج کو اور چاند کو گرہن لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان ہو جائے کہ سورج کو یا چاند کو گرہن لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو ان کے کہنے پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱۴۸۳) اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی وجہ سے جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۴۸۴) اگر یومیہ نماز کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لئے وقت ہو تو جو بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے وہ نماز پڑھے جس کا وقت تنگ ہو اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز پڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۴۸۵) اگر کسی شخص کو یومیہ نماز پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور یومیہ نماز کا وقت بھی تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز کو تمام کرے اور بعد میں نماز آیات پڑھے اور اگر یومیہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد یومیہ نماز بجالائے۔

(۱۴۸۶) اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ یومیہ نماز کا وقت تنگ ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور یومیہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور یومیہ نماز کو تمام کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات وہیں سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

(۱۴۸۷) جب عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے یا زلزلہ آ جائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قضا ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

(۱۴۸۸) نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اسکے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ الحمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ الحمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اس عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

(۱۴۸۹) نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور الحمد پڑھنے کے بعد ایک سورے کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے بلکہ ایک آیت سے کم بھی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل جملہ ہو، سورے کی ابتداء سے شروع کرے اور بسم اللہ کہنے پر اکتفاء نہ کرے اور اس کے بعد رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد پڑھے بغیر اسی سورے کا دوسرا حصہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتیٰ کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورہ کو ختم کر دے۔ مثلاً سورۂ فلق میں پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ پڑھے اور رکوع میں جائے۔ اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ ○ اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ اور رکوع میں چلا جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ اور اس کے بعد پانچویں رکوع میں جائے اور (رکوع سے) کھڑا ہونے کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ ختم کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے الحمد پڑھے۔

(۱۴۹۰) اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ الحمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں

Presented by Ziaraat.Com

ایک دفعہ الحمد پڑھے اور سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۹۱) جو چیزیں یومیہ نماز میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں۔ البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی بجائے تین دفعہ بطور رجاء "الصلوٰۃ" کہا جائے لیکن اگر یہ نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جا رہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ سورج اور چاند گرہن کے علاوہ نماز آیات کا جماعت کے ساتھ پڑھا جانا، ثابت نہیں ہے کہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہو۔

(۱۴۹۲) نماز آیات پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر کہنا مستحب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے۔

(۱۴۹۳) دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

(۱۴۹۴) اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۹۵) اگر (کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو) شک کرے کہ وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے کے لئے جھکنے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجالایا ہے یا نہیں اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر سجدے کے لئے جھک گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۴۹۶) نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً کمی یا بیشی کرے تو نماز باطل ہے۔ یہی حکم ہے اگر سہواً کمی ہو یا احتیاط کی بنا پر زیادہ ہو۔

عید الفطر اور عید قربان کی نماز

(۱۴۹۷) امام عصر علیہ السلام کے زمانۂ حضور میں عید الفطر و عید قربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ہمارے زمانے میں جبکہ امام عصر علیہ السلام غیبت میں ہیں، یہ نمازیں مستحب ہیں اور باجماعت و فرادیٰ دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۱۴۹۸) نماز عید الفطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

(۱۴۹۹) عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عید الفطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے، فطرہ دیا جائے اور بعد میں نماز عید ادا کی جائے۔

(۱۵۰۰) عید الفطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی ہر رکعت میں الحمد و سورہ کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک قنوت پڑھے اور

Presented by Ziaraat.Com

پانچویں تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان قنوت پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام کہہ کر نماز کو تمام کر دے۔

(۱۵۰۱) عید الفطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے:

"اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَاَهْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَ اَهْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَ اَهْلَ التَّقْوٰى وَ الْمَغْفِرَةِ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِىْ جَعَلْتَهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْدًا وَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ذُخْرًا وَّ شَرَفًا وَّ كَرَامَةً وَّ مَزِيْدًا اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُدْخِلَنِىْ فِىْ كُلِّ خَيْرٍ اَدْخَلْتَ فِيْهِ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُخْرِجَنِىْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا سَئَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُوْنَ."

(۱۵۰۲) امام عصر علیہ السلام کے زمانۂ غیبت میں اگر نماز عید الفطر و قربان جماعت سے پڑھی جائے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر یہ ہے کہ عید الفطر کے خطبے میں فطرے کے احکام بیان ہوں اور عید قربان کے خطبے میں قربانی کے احکام بیان کئے جائیں۔

(۱۵۰۳) عید کی نماز کے لئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ شمس (۹۱واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ غاشیہ (۸۸واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ (۸۷واں سورہ) اور دوسری رکعت میں سورۂ شمس پڑھا جائے۔

(۱۵۰۴) نماز عید صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

(۱۵۰۵) مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے پیدل اور پابرہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

(۱۵۰۶) مستحب ہے کہ نماز عید میں زمین پر سجدہ کیا جائے اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور جو شخص نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو الحمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۵۰۷) مستحب ہے کہ عید الفطر کی رات کو مغرب و عشاء کے بعد اور عید الفطر کے دن نماز صبح کے بعد اور نماز عید الفطر کے بعد یہ تکبیریں کہی جائیں:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا."

(۱۵۰۸) عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے اور ان کے بعد "اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا" پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن

Presented by Ziaraat.Com

اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

(۱۵۰۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید پڑھنے کے لئے نہ جائیں لیکن یہ احتیاط عمر رسیدہ عورتوں کے لئے نہیں ہے۔

(۱۵۱۰) نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے اذکار خود پڑھے۔

(۱۵۱۱) اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد ضروری ہے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھیں انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہہ دے تو کافی ہے۔ اگر اتنا وقت نہ ہو تو صرف تکبیریں کہے اور اگر اتنا وقت بھی نہ ہو تو کافی ہے کہ متابعت کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔

(۱۵۱۲) اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

(۱۵۱۳) اگر کوئی شخص نماز عید میں ایک سجدہ بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد اسے بجالائے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لئے یومیہ نماز میں سجدۂ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

نماز کے لئے اجیر بنانا

(۱۵۱۴) انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لئے جو وہ زندگی میں نہ بجالایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جا سکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لئے ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کو بجالائے تب بھی صحیح ہے۔

(۱۵۱۵) انسان بعض مستحب کاموں مثلاً حج و عمرے اور روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا قبور ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحب کام انجام دے کر اس کا ثواب مُردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

(۱۵۱۶) جو شخص میت کی قضا نماز کے لئے اجیر بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کو صحیح تقلید کے مطابق صحیح طریقے پر ادا کرے یا احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

(۱۵۱۷) ضروری ہے کہ اجیر نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ میں یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھ رہا ہوں جس کے لئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

(۱۵۱۸) ضروری ہے کہ اجیر جو عمل بجالائے اس کے لئے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا

Presented by Ziaraat.Com

لا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور صرف اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

(۱۵۱۹) اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا ضروری ہے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجالائے گا اور یہ احتمال ہو کہ صحیح بجالائے گا۔

(۱۵۲۰) جس شخص کو میت کی نمازوں کے لئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتا چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجالایا ہے تو دوبارہ (کسی دوسرے شخص کو) اجیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۱) جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ اجیر مقرر کرے۔ اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح سمجھ سکتا ہے۔

(۱۵۲۲) جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے احتیاط کی بنا پر میت کی نمازوں کے لئے اجیر بالکل مقرر نہ کیا جائے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضا ہوئی ہوں۔ ہاں، ایسے شخص کو اجیر مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں جو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھتا ہو یا جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہو۔

(۱۵۲۳) مرد، عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت، مرد کی طرف سے اجیر بن سکتی ہے۔ جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے تو ضروری ہے کہ اجیر اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

(۱۵۲۴) میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر، عصر یا مغرب و عشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ البتہ اگر اسے اس شرط کے ساتھ اجیر بنایا گیا ہو کہ میت یا اس کے ولی کے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے اور وہ ترتیب کو ضروری سمجھتا ہو تو ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۵) اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے سے انجام دے گا تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اسی طریقے سے انجام دے سوائے اس کے کہ اس طرح عمل کرنے پر عمل کے باطل ہونے کا یقین رکھتا ہو اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کرے۔ مثلاً اگر میت کا فریضہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی ذمہ داری ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

(۱۵۲۶) اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو ضروری ہے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجالائے۔

(۱۵۲۷) اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے تو مسئلہ ۱۵۲۴ کے مطابق ضروری نہیں کہ وہ ہر اجیر کے لئے وقت معین کرے۔

(۱۵۲۸) اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو ان نمازوں کے لئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا ضروری ہے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجالایا احتیاط

Presented by Ziaraat.Com

واجب کی بنا پر ان کے لئے بھی اجیر مقرر کیا جائے۔

(۱۵۲۹) جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا ہو اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کر لی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا تو اجرت دینے والے باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتے ہیں یا اجارہ کو فسخ کر سکتے ہیں اور اس کی اجرت المثل دے سکتے ہیں۔ اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو ضروری ہے کہ اجیر کے ورثاء اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۵۳۰) اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے اور اس کے اپنے ذمے بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنے کے بعد اگر فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔

روزے کے احکام

روزہ سے مراد ہے کہ خدا کی خوشنودی اور اس کے آگے اظہار تذلل کے لئے انسان اذان صبح سے مغرب تک آٹھ چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

(۱۵۳۱) انسان کے لئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ ''میں کل روزہ رکھوں گا'' ضروری نہیں بلکہ اس کا ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنی ذلت کے اظہار کے لئے اذان صبح سے مغرب تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہو اور یہ یقین حاصل کرنے کے لئے اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے ضروری ہے کہ کچھ دیر اذان صبح سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۳۲) انسان رمضان کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے۔

(۱۵۳۳) رمضان میں روزے کی نیت کا آخری وقت ایک ایسے شخص کے لئے جس کی توجہ ہو، اذان صبح سے پہلے ہے یعنی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح کے وقت جب وہ پرہیز شروع کرے تو ارادے کے ساتھ ہو چاہے وہ ارادہ ناخود آگاہ طور پر اس کے دل میں کہیں موجود ہو۔

(۱۵۳۴) جس شخص نے ایسا کوئی کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرے تو وہ جس وقت بھی دن میں مستحب

Presented by Ziaraat.Com

روزے کی نیت کرلے اگرچہ مغرب ہونے میں کم وقت ہی رہ گیا ہو، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۵) جو شخص رمضان کے روزوں اور اسی طرح واجب روزوں میں جن کے دن معین ہیں روزے کی نیت کئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے قربت مطلقہ کی نیت سے باقی دن خود کو روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے بچائے اور اس دن کے روزے کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۳۶) اگر کوئی شخص قضا یا کفارہ کا روزہ رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا کفارے کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن رمضان میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تب بھی وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا۔ نذر اور اس جیسے روزے میں نذر کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

(۱۵۳۷) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے وہ روزہ شمار نہیں ہوگا اور اسی طرح رمضان کا روزہ بھی شمار نہیں ہوگا اگر وہ نیت قصد قربت کے منافی ہو بلکہ اگر منافی نہ ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار نہیں ہوگا۔

(۱۵۳۸) مثال کے طور پر اگر کوئی شخص رمضان کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۹) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۵۴۰) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر نشے میں مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۴۱) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۲) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہوگا لیکن ضروری ہے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور رمضان کے بعد روزے کی قضا بھی کرے۔ اگر ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر رجاءً روزے کی نیت کرے اور رمضان کے بعد اس کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ روزے کی نیت کرے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۳) اگر رمضان میں بچہ اذان صبح سے پہلے بالغ ہو جائے تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر اذان

Presented by Ziaraat.Com

صبح کے بعد بالغ ہوتو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر مستحب روزہ رکھنے کا ارادہ کرلیا ہوتو اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس روزے کو پورا کرے۔

(۱۵۴۴) جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لئے اجیر بنا ہو یا اس کے ذمے کفارے کے روزے ہوں، اگر وہ مستحب روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر رمضان کے قضا روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحب روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اس کا مستحب روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت قضا روزے کی جانب موڑ سکتا ہے۔ اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۵) اگر رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا معین روزہ انسان پر واجب ہو، مثلاً اس نے منت مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر اذان صبح تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر ظہر کے بعد اسے یاد آئے تو رمضان کے روزے میں جس احتیاط کا ذکر کیا گیا ہے اس کا خیال رکھے۔

(۱۵۴۶) اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لئے مثلاً روزۂ کفارہ کے لئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۷) اگر کوئی کافر رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مافی الذمہ کی نیت سے دن کے آخر تک روزہ باطل کرنے والے کاموں سے پرہیز کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس دن کی قضا بجالائے۔

(۱۵۴۸) اگر کوئی بیمار شخص رمضان کے کسی دن میں ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے اور اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نیت کرے اور اس دن کا روزہ رکھے اور اگر ظہر کے بعد ٹھیک ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں۔ البتہ ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۵۴۹) جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ، اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کے روزے کی نیت نہیں کرسکتا لیکن نیت کرے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے تو بعید نہیں کہ اس کا روزہ صحیح ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ قضا روزے وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتا چلے کہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہوگا لیکن اگر نیت صرف روزے کی کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵۵۰) اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحب یا ایسے ہی کسی اور روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتا چلے کہ رمضان ہے تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزے کی نیت کر لے۔

(۱۵۵۱) اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔

(۱۵۵۲) اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ یا ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور واجب روزے میں ظہر سے پہلے اور مستحب روزے میں غروب سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مبطلات روزہ

(۱۵۵۳) آٹھ چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) کھانا اور پینا۔

(۲) جماع کرنا۔

(۳) استمناء۔ یعنی مرد اپنے ساتھ یا کسی دوسرے ذریعے سے جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں منی خارج ہو۔ عورتوں میں اس کی کیفیت کا تذکرہ مسئلہ ۳۴۵ میں ہو چکا ہے۔

(۴) خدا تعالیٰ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے جانشینوں سے احتیاط واجب کی بنا پر کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

(۵) غبار حلق تک پہنچانا احتیاط واجب کی بنا پر۔

(۶) اذان صبح تک جنابت، حیض یا نفاس کی حالت میں باقی رہنا۔

(۷) کسی سیال چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

(۸) قے کرنا۔

ان مبطلات کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

(۱۵۵۴) اگر روزے دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر

Presented by Ziaraat.Com

کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ، اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزے دار ٹوتھ برش منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تب بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ اس کی تری لعاب دہن میں گھل مل کر اس طرح ختم ہو جائے کہ اسے بیرونی تری نہ کہا جا سکے۔

(۱۵۵۵) جب روزے دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

(۱۵۵۶) اگر روزے دار غلطی سے کوئی چیز کھا لے یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۵۷) انجکشن اور ڈرپ سے روزہ باطل نہیں ہوتا، چاہے انجکشن تقویت پہنچانے والا اور ڈرپ گلوکوز وغیرہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ دمے کی بیماری میں استعمال ہونے والا اسپرے اگر دوا کو صرف پھیپھڑوں تک پہنچائے تو اس سے بھی روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اسی طرح آنکھ اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا چاہے اس کا ذائقہ گلے میں محسوس ہو۔ ناک میں ڈالی جانے والی دوا اگر گلے تک نہ پہنچے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۵۸) اگر روزے دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۵۹) جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لئے اذان صبح سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو خلال کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۶۰) منہ کا پانی نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں پانی بھر آیا ہو۔

(۱۵۶۱) سر اور سینے کا بلغم جب تک منہ کے اندر والے حصے تک نہ پہنچے اسے نگلنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ منہ میں آ جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے نہ نگلے۔

(۱۵۶۲) اگر روزے دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مر جانے کا خوف ہو جائے یا اسے نقصان کا اندیشہ ہو یا اتنی سختی اٹھانا پڑے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو تو اتنا پانی پی سکتا ہے کہ ان امور کا خوف ختم ہو جائے بلکہ اگر موت اور اس جیسی چیز کا خوف ہو تو پانی پینا واجب ہے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر رمضان ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے زیادہ پانی نہ پیئے اور دن کے باقی حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۶۳) بچے یا پرندے کو کھلانے کے لئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا اور اسی طرح کے کام کرنا جس میں غذا عموماً حلق تک نہیں پہنچتی خواہ وہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا بجا لائے

Presented by Ziaraat.Com

اور کفارہ بھی اس پر واجب ہے۔

(۱۵۶۴) انسان کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا لیکن اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جماع

(۱۵۶۵) جماع روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل سپاری تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہوئی ہو۔

(۱۵۶۶) اگر آلۂ تناسل سپاری سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن جس شخص کی ختنہ گاہ نہ ہو اگر اس سے کم مقدار بھی داخل کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۵۶۷) اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ سپاری کے برابر دخول ہوا تھا یا نہیں تو اس کا حکم مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر روزہ باطل کرنے والا کام انجام نہ دیا ہو تو کسی بھی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱۵۶۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور جماع کرے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آ جائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو ضروری ہے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۳۔ استمناء

(۱۵۶۹) اگر روزہ دار استمناء کرے (استمناء کے معنی مسئلہ ۱۵۵۳ میں بتائے جا چکے ہیں) تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۷۰) اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

(۱۵۷۱) اگرچہ روزے دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۷۲) اگر روزے دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

(۱۵۷۳) جس روزے دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آ جائے گی۔

(۱۵۷۴) جب روزے دار کو احتلام ہو جائے، اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہوگی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

(۱۵۷۵) جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور دل لگی کرے لیکن اس کی منی نہ نکلے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۷۶) اگر روزے دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کے طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے اور اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہوگی تو اگر چہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے، اس کا روزہ صحیح ہے۔ البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہوگی تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴۔ خدا اور رسولؐ پر بہتان باندھنا

(۱۵۷۷) اگر روزے دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارے سے یا کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگر چہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کر لے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور تمام انبیائے مرسلینؑ اور ان کے جانشینوں سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کا یہی حکم ہے۔

(۱۵۷۸) اگر (روزے دار) کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے قطعی ہونے کی دلیل نہ ہو اور اس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے نقل کرتے ہوئے بیان کرے اور پیغمبر اکرمؐ یا ائمہ سے بلا واسطہ طور پر نسبت نہ دے۔

(۱۵۷۹) اگر (روزے دار) کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ جھوٹ تھا تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۸۰) اگر روزے دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے، اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا، اگر اسے معلوم تھا کہ یہ کام روزے کو باطل کر دیتا ہے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۸۱) اگر روزے دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزے دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام سے منسوب کر دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵۸۲) اگر روزے دار سے سوال کیا جائے کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور وہ عمداً جہاں جواب نہیں دینا چاہئے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہئے وہاں عمداً نفی میں جواب دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۳) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی بات ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جبکہ روزہ رکھا ہوا ہو کہے کہ جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس بات کی اسی وقت کی کیفیت کی اطلاع دے رہا ہو۔

۵۔ غبار کو حلق تک پہنچانا

(۱۵۸۴) احتیاط واجب کی بنا پر گاڑھے غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو مثلاً آٹا یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہو مثلاً مٹی۔

(۱۵۸۵) غیر کثیف غبار (جو غبار گاڑھا نہ ہو) حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۸۶) اگر ہوا کی وجہ سے کثیف غبار پیدا ہوا اور انسان متوجہ ہونے اور احتیاط کر سکنے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۷) احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار سگریٹ اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

(۱۵۸۸) اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا دھواں وغیرہ حلق میں چلا جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا بجالائے۔

(۱۵۸۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۹۰) پورا سر پانی میں ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن یہ شدید مکروہ ہے۔

۶۔ اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

(۱۵۹۱) اگر جنب شخص رمضان میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے یا جس شخص کا فریضہ تیمّم ہو اور وہ جان بوجھ کر تیمّم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور پھر ایک دن اور روزہ رکھے اور چونکہ یہ طے نہیں ہے کہ یہ دوسرا روزہ قضا ہے یا سزا، لہٰذا رمضان کا اس دن کا روزہ بھی مافی الذمہ کی نیت سے رکھے اور رمضان کے بعد بھی جس دن روزہ رکھے اور اس میں قضا کی نیت نہ کرے۔

(۱۵۹۲) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرنا چاہتا ہو، اگر جان بوجھ کر صبح کی اذان تک جنب

Presented by Ziaraat.Com

رہے تو اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ہاں اگر جان بوجھ کر نہ ہو تو رکھ سکتا ہے۔ اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اسے ترک کردے۔

(۱۵۹۳) اگر جنب شخص رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ کسی بھی واجب اور مستحب روزے میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے تو اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۵۹۴) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۵) اگر جنب شخص رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر چند دنوں کے بعد یاد آئے تو اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو ضروری ہے کہ تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

(۱۵۹۶) اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کرلے جس کے پاس رمضان کی رات میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۱۵۹۷) جو شخص جانتا ہو کہ اس کے پاس غسل کرنے کے لئے وقت نہیں ہے اور خود کو جنب کرلے اور پھر تیمم کرے یا وقت ہونے کے باوجود جان بوجھ کر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وقت تنگ ہو جائے اور تیمم کرے تو اگر چہ وہ گنہگار ہے لیکن اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۸) جو شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح تک بیدار نہ ہوگا احتیاط واجب کی بنا پر اسے بغیر غسل کئے نہیں سونا چاہئے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے اپنی مرضی سے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

(۱۵۹۹) جب جنب رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو وہ دوبارہ سو سکتا ہے۔

(۱۶۰۰) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین یا اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور اذان تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۱) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اس پر غسل کرنا ضروری ہے تو اس صورت میں جبکہ وہ سو جائے اور صبح کی اذان تک سویا رہے تو احتیاط کی بنا پر اس پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(۱۶۰۲) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے یقین ہو یا احتمال اس بات کا ہو کہ اگر وہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ بیدار ہونے کے بعد غسل نہ کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں جبکہ وہ سو جائے اور بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ مکمل کرے اور قضا اور کفارہ اس

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے لازم ہے۔ اسی طرح اگر اس تردد میں ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے یا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۶۰۳) اگر جنب شخص رمضان کی کسی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اسے یقین ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور دوبارہ سو جائے اور اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر دوسری نیند سے بیدار ہو جائے اور تیسری دفعہ سو جائے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر کفارہ بھی دے۔

(۱۶۰۴) جس نیند میں انسان کو احتلام ہو وہ پہلی نیند سمجھی جائے گی لہٰذا اگر ایک بار بیدار ہونے کے بعد سوئے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

(۱۶۰۵) اگر کسی روزے دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں۔

(۱۶۰۶) اگر کوئی شخص رمضان میں صبح کی اذان کے بعد جاگے اور یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۷) جو شخص رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو اور دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ یہ احتلام اسے صبح کی اذان سے پہلے ہوا ہے تو اس دن رمضان کے روزے کی قضا کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۶۰۸) اگر رمضان کے روزوں میں عورت صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور عمداً غسل نہ کرے یا اس کا فریضہ تیمّم کرنا ہو اور تیمّم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔ رمضان کی قضا میں اگر جان بوجھ کر غسل یا تیمّم نہ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔

(۱۶۰۹) جو عورت رمضان کی شب میں حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے، اگر جان بوجھ کر غسل نہ کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے اور اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۰) اگر کوئی عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے اور صبح کی اذان تک بیدار رہنا ضروری نہیں ہے۔ جس جنب شخص کا فریضہ تیمّم ہو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۱۱) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے قریب حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے اور اس کے غسل یا تیمّم میں سے کسی کا وقت نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۲) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے یا دن میں اسے حیض یا نفاس کا خون آ جائے تو اگرچہ یہ خون مغرب کے قریب ہی کیوں نہ آئے اس کا روزہ باطل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۶۱۳) اگر عورت حیض یا نفاس کا غسل کرنا بھول جائے اور اسے ایک دن یا کئی دن کے بعد یاد آئے تو جو روزے اس نے رکھے ہوں وہ صحیح ہیں۔

(۱۶۱۴) اگر عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے میں کوتاہی کرے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں تیمّم بھی نہ کرے تو جیسے کہ گزر چکا ہے، ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور قضا بھی کرے لیکن اگر کوتاہی نہ کرے مثلاً منتظر ہو کہ زنانہ حمام میسر آ جائے خواہ اس مدت میں وہ تین دفعہ سوئے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور تیمّم کرنے میں بھی کوتاہی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۵) جو عورت استحاضۂ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ نہ بجالائے جس کا ذکر مسئلہ ۳۹۴ میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ ایسے ہی استحاضۂ متوسطہ میں اگرچہ عورت غسل نہ بھی کرے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۶) جس شخص نے میت کو مس کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے مس کیا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزے کی حالت میں بھی میت کو مس کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۷۔ حقنہ لینا

(۱۶۱۷) حقنہ لینا (یعنی پانی یا ہر مائع بڑی آنت میں مقعد کے ذریعے داخل کرنا)۔ سیال چیز سے حقنہ لینے سے اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے ہو روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۸۔ قے کرنا

(۱۶۱۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۶۱۹) اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھالے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۰) اگر روزے دار قے روک سکتا ہو جبکہ اسے طبیعی نظام کے تحت ہی قے آ رہی ہو تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

(۱۶۲۱) اگر روزے دار کے حلق میں مکھی چلی جائے چنانچہ وہ اس حد تک اندر چلی گئی ہو کہ اس کے نگلنے کو کھانا نہ کہا جائے تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔ لیکن اگر مکھی کافی حد تک اندر نہ گئی ہو تو ضروری ہے کہ باہر نکالے اگرچہ اسے قے کر کے ہی نکالنا پڑے۔ مگر یہ کہ قے کرنے میں روزے دار

Presented by Ziaraat.Com

کو ضرر اور شدید تکلیف ہو اور اگر وہ قے نہ کرے اور اسے نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر اسے قے کر کے باہر نکالے تو بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۲) اگر روزے دار سہواً کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اسے یاد آ جائے کہ روزے سے ہے، چنانچہ اگر وہ چیز اتنی نیچے جا چکی ہو کہ اسے معدے تک جانے دینا کھانا نہ کہا جائے تو اس چیز کا نکالنا لازم نہیں اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۳) اگر کسی روزے دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آ جائے گی، چنانچہ اگر اسے قے کرنا کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ جان بوجھ کر ڈکار نہ لے۔ لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۶۲۴) اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

(۱۶۲۵) اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو پھر اشکال نہیں لیکن اگر جنب سو جائے اور اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۱۶۰۲ میں بیان کی گئی ہے صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ چنانچہ اگر انسان نہ جانتا ہو کہ جو باتیں بتائی گئی ہیں ان میں سے بعض روزے کو باطل کرتی ہیں اور مسئلہ جاننے کے سلسلے میں اُس نے کوئی کوتاہی نہ کی ہو اور نہ ہی کسی قسم کے تردد کا شکار ہو یا یہ کہ شرعی حجت پر اعتماد رکھتا ہو اور کھانے پینے اور جماع کے علاوہ ان افعال میں سے کسی فعل کو انجام دے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۶۲۶) اگر روزے دار سہواً کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمداً کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو پچھلے مسئلے میں بیان شدہ حکم اس پر جاری ہوگا۔

(۱۶۲۷) اگر کوئی چیز زبردستی روزے دار کے حلق میں انڈیل دی جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے کہ اپنے روزے کو کھانے پینے یا جماع کے ذریعے باطل کرے مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کیلئے اپنے آپ کچھ کھا لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور ان تین چیزوں کے علاوہ بھی احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۸) روزے دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کے حلق میں انڈیل دیں تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ چیزیں جو روزے دار کے لئے مکروہ ہیں

(۱۶۲۹) روزے دار کے لئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) آنکھ میں دوا ڈالنا اور سرمہ لگانا جبکہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچے۔

(۲) ہر ایسا کام کرنا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً خون دینا اور حمام جانا۔

(۳) ناک میں دوا ڈالنا جبکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

(۴) خوشبودار جڑی بوٹیاں (Herbs) سونگھنا۔

(۵) عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

(۶) شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے انیما لینا۔

(۷) جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

(۸) دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

(۹) تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

(۱۰) بلاوجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی نکالنے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی شہوت انگیز کام کرے۔

ایسے مواقع جن میں روزے کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

(۱۶۳۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کو کھانے، پینے، جماع، استمناء یا جنابت پر باقی رہنے کی وجہ سے باطل کرے جبکہ جبر اور ناچاری کی بنا پر نہیں بلکہ عمداً اور اختیار سے ایسا کیا ہو تو اس پر قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہوگا اور جو کوئی متذکرہ امور کے علاوہ کسی اور طریقے سے روزہ باطل کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے۔

(۱۶۳۱) جن امور کا ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی ان میں سے کسی فعل کو انجام دے جبکہ اسے پختہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جسے معلوم ہی نہ ہو کہ اس پر روزہ واجب ہے جیسے وہ بچے جو بلوغ کے بعد کے ابتدائی دنوں میں ہوں۔

روزے کا کفارہ

(۱۶۳۲) رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے کے طور پر ضروری ہے کہ انسان ایک غلام آزاد کرے یا اس طریقے کے مطابق جو اگلے مسئلے میں بیان کیا جائے گا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا

Presented by Ziaraat.Com

کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد تقریباً ۳/۴ کلو طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو بقدر امکان صدقہ دینا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو توبہ و استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت (کفارہ دینے کے) قابل ہو جائے کفارہ دے۔

(۱۶۳۳) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کے ایک دن تک مسلسل روزے رکھے اور اسی طرح باقی مہینے کے روزے بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پے در پے بجالائیں لیکن اگر رکاوٹ پیش آئے کہ جسے عرفاً عذر شمار کیا جائے تو اس دن کا روزہ نہ رکھے اور عذر کے دور ہونے کے بعد دوبارہ شروع کرے۔

(۱۶۳۴) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ روزے ایسے وقت نہ رکھے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرح کوئی ایسا دن آ جائے گا جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۶۳۵) جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

(۱۶۳۶) اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں، روزے دار کو کوئی غیر اختیاری عذر پیش آ جائے، مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر وہ مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

(۱۶۳۷) اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کر دے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لئے کسی کلی ضرر کا باعث ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو ایک کفارہ کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مجموعاً کفارہ دے۔ یعنی ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ تینوں چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو، دے۔

(۱۶۳۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ اس پر کفارہ واجب نہیں لیکن احتیاط مستحب ہے کہ کفارہ دے۔

(۱۶۳۹) اگر روزے دار رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ کھائے، پیے یا جماع یا استمناء کرے تو ان سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۰) اگر روزے دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور پھر اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۱) اگر روزے دار کوئی ایسا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً حرام غذا کھا لے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۶۴۲) اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آ جائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بنا بر احتیاط واجب، اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر اس چیز کا کھانا حرام ہو، مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی خوراک جو غذا کی تعریف میں نہ آتی ہو اس کے منہ میں آ جائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بہتر ہے کہ مجموعی کفارہ دے۔

(۱۶۴۳) اگر کوئی شخص منت ماننے کے ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ منت توڑنے کا کفارہ ہے۔

(۱۶۴۴) اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے لیکن جس کے کہنے سے اطمینان حاصل نہ ہوا ہو، روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کی بات حجت ہے تو اس پر صرف قضا واجب ہے۔

(۱۶۴۵) جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کر لے اور اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

(۱۶۴۶) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد حیض، نفاس یا بیماری جیسا کوئی عذر پیدا ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے۔ خصوصاً جب کسی طریقے سے مثلاً دوائیوں کے استعمال سے خود کو حیض یا بیماری میں مبتلا کیا ہو۔

(۱۶۴۷) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۴۸) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتا چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۴۹) اگر ایک روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اپنے روزے کا کفارہ اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنی بیوی کے روزے کا بھی کفارہ دے اور اگر بیوی جماع پر راضی ہو تو ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۶۵۰) اگر کوئی عورت اپنے روزے دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۱) اگر روزے دار رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران عورت بھی جماع پر راضی ہو جائے تو دونوں پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد دو کفارے دے۔

(۱۶۵۲) اگر روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک

Presented by Ziaraat.Com

کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۳) اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۴) جو آدمی سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزے دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور کرے تو کفارہ مرد پر بھی واجب نہیں۔

(۱۶۵۵) ضروری ہے کہ انسان کفارہ دینے میں کوتاہی نہ کرے لیکن فوری طور پر دینا بھی ضروری نہیں۔

(۱۶۵۶) اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک نہ دے تو کفارے میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(۱۶۵۷) جس شخص پر ایک دن کے کفارے کے طور پر ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہو، اگر ساٹھ فقیر موجود ہوں تو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ کفارہ تو اتنا ہی دے لیکن فقیروں کی تعداد کم کر دے۔ مثلاً تیس فقیروں میں سے ہر ایک کو دو مد طعام دے کر اسی پر اکتفا کر لے۔ ہاں یہ کر سکتا ہے کہ وہ فقیر کے گھر کے افراد میں سے ہر ایک کے لئے چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں، ایک مد اس فقیر کو دے اور وہ فقیر اپنے گھر والوں کی وکالت میں یا ان کے چھوٹے ہونے کی صورت میں، ان کی ولایت میں اسے قبول کر لے اور اگر اسے ساٹھ فقیر نہ ملیں بلکہ مثلاً صرف تیس فقیر ملیں تو پھر ہر ایک کو دو مد طعام دے سکتا ہے۔ البتہ اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب بھی ممکن ہو تیس اور فقیروں کو بھی ایک مد دے۔

(۱۶۵۸) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ دس فقیروں کو فرداً فرداً ایک مد کھانا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

(۱۶۵۹) جو صورتیں بیان ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ان چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱) ایک شخص رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۶۰۲ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ صبح کی اذان تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

(۲) روزے کو باطل کرنے والا کام تو نہ کیا ہو لیکن روزے کی نیت نہ کرے یا ریا کرے یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے۔ اسی طرح مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے۔

(۳) رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) رمضان میں یہ تحقیق کئے بغیر کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو چکی تھی۔

(۵) کوئی کہے کہ صبح نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو گئی تھی۔

(۶) کوئی کہے کہ صبح ہو گئی ہے اور انسان اس کے کہنے پر یقین نہ کرے یا سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے اور خود تحقیق نہ کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی۔

(۷) کوئی شخص کسی کے کہنے پر جس کا قول اس کے لئے شرعاً حجت ہو یا وہ غلطی کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہو کہ اس کا قول حجت ہے، روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ ابھی مغرب کا وقت نہیں ہوا تھا۔

(۸) انسان کو یقین یا اطمینان ہو کہ مغرب ہو گئی ہے اور وہ روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو یا اس جیسی کوئی کیفیت ہو اور انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ مغرب ہو گئی ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو احتیاط کی بنا پر اس صورت میں قضا واجب ہے۔

(۹) انسان پیاس کی وجہ سے کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے۔ لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی گلے سے اتر جائے یا پیاس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں کہ جہاں کلی کرنا مستحب ہے — جیسے وضو کرتے وقت — کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔

(۱۰) کوئی شخص مجبوری، اضطرار یا تقیہ کی حالت میں روزہ افطار کرے جبکہ مجبوری یا تقیہ میں کھایا پیا یا جماع کیا ہو، احتیاط واجب کی بنا پر باقی چیزوں میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۶۰) اگر روزے دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے اتر جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

(۱۶۶۱) روزے دار کے لئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا چاہے تو بہتر ہے کہ پہلے تین دفعہ لعاب کو تھوک دے۔

(۱۶۶۲) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو ضروری ہے کہ کلی نہ کرے اور اس صورت میں اگر کلی کرے لیکن پانی حلق سے نہ اترے تو احتیاط واجب کی بنا پر قضا ضروری ہے۔

(۱۶۶۳) اگر کسی شخص کو رمضان میں تحقیق کرنے کے بعد معلوم نہ ہو کہ صبح ہو گئی ہے اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی تو اس کے لئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۶۶۴) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ مغرب ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے ایسا کام کر سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

قضا روزے کے احکام

(۱۶۶۵) اگر کوئی دیوانہ اچھا ہو جائے تو اس کے لئے عالم دیوانگی کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

(۱۶۶۶) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر زمانۂ کفر کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو ضروری ہے کہ ایام کفر کے روزوں کی قضا بجالائے۔

(۱۶۶۷) جو روزے مست ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ مست ہوا ہو وہ علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

(۱۶۶۸) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضا بجالائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص رمضان سے پہلے سفر کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا مثلاً اس نے ماہ مبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور ماہ مبارک ختم ہونے کے بعد واپس آیا ہو اور اسے پتا نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر دنوں یعنی پانچ روزوں کی قضا کر سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ دنوں یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

(۱۶۶۹) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان کے روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان کے پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان کے شروع ہونے میں بھی پانچ ہی دن باقی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے آخری رمضان کے روزوں کی قضا بجالائے۔

(۱۶۷۰) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان کے روزے کی قضا کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری رمضان کی قضا میں نہیں ہوگا اور نتیجتاً تاخیر کا کفارہ اس پر سے ساقط نہیں ہوگا۔

(۱۶۷۱) جس شخص نے رمضان کا قضا روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے لیکن اگر قضا کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

(۱۶۷۲) اگر کسی نے میت کا قضا روزہ رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

(۱۶۷۳) اگر کوئی شخص کسی بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس مدت کے گزرنے سے پہلے کہ جس میں وہ ان روزوں کی جو اس نے نہیں رکھے تھے قضا کر سکتا ہو مر جائے تو ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۶۷۴) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک لمبی ہو جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد (تقریباً ۷۵۰ گرام) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان تک باقی رہے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۵) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان تک قضا روزے نہ رکھ سکے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو بھی دے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب رمضان میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے۔

(۱۶۷۶) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان تک عمداً روزوں کی قضا نہ بجالائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۷) اگر کوئی شخص قضا روزے رکھنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر پیش آ جائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور احتیاط کی بنا پر ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔ اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضا بجالائے گا لیکن قضا بجالانے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر پیش آ جائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۷۸) اگر انسان کا مرض چند سال لمبا ہو جائے تو ضروری ہے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بجالائے اور اس سے پچھلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔

(۱۶۷۹) جس شخص کے لئے ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ضروری ہو وہ چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

(۱۶۸۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو ضروری ہے کہ قضا کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے لیکن باقی کئی سال کی تاخیر کے لئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۸۱) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اور ہر دن کے لئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان تک ان روزوں کی قضا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام کفارہ بھی دے۔

(۱۶۸۲) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو

Presented by Ziaraat.Com

کفارہ تکرار نہیں ہوگا۔ ایسے ہی اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تب بھی ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۸۳) باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ باپ کے روزوں کی قضا اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں مسئلہ ۱۳۷۱ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ ہر دن کے بدلے ۷۵۰ گرام کھانا کسی فقیر کو دے دے۔ چاہے وارثوں کے راضی ہونے کی صورت میں میت کے مال ہی سے دے۔

(۱۶۸۴) اگر کسی کے باپ نے رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے مثلاً منتی روزے نہ رکھے ہوں یا اگر باپ کسی کے روزوں کے لئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

(۱۶۸۵) جس مسافر کے لئے سفر میں چار رکعتی نماز کے بجائے دو رکعت پڑھنا ضروری ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو مثلاً وہ شخص جس کا پیشہ ہی سفر ہو یا جس کا سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو تو ضروری ہے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

(۱۶۸۶) رمضان میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے۔ یہی حکم ہر سفر کا ہے بجز اس سفر کے جو حج، عمرہ یا کسی ضروری کام کے لئے ہو۔

(۱۶۸۷) اگر رمضان کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو تو اگر وہ روزہ اجارے یا اجارے کی مانند کسی وجہ سے واجب ہوا ہو یا اعتکاف کے دنوں میں سے تیسرا دن ہو تو اس دن سفر نہیں کرسکتا اور اگر سفر میں ہو اور اس کے لئے ٹھہرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ دس دن ایک جگہ قیام کرنے کی نیت کرے اور اس دن روزہ رکھے لیکن اگر اس دن کا روزہ منت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس دن سفر کرنا جائز ہے اور قیام کی نیت کرنا واجب نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ جب تک سفر کرنے کے لئے مجبور نہ ہو سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو قیام کرنے کی نیت کرے۔ لیکن اگر یہ روزہ قسم یا عہد کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلے۔

(۱۶۸۸) اگر کوئی شخص مستحب روزے کی منت مانے لیکن اس کے لئے دن معین نہ کرے تو وہ شخص سفر میں ایسا منتی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اگر منت مانے کہ سفر کے دوران ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ وہ روزہ سفر میں رکھے نیز اگر منت مانے کہ سفر میں ہو یا نہ ہو ایک مخصوص دن کا روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اگرچہ سفر میں ہو تب بھی اس دن کا روزہ رکھے۔

(۱۶۸۹) مسافر طلب حاجت کے لئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحب روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ

Presented by Ziaraat.Com

تین دن بدھ، جمعرات اور جمعہ ہوں۔

(۱۶۹۰) کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا باطل ہے، اگر سفر میں روزہ رکھ لے اور دن ہی دن میں اسے حکم مسئلہ معلوم ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ لیکن اگر مغرب تک حکم معلوم نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران روزہ رکھ لے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۹۲) اگر روزے دار ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر اپنے روزے کو تمام کرے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں اور اگر ظہر سے پہلے سفر کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا خصوصاً جب رات ہی سے اس کا ارادہ سفر کرنے کا ہو۔ لیکن ہر صورت میں حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جو روزے کو باطل کرتا ہو ورنہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

(۱۶۹۳) اگر مسافر رمضان میں خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے اور ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا بھی نہیں اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ قضا کرے۔

(۱۶۹۴) اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس دن کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۶۹۵) مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لئے رمضان میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

وہ لوگ جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

(۱۶۹۶) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

(۱۶۹۷) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۸) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے۔ لیکن دوسری صورت میں ضروری ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر بعد میں روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۹) جس عورت کے وضع حمل کا وقت قریب ہو، اس کا روزہ رکھنا خود اس کے لئے یا اس کے ہونے والے بچے کے لئے مضر ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور ضروری ہے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۷۰۰) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ اور خواہ بچے کو مفت دودھ پلا رہی ہو اگر اس کا روزہ رکھنا خود اس کے یا دودھ پینے والے بچے کے لئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جبکہ بچے کو دودھ پلانے کا انحصار اسی پر ہو۔ لیکن اگر بچے کو دودھ پلانے کا کوئی اور طریقہ ہو مثلاً کچھ عورتیں مل کر بچے کو دودھ پلائیں یا اسے دودھ پلانے میں فیڈر کی مدد بھی لیں تو ایسی صورت میں اس حکم کے ثابت ہونے میں اشکال ہے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

(۱۷۰۱) مہینے کی پہلی تاریخ (مندرجہ ذیل) چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) انسان خود چاند دیکھے۔

(۲) ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین آ جائے یا کسی عقلی بنیاد پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۳) دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر انسان کو ان کی غلطی کا یقین یا اطمینان ہو یا ان دو عادلوں کی گواہی سے دو اور عادلوں کی گواہی یا اس جیسی کوئی چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں لیکن دو عادل آدمیوں کے علاوہ کوئی دوسرا چاند دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے یا کچھ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں سے دو عادل چاند دیکھنے کا دعویٰ کریں اور دوسروں کو چاند نظر نہ آئے حالانکہ ان لوگوں میں دو اور عادل آدمی ایسے ہوں جو چاند کی جگہ پہچاننے، نگاہ کی تیزی اور دیگر خصوصیات میں ان پہلے دو عادل آدمیوں کی مانند ہوں، مطلع بھی صاف ہو اور کسی ایسی چیز کے ہونے کا احتمال بھی نہ ہو جو ان کی دید میں رکاوٹ بن سکے تو ایسی صورت میں دو عادل آدمیوں کی گواہی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

(۱۷۰۲) حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی سوائے یہ کہ اس کے حکم سے یا اس کے نزدیک چاند ثابت ہو جانے سے چاند نظر آنے کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۱۷۰۳) منجموں کی پیش گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

(۱۷۰۴) چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔

(۱۷۰۵) اگر کسی شخص پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند رات تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

(۱۷۰۶) اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں بھی جن کا افق اس شہر سے متحد ہو مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے گی۔ یہاں افق کے متحد ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے شہر میں چاند دکھائی دے تو دوسرے شہر میں بھی اگر کوئی رکاوٹ مثلاً بادل نہ ہوتے تو دکھائی دیتا اور یہ وہاں باعث اطمینان ہے جہاں دوسرا شہر پہلے شہر کے مغرب میں اور خط عرض Latitude کے اعتبار سے پہلے شہر سے نزدیک ہو اور اگر دوسرا شہر پہلے شہر کے مشرق میں ہو تو خط عرض میں پہلے شہر کے نزدیک ہونے کے ساتھ ساتھ خط طول Longitude میں اس کا فاصلہ پہلے شہر سے زیادہ نہ ہو۔

(۱۷۰۷) جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کا پہلا دن، اس دن ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔ لیکن اگر دن ہی دن میں اسے پتا چل جائے کہ آج پہلی شوال ہے تو ضروری ہے کہ روزہ افطار کر لے۔

(۱۷۰۸) اگر کوئی شخص قید میں ہو اور رمضان کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ گمان پر عمل کرے لیکن اگر قوی گمان پر عمل کر سکتا ہو تو ضعیف گمان پر عمل نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ قوی ترین احتمال حاصل کرنے کے لئے مکمل سعی و کوشش کرے اور اگر کوئی راستہ نہ ہو تو آخری چارۂ کار کے طور پر قرعہ اندازی کر لے، اگر اس سے احتمال کی قوت میں اضافہ ہو رہا ہو اور اگر گمان پر عمل ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس مہینے کے بارے میں احتمال ہو کہ رمضان ہے اس مہینے میں روزے رکھے لیکن ضروری ہے کہ وہ اس مہینے کو یاد رکھے۔ چنانچہ بعد میں اسے معلوم ہو کہ وہ رمضان یا اس کے بعد کا زمانہ تھا تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو کہ رمضان سے پہلے کا زمانہ تھا تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

حرام اور مکروہ روزے

(۱۷۰۹) عید الفطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ نیز جس دن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

(۱۷۱۰) اگر عورت کے مستحب (نفلی) روزہ رکھنے سے شوہر کے حق لذت کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ یہی حکم واجب غیر معین مثلاً غیر معین نذر کے روزے کا ہے اور اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہوگا اور نذر بھی پوری نہیں مانی جائے گی۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب شوہر، عورت کو مستحب یا غیر معین نذر کا روزہ رکھنے سے منع کردے، چاہے اس سے شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر مستحب (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

(۱۷۱۱) اگر اولاد کا مستحب روزہ — ماں باپ کی اولاد سے شفقت کی وجہ سے — ماں باپ کے لئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لئے مستحب روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۷۱۲) اگر اولاد باپ یا ماں کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھ لے اور دن کے دوران باپ یا ماں اسے (روزہ رکھنے سے) منع کرے، تو اگر اولاد کا باپ یا ماں کی بات نہ ماننا فطری شفقت کی وجہ سے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کو چاہئے کہ روزہ توڑ دے۔

(۱۷۱۳) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر نہیں ہے کہ جس کی پروا کی جائے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے اگرچہ طبیب کہے کہ مضر نہیں ہے تو اس پر واجب نہیں کہ روزہ رکھے۔

(۱۷۱۴) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے قابل توجہ ضرر کا باعث ہے یا اس بات کا احتمال ہو اور اس احتمال کی بنا پر (اس کے دل میں) خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں صحیح ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا واجب نہیں بلکہ اگر وہ نقصان انسانی جان کی ہلاکت یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا سبب بن رہا ہو تو روزہ حرام ہے۔ اس کے علاوہ صورت میں اگر بقصد رجاء روزہ رکھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ روزہ اس کے لئے قابل توجہ نقصان کا سبب نہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۷۱۵) جس شخص کو اعتماد ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتا چلے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر تھا کہ جس کی پروا کی جاتی تو احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۱۶) مندرجہ بالا روزوں کے علاوہ اور بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۷۱۷) عاشور کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اس دن کا روزہ بھی مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا دن۔

مستحب روزے

(۱۷۱۸) بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزے رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے۔ اگر کوئی شخص یہ روزہ نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام یا ۱۲ء۶ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

(۲) ہر مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ

(۳) رجب اور شعبان کے پورے مہینے کے روزے۔ یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) عید نوروز کے دن۔

(۵) شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

(۶) ذی قعدہ کی پچیسویں اور انتیسویں تاریخ۔

(۷) ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۸) ۱۸ ذی الحجہ یعنی عید سعید غدیر کے دن

(۹) ۲۴ ذی الحجہ یعنی مباہلہ کے دن

(۱۰) محرم الحرام کی پہلی، تیسری اور ساتویں تاریخ۔

(۱۱) ۱۷ ربیع الاول یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن

(۱۲) ۱۵ جمادی الاول

(۱۳) ۲۷ رجب یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے دن

جو شخص مستحب روزہ رکھے اس کے لئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام تک پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کرلے اور دن میں ہی روزہ کھول لے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

(۱۷۱۹) (مندرجہ ذیل) پانچ اشخاص کے لئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں، رمضان میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہیں:

(۱) وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

(۲) وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

(۳) وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور یہی حکم ہے اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اگر ایسا کام نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔

(۴) وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

(۵) وہ کافر جو مسلمان ہو جائے اور اس نے روزہ باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہ دیا ہو۔

(۱۷۲۰) روزے دار کے لئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے اتنی بھوک لگی ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت میں ہی ادا کرے۔

خمس کے احکام

(۱۷۲۱) خمس سات چیزوں پر واجب ہے:

(۱) کاروبار (یا روزگار) کا منافع۔

(۲) معدنی کانیں۔

(۳) دفینہ (گڑا ہوا خزانہ)۔

(۴) حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے۔

(۵) غوطہ خوری سے حاصل ہونے والے سمندری موتی اور مونگے۔

(۶) جنگ میں ملنے والا مال غنیمت۔

(۷) مشہور قول کی بنا پر وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے:

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ کاروبار کا منافع

(۱۷۲۲) جب انسان تجارت، صنعت و حرفت یا دوسرے کام دھندوں سے روپیہ پیسہ کمائے مثال کے طور پر اگر کوئی اجیر بن کر کسی متوفی کی نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور اس طرح کچھ روپیہ کمائے لہٰذا اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ زائد کمائی کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق دے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔

(۱۷۲۳) اگر کسی کو کمائی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے سوائے کچھ ان چیزوں کے جنہیں آنے والے مسائل میں استثناء کیا جائے گا، مثلاً کوئی شخص اسے بطور تحفہ کوئی چیز دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۴) عورت کو جو مہر ملتا ہے اور شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض جو مال حاصل کرتا ہے ان پر خمس نہیں ہے۔ یہی حکم دیت کے طور پر ملنے والے مال کا ہے اور اسی طرح میراث کے معتبر قواعد کی رو سے جو میراث انسان کو ملے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شیعہ مسلمان کو اس کے علاوہ کسی اور ذریعے مثلاً تعصیب[1] کے ذریعے میراث ملے تو اسے آمدنی سمجھا جائے گا اور اس کا خمس نکالنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اسے باپ اور بیٹے کے علاوہ کسی اور کی طرف سے میراث ملے کہ جس کا خود اسے گمان تک نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ میراث اگر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۵) اگر کسی شخص کو کوئی میراث ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس نہیں دیا تھا تو ضروری ہے کہ وارث اس کا خمس دے۔ اسی طرح اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس شخص کے ذمے خمس واجب الادا تھا تو ضروری ہے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔ لیکن دونوں صورتوں میں جس شخص سے مال ورثے میں ملا ہو اگر وہ خمس دینے کا معتقد نہ ہو یا یہ کہ وہ خمس دیتا ہی نہ ہو تو ضروری نہیں کہ وارث وہ خمس ادا کرے جو اس شخص پر واجب تھا۔

(۱۷۲۶) اگر کسی شخص نے کفایت شعاری کے سبب سال بھر کے اخراجات کے بعد کچھ رقم پس انداز کی ہو تو ضروری ہے کہ اس بچت کا خمس دے۔

(۱۷۲۷) جس شخص کے تمام اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۸) اگر کوئی شخص اپنی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس سے منافع کمائیں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کمائی کا خمس دیں۔ نیز یہ کہ اگر وہ کسی اور طریقے سے اس جائیداد سے نفع

۱۔ یہ اہل سنت کے ہاں ارث کے باب میں ایک قانون کا نام ہے جو شیعوں کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حاصل کریں مثلاً اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر دے دیں تو ضروری ہے کہ نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔

(۱۷۲۹) جو مال کسی فقیر نے واجب صدقے مثلاً کفارات یا ردمظالم یا مستحب صدقے کے طور پر حاصل کیا ہو اگر وہ اسکے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ لیکن جو مال اسے خمس یا زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر دیا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ اس اصلی مال کا خمس دے۔ ہاں! اگر اس سے کچھ منافع حاصل ہوا ہو جو سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ گیا ہو تو اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۳۰) اگر کوئی شخص ایسی رقم سے کوئی چیز خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو یعنی بیچنے والے سے کہے کہ ''میں یہ چیز اس رقم سے خرید رہا ہوں'' اگر بیچنے والا شیعہ اثنا عشری ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق اس چیز سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور (اس معاملے میں) حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷۳۱) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس کا خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے فروشندہ کو دی ہے اس کے خمس کے لئے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

(۱۷۳۲) اگر کوئی شیعہ اثنا عشری مسلمان کوئی ایسا مال خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۳) اگر کوئی شخص کسی شیعہ اثنا عشری مسلمان کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور (جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو) اس کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۴) اگر انسان کو کسی کافر سے یا ایسے شخص سے جو خمس دینے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو یا خمس نہ دیتا ہو، کوئی مال ملے تو اس مال کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۵) تاجر، دکاندار، کاریگر اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت سے جب انہوں نے کاروبار یا کام شروع کیا ہو، ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔ یہی حکم مجالس پڑھنے والے ذاکر وغیرہ کا ہے۔ چاہے اسے سال کے مخصوص ایام میں ہی آمدنی ہوئی ہو، جبکہ اس کی آمدنی سالانہ اخراجات کا ایک بڑا حصہ ادا کر رہی ہو۔ جو شخص کسی کام دھندے سے کمائی نہ کرتا ہو تا کہ اس ذریعے سے اپنے اخراجات ادا کرے بلکہ لوگوں یا حکومت کی مدد پر اس کا گزارا ہو یا اسے اتفاقاً کوئی نفع حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ نفع ملے اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس اعتبار سے ہر منافع کے لئے ایک علیحدہ سال بھی قرار دے سکتا ہے۔

(۱۷۳۶) سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منافع ملے وہ اس کا خمس دے سکتا ہے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی کو موخر کر دے، لیکن اگر جانتا ہو کہ سال کے اختتام تک اسے اس کی ضرورت نہیں پڑنے والی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ فوراً اس کا خمس ادا کرے اور اگر وہ خمس ادا کرنے کے لئے شمسی سال (رومن کیلنڈر) اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۷۳۷) اگر کسی شخص کو کوئی منافع حاصل ہو لیکن وہ سال کے دوران مر جائے تو ضروری ہے کہ اس کی موت تک کے اخراجات اس منافع میں سے نکال کر باقی ماندہ کا خمس فوراً دے دیا جائے۔

(۱۷۳۸) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور اسی سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۹) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور بڑھے گی اس مال کو سال کے خاتمے تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس دینا احتیاط واجب کی بنا پر واجب ہے۔

(۱۷۴۰) کسی شخص نے مال تجارت کے علاوہ کوئی مال خرید کر یا اسی کی طرح کسی طریقے سے حاصل کیا ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو ضروری ہے کہ جس قدر اس چیز کی قیمت بڑھی ہے، اگر سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ جائے تو اس کا خمس دے۔ اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا (بھیڑ خریدے اور وہ) بھیڑ موٹی ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس اضافی مقدار کا خمس دے۔

(۱۷۴۱) اگر کوئی شخص ایسے مال سے جس کا خمس ادا کر دیا ہے یا ابھی اس پر خمس واجب نہیں ہوا ہے، اس خیال سے باغ (میں پودے) لگائے کہ قیمت بڑھ جانے پر انہیں بیچ دے گا تو ضروری ہے کہ پھلوں کی اور درختوں کی نشوونما، خودرو یا کاشت کئے ہوئے پودے، خشک شدہ لکڑیاں جو کاٹ کر استفادہ حاصل کرنے کے قابل ہوگئی ہوں اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت کا خمس دے۔ لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچ کر ان سے نفع کمائے گا تو قیمت کی اضافی مقدار کا خمس ضروری نہیں، باقی ہر چیز کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۲) اگر کوئی شخص بید، مشک اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو ضروری ہے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس دے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں اگر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۴۳) اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں، مثلاً اپنے سرمائے سے اس نے شکر بھی خرید کر رکھی ہو اور چاول بھی، اگر ان تمام ذرائع تجارت کی آمدنی اور اخراجات اور تمام رقم کا حساب کتاب یکجا ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کے اخراجات سے زائد ہو اس کا خمس ادا کرے۔ اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو وہ ایک ذریعے کے نقصان کا دوسرے ذریعے کے نقصان سے

Presented by Ziaraat.Com

تدارک کرسکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو یا ایک پیشہ ہو لیکن مختلف چیزوں کا حساب کتاب بالکل جدا ہو تو ان دو صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کرسکتا۔

(۱۷۴۴) انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لئے مثلاً دلالی اور باربرداری کے سلسلے میں خرچ کرے اسی طرح آلات اور وسائل پر جو نقص آئے تو انہیں منافع میں سے منہا کرسکتا ہے اور اتنی مقدار کا خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

(۱۷۴۵) کاروبار کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے ساز و سامان، مکان کی خریداری، بیٹے کی شادی، بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں۔

(۱۷۴۶) جو مال انسان منت اور کفارے پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے۔ اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو تحفے یا انعام کے طور پر دے بشرطیکہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

(۱۷۴۷) اگر رواج اس بات کا ہو کہ انسان اپنی لڑکی کا جہیز چند سالوں میں بتدریج بنائے اور جہیز تیار نہ کرنا اس کی شان کے خلاف ہو، چاہے اسی اعتبار سے کہ وہ عین وقت پر سارا جہیز تیار نہ کر پائے گا اور وہ سال کے دوران اسی سال کے منافع سے کچھ جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو اور عرفی اعتبار سے جہیز کی اتنی مقدار اس کے سال کے اخراجات میں سے سمجھی جائے تو اس پر خمس دینا لازم نہیں ہے اور اگر وہ جہیز اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو یا ایک سال کے منافع سے دوسرے سال میں تیار کیا گیا ہو تو اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۸) جو مال کسی شخص نے زیارت بیت اللہ (حج) اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ لمبا ہو جائے تو جو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۹) جو شخص کسی پیشے یا تجارت وغیرہ سے منافع حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے منافع کو مدنظر رکھتے ہوئے کرسکتا ہے۔

(۱۷۵۰) جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لئے اپنے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر خمس اس کی قیمت کی صورت میں دینا چاہے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو قیمت ہو اس کا حساب لگائے۔

(۱۷۵۱) کوئی شخص خمس دینے سے پہلے اپنے منافع میں سے گھریلو استعمال کے لئے سامان خریدے اگر

Presented by Ziaraat.Com

اس کی ضرورت منافع حاصل ہونے والے سال کے بعد ختم ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر دوران سال اس کی ضرورت ختم ہو جائے لیکن وہ سامان ان چیزوں میں سے ہو جو عموماً آئندہ سالوں میں استعمال کے لئے رکھی جاتی ہو جیسے سردی اور گرمی کے کپڑے تو ان پر خمس نہیں ہوتا۔ اس صورت کے علاوہ دوران سال اگر اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے۔ عورت کے لئے جن زیورات کو بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے اس پر بھی خمس نہیں ہے۔

(۱۷۵۲) اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

(۱۷۵۳) اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور وہ اپنے سرمائے سے خرچ اٹھائے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں سے خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا کر سکتا ہے۔

(۱۷۵۴) اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں ڈوب جائے تو جس قدر سرمایہ ڈوبا ہو انسان اتنی مقدار اس سال کے منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

(۱۷۵۵) اگر کسی شخص کے مال میں سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے، اگر اسے اسی سال میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس سال کے دوران اپنے منافع سے مہیا کر سکتا ہے، اس پر خمس نہیں ہے۔

(۱۷۵۶) اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور وہ اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ آئندہ سالوں کے منافع سے قرض کی رقم منہا کرے اور اس کا خمس ادا نہ کرے لیکن اگر سال کے دوران اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع کمائے تو اپنے قرضے کی رقم اس منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔ اسی طرح پہلی صورت میں وہ اس قرض کو اسی سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

(۱۷۵۷) اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض لے تو اگر وہ اس سال کے منافع میں سے خمس ادا کئے بغیر وہ قرضہ ادا کر دے تو سال گزرنے پر ضروری ہے کہ اس چیز کا خمس ادا کرے، سوائے اس صورت میں کہ قرضے میں لیا ہوا مال اس مال سے خریدی گئی چیز سال کے دوران ہی ختم ہو جائے۔

(۱۷۵۸) انسان ہر اس چیز کا جس پر خمس واجب ہو چکا ہو اسی چیز کی شکل میں خمس دے سکتا ہے اور اگر چاہے تو جتنا خمس اس پر واجب ہوا اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی دوسری جنس کی صورت میں جس پر خمس واجب نہ ہو دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

(۱۷۵۹) جس شخص کے مال پر خمس واجب الادا ہو اور سال گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو تو وہ اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۱۷۶۰) جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے

Presented by Ziaraat.Com

مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۱) جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مفاہمت کر کے خمس کو اپنے ذمے لے لے تو سارا مال استعمال کر سکتا ہے اور مفاہمت کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ اپنا خمس والا قرضہ بتدریج اس طرح ادا کرے کہ اسے خمس ادا کرنے میں سستی کرنا نہ کہا جا سکے۔

(۱۷۶۲) جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دیدے اور اس کا حصے دار نہ دے اور آئندہ سال وہ حصے دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا سانجھے میں سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کر دیا ہو) اگر شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال کو استعمال میں لا سکتا ہے۔

(۱۷۶۳) اگر نابالغ بچے کو کوئی منافع حاصل ہو چاہے تحفوں کی صورت میں ہی ہو اور دوران سال وہ بچے کے ضروریات میں استعمال نہ ہو تو اس کا خمس دینا ہوگا اور اس کے ولی پر واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس نہ دے تو بالغ ہونے کے بعد واجب ہے کہ وہ خود اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۴) جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ (مال دینے والے) دوسرے شخص نے اس کا خمس دیا ہے یا نہیں تو وہ (مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس نہیں دیا تب بھی اگر وہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۷۶۵) اگر کوئی شخص کاروبار کے منافع سے سال کے دوران کوئی ایسی چیز خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس دے اور اگر خمس نہ دے اور اس چیز کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۶) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور ایسے مال سے جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو، اس کی قیمت ادا کرے اور پھر اس کی قیمت بڑھ جائے، اگر اس نے یہ چیز اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ دے گا، مثلاً کھیتی باڑی کے لئے زمین خریدی ہو تو ضروری ہے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس سے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو ضروری ہے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۷) جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) یا چند سالوں سے خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے کاروبار کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے کاروبار شروع کئے ہوئے یا اگر کاروباری نہ ہو تو منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے یہ چیزیں اس سال کے دوران اس منافع سے خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے اور اسی سال

Presented by Ziaraat.Com

میں انہیں استعمال بھی کرلیا ہے تو ان پر خمس دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے احتمالی نسبت پر مفاہمت کرے یعنی اگر مثلاً ۵۰ فیصد پر خمس واجب ہو گیا ہوگا تو ضروری ہے کہ اس کا ۵۰ فیصد خمس کے طور پر دے۔

۲۔ معدنی کانیں

(۱۷۶۸) سونے، چاندی، سیسے، تانبے، لوہے، (جیسی دھاتوں کی کانیں) نیز پیٹرولیم، کوئلے، فیروزے، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کانیں اور (اسی طرح کی) دوسری کانیں انفال کے زمرے میں آتی ہیں یعنی وہ امام عصر علیہ السلام کی ملکیت ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی چیز نکالے جبکہ شرعاً کوئی حرج نہ ہو تو وہ اسے اپنی ملکیت قرار دے سکتا ہے اور اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۹) کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال مروجہ سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ضروری اخراجات نکالنے کے بعد ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر بعد میں جو اخراجات آئے ہوں جیسے اس دھات کو خالص بنانے کے اخراجات، انہیں منہا کر کے جو باقی بچے اس کا خمس دے۔

(۱۷۷۰) جس شخص نے کان سے منافع کمایا ہو اور جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہوگا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے منافعے اس منافع کو ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائیں۔

(۱۷۷۱) جپسم اور چونے پر احتیاط لازم کی بنا پر معدنی چیزوں کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ چیزیں حد نصاب تک پہنچ جائیں تو سال بھر کے اخراجات نکالنے سے پہلے ان کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۲) جو شخص کان سے کوئی چیز نکالے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا زیر زمین اور خواہ ایسی زمین میں ہو جو اس کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

(۱۷۷۳) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو وزن کر کے یا کسی اور طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۴) اگر کئی افراد مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۵) اگر کوئی شخص اس معدنی چیز کو ایسی زمین کے نیچے سے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو اس کی اجازت کے بغیر اس کی زمین کھود کر نکالے تو مشہور قول یہ ہے کہ ''جو چیز دوسرے کی زمین سے نکالی جائے وہ اسی مالک کی ہے'' لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں اور احتیاط یہ ہے کہ باہم معاملہ طے کریں اور اگر آپس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ اس تنازعے کا فیصلہ کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ گڑا ہوا دفینہ

(۱۷۷۶) دفینہ وہ منتقل شدہ مال ہے جو چھپا ہوا ہو اور لوگوں کی دسترس سے نکل چکا ہو اور جسے زمین، درخت، پہاڑ یا دیوار میں چھپایا گیا ہو، جبکہ معمولاً وہ ایسی جگہ نہیں ہوتا۔

(۱۷۷۷) اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو یا موات اور خود اس نے اس زمین پر محنت کر کے اسے اپنی ملکیت میں لیا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۸) دفینے کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے یعنی جو چیز دفینے سے ملے اگر اس کی قیمت ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی برابر ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

(۱۷۷۹) اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے جو اس نے کسی سے خریدی ہو یا مثلاً اجارے وغیرہ سے اس پر حق تصرف حاصل کیا ہو کوئی ایسا دفینہ ملے جس کا تعلق کسی مسلمان یا کافر ذمی سے نہ ہو یا اگر ہو تو اتنے قدیم زمانے سے تعلق ہو کہ جس کے بعد اس کے کسی بھی وارث کو تلاش نہ کیا جا سکے تو وہ اسے ملکیت میں لے سکتا ہے اور اس پر خمس دینا بھی ضروری ہے۔ اگر عقلی احتمال ہو کہ یہ سابقہ مالک کا مال ہے جبکہ زمین اور اسی طرح دفینہ یا وہ جگہ ضمناً زمین میں شامل ہونے کی بنا پر اس کا حق ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اب اگر وہ اس مال کا دعویٰ کرے تو ضروری ہے کہ وہ مال اسے دیدے اور اگر دعویٰ نہ کرے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اس پر اس کا حق تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو اطلاع دے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اس پر ان کا حق ہو۔ اب اگر ان میں سے کوئی اس کا دعویٰ نہ کرے اور اسے بھی یہ یقین نہ ہو کہ یہ کسی غیر قدیم مسلمان یا ذمی کا مال ہے تو پھر وہ اسے اپنے قبضے میں لے سکتا ہے۔ لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۰) اگر کسی شخص کو ایک وقت میں چند جگہوں سے مال ملے جس کی مجموعی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ اس مال کا خمس دے لیکن اگر مختلف اوقات میں دفینے ملیں تو زیادہ فاصلہ نہ ہونے کی صورت میں ان تمام کی قیمت ایک ساتھ لگائی جائے گی لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو تو ہر ایک کی قیمت علیحدہ لگائی جائے گی۔

(۱۷۸۱) جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اتنا نہ بنتا ہو تو اس پر خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۷۸۲) اگر کوئی شخص جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر اسے احتمال ہو کہ یہ مال بیچنے والے یا پہلے مالک کا ہے اور وہ جانور پر اور جو کچھ اس کے پیٹ سے برآمد ہوا ہے اس پر حق رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو کہ وہ مال ان میں سے کسی ایک کا بھی نہیں ہے اور اس کی مقدار نصاب تک ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے اگرچہ وہ مال دفینے

Presented by Ziaraat.Com

کے نصاب کے برابر نہ ہو اور باقی مال اس کی ملکیت ہوگا اور یہ حکم مچھلی اور اس کی مانند دوسرے ایسے جانداروں کے لئے بھی ہے جن کی کوئی شخص کسی مخصوص جگہ میں افزائش و پرورش کرے اور ان کی غذا کا انتظام کرے اور اگر سمندر یا دریا سے اسے پکڑے تو کسی کو اس کی اطلاع دینا لازم نہیں۔

۴۔ وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

(۱۷۸۳) اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ انسان انہیں ایک دوسرے سے الگ نہ کر سکے اور حرام مال کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور یہ بھی علم نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ تو تمام مال کا خمس نکالنے سے وہ مال حلال ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کو دے جو خمس اور رد مظالم کا مستحق ہو۔

(۱۷۸۴) اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور انسان حرام کی مقدار — خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ — جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

(۱۷۸۵) اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو اور دونوں ایک دوسرے کو راضی نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ دوسرے کا مال ہے وہ اسے دیدے۔ بلکہ اگر دو مال اس کی اپنی غلطی سے مخلوط ہوئے ہوں تو احتیاط کی بنا پر مال کی جس زیادہ مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ یہ دوسرے کا ہے وہ اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۶) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دیدے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

(۱۷۸۷) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اگر وہ راضی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے مال کے برابر اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۸) اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند لوگوں میں سے ہی کوئی ایک ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون ہے تو ضروری ہے کہ ان سب کو اطلاع دے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی ایک کہے کہ یہ میرا مال ہے اور دوسرے کہیں کہ ہمارا مال نہیں یا اس پہلے کی تصدیق کر دیں تو اسی پہلے شخص کو وہ مال دیدے اور اگر دو یا دو سے زیادہ آدمی کہیں کہ یہ ہمارا مال ہے اور صلح یا اسی طرح کسی طریقے سے وہ معاملہ حل نہ ہو تو ضروری ہے کہ تنازعے کے حل کے لئے حاکم شرع سے رجوع کریں اور اگر وہ سب لاعلمی کا اظہار کریں اور باہم صلح بھی نہ کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس مال کے مالک کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے ہوگا اور احتیاط یہ ہے کہ حاکم شرع یا اس کا وکیل قرعہ اندازی کی نگرانی کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۔ غواصی سے حاصل کئے ہوئے موتی

(۱۷۸۹) اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لؤلؤ، مرجان یا دوسرے موتی نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں، اگر اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے کے برابر ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دیا جائے، خواہ انہیں ایک دفعہ میں سمندر سے نکالا گیا ہو یا ایک سے زیادہ دفعہ میں بشرطیکہ پہلی دفعہ اور دوسری دفعہ غوطہ لگانے میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ ہاں اگر دونوں مرتبہ میں فاصلہ زیادہ ہو مثلاً یہ کہ دو موسموں میں غواصی کی ہو اور ہر ایک دفعہ میں ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے اور اسی طرح جب غواصی میں شریک تمام غوطہ خوروں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو ان پر اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۹۰) اگر سمندر میں غوطہ لگائے بغیر دوسرے ذرائع سے موتی نکالے جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان پر خمس واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے موتی حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا ضروری ہے جب جو موتی اسے دستیاب ہوئے ہوں وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۱) مچھلیوں اور ان دوسرے (آبی) جانوروں کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۲) اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی موتی اس کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے اپنی ملکیت میں لینے کا ارادہ کرے تو اس کا خمس دینا ضروری ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۳) اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی موتی ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً موتی ہوتے ہیں اور وہ نصاب تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً موتی نگل لیا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگرچہ وہ حد نصاب تک نہ پہنچے تب بھی اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۴) اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور موتی نکال لائے تو ضروری ہے کہ ان کا خمس دے۔

(۱۷۹۵) اگر کوئی شخص پانی میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے اور اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۷۹۶) جس شخص کا پیشہ غوطہ خوری یا کان کنی ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کر دے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

(۱۷۹۷) اگر بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال لائے تو بچے کا ولی اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس ادا نہ کرے تو ضروری ہے کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد خود خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر اس کے پاس حرام مال میں حلال مال ملا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا ولی ان احکام کے مطابق عمل کرے جو اس قسم کے مال کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں۔

۶۔ مال غنیمت

(۱۷۹۸) اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور جو چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں انہیں ''غنیمت'' کہا جاتا ہے۔ اس میں سے جو خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد ضروری ہے کہ باقی ماندہ پر خمس ادا کیا جائے۔ مال غنیمت پر خمس ثابت ہونے میں اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جن زمینوں کا تعلق ''انفال'' سے ہے وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اگرچہ جنگ امام علیہ السلام کی اجازت سے نہ ہو۔

(۱۷۹۹) اگر مسلمان کافروں سے امام علیہ السلام کی اجازت کے بغیر جنگ کریں اور ان سے مال غنیمت حاصل ہو تو جو غنیمت حاصل ہو وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہے اور جنگ کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔

(۱۸۰۰) جو کچھ کافروں کے ہاتھ میں ہے اگر اس کا مالک محترم المال یعنی مسلمان یا کافر ذمی یا معاہد ہو تو اس پر غنیمت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(۱۸۰۱) کافر حربی کا مال چرانا اور اس جیسا کوئی کام کرنا اگر خیانت اور نقص امن میں شمار ہو تو حرام ہے اور اس طرح کی جو چیزیں ان سے حاصل کی جائیں احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں لوٹا دی جائیں۔

(۱۸۰۲) مشہور یہ ہے کہ ناصبی کا مال مومن اپنے لئے لے سکتا ہے البتہ اس کا خمس دے لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۷۔ وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

(۱۸۰۳) اگر کافر ذمی مسلمان سے زمین خریدے تو مشہور قول کی بنا پر اس کا خمس اسی زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے لیکن اس صورت میں خمس کے عام قواعد کے مطابق خمس کے واجب ہونے میں اشکال ہے۔

خمس کا مصرف

(۱۸۰۴) ضروری ہے کہ خمس دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے اور ضروری

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ کسی فقیر سید یا یتیم سید یا ایسے سید کو دیا جائے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کو دیا جائے یا ایسے کاموں پر جس کی وہ مجتہد اجازت دے خرچ کیا جائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ مرجع اعلم ہو اور عمومی مصلحتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۸۰۵) جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ فقیر بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۰۶) جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۷) جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۸) جو سید خمس کو گناہ کے کام میں استعمال کرے اسے خمس نہیں دیا جا سکتا بلکہ اگر اسے خمس دینے سے گناہ کرنے میں اس کی مدد ہوتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے چاہے وہ اسے گناہ میں استعمال نہ بھی کرے۔ اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو۔

(۱۸۰۹) جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا انسان کو کسی بھی طریقے سے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

(۱۸۱۰) کوئی شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہو، اگر انسان کو اس کے برخلاف بات کا یقین یا اطمینان نہ ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۱۱) اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ شوہر اسے اس مقصد کے لئے خمس نہ دے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کی کفالت اس عورت پر واجب ہو اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو خمس دے تا کہ وہ زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرے اسی طرح اس عورت کو اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرنے کے لئے خمس دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۱۲) اگر انسان پر کسی سید کے یا ایسی سیدانی کے اخراجات واجب ہوں جو اس کی بیوی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ رقم اس مقصد سے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ اسے دوسری ضروریات پر خرچ کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۱۳) اگر کسی فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۱۴) احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک فقیر سید کو اسکے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ خمس نہ دیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۱۵) اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو تو وہ خمس کو دوسرے شہر لے جا سکتا ہے بلکہ اگر خمس کی ادائیگی میں سستی نہ بھی جائے تو مستحق کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے شہر لے جا سکتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں اگر خمس تلف ہو جائے تو تلف شدہ مقدار کا ضامن ہے چاہے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور خمس دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات بھی اس خمس میں سے نہیں لے سکتا۔

(۱۸۱۶) اگر کوئی شخص حاکم شرع یا اس کے وکیل کی وکالت میں خمس وصول کرے تو وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اور اگر ان دو میں سے کسی ایک کی اجازت سے دوسرے شہر لے جائے اور بغیر کوتاہی کے تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔

(۱۸۱۷) یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی اصل قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۷۵۸ میں بتایا گیا ہے کہ کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا مطلقاً محل اشکال ہے۔ سوائے اس کے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ہو۔

(۱۸۱۸) جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یا تو حاکم شرع سے اجازت لے یا خمس اس مستحق کو دیدے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کے طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرض چکا لے۔

(۱۸۱۹) مالک، خمس کے مستحق شخص سے یہ شرط نہیں کر سکتا کہ وہ خمس لینے کے بعد اسے واپس لوٹا دے۔

زکوٰۃ کے احکام

(۱۸۲۰) زکوٰۃ چند چیزوں پر واجب ہے:

(۱) گیہوں (۲) جو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) سونا (۶) چاندی

(۷) اونٹ (۸) گائے (۹) بھیڑ بکری (۱۰) احتیاط لازم کی بنا پر مال تجارت۔

اگر کوئی شخص ان دس چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا ضروری ہے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصارف میں سے کسی ایک مد میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

(۱۸۲۱) زکوٰۃ مذکورہ دس چیزوں پر اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور وہ مال انسان کی اپنی ملکیت ہو اور اس کا مالک آزاد ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۲۲) اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن ضروری ہے کہ اگلے سال کی ابتدا کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

(۱۸۲۳) سونے، چاندی اور مال تجارت پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کا مالک پورے سال بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن گیہوں، جو، کھجور، کشمش اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

(۱۸۲۴) گیہوں اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں ''گیہوں'' اور ''جو'' کہا جائے۔ کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ابھی انگور ہی کی صورت میں ہوں۔ کھجور پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب (وہ پک جائیں اور) عرب اسے تمر کہیں۔ لیکن ان میں زکوٰۃ کا نصاب دیکھنے کا وقت وہ ہے جب یہ خشک ہو جائیں اور گندم و جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہوتا ہے جب یہ غلہ کھلیان میں پہنچے اور ان (کی بالیوں) سے بھوسا اور (دانہ) الگ کیا جائے۔ جبکہ کھجور اور کشمش میں یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انہیں اتار لیتے ہیں۔ اگر اس وقت کے بعد مستحق کے ہوتے ہوئے بلاوجہ تاخیر کرے اور تلف ہو جائے تو مالک ضامن ہے۔

(۱۸۲۵) گیہوں، جو، کشمش اور کھجور میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے۔ معتبر نہیں ہے کہ ان کا مالک ان میں تصرف کر سکے۔ پس اگر مالک غائب ہو اور مال بھی اس کے یا اس کے وکیل کے ہاتھ میں نہ ہو مثلاً کسی نے ان چیزوں کو غصب کر لیا ہو تب بھی جس وقت وہ مال اس کو مل جائے زکوٰۃ ان چیزوں میں ثابت ہے۔

(۱۸۲۶) اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست (بے حواس) یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور اسی طرح گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۲۷) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری چیزوں میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک اس مال میں شرعاً اور تکویناً تصرف کر سکتا ہو۔ پس اگر سال کے ایک قابل توجہ حصے میں کسی نے اس مال کو غصب کر لیا ہو یا مالک اس مال میں شرعاً تصرف نہ کر سکتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۲۸) اگر کسی نے سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لی ہو اور وہ چیز ایک سال تک اس کے پاس رہے تو ضروری ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر قرض دینے والا اس کی زکوٰۃ دیدے تو قرضدار پر کچھ واجب نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

(۱۸۲۹) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تین سو صاع ہے جو ایک گروہ (علماء) کے بقول تقریباً 847 کلو ہوتا ہے۔

(۱۸۳۰) جس انگور، کھجور، جو اور گیہوں پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی فقیر کو زکوٰۃ کے علاوہ کسی اور نیت سے دیدے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار استعمال کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۱) اگر گیہوں، جو کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مرجائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی ضروری ہے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مرجائے تو ہر وہ وارث جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ اپنے حصے کی زکوٰۃ خود ادا کرے۔

(۱۸۳۲) جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہو وہ گیہوں اور جو کے کھلیان میں بھوسا (اور دانہ) الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۸۳۳) اگر کسی شخص کے کھجور کے درختوں، انگور کی بیلوں یا گیہوں اور جو کے کھیتوں (کی پیداوار) کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص کھیتوں اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کردے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۵) اگر کوئی شخص گیہوں، جو، کھجور یا انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی تو ضروری ہے کہ وہ خود اس پر زکوٰۃ دے دے، لیکن اگر بیچنے والے نے اسے دھوکہ دیا ہو تو وہ زکوٰۃ دینے کے بعد اس سے رجوع کرسکتا ہے اور زکوٰۃ کی مقدار کا اس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔

(۱۸۳۶) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور خشک ہونے کے وقت اس حد سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۷) اگر کوئی شخص گیہوں، جو اور کھجور کو خشک ہونے کے وقت سے پہلے خرچ کرے تو اگر وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۸) کھجور کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) وہ جو رطب (پکی ہوئی رس دار) ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

(۳) وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے پر نصاب کی حد تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب ہے کہ اس کی زکوٰۃ دی جائے۔ جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۹) جس گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے دے دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس پڑی بھی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۱۸۴۰) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارانی یا نہری زمین پر کی جائے یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی (جھیل یا کنویں وغیرہ کے پانی سے) بذریعہ ڈول کی جائے تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۱) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور اسے ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جا سکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فیصد ہے۔

(۱۸۴۲) اگر کوئی شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد زکوٰۃ دے تو کافی ہے۔

(۱۸۴۳) اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۴۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن ان کی سینچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سینچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۵) اگر کسی کھیت کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں کھیتی باڑی کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سینچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ اور اس سے ملحقہ کھیت کی زکوٰۃ احتیاط کی بنا پر دسواں حصہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۴۶) جو اخراجات کسی شخص نے گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر کئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۴۷) جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے۔

(۱۸۴۸) جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) بطور محصول لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً اگر کھیت کی پیداوار ۲۰۰۰ کلو ہو اور حکومت اس میں سے ۱۰۰ کلو بطور لگان کے لے لے تو زکوٰۃ فقط ۱۹۰۰ کلو پر واجب ہے۔

(۱۸۴۹) احتیاط واجب کی بنا پر انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جو اخراجات اس نے زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کئے ہوں انہیں وہ پیداوار سے منہا کرے اور صرف باقی ماندہ پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۰) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد جو اخراجات کئے جائیں اور جو کچھ زکوٰۃ کی مقدار کی نسبت خرچ کیا جائے وہ پیداوار سے منہا نہیں کیا جا سکتا اگرچہ احتیاط کی بنا پر حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت بھی لے لی ہو۔

(۱۸۵۱) کسی شخص کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تا کہ جو اور گیہوں کھلیان تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور کے خشک ہونے کا وقت ہو جائے پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو جائز ہے کہ زکوٰۃ کی مقدار کا اندازہ لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۲) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انسان یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ، مستحق شخص یا حاکم شرع یا اس کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

(۱۸۵۳) جب کوئی شخص فصل یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق شخص یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ فصل کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۱۸۵۴) اگر انسان چند شہروں میں گیہوں، جو، کھجور یا انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے فصل اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور یہ سب ایک سال کی پیداوار شمار ہوتے ہوں تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس

Presented by Ziaraat.Com

وقت زکوٰۃ دے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہو تو انتظار کرے تاکہ باقی اجناس پک جائیں۔ پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۵۵) اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۵۶) اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کے خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۵۷) اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا کوئی اور کشمش یا خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے نیز اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے۔

(۱۸۵۸) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔ لیکن اگر زکوٰۃ اس کے ذمے واجب الادا ہو چکی ہو تو اس کا حکم بھی باقی قرضوں کا حکم ہے۔

(۱۸۵۹) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گیہوں، جو، کھجور یا انگور بھی ہو اور اس سے پہلے کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں تو جس وارث کا حصہ نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو متوفی کا قرضہ ادا نہ کریں اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لئے واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو جبکہ متوفی پر اتنا قرض ہو کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو گیہوں، جو، کھجور اور انگور میں سے بھی کچھ مقدار قرض خواہ کو دینی پڑے گی تو جو کچھ قرض خواہ کو دیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور باقی ماندہ مال پر وارثوں میں سے جس کا بھی حصہ زکوٰۃ کے نصاب کے برابر ہو اس کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(۱۸۶۰) جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جو، کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی والی قسم کی زکوٰۃ گھٹیا قسم سے نہ دے۔

Presented by Ziaraat.Com

سونے کا نصاب

(۱۸۶۱) سونے کے نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جبکہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے۔ پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک جو آج کل کے پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں، پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جو بیان کی جا چکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو آج کل کے تین مثقال کے برابر ہوتے ہیں یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لئے یہی حکم ہے یعنی اگر تین مثقال اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اضافہ تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

(۱۸۶۲) چاندی کے نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مروجہ مثقال ہے۔ لہٰذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر اسے شک ہو کہ نصاب کی حد تک جا پہنچی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ تحقیق کرے۔

(۱۸۶۳) جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے ضروری ہے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۴) سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ چکی ہو لیکن لین دین کا رواج ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر لین دین کا رواج ختم ہو چکا ہو تو چاہے مہر باقی ہو، زکوٰۃ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۶۵) وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو احتیاط کی بنا پر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر ان کے ذریعے لین دین کا رواج باقی نہ ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۶) جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلی نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۴ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۷) جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اور اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۸) اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ گیارہ مہینے کے دوران انہیں کسی دوسری چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلا لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ان کو سونے یا چاندی سے بدل لے یعنی سونے کو سونے یا چاندی سے یا چاندی کو چاندی یا سونے سے بدل لے تو احتیاط واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۹) اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا یا چاندی کے سکے پگھلائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

(۱۸۷۰) سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسری دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۷۱) جس شخص کے پاس سونے اور چاندی کے سکے ہوں اگر ان میں دوسری دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو گئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور بھیڑ، بکری کی زکوٰۃ

(۱۸۷۲) اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کے لئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آ چکا ہے ایک شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ حیوان سارا سال صرف (خودرو) جنگلی گھاس چرتا رہا ہو۔ لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ

Presented by Ziaraat.Com

حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی چراگاہ میں چرے جو خود اس شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک مختصر مقدار مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے جبکہ اب بھی عرفاً کہا جا سکے کہ اس نے باہر کی گھاس ہی کھائی ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ واجب ہونے میں شرط یہ نہیں ہے کہ سارا سال حیوان بے کار رہے بلکہ اگر آبیاری یا ہل چلانے یا ان جیسے امور میں ان حیوانوں سے استفادہ کیا جائے جبکہ عرفاً کہا جا سکے کہ یہ سارا سال بے کار رہے ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے بلکہ اگر نہ کہا جا سکے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۷۳) اگر کوئی شخص اپنے اونٹ گائے اور بھیڑ کے لئے ایک ایسی چراگاہ خریدے جسے کسی نے کاشت نہ کیا ہو یا اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگرچہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا محصول ادا کرے تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

(۱۸۷۴) اونٹ کے نصاب بارہ ہیں:

(۱) پانچ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس حد تک نہ پہنچے، زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) دس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

(۳) پندرہ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

(۴) بیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

(۵) پچیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

(۶) چھبیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۷) چھتیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۸) چھیالیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۹) اکسٹھ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۱۰) چھہتر اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

(۱۱) اکیانوے اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

(۱۲) ایک سو اکیس اونٹ اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا یا تو ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو یا پچاس سے پچاس تک کا حساب

Presented by Ziaraat.Com

کرے اور ہر پچاس اونٹوں کے لئے ایک اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے اور بعض مقامات پر اس کو اختیار ہے کہ چالیس سے حساب کرے یا پچاس سے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا ضروری ہے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے بھی تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو ضروری ہے کہ ایک سو کے لئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر چھٹے نصاب میں اس کے پاس دو سالہ اونٹنی نہ ہو تو تین سالہ اونٹ کافی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو خریدنے میں اسے اختیار ہے کہ کسی کو بھی خرید لے۔

(۱۸۷۵) دونوں نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے، بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے ضروری ہے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کا نصاب

(۱۸۷۶) گائے کے دو نصاب ہیں:

اس کا پہلا نصاب تیس ہے۔ جب کسی شخص کی گایوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو ضروری ہے کہ گائے کا ایک ایسا بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بچھڑا ہو۔ اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے ضروری ہے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے۔ جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دگنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گایوں کی تعداد بڑھتی جائے تو ضروری ہے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس طریقے کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو۔ مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ تیس اور چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لئے تیس کی اور چالیس کے لئے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس گائیں بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی اور

Presented by Ziaraat.Com

بعض مقامات، مثلاً ۱۲۰ گائیں پر اس کو اختیار ہے کہ جیسے چاہے حساب کرے۔

بھیڑ کا نصاب

(۱۸۷۷) بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں:

پہلا نصاب ۴۰ ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

دوسرا نصاب ۱۲۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

تیسرا نصاب ۲۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

چوتھا نصاب ۳۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

پانچواں نصاب ۴۰۰ اور اس سے اوپر کی ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا ضروری ہے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے برابر نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

(۱۸۷۸) دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۷۹) اونٹ، گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی حد تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں اور کچھ مادہ تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۸۰) زکوٰۃ کے ضمن میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی اور غیر عربی اونٹ ایک جنس ہیں۔ اسی طرح بھیڑ، بکرے اور دنبے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۸۸۱) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اگر بکری دے تو احتیاطاً ضروری ہے کہ وہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

(۱۸۸۲) جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو۔ نیز گائے اور اونٹ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۸۳) اگر کئی افراد باہم حصے دار ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۸۴) اگر ایک شخص کی گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں مختلف جگہوں پر ہوں اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۸۵) اگر کسی شخص کی گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار اور عیب دار ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۶) اگر کسی شخص کی ساری گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست، بے عیب اور جوان ہوں تو وہ ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار، کچھ عیب دار اور کچھ بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست، بے عیب اور جوان جانور دے۔

(۱۸۸۷) اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں، بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب بتایا ہوا سے اسی جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے، مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اگر ایسا کرنا زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے ہو تو اس صورت میں جبکہ دونوں چیزیں ایک ہی نوعیت کا فائدہ رکھتی ہوں مثلاً دونوں بھیڑیں دودھ دیتی ہوں تو احتیاط لازم ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۸) جس شخص کو گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ دینی ضروری ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو تو ضروری ہے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں ضروری ہے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

جس مال کا انسان معاوضہ دے کر مالک ہوا ہو اور اس نے وہ مال تجارت اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے محفوظ رکھا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ (مندرجہ ذیل) چند شرائط کے ساتھ اس کی زکوٰۃ دے جو کہ چالیسواں حصہ ہے۔

(۱) مالک بالغ اور عاقل ہو۔

(۲) مال کی قیمت کم از کم ۱۵ مثقال سکہ دار سونے یا ۱۰۵ مثقال سکے دار چاندی کے برابر ہو۔

(۳) جس وقت سے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی نیت کی ہو اس پر ایک سال گزر جائے۔

(۴) فائدہ اٹھانے کی نیت پورے سال باقی رہے۔ پس اگر سال کے دوران اس کی نیت بدل جائے مثلاً اس کو اخراجات کی مد میں صرف کرنے کی نیت کرے تو ضروری نہیں کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵) مالک اس مال میں پورا سال تصرف کرسکتا ہو۔

(۶) تمام سال اس کے سرمائے کی مقدار یا اس سے زیادہ پر خریدار موجود ہو۔ پس اگر سال کے کچھ حصے میں سرمائے کی مقدار کا خریدار نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

(۱۸۸۹) زکوٰۃ کا مال آٹھ مقامات پر خرچ ہوسکتا ہے:

(۱) فقیر۔ وہ شخص جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں فقیر ہے۔ لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کرسکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

(۲) مسکین۔ وہ شخص جو فقیر سے زیادہ تنگدست ہو، مسکین ہے۔

(۳) وہ شخص جو امام عصر علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے، اس کی نگہداشت کرے، حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امام علیہ السلام یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

(۴) وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں یا جنگ کے علاوہ مسلمانوں کی مدد کریں۔ اسی طرح وہ مسلمان جن کا ایمان ان بعض چیزوں پر جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں کمزور ہو لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو ان کے ایمان کی تقویت کا سبب بن جائے یا جو مسلمان امام علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان نہیں رکھتے لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو وہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کی طرف مائل ہوں اور اس پر ایمان لے آئیں۔

(۵) غلاموں کو خرید کر انہیں آزاد کرنا۔ جس کی تفصیل اس کے باب میں بیان ہوئی ہے۔

(۶) وہ مقروض جو اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو۔

(۷) فی سبیل اللہ یعنی وہ کام جن کا فائدہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہو، مثلاً مسجد بنانا، ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہو، شہر کی صفائی کرنا نیز سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا اور ان ہی جیسے دوسرے کام کرنا۔

(۸) ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو۔

یہ وہ مدیں ہیں جہاں زکوٰۃ خرچ ہوتی ہے لیکن مالک، زکوٰۃ کو امامؑ یا نائب امام کی اجازت کے بغیر مد نمبر ۳ اور مد نمبر ۴ میں خرچ نہیں کرسکتا اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر مد نمبر ۷ کا حکم بھی یہی ہے اور مذکورہ

Presented by Ziaraat.Com

مدوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱۸۹۰) احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر اس کے پاس کچھ رقم یا جنس ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کم پڑتی ہو۔

(۱۸۹۱) جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ استعمال کر لے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۸۹۲) جس ہنرمند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

(۱۸۹۳) جس فقیر کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت اپنی عزت رکھنے کے لئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان، برتنوں اور گرمی وسردی کے کپڑوں اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

(۱۸۹۴) جو فقیر محنت کر کے روزی کما سکتا ہو اور اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچہ برداشت کر سکتا ہو لیکن سستی کی وجہ سے روزی نہ کما رہا ہو، اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ وہ طالب علم جس کے لئے روزی کمانا، اس کے تحصیل علم کی راہ میں رکاوٹ ہو، اگر اس پر علم حاصل کرنا واجب عینی نہ ہو تو کسی بھی صورت میں فقراء کے حصے سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔ ہاں، اگر اس کا علم حاصل کرنا عمومی فائدے کا سبب ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے سبیل اللہ کے حصے سے لے سکتا ہے اور جس فقیر کے لئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۱۸۹۵) جو شخص پہلے فقیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگرچہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ لیکن جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے فقیر رہا ہے یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر جب تک اس کے فقیر ہونے کا اطمینان نہ کر لے، اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۱۸۹۶) جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۱۸۹۷) جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو، اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

(۱۸۹۸) اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں

Presented by Ziaraat.Com

شمار کرسکتا ہے بلکہ اگر متوفی کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۸۹۹) یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں خفت محسوس کرتا ہو تو مستحب ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

(۱۹۰۰) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلے سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے۔ لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے اور اگر ختم ہوگئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان اس کا عوض اس سے لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور انسان کو اپنے مال سے زکوٰۃ کا عوض مستحق کو دینا ضروری ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس نے فقیر کے بارے میں تحقیق کر لی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے فقیر مانا ہو۔

(۱۹۰۱) جو شخص مقروض ہو اور قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

(۱۹۰۲) اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے سہم فقراء میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۰۳) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اگرچہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ قرضے کو جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۰۴) جس مسافر کا زادراہ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کرسکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے اور اگر اپنے وطن میں کوئی چیز فروخت کر کے یا کرائے پر دے کر، اپنے لئے زادراہ مہیا کرسکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۹۰۵) جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے اور اسے زکوٰۃ دینے والے کو واپس نہ پہنچا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو پہنچا دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

(۱۹۰۶) (مال کا) مالک جس شخص کو اپنی زکوٰۃ دے سکتا ہے، ضروری ہے کہ وہ شیعہ اثنا عشری ہو۔ اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ دوبارہ زکوٰۃ دے۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت بھی ہے جب اس نے کسی کے شیعہ ہونے کے بارے میں تحقیق کرلی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے شیعہ مانا ہو۔

(۱۹۰۷) اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ فقیر ہو تو انسان اس کے سرپرست کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسان خود یا کسی امین شخص کے توسط سے زکوٰۃ کو بچے یا دیوانے پر خرچ کرے۔ ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی نیت اس وقت کرے جب وہ زکوٰۃ ان کے استعمال میں لائی جائے۔

(۱۹۰۸) جو فقیر بھیک مانگتا ہو اور اس کا فقیر ہونا ثابت ہوا سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے مگر جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دینا گناہ کی طرف مائل کرنے کا سبب ہو اگرچہ وہ اسے گناہ کے کام میں خرچ نہ بھی کرے اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۰۹) جو شخص شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو اور اسی طرح جو شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۰) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔

(۱۹۱۱) انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کی کفالت اس پر واجب ہو۔ مثلاً اولاد کے اخراجات۔ زکوٰۃ سے ادا نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ خود اولاد کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ہاں، اگر ان واجب النفقہ افراد کا خرچہ دینے کے قابل نہ ہو لیکن اس پر زکوٰۃ واجب ہوچکی ہو تو ان کے اخراجات زکوٰۃ سے ادا کرسکتا ہے۔

(۱۹۱۲) اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لئے دے تاکہ وہ اسے اپنی بیوی، نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے یا اپنا قرضہ ادا کرے جبکہ باقی شرائط بھی موجود ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۱۳) باپ اپنے بیٹے کو سہم "فی سبیل اللہ" میں سے علمی اور دینی کتابیں جن کی بیٹے کو ضرورت ہو خرید کر نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو تو احتیاط کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۱۴) جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کی شادی کے لئے زکوٰۃ میں سے خرچ

Presented by Ziaraat.Com

کرسکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لئے ایسا ہی کرسکتا ہے۔

(۱۹۱۵) کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے اخراجات دیتا ہو اور ایسی عورت جسے اس کا شوہر اخراجات نہ دیتا ہو لیکن جو حاکم جور سے رجوع کر کے ہی سہی، شوہر کو اخراجات دینے پر مجبور کرسکتی ہو اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۶) جس عورت نے متعہ کیا ہو اگر وہ فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر عقد کے موقع پر شوہر نے یہ شرط قبول کی ہو کہ اس کے اخراجات دے گا یا کسی اور وجہ سے اس کے اخراجات دینا شوہر پر واجب ہو اور وہ اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۱۹۱۷) عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔

(۱۹۱۸) سید، غیر سید سے حالت مجبور کے علاوہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ایسی مجبوری ہو کہ خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوں۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ صرف اسی دن کے ضروری اخراجات کی مقدار میں زکوٰۃ لینے پر اکتفا کرے۔

(۱۹۱۹) جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید، اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ ہاں، اگر وہ خود سید ہونے کا دعویٰ کرے اور مالک اسے زکوٰۃ دے دے تو وہ مالک بری الذمہ نہ ہوگا۔

زکوٰۃ کی نیت

(۱۹۲۰) ضروری ہے کہ انسان بہ قصد قربت یعنی بارگاہ الٰہی میں اظہار ذلت کی نیت سے زکوٰۃ دے اور اگر قصد قربت کے بغیر دے تو گناہگار ہونے کے باوجود کافی ہے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ ہے یا زکوٰۃ فطرہ ہے بلکہ مثال کے طور پر اگر گیہوں اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو اور وہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر دینا چاہے تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ معین کرے کہ گیہوں کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

(۱۹۲۱) اگر کسی شخص پر متعدد چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ زکوٰۃ میں کوئی چیز دے لیکن کسی بھی چیز کی ''نیت نہ کرے'' تو جو چیز اس نے زکوٰۃ میں دی ہے اگر اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہے تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ فرض کریں کہ کسی شخص پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہے، اگر وہ مثلاً ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دے اور ان چیزوں میں سے (کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی بھی ''نیت'' نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ لیکن اگر وہ چاندی کے سکے یا کرنسی نوٹ دے جو ان (چیزوں) کے ہم جنس نہیں ہے تو بعض (علماء) کے بقول وہ (سکے یا نوٹ) ان تمام (چیزوں) پر حساب سے بانٹ دیئے جائیں لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ احتمال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی کی بھی (زکوٰۃ) شمار نہ ہوں گے اور (نیت نہ کرنے تک) مالک مال کی ملکیت رہیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۲۲) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرتے وقت نیت کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس زکوٰۃ کے فقیر تک پہنچنے تک اپنی اسی نیت پر باقی رہے۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱۹۲۳) ضروری ہے کہ انسان گیہوں اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے۔ ضروری ہے کہ سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے۔

(۱۹۲۴) زکوٰۃ علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لئے لازم نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے اور اگر کسی عقلی مقصد سے اس میں تاخیر کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۲۵) جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۹۲۶) جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور مال زکوٰۃ حفاظت کرنے کے باوجود تلف ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کی کوئی صحیح وجہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر تاخیر کرنے کی کوئی صحیح وجہ تھی مثلاً ایک خاص فقیر اس کی نظر میں تھا یا تھوڑا تھوڑا کر کے فقراء کو دینا چاہتا تھا تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا ضامن ہے۔

(۱۹۲۷) اگر کوئی شخص زکوٰۃ (عین اسی) مال سے جدا کر دے تو وہ باقی ماندہ مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے جدا کر دے تو اس پورے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۹۲۸) انسان نے جو مال زکوٰۃ کے طور پر علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لئے اٹھا کر اس کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۲۹) اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ جنے تو وہ منفعت زکوٰۃ کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۹۳۰) جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دیدے بجز اس صورت کے کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

(۱۹۳۱) اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال سے کاروبار کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو وہ زکوٰۃ میں سے کوئی کمی نہیں کر سکتا لیکن اگر منافع ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مستحق کو دیدے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۳۲) اگر کوئی شخص اس سے پہلے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر ابھی تک فقیری میں مبتلا ہو تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۳) اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگدست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۴) اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتا ہو کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی ہے اور اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر ذمے دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

(۱۹۳۵) مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرومند فقراء کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم کو بے علم لوگوں پر اور جو لوگ ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں ان کو منگتوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں، یہ ممکن ہے کہ کسی فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو۔

(۱۹۳۶) بہتر ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے اور مستحب صدقہ پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

(۱۹۳۷) جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس کے لئے کسی اور معین مد میں بھی صرف نہ کر سکتا ہو تو وہ اسے کسی دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اس صورت میں اگر اس نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ حاکم شرع سے وکالت لے لے اور اس مال کو حاکم شرع کی وکالت میں وصول کرے اور پھر اسے کسی شہر میں منتقل کرے۔ اس صورت میں وہ تلف کا ذمہ دار بھی نہ ہوگا اور منتقل کرنے کی اجرت بھی زکوٰۃ میں سے لے سکتا ہے۔

(۱۹۳۸) اگر زکوٰۃ دینے والے کو اپنے شہر میں کوئی مستحق مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ خود ذمے دار ہے بجز اس صورت کے کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

(۱۹۳۹) جو شخص گیہوں، جو، کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو، ان اجناس کے ناپ تول کی اجرت اس کی اپنی ذمے داری ہے۔

(۱۹۴۰) انسان کے لئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

(۱۹۴۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے

Presented by Ziaraat.Com

متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ مال ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق ہی شک کیوں نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۹۴۲) فقیر یہ نہیں کر سکتا کہ زکوٰۃ لینے سے پہلے اس کی مقدار سے کم مقدار پر مصالحت کر لے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کرے اور اسی طرح مالک بھی یہ نہیں کر سکتا کہ مستحق کو اس شرط پر زکوٰۃ دے کہ وہ مستحق اسے واپس کر دے گا لیکن اگر مستحق زکوٰۃ لینے کے بعد راضی ہو جائے اور اس زکوٰۃ کو اسے واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو اور اس نے توبہ کر لی ہو تو اگر فقیر راضی ہو جائے کہ اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسے بخش دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۴۳) انسان قرآن مجید، دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں سہم فی سبیل اللہ سے خرید کر وقف نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۴) انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں کو وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچہ اس پر واجب ہو تا کہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

(۱۹۴۵) حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لئے انسان فی سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لئے زکوٰۃ لے چکا ہو لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کا حج اور زیارات وغیرہ کے لئے جانا لوگوں کے مفاد میں ہو اور احتیاط کی بنا پر ایسے کاموں میں زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۶) اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کیلئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور فقیر کو یہ احتمال ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ کوئی چیز اس میں سے اپنے لئے نہیں لے سکتا اور اگر فقیر کو یہ یقین ہو کہ مالک کا ارادہ یہ نہیں تھا تو وہ اپنے لئے بھی لے سکتا ہے۔

(۱۹۴۷) اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے بیان کی گئی ہیں تو ضروری ہے کہ فقیر ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۹۴۸) اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں حصہ دار ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کر لیں (اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے) اگرچہ اسے علم ہو کہ اس کے ساتھی نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس کا اپنے حصے میں تصرف کرنا اشکال نہیں رکھتا۔

(۱۹۴۹) اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے واجب ہو اور کفارہ اور منت وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو کفارے اور نذر سے پہلے زکوٰۃ، خمس اور قرض ادا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۵۰) جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لئے کافی نہ ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس یا زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کا باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے اور اس صورت میں اگر کچھ بچ جائے تو حج کیا جائے اور اگر زیادہ بچا ہو تو اسے خمس اور زکوٰۃ پر تقسیم کر دیا جائے۔

(۱۹۵۱) جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی کمانے کے لئے کام کر سکتا ہو، اگر اس کا علم حاصل کرنا واجب عینی ہو تو فقراء کے حصے سے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور اگر اس علم کا حاصل کرنا عوامی بہبود کے لئے ہو تو فی سبیل اللہ کی مد سے احتیاط کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

(۱۹۵۲) عید الفطر کی رات غروب آفتاب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو بے ہوش ہو اور نہ فقیر اور نہ کسی دوسرے کا غلام ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تقریباً تین کلو ہوتا ہے ان غذاؤں میں سے جو اس کے شہر (یا علاقے) میں استعمال ہوتی ہوں، مثلاً گیہوں یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار مستحق شخص کو دے اور اگر ان کے بجائے ان کی قیمت نقدی کی شکل میں دے تب بھی کافی ہے۔ احتیاط لازم یہ ہے کہ جو غذا اس کے شہر میں عام طور پر استعمال نہ ہوتی ہو چاہے وہ گیہوں، جو، کھجور یا کشمش ہو، نہ دے۔

(۱۹۵۳) جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے اہل وعیال کا سال بھر کا خرچہ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۴) جو لوگ عید الفطر کی رات غروب کے وقت کسی کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں ضروری ہے کہ صاحب خانہ ان کا فطرہ دے، قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر، ان کا خرچہ اس پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

(۱۹۵۵) اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا گردانا جائے، اور دوسرے شہر میں ہو، اپنا نمائندہ مقرر کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ کے) مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا تو خود صاحب خانہ کے لئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۵۶) جو مہمان عید الفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کے گھر آئے، رات اس کے ہاں گزارے اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں اگرچہ وقتی طور پر شمار ہو اس کا فطرہ بھی صاحب خانہ پر واجب ہے۔

(۱۹۵۷) جو مہمان عید الفطر کی رات غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے اور اگر کھانا کھانے والا شمار نہ ہو تو واجب نہیں ہے اور جس شخص کو انسان نے عید کی شب میں اپنے گھر افطار پر بلایا ہو، وہ اس کے ہاں کھانا کھانے والا شمار نہیں ہوتا اور صاحب خانہ پر اس کا فطرہ واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۸) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عید الفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۵۹) غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہو تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۰) اگر عید الفطر کی رات غروب کے وقت فطرہ واجب ہونے کی شرائط نہ ہوں، لیکن اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہو جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۱) اگر کوئی کافر عید الفطر کی رات غروب آفتاب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو وہ عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۲) جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع گیہوں یا اس جیسی کوئی جنس ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ فطرہ دے اور اگر اس کے اہل وعیال بھی ہوں اور وہ ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ فطرے کی نیت سے ایک صاع گیہوں وغیرہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اسی نیت سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس کا سرپرست اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ چیز اس کی نیت سے نہ لے بلکہ خود کے لئے لے۔

(۱۹۶۳) اگر عید الفطر کی رات غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر غروب سے پہلے صاحب اولاد ہو جائے یا شادی کر لے، اگر وہ اس کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو ان کا فطرہ دینا ضروری ہے اور اگر وہ کسی اور کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو اس پر (یعنی باپ یا شوہر پر) ان کا فطرہ واجب نہیں اور اگر کسی کے ہاں کھانا کھانے والے نہ سمجھے جائیں تو عورت کا فطرہ خود پر واجب ہے اور بچے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۶۴) اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھانے والا بن جائے۔ مثلاً اگر عورت غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا فطرہ دے۔

(۱۹۶۵) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اس کا فطرہ نہ دے یا نہ دے سکتا ہو تو احتیاط کی بنا پر خود اس شخص پر واجب ہے کہ مسئلہ ۱۹۵۲ میں ذکر شدہ شرائط اگر اس میں موجود ہوں تو خود اپنا فطرہ دے۔

(۱۹۶۶) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو، اگر وہ خود اپنا فطرہ دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

(۱۹۶۷) غیر سید، کسی سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھاتا ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

(۱۹۶۸) جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو۔ لیکن اگر ماں یا دایہ اپنا خرچہ بچے کے مال سے پورا کرتی ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں۔

(۱۹۶۹) انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو، ضروری ہے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

(۱۹۷۰) اگر انسان کسی شخص کو اجرت پر رکھے جیسے مستری، بڑھئی یا خدمتگار اور اس کا خرچ اس طرح دے کہ وہ اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہو تو ضروری ہے کہ اس کا فطرہ بھی دے۔ لیکن اگر اسے صرف کام کی مزدوری دے تو اس (اجیر) کا فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۹۷۱) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جانا ضروری نہیں۔ لیکن اگر غروب کے بعد فوت ہو تو علماء میں مشہور یہ ہے کہ اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جائے۔ لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں اور احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کیا جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کا مصرف

(۱۹۷۲) فطرہ احتیاط واجب کی بنا پر فقط ان شیعہ اثنا عشری فقراء کو دینا ضروری ہے جو ان شرائط پر پورے اترتے ہوں جن کا ذکر زکوٰۃ کے مستحقین میں ہو چکا ہے اور اگر شہر میں شیعہ اثنا عشری فقراء نہ ملیں تو دوسرے مسلمان فقراء کو فطرہ دے سکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی صورت میں ''ناصبی'' کو نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۳) اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان یہ کر سکتا ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے سرپرست کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹۷۴) جس فقیر کو فطرہ دیا جائے تو ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ شرابی، بے نمازی اور جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۵) جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرتا ہو تو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم فطرہ نہ دیا جائے۔ مگر اس صورت میں دیا جاسکتا ہے کہ سب موجودہ فقراء کو نہ پہنچ سکے۔ البتہ ایک صاع سے زیادہ دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۹۷۷) جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو، مثلاً کسی گیہوں کی قیمت معمولی قسم کی گیہوں کی قیمت سے دُگنی ہو تو اگر کوئی شخص اس (بڑھیا جنس) کا آدھا صاع بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۸) انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گیہوں کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا، بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۹) انسان کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتے داروں اور ہمسایوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے۔ مناسب یہ ہے کہ اہل علم و فضل اور دیندار لوگوں کو بھی دوسروں پر ترجیح دے۔

(۱۹۸۰) اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال فقیر کو دیا تھا وہ ختم نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو ضروری ہے کہ خود اپنے مال سے فطرے کا عوض دے اور اگر وہ مال ختم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ فطرہ دینے والا خود فطرے کا عوض دے۔

(۱۹۸۱) اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ نہیں دیا جاسکتا بجز اس صورت کے کہ کسی کے کہنے سے اطمینان ہو جائے یا اسے علم ہو کہ وہ پہلے فقیر تھا۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

(۱۹۸۲) ضروری ہے کہ انسان فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دے اور اسے دیتے وقت فطرے کی نیت کرے۔

(۱۹۸۳) اگر کوئی شخص رمضان سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ رمضان میں بھی فطرہ نہ دے۔ البتہ اگر رمضان سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ اس پر واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کرلے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۴) گیہوں یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے ضروری ہے کہ اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہ ملی ہوئی ہو۔ اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک پہنچ جائے اور ملی ہوئی چیز جدا

Presented by Ziaraat.Com

کئے بغیر استعمال کے قابل ہو یا جدا کرنے میں حد سے زیادہ زحمت نہ ہو یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۵) اگر کوئی شخص عیب دار چیز فطرے کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

(۱۹۸۶) جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لئے ضروری نہیں کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے۔ مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گیہوں سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو بھی کافی ہے۔

(۱۹۸۷) عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہیں پڑھتا ہے تو فطرے کی ادائیگی میں ظہر تک تاخیر کر سکتا ہے۔

(۱۹۸۸) اگر کوئی شخص فطرے کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرے کی نیت کرے۔ اگر تاخیر کرنے میں کوئی عقلی وجہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۹۸۹) اگر کوئی شخص عید کے دن ظہر تک فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر فطرہ دے۔

(۱۹۹۰) اگر کوئی شخص فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے لئے اٹھا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۹۱) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرے سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرے کے لئے قرار دینا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں۔

(۱۹۹۲) کسی شخص نے جو مال فطرے کے لئے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ فقیر تک پہنچ سکتا تھا۔ اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو یا اس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

(۱۹۹۳) اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقے میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور مستحق تک پہنچائے تو کافی ہے اور اگر دوسری جگہ پہنچائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

حج کے احکام

(۱۹۹۴) بیت اللہ کی زیارت کرنے اور ان اعمال کو بجالانے کا نام ''حج'' ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی بجا آوری ہر اس شخص کے لئے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے:

Presented by Ziaraat.Com

(اول) انسان بالغ ہو۔

(دوم) عاقل اور آزاد ہو۔

(سوم) حج پر جانے کی وجہ سے کوئی ایسا ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کوئی ایسا واجب کام ترک نہ ہوتا ہو جو حج سے زیادہ اہم ہو۔ لیکن اگر اس حالت میں بھی حج پر چلا جائے تو گناہگار ضرور ہے مگر حج صحیح ہے۔

(چہارم) استطاعت رکھتا ہو۔ صاحب استطاعت ہونا چند چیزوں پر منحصر ہے:

(۱) انسان راستے کا خرچ اور اسی طرح اگر ضرورت ہو تو سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو کہ ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

(۲) اتنی صحت اور طاقت ہو کہ زیادہ مشقت کے بغیر مکہ مکرمہ جا کر حج کر سکتا ہو۔ یہ شرط حج کے موقع سے مخصوص ہے اور اگر کوئی شخص مالی استطاعت رکھتا ہو مگر جسمانی طاقت حج کے وقت نہ رکھتا ہو یا اگر خود بجالائے تو اس کے لئے نقصان ہے اور صحتیابی کی بھی کوئی امید نہ ہو تو اسے چاہئے کہ کسی کو نائب بنائے۔

(۳) مکہ مکرمہ جانے کے لئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو چلی جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جا سکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو تو ضروری ہے کہ اس راستے سے جائے بجز اس کے کہ وہ راستہ اس قدر دور اور غیر معروف ہو کہ لوگ کہیں کہ حج کا راستہ بند ہے۔

(۴) جب سارے شرائط موجود ہوں تو اس کے پاس اتنا وقت بھی ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

(۵) جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں مثلاً بیوی اور بچے اور جن لوگوں کے اخراجات ترک کرنا اس کے لئے گناہ ہوں تو ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

(۶) حج سے واپسی کے بعد وہ معاش کے لئے کوئی ہنر یا کھیتی یا جائیداد رکھتا ہو یا پھر کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی رکھتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ حج کے اخراجات کی وجہ سے حج سے واپسی پر مجبور ہو جائے اور تنگی ترشی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔

(۱۹۹۵) جس شخص کی ضرورت اپنے ذاتی مکان کے بغیر پوری نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب اس کے پاس مکان کے لئے بھی رقم ہو۔

(۱۹۹۶) جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور وہ عورت عسرت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے تو

Presented by Ziaraat.Com

اس پر حج واجب نہیں۔

(۱۹۹۷) اگر کسی شخص کے پاس حج کے لئے زادراہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا کوئی اسے کہے کہ تم حج پر جاؤ میں تمہارے سفر کا خرچ دوں گا اور تمہارے سفر حج کے دوران تمہارے اہل وعیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۹۹۸) اگر کسی شخص کو مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لئے اس کے اہل وعیال کا خرچ دے دیا جائے کہ وہ حج کر لے تو اگر چہ وہ مقروض بھی ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس طرح ہو کہ حج کے سفر کا زمانہ اس کے کاروبار اور کام کا زمانہ ہو کہ اگر حج پر چلا جائے تو اپنا قرض مقررہ وقت پر ادا نہ کر سکتا ہو یا اپنی گزر بسر کے اخراجات سال کے باقی دنوں میں مہیا نہ کر سکتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔

(۱۹۹۹) اگر کسی کو مکہ مکرمہ تک جانے اور آنے کے اخراجات نیز جتنی مدت وہاں جانے اور آنے میں لگے اس مدت کے لئے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ حج پر جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس صورت میں جبکہ اسے اطمینان ہو کہ دیئے ہوئے اخراجات کا اس سے پھر مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۰۰۰) اگر کسی شخص کو اتنا مال دے دیا جائے جو حج کے لئے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ مکرمہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا جائے اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

(۲۰۰۱) اگر کسی شخص کو اتنا مال دیا جائے کہ اس پر حج واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگر چہ بعد میں وہ خود بھی (کہیں سے) مال حاصل کر لے تو دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۲) اگر کوئی شخص بغرض تجارت مثال کے طور پر جدہ جائے اور اتنا مال کمائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت کما لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ مکرمہ جا سکتا ہو تب بھی اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۳) اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ وہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے کو اپنی جگہ بھیج دے تو ضروری ہے کہ جس نے اسے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

(۲۰۰۴) اگر کوئی شخص مستطیع ہو کر مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام نہ پہنچ سکے تو جب بعد کے سالوں میں مستطیع نہ رہے تو اس پر حج واجب نہیں لیکن اگر گزشتہ سالوں میں مستطیع تھا اور حج پر نہیں گیا ہے تو چاہے اسے زحمت ہی کیوں نہ ہو حج بجالائے۔

(۲۰۰۵) اگر کوئی شخص مستطیع ہونے کے بعد حج ادا نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے یا کمزوری یا بیماری کی وجہ سے حج نہ کر سکے یا کوئی رکاوٹ آ جائے تو بعد میں اگر خود طاقت حاصل کرے تو خود حج بجالائے۔ اس صورت

Presented by Ziaraat.Com

میں بھی ایسا ہے کہ اگر پہلے سال میں حج کرنے کی استطاعت حاصل کرے مگر بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اپنی طاقت سے ناامید ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مرد منوب عنہ ہو تو نائب صرورہ ہونا چاہئے یعنی کوئی ایسا شخص ہو جس نے پہلے حج ادا نہ کیا ہو۔

(۲۰۰۶) جو شخص حج کرنے کے لئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے طواف النساء بھی کرے اور اگر نہ کرے تو اجیر پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

(۲۰۰۷) اگر کوئی شخص طواف النساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کو بجالانا بھول جائے اور چند روز بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو کر بجالائے تو صحیح ہے لیکن اگر واپس ہونا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو طواف النساء کی بجا آوری کے لئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر عظیم دینی فریضہ ہے اور خداوند متعال قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:
''تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

رسول اکرمؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تک میری امت اچھائی و نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے روکتی رہے گی اور نیکی میں ایک دوسرے کی مدد کرے گی اس وقت تک میری امت سے خیر ختم نہیں ہوگا اور جب وہ یہ کام ترک کر دے گی تو اس سے یہ برکتیں اٹھالی جائیں گی اور ان میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دیا جائے گا اور ان کا زمین اور آسمان میں کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

حضرت امیر المؤمنینؑ سے بھی اسی طرح کی روایت وارد ہوئی ہے کہ ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا ورنہ بدترین لوگ تم پر حاکم ہو جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی''

(۲۰۰۸) امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب معروف کا انجام دینا واجب اور منکر کا انجام دینا حرام ہو اور اس صورت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب کفائی ہے اور اگر بعض افراد اس شرعی فریضے کو انجام دیں تو دوسروں پر سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے لیکن سب پر لازم ہے کہ اگر فعل حرام اور ترک واجب سے سامنا ہو جائے تو اختلاف نہ رکھیں اور اپنی زبان اور عمل سے نفرت و بیزاری کا اظہار کریں اور یہ مقدار واجب عینی ہے۔

اور حضرت امیر المؤمنینؑ سے ایسی ہی روایت وارد ہوئی ہے کہ ''رسول اللہؐ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم گنہگاروں سے ملیں تو گرمجوشی نہ دکھائیں۔''

امر بالمعروف کرنا مستحب ہے اس صورت میں جبکہ معروف کی انجام دہی مستحب ہو نہ کہ واجب اور نہی عن المنکر کرنا اس صورت میں جبکہ منکر کی انجام دہی مکروہ ہو نہ کہ حرام۔

Presented by Ziaraat.Com

امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں لازمی ہے کہ خطا کار کی حیثیت و شخصیت کو مدنظر رکھا جائے کہ اُسے اذیت اور اہانت محسوس نہ ہو اور اسی طرح لازمی ہے کہ اتنی سختی اور دشواری سے اس کی گرفت نہ کی جائے کہ اسے دین اور دینی پروگرام سے نفرت پیدا ہو جائے۔

(۲۰۰۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی حسب ذیل پانچ شرائط ہیں:

(۱) معروف و منکر کی شناخت خواہ اجمالی ہو۔ اس بنیاد پر کہ کوئی معروف اور منکر سے واقف نہ ہو اور اچھائی اور برائی میں تمیز نہ کر سکے اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں لیکن بعض اوقات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واسطے معروف اور منکر کو جاننا اور پہچاننا واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) خطا کار پر اثر ہونے کا احتمال۔ اس بنیاد پر کہ کوئی شخص جانتا ہے کہ اس کا کہنا اثر نہیں کرے گا تو فقہاء میں مشہور ہے کہ اس صورت میں اس کا کوئی شرعی فریضہ نہیں۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس پر واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ کراہت اور ناراضگی کا اظہار خطا کار کے اس فعل ناشائستہ پر کرے چاہے جانتا ہو کہ وہ اس کا اثر نہیں لے گا۔

(۳) خطا کار سے ناشائستہ فعل کے تکرار کا قصد۔ اس بنیاد پر کہ خطا کار پھر گناہ کی تکرار نہیں کرے گا اور پھر گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے

(۴) خطا کار اپنے اعتقاد کی بنا پر معذور نہ ہو کہ مثلاً جو فعل وہ انجام دے رہا ہو اس کے اعتقاد کی بنا پر حرام نہ ہو بلکہ مباح ہو یا جس اچھے کام کو ترک کر رہا ہو اس کے اعتقاد کے مطابق واجب نہ ہو لیکن اگر منکر ان کاموں میں سے ہو کہ شارع مقدس ہرگز ان کے ہونے پر راضی نہ ہو مثلاً محترم نفس کا قتل، اس سے روکنا واجب ہے۔ چاہے انجام دینے والا معذور ہو اور حتیٰ کہ مکلّف بھی نہ ہو۔

(۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کی جان، مال یا عزت کو قابل توجہ حد تک خطرہ نہ ہو اور نا قابل برداشت مشقت و دشواری نہ ہو مگر یہ کہ معروف اور منکر شارع مقدس کے نزدیک اس قدر اہم ہو کہ اس راہ میں ضرر اور دشواری کو ضرور برداشت کیا جائے۔

اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو ضرر نہ پہنچے لیکن دوسرے مسلمانوں کی جان، مال یا عزت کو قابل توجہ حد تک ضرر پہنچے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہوگا لیکن بعض اوقات اچھائی اور برائی شرع مقدس کے نزدیک زیادہ اہم ہوتی ہے کہ اس صورت میں ضرر کی اہمیت اور ان کاموں کا موازنہ کریں کہ بعض اوقات ضرر کے ہوتے ہوئے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ساقط نہیں ہوتا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۱۰) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چند درجے ہیں:

(۱) گنہگار سے قلبی اظہار بیزاری مثلاً رخ موڑ لینا اور بات نہ کرنا۔

(۲) زبان سے وعظ و نصیحت کرنا۔

(۳) عملی اقدام مثلاً مارنا اور قید کرنا۔

اور لازم ہے کہ ابتدا پہلے یا دوسرے درجے سے کی جائے اور پہلے اس کا انتخاب کریں جس میں اذیت کم اور اثر زیادہ ہو اور اگر نتیجہ حاصل نہ ہو تو بالتدریج سختی اور دشواری اختیار کریں اور اگر قلبی اور زبانی اظہار نفرت موثر نہ ہو تو نوبت عملی درجے تک پہنچ جاتی ہے اور احتیاط واجب ہے کہ تیسرے درجے کے انتخاب کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے اور لازم ہے کہ عمل کو اس جگہ سے شروع کیا جائے کہ ناراضگی اور اذیت کم ہو اور اگر نتیجہ حاصل نہ ہو تو سخت تر اور شدید اقدام کیا جائے لیکن اس حد تک نہ ہو کہ عضو کے ٹوٹنے کا سبب بنے یا بدن زخمی ہو جائے۔

(۲۰۱۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب مکلّف پر اپنے گھر والوں اور رشتے داروں کی نسبت شدید تر ہے۔ اس بنیاد پر اگر کوئی اپنے گھر والوں، رشتے داروں اور دینی احباب سے مثلاً نماز و روزہ و خمس کے سلسلے میں بے توجہی دیکھے اور وہ محرمات کے مرتکب ہوتے ہوں مثلاً غیبت اور جھوٹ... بے احتیاطی اور بے باکی کو دیکھے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تینوں درجوں کی رعایت کرتے ہوئے آگے بڑھے اور ان کو برائی سے روکے اور ان کو اچھے کاموں کی دعوت دے لیکن باپ اور ماں کی نسبت احتیاط واجب ہے کہ ملائمت اور نرمی سے ان کی رہنمائی کرے اور کسی بھی وقت ان کے سامنے سختی سے پیش نہ آئے۔

Presented by Ziaraat.Com

خرید وفروخت کے احکام

(۲۰۱۲) ایک تاجر کے لئے مناسب ہے کہ خرید وفروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا (عموماً) سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے بلکہ اگر مسائل نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب حکم کے ترک کرنے یا حرام کام کے مرتکب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسائل سیکھنا لازم ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ ''جو شخص خرید وفروخت کرنا چاہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کے احکام سیکھے اور اگر ان احکام کو سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملات کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔''

(۲۰۱۳) اگر مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اسے استعمال نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس مال میں جو دوسرے کی تحویل میں دیا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ مسئلہ یاد کرے یا احتیاط پر عمل کرے چاہے مصالحت کے ذریعے ہو۔ مگر یہ کہ اسے علم ہو جائے کہ دوسرا فریق اس مال کو استعمال کرنے پر راضی ہے تو اس صورت میں استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ معاملہ باطل ہو۔

(۲۰۱۴) جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور اخراجات اس پر واجب ہوں، مثلاً بیوی بچوں کا خرچ، تو ضروری ہے کہ کاروبار کرے۔ اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل وعیال کی خوشحالی اور فقیروں کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید وفروخت کے مستحبات

خرید وفروخت میں چند چیزوں کو مستحب شمار کیا گیا ہے:

(۱) فقر اور اس جیسی کیفیت کے سوا جنس کی قیمت میں خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) دکان میں بیٹھتے وقت کلمہ شہادتین کہے اور سودا کے وقت تکبیر کہے۔

(۳) جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو وہ کچھ کم لے۔

(۴) اگر کوئی شخص سودا کرنے کے بعد پشیمان ہو کر اس چیز کو واپس کرنا چاہے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

(۲۰۱۵) جو معاملات مکروہ ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اپنی جائیداد بیچنا اور یہ کہ اُس پیسوں سے دوسری جائیداد خریدنا۔

(۲) قصابی۔

(۳) کفن فروشی۔

(۴) پست لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا۔

(۵) اذانِ صبح اور طلوعِ شمس کے درمیان معاملہ کرنا۔

(۶) گندم اور جو وغیرہ کی خرید و فروخت کو اپنا پیشہ بنانا۔

(۷) دوسرا شخص کوئی چیز خریدنا چاہ رہا ہو تو اُس چیز کو خریدنے کے لئے اُس کے معاملے میں دخل اندازی کرنا۔

حرام معاملات

(۲۰۱۶) بہت سے معاملات حرام ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) نشہ آور مشروبات، غیر شکاری کتے اور سور کی خرید و فروخت حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجس مُردار کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید و فروخت اس صورت میں جائز ہے جبکہ عین نجس سے حلال فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو مثلاً گوبر اور فضلے سے کھاد بنانا۔

(۲) غصبی مال کی خرید و فروخت جبکہ اس میں تصرف لازم آئے جیسے قبضہ لینا اور دینا۔

(۳) ایسی کرنسی سے سودا کرنا جس کی حیثیت ختم ہوگئی ہو یا جعلی کرنسی سے سودا کرنا جبکہ فریق اس سے بے خبر ہو لیکن فریق کے علم میں ہے تو یہ سودا جائز ہے۔

(۴) ان چیزوں کی خرید و فروخت جنہیں عام طور پر فقط حرام کام میں استعمال کرتے ہوں اور

Presented by Ziaraat.Com

ان کی قدر و قیمت صرف اس حرام کی وجہ سے ہو مثلاً بت، صلیب، جوئے کا سامان اور حرام لہو ولعب کے آلات وغیرہ۔

(۵) وہ لین دین جس میں ملاوٹ ہو (یعنی ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز اس طرح ملائی گئی ہو کہ ملاوٹ کا پتا نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے۔ مثلاً ایسا گھی بیچنا جس میں چربی ملائی گئی ہو)۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''وہ میری امت میں سے نہیں ہے جو مسلمانوں کو ملاوٹ والی چیز بیچتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی روزی کے راستوں کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔''

ملاوٹ کے مختلف موارد ہوتے ہیں

(۱) اعلیٰ چیز میں گھٹیا چیز یا کسی دوسری چیز کو ملا دینا جیسے دودھ میں پانی ملانا۔

(۲) جنس کی ظاہری شکل وصورت کو اچھی ہیئت میں پیش کرنا جیسے پرانی سبزی پر پانی چھڑک کر تازہ بنانا۔

(۳) ایک چیز کو کسی دوسری چیز کی شکل میں پیش کرنا جیسے خریدار کو بتائے بغیر کسی چیز پر سونے کا پانی چڑھانا۔

(۴) کسی چیز کے عیب کو چھپانا جبکہ خریدار اس پر اعتماد رکھتا ہو کہ وہ کسی قسم کا عیب نہیں چھپائیگا۔

(۲۰۱۷) جو پاک چیز نجس ہوگئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو جیسے قالین اور برتن وغیرہ تو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسے دھونا ممکن نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کا حلال فائدہ عرف عام میں اس کے پاک ہونے پر منحصر نہ ہو مثلاً مٹی کا تیل بلکہ اگر اس کا حلال فائدہ پاک ہونے پر موقوف ہو اور اس کا مناسب حد تک حلال فائدہ بھی ہو تب بھی اس کا بیچنا جائز ہے۔

(۲۰۱۸) اگر کوئی شخص نجس چیز بیچنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ اس کی نجاست کے بارے میں خریدار کو اس صورت میں بتادے کہ اگر نہ بتائے گا تو خریدار کسی حرام کام کا یا کسی حکمِ واجب کی مخالفت کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً نجس پانی کو وضو یا غسل میں استعمال کرے گا اور اس کے ساتھ اپنی واجب نماز پڑھے گا یا اس نجس چیز کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ البتہ اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اسے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ لاپرواشخص ہے (اور نجس یا پاک کا خیال نہیں رکھتا) تو اسے بتانا ضروری نہیں۔

(۲۰۱۹) اگرچہ کھانے والی اور نہ کھانے والی نجس دواؤں کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو اس صورت میں بتا دینا ضروری ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۲۰) جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔ چربی اور دوسرے مواد جو کسی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کئے جاتے ہوں جیسے جیلیٹین، اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے منگائیں تو اس صورت میں جبکہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو گو وہ پاک ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی کیفیت سے خریدار کو اس صورت میں آگاہ کردے جب آگاہ نہ کرنے کی صورت میں خریدار کسی حرام کو انجام دے گا یا کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہوگا جیسے کہ مسئلہ ۲۰۱۸ میں گزر چکا ہے۔

(۲۰۲۱) اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید و فروخت احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے لیکن اگر شک ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۲۲) جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور اسی طرح اس میں نماز بھی صحیح ہوگی۔

(۲۰۲۳) تیل اور دوسرا مواد جو حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کیا جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور لینے والا جانتا ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اگرچہ اس پر طہارت کا حکم لگتا ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس تیل یا اس جیسی چیز کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲۰۲۴) شراب اور تمام مائع منشیات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۲۵) غصبی مال کا بیچنا باطل ہے مگر اس وقت جائز ہے کہ اس کا مالک بیچنے کی اجازت دے اور بیچنے والے نے جو رقم خریدار سے لی ہے اسے مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔

(۲۰۲۶) اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کی نیت یہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کی یہ سوچ سودے کے صحیح ہونے میں تو مانع نہیں لیکن ضروری ہے کہ خریدار اس سودے کی قیمت بیچنے والے کو دے دے۔

(۲۰۲۷) اگر خریدار چاہے کہ جو مال اس نے ادھار خریدا ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے دے گا تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ ضروری ہے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے تاکہ اس کا ادھار چکتا ہو جائے۔

(۲۰۲۸) حرام لہو کے آلات کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے لیکن (حلال اور حرام میں استعمال ہونے والے) مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ویڈیو کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے اور ان کی حفاظت کرنا اُس شخص کے لئے جو مطمئن ہو کہ وہ خود اور اُس کے گھر والے ان کو حرام میں استعمال نہیں کریں گے جائز ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۲۹) اگر کوئی چیز کہ جس سے جائز فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو اس نیت سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے۔ مثلاً انگور اس نیت سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے، چاہے سودے کے ضمن میں یا اس سے پہلے یہ ارادہ کیا جائے اور سودا اس کی بنیاد پر ہو جائے تو یہ سودا حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص انگور اس مقصد سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۳۰) جاندار کا مجسمہ بنانا احتیاط کی بنا پر حرام ہے لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں ہے البتہ جاندار کی نقاشی جائز ہے۔

(۲۰۳۱) کسی ایسی چیز کا خریدنا جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اس میں تصرف لازم آتا ہے تو حرام ہے اور اگر کوئی ایسی چیز خرید لے تو ضروری ہے کہ اس کے اصلی مالک کو لوٹا دے۔

(۲۰۳۲) اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے، مثلاً کہے کہ میں ''یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں'' تو اس صورت میں جب اس میں چربی کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ اسے گھی نہ کہا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر چربی کی مقدار اتنی کم ہو کہ اسے چربی ملا ہوا کہا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدنے والے کو مال عیب دار ہونے کی بنا پر خیار عیب کا حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ ختم کرسکتا ہے اور اپنا پیسہ واپس لے سکتا ہے۔ اگر چربی گھی سے جدا ہو تو چربی کی جتنی مقدار کی ملاوٹ ہے اس کا معاملہ باطل ہے اور چربی کی جو قیمت بیچنے والے نے لی ہے وہ خریدار کی ہے اور چربی، بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس میں جو خالص گھی ہے اس کا معاملہ بھی ختم کرسکتا ہے۔ لیکن اگر معین نہ کرے بلکہ صرف ایک من گھی بتا کر بیچے لیکن دیتے وقت چربی ملا ہوا گھی دے تو گاہک وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

(۲۰۳۳) جس جنس کو ناپ یا تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اسی جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گیہوں کو ڈیڑھ من گیہوں کے بدلے بیچے تو یہ سودا حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک بے عیب اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سودا حرام ہے۔ لہٰذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سودا اور حرام ہے۔

(۲۰۳۴) بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے، مثلاً ایک من گیہوں کو ایک من گیہوں اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سودا حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لئے کوئی کام کرے گا تو یہ بھی سودا اور حرام ہے۔

(۲۰۳۵) جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے، مثلاً ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ رومال اس زیادہ گیہوں کے مقابلے میں ہے اور معاملہ بھی نقد ہو۔ اسی طرح اگر

Presented by Ziaraat.Com

دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً ایک شخص ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کا بھی یہی حکم ہے لہٰذا اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ایک کا رومال اور آدھا من گیہوں دوسرے کے رومال کے مقابلے میں ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۳۶) اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور گز کے حساب سے بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے مثلاً اخروٹ اور انڈے اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ معاملے میں دونوں چیزیں ایک ہی جنس سے ہوں اور معاملہ ادھار کا ہو تو اس صورت میں معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔ مثلاً دس اخروٹ نقد دے اور بارہ اخروٹ ایک مہینے کے بعد لے۔ کرنسی نوٹوں کا فروخت کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے، مثلاً روپے کو کسی دوسری کرنسی کے بدلے میں مثلاً دینار یا ڈالر کے بدلے میں نقد یا معین مدت کے لئے ادھار بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اپنی ہی جنس کے بدلے میں بیچنا چاہے اور زیادہ لے تو معاملہ معین مدت کے لئے نہیں ہونا چاہئے مثلاً ایک سو روپے نقد دے اور ایک سو دس روپے چھ مہینے کے بعد لے تو اس معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۰۳۷) اگر کسی چیز کو کسی شہر میں یا اکثر شہروں میں ناپ یا تول کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو (مثلاً موسمبی مالٹے بعض شہروں میں تول کر بکتے ہیں اور بعض میں گن کر) تو اس چیز کو اس شہر کی نسبت جہاں گن کر لین دین ہوتا ہے دوسرے شہر میں زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے۔

(۲۰۳۸) ان چیزوں میں جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں، اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں اور لین دین بھی نقد ہو تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر لین دین معین مدت کے لئے ہو تو اس میں اشکال ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایک من چاول کو دو من گیہوں کے بدلے میں ایک مہینے کی مدت تک بیچے تو اس لین دین کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں۔

(۲۰۳۹) پکے میووں کا سوا کچے میووں سے زیادہ لے کر کرنا جائز نہیں۔ اگر سودا نقد اور برابر ہو تو مکروہ ہے اور ادھار ہو تو اشکال ہے۔

(۲۰۴۰) سود کے اعتبار سے گیہوں اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ایک من گیہوں دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ کلو جَو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جَو اس شرط پر خریدے کہ گیہوں کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گیہوں بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لئے ہیں اور گیہوں کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لئے حرام ہے۔

(۲۰۴۱) باپ، اولاد اور میاں، بیوی ایک دوسرے سے سود لے سکتے ہیں اور اسی طرح مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو سود لے سکتا ہے لیکن ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہے سود کا لین دین حرام ہے۔ البتہ معاملہ طے کر لینے کے بعد اگر سود دینا اس کی شریعت میں جائز ہو تو اس سے سود لے سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۴۲) داڑھی کا مونڈنا اور اس کی اجرت لینا بنابر احتیاط واجب جائز نہیں لیکن مجبوری ہو تو جائز ہے یا اس کا ترک ضرر یا مشقت کا سبب بنے اور مشقت بھی ایسی کہ عام طور پر اسے برداشت نہ کیا جا سکے۔ چاہے تمسخر اور اہانت کیوں نہ ہو۔

(۲۰۴۳) غنا حرام ہے۔ اس سے مراد وہ باطل کلام ہے جسے ایسی لَے کے ساتھ گایا جائے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مخصوص ہو۔ اسی طرح ایسی لَے کے ساتھ قرآن اور دعاء یا اس جیسی چیزوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔ بنابر احتیاط واجب مذکورہ چیزوں کے علاوہ دوسرا کلام بھی گا کر نہ پڑھے۔ غنا کا سننا بھی حرام ہے۔ اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے اور یہ اجرت اس کی ملکیت نہیں بن سکتی۔ اسی طرح اس کا سیکھنا اور اس کا سکھانا بھی جائز نہیں ہے۔ موسیقی، یعنی آلات کو اس طرح بجانا جو لہو ولعب کی محفلوں سے مطابقت رکھے، حرام ہے اور اس کے علاوہ حرام نہیں۔ حرام موسیقی کو سکھانے کی اجرت بھی حرام ہے اور لینے والا اس کا مالک نہیں بن سکتا اور اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

(۲۰۴۴) بیچنے والے اور خریدار کے لئے چھ چیزیں شرط ہیں:

(۱) بالغ ہوں۔

(۲) عاقل ہوں۔

(۳) سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔

(۴) خرید وفروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہوگا۔

(۵) کسی نے انہیں (خرید وفروخت پر) مجبور نہ کیا ہو۔

(۶) جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں۔

ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۴۵) کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن ان کم قیمت چیزوں میں جن کی خرید وفروخت کا رواج ہے اگر نابالغ مگر سمجھدار بچے کے ساتھ لین دین ہو جائے (تو صحیح ہے)۔ اور اگر سودا اس کے سرپرست کے ساتھ ہو اور نابالغ سمجھدار بچہ لین دین کا صیغہ ادا کرے تو سودا ہر صورت میں صحیح ہے۔ بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح ہے اگرچہ وہ سمجھدار بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم میں (حق) تصرف رکھتا ہو۔ اور اسی طرح اگر بچہ اس کام میں وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو

Presented by Ziaraat.Com

(دے اور جنس خریدار تک) پہنچائے (یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے) تو اگر چہ بچہ سمجھدار نہ ہو سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے۔

(۲۰۴۶) اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خریدے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو ضروری ہے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے، اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے سرپرست کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے۔ اور اگر سودا کرنے والا شخص اس (جنس یا رقم) کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتا چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور ردّ مظالم کسی فقیر کو دیدے۔ اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کام میں حاکم شرع سے اجازت لے۔

(۲۰۴۷) اگر کوئی شخص ایک سمجھدار بچے سے اس صورت میں سودا کرلے جبکہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے سرپرست سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اگر بچہ سمجھدار نہ ہو یا سمجھدار ہو مگر مال خود ضائع نہیں کیا لیکن مال اس کے پاس تلف ہوا ہو چاہے اس کی غفلت یا کوتاہی سے مال تلف ہوا ہو تو وہ ضامن نہیں۔

(۲۰۴۸) اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

(۲۰۴۹) اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

(۲۰۵۰) بچے کا باپ اور دادا نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کرسکتے ہیں اور ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو مجتہد عادل بھی ایسی صورت میں کہ حالات کا تقاضا ہو دیوانے شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کرسکتا ہے۔

(۲۰۵۱) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دیدے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

(۲۰۵۲) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہوگی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

Presented by Ziaraat.Com

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

(۲۰۵۳) جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں لی جائے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) ناپ، تول یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

(۲) بیچنے والا ان چیزوں کو تحویل میں دینے کا اہل ہو۔ اگر اہل نہ ہو تو سودا صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ تحویل میں دے سکتا ہو تو اس صورت میں لین دین صحیح ہے البتہ اگر خریدار اس چیز کو جو خریدی ہو اپنے قبضے میں لے سکتا ہو اگرچہ بیچنے والا اسے اس کی تحویل میں دینے کا اہل نہ ہو تو بھی لین دین صحیح ہے۔ مثلاً جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اسے بیچے اور خریدنے والا اس گھوڑے کو ڈھونڈ سکتا ہو تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں اور وہ صحیح ہوگا اور اس صورت میں کسی بات کے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور ان کی وجہ سے سودے میں لوگوں کی دلچسپی میں فرق پڑتا ہو معلوم ہونی چاہئیں۔

(۴) کسی دوسرے کا حق اس مال سے اس طرح وابستہ نہ ہو کہ مال مالک کی ملکیت سے خارج ہونے سے دوسرے کا حق ضائع ہو جائے۔

(۵) بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کا منافع دے مثلاً کسی سے قالین (یا دری وغیرہ) خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کا ایک سال کا منافع اسے دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۵۴) جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں ضروری ہے کہ اس جنس کو تول کر یا ناپ کر ہی خریدے لیکن جس شہر میں اس جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

(۲۰۵۵) جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا پیمانے کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص دس من گیہوں بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گیہوں سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

(۲۰۵۶) اگر معاملہ چوتھی شرط کے علاوہ جو شرائط بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ ہونے کی بنا پر باطل ہو لیکن بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف

Presented by Ziaraat.Com

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۵۷) جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے۔ لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے کہ جس فائدے کے لئے وقف کی گئی ہے وہ حاصل نہ کیا جا سکے یا وہ چیز خراب ہونے والی ہو مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح پھٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جا سکے تو جو شخص متولی ہے یا جسے متولی جیسے اختیارات حاصل ہوں وہ اسے بیچ دے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب کی بنا پر جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد کے کسی ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

(۲۰۵۸) وقف چیز کو بیچنا جب ان لوگوں کے مابین جن کے لئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو محلِ اشکال ہے۔ ہاں اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وقف کے بیچ دینے میں کوئی مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس صورت میں اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۵۹) جو جائیداد کسی دوسرے کو کرائے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لئے وہ کرائے پر دی گئی ہو اتنی مدت کی آمدنی صاحب جائیداد کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد کرائے پر دی جا چکی ہے یا اس گمان کے تحت کہ کرائے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لے تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

(۲۰۶۰) ضروری نہیں کہ خرید و فروخت کا صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے۔ مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم پر بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا سودا کرنے کا دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔

(۲۰۶۱) اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

پھلوں کی خرید و فروخت

(۲۰۶۲) جن پھلوں کے پھول گر چکے ہوں اور ان میں دانے پڑ چکے ہوں، اگر ان کے آفت (مثلاً بیماریوں اور کیڑوں کے حملوں) سے محفوظ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اس طرح علم ہو کہ اس درخت کی پیداوار کا اندازہ لگا سکیں تو اس کے چننے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے بلکہ اگر معلوم نہ بھی ہو کہ آفت سے محفوظ

Presented by Ziaraat.Com

ہے یا نہیں تب بھی اگر دو سال یا اس سے زیادہ عرصے کی پیداوار یا پھلوں کی صرف اتنی مقدار جو اس وقت لگی ہو بیچی جائے بشرطیکہ اس کی کسی حد تک مالیت ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ اسی طرح اگر زمین کی پیداوار یا کسی دوسری چیز کو اس کے ساتھ بیچا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ دوسری چیز (جو ضمناً بیچ رہا ہو وہ) ایسی ہو کہ اگر بیچ پھل نہ بنیں تو خریدار کے سرمائے کو ڈوبنے سے بچالے۔

(۲۰۶۳) جس درخت پر پھل لگا ہو، دانے بننے اور پھول گرنے سے پہلے اس کا بیچنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز بھی بیچے جیسا کہ اس سے پہلے والے مسئلے میں بیان کیا گیا ہے یا ایک سال سے زیادہ مدت کا پھل بیچے۔

(۲۰۶۴) درخت پر لگے ہوئے خرما کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں چاہے پھل کچا ہو یا پک گیا ہو۔ لیکن اس کی قیمت کے طور پر خرمانہ دیا جائے چاہے اسی درخت کا ہو یا کسی دوسرے درخت کا۔ البتہ اس کو رطب کے ساتھ بیچے جو پک چکی ہو یا ابھی اتنی کچی ہو کہ اسے خرمانہ کہا جاسکے تو اشکال نہیں ہے۔ اگر کسی کا کھجور کا ایک درخت کسی دوسرے شخص کے گھر میں ہو اور مالک کا وہاں پہنچنا مشکل ہو تو درخت کے پھل کا تخمینہ لگا کر درخت اس گھر والے کو فروخت کردے اور قیمت میں بھی خرما ہی لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۶۵) کھیرے، بینگن، سبزیاں اور ان جیسی (دوسری) چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ اگ آئی ہوں اور یہ طے کرلیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر پھل نہ لگا ہو تو انہیں بیچنے میں اشکال ہے۔

(۲۰۶۶) اگر دانہ آنے کے بعد گندم کے خوشے کو گندم سے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہے یا کسی دوسرے خوشے کے عوض بیچ دیا جائے تو سودا صحیح نہیں ہے۔

نقد اور ادھار کے احکام

(۲۰۶۷) اگر کسی چیز کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے چیز اور رقم کا مطالبہ کر کے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں۔ منقولہ چیزوں مثلاً قالین اور لباس کو قبضے میں دینے اور غیر منقولہ چیزوں مثلاً گھر اور زمین کو قبضے میں دینے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور انہیں فریق ثانی کی تحویل میں اس طرح دیدے کہ جب وہ چاہے اس میں تصرف کر سکے اور (واضح رہے کہ) مختلف چیزوں میں تصرف مختلف طریقے سے ہوتا ہے۔

(۲۰۶۸) ادھار کے معاملے میں ضروری ہے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایک شخص کوئی چیز اس وعدے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک معین نہیں ہوئی اس لئے سودا باطل ہے۔

(۲۰۶۹) اگر کوئی شخص اپنا مال ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کی میعاد پوری ہونے سے پہلے وہ

Presented by Ziaraat.Com

خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کرسکتا لیکن اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ اس کے ورثاء سے کرسکتا ہے۔

(۲۰۷۰) اگر کوئی شخص ایک چیز ادھار بیچے تو طے شدہ مدت گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کرسکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کرسکتا ہو تو چاہئے کہ بیچنے والا اسے مہلت دے یا سودا ختم کردے اور اگر وہ چیز جو بیچی ہے موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

(۲۰۷۱) اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جسے کسی چیز کی قیمت معلوم نہ ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جسے چیز کی نقد قیمت معلوم ہو ادھار پر مہنگے داموں بیچے مثلاً کہے کہ جو چیز میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کرلے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۷۲) اگر ایک شخص نے کوئی چیز ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی وصولی کے لئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد (فروخت کرنے والا) واجب الادا رقم میں کٹوتی کردے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملۂ سلف کی شرائط

(۲۰۷۳) معاملۂ سلف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص نقد رقم لے کر پورا مال مقررہ مدت کے بعد تحویل میں دینے کی شرط کے ساتھ بیچ دے لہٰذا اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تاکہ مثلاً چھ مہینے بعد فلاں چیز لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں چیز بیچی اور اس کا قبضہ چھ مہینے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

(۲۰۷۴) اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے سکے بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی چیز یا سکے جو سونے یا چاندی کے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری چیز یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا اس تفصیل کے مطابق صحیح ہے جو آئندہ مسئلے کی ساتویں شرط میں بتائی جائے گی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مال بیچے اس کے عوض رقم لے، کوئی دوسرا مال نہ لے۔

(۲۰۷۵) معاملۂ سلف میں سات شرطیں ہیں:

(۱) ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی چیز کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کردیا جائے لیکن زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہوگئی ہیں۔

(۲) اس سے پہلے کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، خریدار پوری قیمت

Presented by Ziaraat.Com

بیچنے والے کو دیدے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے مال کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کر لے اور اگر خریدار اس مال کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دے تو اگر چہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۳) مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا یوں کہے کہ فصل کا قبضہ کٹائی پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں ہوتا اس لئے سودا باطل ہے۔

(۴) جنس کا قبضہ دینے کے لئے ایسا وقت معین کیا جائے جس میں بیچنے والا جنس کا قبضہ دے سکے خواہ وہ جنس کمیاب ہو یا زیادہ۔

(۵) جنس کا قبضہ دینے کی جگہ احتیاط واجب کی بنا پر مکمل طور پر معین کی جائے۔ لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتا چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

(۶) اس جنس کا تول یا ناپ یا عدد معین کیا جائے۔ اور جس چیز کا سودا عموماً دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ مثلاً اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں تعداد کا فرق اتنا کم ہو کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

(۷) جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ایسی ہوں جنہیں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر دوسری جنس میں سے بھی ایسی چیز نہ ہو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے اور اگر وہ چیز جسے بیچا جا رہا ہے ان چیزوں میں سے ہو جنہیں گن کر بیچا جاتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا عوض خود اسی کی جنس سے زیادہ مقدار میں مقرر نہیں کرنا چاہئے۔

معاملۂ سلف کے احکام

(۲۰۷۶) جو جنس کسی نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بیچنے والے کے سوا کسی اور کے ہاتھ نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگر چہ خریدار نے اس کا قبضہ نہ بھی لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ پھلوں کے علاوہ جن غلوں (مثلاً گیہوں اور جَو وغیرہ) کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے والے کے علاوہ دوسرے کو ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ (گاہک نے جس قیمت پر خریدی ہو) اسی قیمت پر یا اس سے کم قیمت پر بیچے۔

(۲۰۷۷) سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر اس چیز کا قبضہ دے جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ چیز طے شدہ شرط کے مطابق ہے تو اسے قبول کر لے۔ اور اگر اس سے

Presented by Ziaraat.Com

بہتر ہو تو قبول کر لینا چاہئے، البتہ منظور شدہ شرط سے بہتر چیز کی نفی کرنا بہتر ہے۔

(۲۰۷۸) اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

(۲۰۷۹) اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۸۰) جو چیز بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لئے طے شدہ وقت پر دستیاب نہ ہو سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تا کہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو یا اس کا بدل اس سے واپس لے لے اور احتیاط واجب کی بنا پر وہ چیز بیچنے والے کو زیادہ قیمت پر نہیں بیچ سکتا۔

(۲۰۸۱) اگر ایک شخص کوئی چیز بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ چیز خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

(۲۰۸۲) اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو چاہے وہ سکہ دار ہوں یا نہ ہوں اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۸۳) اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے نقد بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔ لیکن اگر معاملہ ادھار ہو تو باطل ہے۔

(۲۰۸۴) اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں۔ اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہے اس کی کچھ مقدار بھی ایک دوسرے کے حوالے نہ کریں تو معاملہ باطل ہے۔ اگر بعض مقدار تحویل میں دیں تو اسی مقدار کا سودا صحیح ہے۔

(۲۰۸۵) اگر بیچنے والا یا خریدار طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے حوالے کر دے لیکن دوسرا مال کی کچھ مقدار حوالے کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۸۶) اگر چاندی کی کان کی مٹی کو خالص چاندی سے اور سونے کی کان کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے۔ مگر یہ کہ جب جانتے ہوں کہ مثلاً چاندی کی مٹی کی مقدار خالص چاندی کی مقدار کے برابر ہے۔ البتہ اس طریقے سے جو پہلے بتایا جا چکا ہے چاندی کی مٹی کو سونے کے عوض اور سونے کی مٹی کو چاندی کے عوض بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں

(۲۰۸۷) معاملہ فسخ کرنے کے حق کو ''خیار'' کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں:

(۱) جس مجلس میں معاملہ ہوا ہے وہ برخاست نہ ہوئی ہو، اگرچہ سودا ہو چکا ہو، اسے ''خیار مجلس'' کہتے ہیں۔

(۲) خرید و فروخت کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا نیز دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے، اسے ''خیار غبن'' کہتے ہیں (مغبون سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہو) خیار کی اس قسم کا منشا عرف عام میں شرط ارتکازی ہوتا ہے یعنی ہر معاملے میں فریقین کے ذہن میں یہ شرط موجود ہوتی ہے کہ جو مال حاصل کر رہا ہے اس کی قیمت مال سے بہت زیادہ کم نہیں جو وہ ادا کر رہا ہے اور اگر اس کی قیمت کم ہو تو وہ معاملے کو ختم کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن عرف خاص کی چند صورتوں میں ارتکازی شرط دوسری طرح ہو مثلاً یہ شرط ہو کہ اگر جو مال لیا ہو وہ بلحاظ قیمت اس مال سے کم ہو جو اس نے دیا ہے تو دونوں (مال) کے درمیان جو کمی بیشی ہوگی اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو معاملے کو ختم کر دے۔ اور ضروری ہے کہ اس قسم کی صورتوں میں عرف خاص کا خیال رکھا جائے۔

(۳) سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ مقررہ مدت تک فریقین کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے ''خیار شرط'' کہتے ہیں۔

(۴) فریقین میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے دوسرا فریق اس میں دلچسپی لے یا اس کی دلچسپی اس میں بڑھ جائے اسے ''خیار تدلیس'' کہتے ہیں۔

(۵) فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ فلاں کام انجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا شرط کرے کہ ایک مخصوص قسم کا معین مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو، اس صورت میں شرط لگانے والا فریق معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے ''خیار تخلف شرط'' کہتے ہیں۔

(۶) دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو۔ اسے ''خیار عیب'' کہتے ہیں۔

(۷) یہ پتا چلے کہ فریقین نے جس جنس کا سودا کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے۔ اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا

Presented by Ziaraat.Com

فسخ کرسکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کی ادائیگی کر چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے ''خیار شرکت'' کہتے ہیں۔

(۸) جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس میں نہیں ہیں یا دوسرے فریق نے پہلے اس جنس کو دیکھا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ خصوصیات اب بھی اس میں باقی ہیں لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہو کہ وہ خصوصیات اب اس میں باقی نہیں ہیں تو اس صورت میں دوسرا فریق معاملہ فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار رؤیت'' کہتے ہیں۔

(۹) خریدار نے جو جنس خریدی ہو اگر اس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور بیچنے والے نے بھی وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو بیچنے والا سودے کو ختم کرسکتا ہے۔ لیکن ایسا اس صورت میں ہوسکتا ہے جب بیچنے والے نے خریدار کو قیمت ادا کرنے کی مہلت دی ہو اگرچہ مدت معین نہ کی ہو۔ اگر اس کو بالکل مہلت نہ دی ہو تو بیچنے والا قیمت کی ادائیگی میں معمولی سی تاخیر سے بھی سودا ختم کرسکتا ہے۔ اگر اسے تین دن سے زیادہ مہلت دی ہو تو مدت پوری ہونے سے پہلے سودا ختم نہیں کرسکتا۔ اور اگر جو جنس بیچی ہے وہ ایسی سبزیاں یا پھل ہوں جو تین دن سے زیادہ باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں تو ان کی مہلت کم ہونی چاہئے۔ اسے ''خیار تاخیر'' کہتے ہیں۔

(۱۰) جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار حیوان'' کہتے ہیں۔

(۱۱) بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے، مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار تعذر تسلیم'' کہتے ہیں۔

خیارات کی ان تمام اقسام کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۸۸) اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا وہ سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور یہ قیمت خرید بڑی حد تک مہنگی ہو تو وہ سودا ختم کرسکتا ہے بشرطیکہ سودا ختم کرتے وقت جس قدر فرق ہو وہ موجود بھی ہو اور اگر فرق موجود نہ ہو تو اس کا حق خیار محل اشکال ہے۔ نیز اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور بڑی حد تک سستا بیچے تو سابقہ شرط کے مطابق سودا ختم کرسکتا ہے۔

(۲۰۸۹) مشروط خرید و فروخت میں جبکہ مثال کے طور پر ایک لاکھ روپے کا مکان پچاس ہزار روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کردے تو سودا فسخ کرسکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا حقیقتاً خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۹۰) مشروط خرید و فروخت میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خریدار مقررہ مدت میں رقم ادا نہ کر سکنے کی صورت میں مال اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم ادا نہ کر سکے تو وہ خریدار سے مال کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے مال کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۰۹۱) اگر کوئی شخص عمدہ چائے میں گھٹیا چائے کی ملاوٹ کر کے عمدہ چائے کے طور پر بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۹۲) اگر خریدار کو پتا چلے کہ جو معین مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے، مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتا چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے لہٰذا اگر یہ عیب مال میں سودے سے پہلے تھا اور اسے علم نہیں تھا تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور مال بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے۔ اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو جیسے کوئی نیا عیب پیدا ہو گیا ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی میں رکاوٹ بن رہا ہو مثلاً اس مال کو فروخت کر دیا ہو یا کرائے پر دے دیا ہو یا کپڑا کاٹ یا سی دیا ہو تو اس صورتوں میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا حساب کر کے بیچنے والے سے فرق کی رقم واپس لے لے۔ مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس مال کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر ایسا ہی بے عیب مال (بازار میں) آٹھ روپے کا اور عیب دار چھ روپے کا ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے سکتا ہے۔

(۲۰۹۳) اگر بیچنے والے کو پتا چلے کہ اس نے جس معین عوض کے بدلے اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے تو اگر وہ عیب اس عوض میں سودے سے پہلے موجود تھا اور اسے علم نہ ہوا ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور وہ عوض اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق لے سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۲۰۹۴) اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے نیز جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو سودا طے نہ ہونے کی صورت میں چیز کو لوٹانا جائز ہے۔

(۲۰۹۵) اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو اگر وہ (سودا ختم کرنا) چاہے تو ضروری ہے کہ فوراً سودے کو ختم کر دے اور — اختلاف کی صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے — اگر معمول سے زیادہ تاخیر کرے تو وہ سودے کو ختم نہیں کر سکتا۔

(۲۰۹۶) جب کسی شخص کو کوئی چیز خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتا چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۰۹۷) دوصورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بناپر سودا فسخ نہیں کرسکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے:

(۱) خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

(۲) سودے کے وقت بیچنے والا کہے: ''میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں۔'' لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کردے اور کہے: ''میں اس مال کو فلاں عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں'' اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی دوسرا عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بناپر خریدار وہ مال واپس کرسکتا ہے اور اگر واپس نہ کرسکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

(۲۰۹۸) اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب نکل آئے تو وہ سودا فسخ نہیں کرسکتا۔ لیکن بے عیب اور عیب دار مال کا فرق لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت جو کہ تین دن ہے گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کسی اور عیب کا پتا چل جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کرسکتا ہے۔ نیز اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب نکل آئے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو تو بھی سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۰۹۹) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جسے اس نے بچشم خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور فروخت کرنے کے بعد مالک کو پتا چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

متفرق مسائل

(۲۱۰۰) اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو ضروری ہے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے۔ اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا ضروری ہے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار لہٰذا اس مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں معلوم ہو تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۱۰۱) اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کردے اور کہے: ''یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کروگے وہ تمہاری محنت کی اجرت ہوگی'' تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہوگا اور بیچنے والا مالک سے فقط محنتانہ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے: ''اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو فاضل آمدنی تیرا مال ہے'' تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۱۰۲) اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ اس گوشت کو معین کردے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو (مادہ کا) گوشت ملا ہو وہ اس پر راضی نہ ہو تو ضروری ہے کہ قصاب اسے نر جانور کا گوشت دے۔

(۲۱۰۳) اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا رنگ کچا نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ کچا ہو تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۱۰۴) اگر فروخت کرنے والا فروخت کی ہوئی چیز کو خریدار کے حوالے نہ کرسکے مثلاً گھوڑے کا سودا کیا تھا، بھاگ جائے تو اس صورت میں سودا باطل ہے اور خریدار اپنی رقم کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

شراکت کے احکام

(۲۱۰۵) دو آدمی اگر باہم طے کریں کہ اپنے مشترکہ مال سے بیوپار کر کے جو کچھ نفع کمائیں گے اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے اور وہ عربی یا کسی اور زبان میں شراکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شراکت صحیح ہے۔

(۲۱۰۶) اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کریں مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل ہوگی اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو ان کی شراکت صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر باہم طے کرلیں کہ مثلاً ہر ایک کی آدھی مزدوری معین مدت تک کے لئے دوسرے کی آدھی مزدوری کے بدلے میں ہوگی تو معاملہ صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی مزدوری میں شریک ہوگا۔

(۲۱۰۷) اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شراکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی پسند سے جنس خریدے اور وہی اس کی قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو لیکن جو جنس دونوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شراکت صحیح نہیں، البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے کہ جو کچھ وہ ادھار لے رہا ہے اس میں اسے شریک کرلے یعنی جنس کو اپنے اور اپنے حصہ دار کے لئے خریدے جس کی بنا پر دونوں مقروض ہو جائیں تو دونوں میں سے ہر ایک جنس میں شریک ہو جائے گا۔

(۲۱۰۸) جو اشخاص شراکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں۔ نیز یہ کہ ارادے اور اختیار کے ساتھ شراکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کرسکتے ہوں۔ لہٰذا سفیہ — جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے — اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔ اگر وہ کسی کے ساتھ شراکت کرے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۰۹) اگر شراکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا جو دوسرے شریک

Presented by Ziaraat.Com

اگر وہ بھی نہ ہو تو متوفی کے دادا، دادی اور نانا، نانی کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

(۲۶۹۳) بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بتایا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

(۲۶۹۴) اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص متوفی کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا اکلوتا بیٹا یا اکلوتی بیٹی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹا، بیٹی سے دگنا حصہ پاتا ہے۔

(۲۶۹۵) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں کو ملتا ہے۔ لیکن اگر متوفی کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان، آزاد اور ایک باپ کی اولاد ہوں خواہ ان کی ماں حقیقی ہو یا سوتیلی ہو بشرطیکہ پیدا ہو چکے ہوں تو اگرچہ وہ متوفی کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

(۲۶۹۶) جب متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹی ہو لہٰذا اگر اس کے گزشتہ مسئلے میں بیان کردہ شرائط رکھنے والے بھائی اور بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے۔ اور اگر متوفی کے سابقہ بیان کردہ شرائط والے بھائی یا بہنیں ہوں تو باپ کو ۱/۵ اور ماں کو ۱/۶ حصہ اور بیٹی کو ۳/۵ حصے ملتے ہیں اور جو ۱/۳۰ حصہ باقی بچا ہے اس کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ماں کا حصہ ہوگا جیسے کہ احتمال ہے کہ ۳/۴ حصہ لڑکی کا اور ۱/۴ حصہ باپ کا ہوگا۔ اس میں جو فرق ہے اس کے بارے میں احتیاط واجب کی بنا پر باہم مصالحت کی جائے۔

(۲۶۹۷) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر متوفی کے (صرف) چند بیٹے ہوں یا (صرف) چند بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۸) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۶۹۹) اگر باپ یا ماں متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ضائع ہو جائے تو جس شریک نے معاہدے یا معمول کے خلاف عمل کیا ہے وہ ذمے دار ہے۔

(۲۱۱۶) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارے کا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۱۷) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے تو اگر وہ دوسرے شرکاء کے نزدیک معتبر شخص ہو تو ضروری ہے کہ اس کا کہنا مان لیں اور اگر دوسرے شرکاء کے نزدیک وہ معتبر شخص نہ ہو تو شرکاء حاکم شرع کے پاس اس کے خلاف دعویٰ کر سکتے ہیں تا کہ حاکم شرع قضاوت کے اصولوں کے مطابق تنازعے کا فیصلہ کرے۔

(۲۱۱۸) اگر شراکت اذنی میں تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں۔ لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شراکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ اور بہر حال مال میں سب کی شراکت اسی طرح باقی رہے گی۔

(۲۱۱۹) شراکت اذنی میں جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شراکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شراکت کے معینہ مدت میں ابھی کچھ وقت باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا ضروری ہے مگر یہ کہ انہوں نے پہلے ہی (معاہدہ کرتے وقت) سرمائے کی تقسیم کو رد کر دیا ہو (یعنی قبول نہ کیا ہو) یا مال کی تقسیم شرکاء کے لئے قابل ذکر نقصان کا موجب ہو (تو اس کی بات قبول نہیں کرنی چاہئے)۔

(۲۱۲۰) شراکت اذنی میں اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو دوسرے شرکاء شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۲۱) اگر شریک اپنے لئے کوئی چیز ادھار خریدے تو اس نفع و نقصان کا وہ خود ذمے دار ہے لیکن اگر شراکت کے لئے خریدے اور شراکت کے معاہدے میں ادھار معاملہ کرنا بھی شامل ہو تو پھر نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

(۲۱۲۲) اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شراکت کے سرمائے سے کوئی سودا کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ شراکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شراکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر شرکاء جانتے ہوتے کہ شراکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی تھے تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس صورت میں کہ جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہیں تھے، یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔ ہر صورت میں ان میں سے جس نے بھی شراکت کے لئے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے

Presented by Ziaraat.Com

ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے ان کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے کا معاوضہ اس فائدے کی مقدار سے زیادہ ہو جو وہ شراکت صحیح ہونے کی صورت میں لیتا تو وہ بس اسی قدر فائدہ لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

(۲۱۲۳) ''صلح'' سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تا کہ دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق سے دستبردار ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی شخص عوض لئے بغیر کسی سے اتفاق کرے اور اپنا مال یا مال کے منافع کی کچھ مقدار اس کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تب بھی صلح صحیح ہے۔

(۲۱۲۴) جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ، عاقل اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو اور ضروری ہے کہ سفیہ یا دیوالیہ ہونے کی بنا پر اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا گیا ہو۔

(۲۱۲۵) صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ اور کاموں سے اس بات کا اظہار ہو کہ فریقین نے آپس میں صلح اور اتفاق کر لیا ہے صحیح ہے۔

(۲۱۲۶) اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تا کہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے خود استفادہ حاصل کرے اور گھی کی کچھ مقدار مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لئے اجارے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور اس کے عوض اسے کچھ گھی دے اور یہ قید نہ لگائے کہ بالخصوص انہی بھیڑوں کا گھی یا دودھ ہو تو بھی اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۲۷) اگر کوئی قرض خواہ اس قرض کے بدلے جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے یا اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کر لے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

(۲۱۲۸) اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو جبکہ قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے تھے اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض کے لئے حلال نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ جتنے قرض کا دیندار ہے اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم ہوتا تب

Presented by Ziaraat.Com

بھی وہ اسی مقدار (یعنی دس روپے) پر صلح کر لیتا۔

(۲۱۲۹) اگر دو آدمیوں کے پاس کوئی مال موجود ہو یا ایک دوسرے کے ذمے کوئی مال باقی ہو اور انہیں یہ علم ہو کہ ان دونوں اموال میں سے ایک مال دوسرے مال سے زیادہ ہے تو چونکہ ان دونوں اموال کو ایک دوسرے کے عوض میں فروخت کرنا سود ہونے کی بنا پر حرام ہے اس لئے ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح کرنا بھی حرام ہے بلکہ اگر ان دونوں اموال میں سے ایک کے دوسرے سے زیادہ ہونے کا علم نہ بھی ہو لیکن زیادہ ہونے کا احتمال ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح نہیں کی جا سکتی۔

(۲۱۳۰) اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے قرضہ وصول کرنا ہو اور وہ اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور صلح کرنا سود کا باعث نہ ہو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اگر دونوں کو دس من گیہوں وصول کرنا ہو (اور ایک کا گیہوں اعلیٰ اور دوسرے کا درمیانے درجے کا ہو) اور دونوں کی مدت پوری ہو چکی ہو تو ان دونوں کا آپس میں مصالحت کرنا صحیح ہے۔

(۲۱۳۱) اگر ایک شخص کو کسی سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے معین مقدار سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ معاف کر دے اور باقی ماندہ نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے یا چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے قرضے سے کمتر مقدار پر مقروض یا کسی اور سے صلح کر لے یا بیچ دے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۵۳ میں بیان ہوگا۔

(۲۱۳۲) اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں۔ نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جس کے پاس حق ہے وہ صلح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۳۳) جب تک خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا نہ ہو گئے ہوں وہ سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک ادا نہ کرے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو جیسا کہ مسئلہ ۲۰۸۷ میں بیان ہو چکا ہے بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جا سکتی ہے اور اگر مصالحت کے دونوں فریقوں میں سے ایک کو دھوکہ ہوا ہو تو اس صورت میں بھی وہ صلح کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن اگر صلح جھگڑا ختم کرنے کے لئے ہو تو صلح کو ختم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس صورت کے علاوہ دھوکہ کھانے والا بھی احتیاط واجب کی بنا پر صلح کو ختم نہیں کر سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۱۳۴) جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

(۲۱۳۵) اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے اور کہے کہ ''جس چیز پر میں نے تم سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تم اسے وقف کردو گے'' اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کرلے تو ضروری ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

اجارہ کے احکام

(۲۱۳۶) کوئی چیز اجارہ پر دینے یا لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہوں اور اجارہ لینے یا دینے کا کام اپنے اختیار سے کریں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں۔ چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے نہ وہ کوئی چیز اجارہ پر لے سکتا ہے اور نہ دے سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دیوالیہ ہو چکا ہو وہ ان چیزوں کو اجارہ پر نہیں دے سکتا جن میں وہ تصرف کا حق نہ رکھتا ہو اور نہ وہ ان میں سے کوئی چیز اجارہ پر لے سکتا ہے لیکن اپنی خدمات کو اجارہ پر پیش کرسکتا ہے۔

(۲۱۳۷) انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال اجارہ (کرایہ) پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرایہ پر لے سکتا ہے۔

(۲۱۳۸) اگر بچے کا سرپرست یا اس کے مال کا منتظم بچے کا مال کرائے پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر مقرر کردے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کرسکتا ہے اگرچہ صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی کچھ مدت کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لئے مصلحت کے خلاف ہوتا۔ ہاں اگر وہ مصلحت شرعی لازمی مصلحت کے برخلاف تھی یعنی جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ شارع مقدس اس مصلحت کو ترک کرنے پر راضی نہیں ہے اس صورت میں اگر حاکم شرع کی اجازت سے اجارہ واقع ہوا ہو تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اجارہ فسخ نہیں کرسکتا۔

(۲۱۳۹) جس نابالغ بچے کا سرپرست نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدوری پر نہیں لگایا جاسکتا اور جس شخص کی رسائی مجتہد تک نہ ہو وہ ایک مومن شخص کی اجازت لیکر جو عادل ہو بچے کو مزدوری پر لگا سکتا ہے۔

(۲۱۴۰) اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارے پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے بلکہ اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارے کے قصد سے مستاجر کو دے اور وہ

Presented by Ziaraat.Com

بھی اجارے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہوگا۔

(۲۱۴۱) اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارے کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہوگا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

(۲۱۴۲) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی چیز اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۴۳) اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا دوسری تمام چیزیں اجارے پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لئے اجارے پر نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی کرائے پر لینے والے سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لئے کرائے پر دے دے (یعنی شوہر کو کرائے پر دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمے داری ہے)۔ اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو کرائے پر لینے والا اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے۔ البتہ مال کو کرایہ دار دوم کے سپرد کرنے کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مالک سے اجازت لے لے۔ لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے اگرچہ کرایہ دوسری جنس سے ہو تو ایسی صورت میں کہ وہ مکان یا دکان یا کشتی ہو تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں کوئی کام مثلاً مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس کی حفاظت کے لئے کچھ نقصان برداشت کیا ہو (تو وہ اسے زیادہ کرائے پر دے سکتا ہے)۔

(۲۱۴۴) اگر مزدور، کسی شخص سے یہ شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس مزدور کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو اسے دوسرے کو اجارے پر دے سکتا ہے۔ لیکن جو چیز دوسرے شخص سے اجارے کی بابت لے رہا ہے ضروری ہے کہ اس کی قیمت اس اجارے سے زیادہ نہ ہو جو اجیر کے لئے قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

(۲۱۴۵) اگر کوئی شخص مکان، دکان اور کشتی کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو اگر جتنے کرائے پر اس نے وہ چیز لی ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے تو اجارہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۱۴۶) اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثلاً ایک سال کے لئے سو روپیہ کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرائے پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرائے پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام کرایا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

اجارہ پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

(۲۱۴۷) جو مال اجارے پر دیا جائے اس کی چند شرائط ہیں:

(۱) وہ مال معین ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے مکانات میں سے ایک مکان تمہیں کرائے پر دیا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۲) کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے۔ اور اگر مال موجود نہ ہو یا کلّی ہو تو اجارے پر دینے والا اپنے مال کی خصوصیات کچھ اس طرح بیان کرے کہ اسے متاثر کر کے کرائے پر لینے کے لئے آمادہ کر دے۔

(۳) اجارے پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو اگر مستاجر اس کو نہ پکڑ سکے تو اجارہ باطل ہے اور اگر اس کے لئے ممکن ہو کہ پکڑ سکے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۴) اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی، پھلوں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کھانے کے لئے کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

(۵) مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے لئے اسے کرائے پر دیا جائے۔ لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لئے کرائے پر دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

(۶) جو چیز کرائے پر دے اس کے منافع کا مالک ہو جس کے لئے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ اور اگر نہ اس کا مالک ہو، نہ وکیل اور نہ منتظم تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

(۲۱۴۸) جس درخت میں ابھی پھل نہ لگا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے گا درست ہے۔ اور اسی طرح ایک جانور کو اس کے دودھ کے لئے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۴۹) عورت اس مقصد کے لئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے استفادہ کیا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

(۲۱۵۰) جس استفادے کے لئے مال کرائے پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

(۱) (استفادہ کرنا) حلال ہو۔ پس اگر کسی مال کی منفعت صرف حرام ہو یا یہ شرط رکھی جائے کہ حرام ذریعے سے استفادہ کیا جائے یا سودا کرنے سے پہلے حرام معاملے کو معین کیا

Presented by Ziaraat.Com

جائے اور سودے کی بنیاد اسی پر رکھی جائے تو یہ سودا باطل ہے۔ لہٰذا دکان کو شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لئے کرائے پر دینا اور حیوان کو شراب کی نقل وحمل کے لئے کرائے پر دینا باطل ہے۔

(۲) وہ عمل شریعت میں بلا معاوضہ انجام دینا واجب نہ ہو۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اسی قسم کے کاموں میں سے ہے اگر محل ابتلاء ہو حلال اور حرام کے مسائل سکھانا اور ایسے ہی ہے بقدر واجب مُردوں کی تجہیز و تکفین کرنا۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادے کے لئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

(۳) جو چیز کرائے پر دی جائے اگر وہ کثیر الفوائد (اور کثیر المقاصد) ہو تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کیا جائے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جاسکتا ہو تو اسے کرائے پر دیتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ مستاجر اسے فقط سواری کے مقصد کے لئے یا فقط بار برداری کے مقصد کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا اس سے ہر طرح استفادہ کرسکتا ہے۔

(۴) استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور یہ استفادہ مدت معین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے، مثلاً مکان یا دکان کرائے پر دے کر یا کام کا تعین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے، مثلاً درزی کے ساتھ طے کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس مخصوص ڈیزائن میں سیئے گا۔

(۲۱۵۱) اگر اجارے کی ابتدا کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارے کا معاہدہ کرنے کے بعد سے ہوگا۔

(۲۱۵۲) مثال کے طور پر اگر مکان ایک سال کے لئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

(۲۱۵۳) اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ کرائے دار سے کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۵۴) اگر مالک مکان، کرائے دار سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینے کے لئے دس روپے کرائے پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا علم ہو جائے تو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۵۵) جس مکان میں مسافر اور زائر قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت تک وہاں رہیں گے، اگر وہ مالک مکان سے طے کرلیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چونکہ اجارے کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اجارہ کے متفرق مسائل

(۲۱۵۶) جو مال مستاجر اجارے کے طور پر دے رہا ہو ضروری ہے کہ وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے مثلاً گیہوں، تو ان کا وزن معلوم ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے مثلاً رائج الوقت سکے تو ضروری ہے کہ ان کی تعداد معین ہو۔ اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتادے۔

(۲۱۵۷) اگر زمین زراعت کے لئے کرائے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی یا دوسری زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو یا کلی طور پر کوئی چیز اس کے ذمے قرار دے اس شرط پر کہ وہ اسی زمین کی پیداوار سے ادا کی جائے گی تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اس زمین کی پیداوار اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۱۵۸) جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا نیز اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام انجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ مگر بعض صورتوں میں، مثلاً حج کی ادائیگی کے لئے اجیر جسے عموماً عمل کے انجام دینے سے پہلے اجرت دے دی جاتی ہے (اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے)۔

(۲۱۵۹) اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے، تو اگر چہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ حاصل کر لے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی ضروری ہے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

(۲۱۶۰) اگر ایک شخص کوئی کام ایک معین دن میں انجام دینے کے لئے اجیر بن جائے اور اس دن وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے تو ضروری ہے کہ اس کی اجرت اسے دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معین دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگر چہ مالک اسے سینے کے لئے کپڑا نہ دے تب بھی ضروری ہے کہ اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

(۲۱۶۱) اگر اجارے کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کے لئے ضروری ہے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے۔ مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرائے پر ایک سال کے لئے لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو ضروری ہے کہ پچاس روپے دے۔ اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو مکان کرایہ پر

Presented by Ziaraat.Com

دینے والا مالک مکان ہو یا اس کا وکیل مطلق ہو کہ کرایہ مقرر کرنے کا حق رکھتا ہو اور عام طور پر گھر کے کرائے کی جو شرح ہو اسے جانتا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ (مستاجر) سو روپے سے زیادہ دے۔ اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو ضروری ہے کہ (مستاجر) دو سو روپے دے۔ نیز اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

(۲۱۶۲) جس چیز کو اجارے پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اسے غلط طور پر استعمال نہ کیا ہو تو (وہ اس چیز کے تلف ہونے کا) ذمے دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے احتیاطی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو ضامن نہیں۔

(۲۱۶۳) جو چیز کسی درزی اور کاریگر نے کام کرنے کے لئے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۲۱۶۴) اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو تو ضروری ہے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۲۱۶۵) اگر کوئی شخص جانور یا چیز (مثلاً گاڑی وغیرہ) کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر معینہ مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا وہ چیز (گاڑی وغیرہ) عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمے دار ہے۔ نیز اگر انہوں نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے (اور جانور مر جائے یا وہ چیز عیب دار ہو جائے) تب بھی مستاجر ذمے دار ہے۔ اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

(۲۱۶۶) اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا (نازک) سامان لادنے کے لئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمے دار نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک جانور کو معمول سے زیادہ مارے یا ایسی حرکت کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمے دار ہے۔

(۲۱۶۷) اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور اپنے کام میں کوتاہی یا غلطی کرے، مثلاً اس نے معمول سے زیادہ (چمڑا) کاٹا ہو اور وہ بچہ مر جائے یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا غلطی نہ کی ہو اور بچہ ختنہ کرنے سے ہی مر جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے چنانچہ اس بات کی تشخیص کے لئے کہ ختنہ کرنا بچے کے لئے نقصان دہ ہے یا نہیں اس کی طرف رجوع نہ کیا گیا ہو نیز وہ بھی یہ نہ جانتا ہو کہ بچے کو نقصان ہوگا تو اس صورت میں وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۶۸) اگر معالج اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے یا اس کے لئے دوا تیار کرنے کو کہے اور دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمہ دار ہے اگرچہ اس نے علاج کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۱۶۹) جب معالج مریض سے کہہ دے کہ اگر تمہیں کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمے دار نہیں ہوں اور پوری توجہ اور احتیاط سے کام لے لیکن اس کے باوجود اگر مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۷۰) کرائے پر لینے والا اور جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو، وہ ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۱۷۱) اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتا چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے تو اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۰۸۷ میں گزر چکی ہے اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اجارے کے معاہدے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہوگا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

(۲۱۷۲) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پہلے کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارے پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے۔ یا (یہ بھی کر سکتا ہے کہ) اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے لے لے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

(۲۱۷۳) اگر کوئی دوسرا شخص مستاجر کو اجارہ کردہ چیز اپنی تحویل میں نہ لینے دے یا تحویل میں لینے کے بعد اس پر ناجائز قبضہ کر لے یا اس سے استفادہ کرنے میں حائل ہو تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے لے لے۔

(۲۱۷۴) اگر اجارے کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔ اور کرایہ دار کو چاہئے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر (مالک مستاجر کے علاوہ) اس (مال) کو کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۷۵) اگر اجارے کی مدت شروع ہونے سے پہلے جو چیز اجارے پر لی ہے وہ اس استفادے کے قابل نہ رہے جس کا تعین کیا گیا تھا تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور مستاجر ادا کردہ رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے۔ اگر صورت یہ ہو کہ اس چیز سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۶) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر لے اور وہ کچھ مدت گزرنے کے بعد جو استفادہ مستاجر کے لئے طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ ''اجرۃ المثل'' (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۷) اگر کوئی شخص ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ

Presented by Ziaraat.Com

ٹوٹ پھوٹ جائے لیکن اجارے پر دینے والا اس کمرہ کو (مرمت کر کے) اس طرح بنادے جس میں سابقہ کمرے کے مقابلے میں کافی فرق ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو اس سے پہلے والے مسئلے میں بتایا گیا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ اجارے پر دینے والا اسے فوراً بنادے اور اس سے استفادہ کرنے میں تھوڑی سی بھی تاخیر نہ ہو تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ اور کرایہ دار بھی اجارے کو فسخ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کمرے کی مرمت میں قدرے تاخیر ہو جائے اور کرایہ دار اس سے استفادہ نہ کر پائے تو اس ''تاخیر'' کی مدت تک کا اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور کرایہ دار چاہے تو ساری مدت کا اجارہ بھی فسخ کرسکتا ہے البتہ جتنی مدت اس نے کمرے سے استفادہ کیا ہے اس کی اجرۃ المثل دے۔

(۲۱۷۸) اگر کرائے پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر مکان کا فائدہ صرف اس کی زندگی میں ہی اس کا ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک (اجارے پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہوگا تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے۔ اور اگر موجودہ مالک اس اجارہ کی تصدیق کردے تو اجارہ صحیح ہے۔ اور اجارے پر دینے والے کی موت کے بعد اجارے کی جو مدت باقی ہوگی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

(۲۱۷۹) اگر کوئی شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لئے کاریگر مہیا کرے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو واپس کردے۔ لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کردے گا اور وہ اپنے لئے یہ اختیار حاصل کرلے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم پر کرائے جس پر وہ خود اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کیلئے حلال ہوگی۔

(۲۱۸۰) اگر رنگریز وعدہ کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔

جعالہ کے احکام

(۲۱۸۱) ''جعالہ'' سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے کچھ مال (بطور انعام) دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کرے گا وہ اسے دس روپے (انعام) دے گا تو جو شخص اس قسم کا وعدہ کرے اسے ''جاعل'' اور جو شخص وہ کام انجام دے اسے ''عامل'' کہتے ہیں۔ اجارے و جعالے میں بعض لحاظ سے فرق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجارے میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کے لئے ضروری ہے کہ کام انجام دے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لئے اس کا

Presented by Ziaraat.Com

مقروض ہو جاتا ہے۔ لیکن جعالہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہوتا ہے تاہم ہوسکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو۔ پس جب تک وہ کام انجام نہ دے، جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

(۲۱۸۲) جاعل کیلئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور انعام کا وعدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہو۔ اسی بنا پر سفیہ - جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو - کا جعالہ صحیح نہیں ہے اور بالکل اسی طرح دیوالیہ شخص کا جعالہ ان اموال میں صحیح نہیں ہے جن میں تصرف کا حق نہ رکھتا ہو۔

(۲۱۸۳) جاعل جو کام لوگوں سے کرانا چاہتا ہو ضروری ہے کہ وہ حرام یا بے فائدہ نہ ہو اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہو جن کا بلا معاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت کسی عاقلانہ مقصد کے بغیر ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۸۴) جس مال کے بارے میں معاہدہ کیا جارہا ہو ضروری نہیں ہے کہ اسے اس کی پوری خصوصیات کا ذکر کر کے معین کیا جائے۔ بلکہ اگر صورت حال یہ ہو کہ کام کرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے اقدام کرنا حماقت شمار نہ ہوگا تو کافی ہے۔ مثلاً اگر جاعل یہ کہے کہ اگر تم نے اس مال کو دس روپے سے زیادہ قیمت پر بیچا تو اضافی رقم تمہاری ہوگی تو جعالہ صحیح ہے۔ اور اسی طرح اگر جاعل کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا ڈھونڈ کر لائے گا میں اسے گھوڑے میں نصف شراکت یا دس من گیہوں دوں گا تو بھی جعالہ صحیح ہے۔

(۲۱۸۵) اگر کام کی اجرت مکمل طور پر مبہم ہو مثلاً جاعل یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کر دے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو انجام دے تو ضروری ہے کہ جاعل اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پا سکے۔

(۲۱۸۶) اگر عامل نے جاعل کے قول و قرار سے پہلے ہی وہ کام کر دیا ہو یا قول و قرار کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حقدار نہیں۔

(۲۱۸۷) اس سے پہلے کہ عامل کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کرسکتا ہے۔

(۲۱۸۸) جب عامل نے کام شروع کر دیا ہو اگر اس کے بعد جاعل جعالہ منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔ مگر یہ کہ عامل بھی راضی ہو۔

(۲۱۸۹) عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے۔ لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے پر جاعل کو یا جس شخص کے لئے یہ کام انجام دیا جارہا ہے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ کام کو مکمل کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اس قدر معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اپنا آپریشن تکمیل تک پہنچائے۔

(۲۱۹۰) اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے تو کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے مثلاً وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنا کام کیا جائے گا اتنی اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہئے کہ جتنا کام ہوا ہو اتنی اجرت عامل کو دیدے۔

Presented by Ziaraat.Com

مُزارعہ کے احکام

(۲۱۹۱) مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ (زمین کا) مالک کاشتکار (مزارع) سے معاہدہ کر کے اپنی زمین اس کے اختیار میں دے تا کہ وہ اس میں کاشتکاری کرے اور پیداوار کا کچھ حصہ مالک کو دے۔

(۲۱۹۲) مزارعہ کی چند شرائط ہیں:

(۱) دو اشخاص کے درمیان یہ معاہدہ اور عہد و پیمان ہو مثلاً زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

(۲) زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور بٹائی کا معاہدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کریں اور سفیہ — جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتے ہوں — نہ ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر کاشتکار دیوالیہ ہو اور اس کا مزارعہ کرنا ان اموال میں تصرف نہ کہلائے جن میں اسے تصرف کرنا منع تھا تو ایسی صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳) مالک اور کاشتکار میں سے ہر ایک زمین کی پیداوار میں سے آدھا حصہ یا تیسرا حصہ وغیرہ لے لے۔ لہٰذا اگر کوئی بھی اپنے لئے کوئی حصہ مقرر نہ کرے یا مثلاً مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

(۴) جتنی مدت کے لئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہئے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو۔ اور اگر مدت کی ابتدا ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام پیداوار ملنے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

(۵) زمین قابل کاشت ہو۔ اگر اس میں ابھی کاشت کرنا ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے کاشت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۶) کاشتکار جو چیز کاشت کرنا چاہے، ضروری ہے کہ اس کو معین کر دیا جائے۔ مثلاً معین کر لیں کہ چاول ہے یا گیہوں، اور اگر چاول ہے تو کونسی قسم کا چاول ہے۔ لیکن اگر کسی مخصوص چیز کی کاشت پیش نظر نہ ہو تو اس کا معین کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مخصوص

Presented by Ziaraat.Com

چیز پیش نظر ہو اور اس کا علم ہو تو لازم نہیں ہے کہ اس کی وضاحت بھی کریں۔

(۷) مالک، زمین کو معین کر دے۔ یہ شرط اس صورت میں ہے جبکہ مالک کے پاس زمین کے چند قطعات ہوں اور ان قطعات کے لوازم کاشتکاری میں فرق ہو۔ لیکن اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو زمین کو معین کرنا لازم نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مالک کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے تو مزارعہ صحیح ہے۔ اور معاہدے کے بعد زمین کی تعیین کرنا مالک کا حق ہے۔

(۸) جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو کرنا ضروری ہو جیسے بیج، کھاد، لوازم کاشتکاری وغیرہ اسے معین کر دیں لیکن جو خرچ ہر ایک کو کرنا ضروری ہو اگر اس کا رسمی طور پر علم ہو تو پھر اس کی وضاحت کرنا لازم نہیں۔

(۲۱۹۳) اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار ایک کی ہوگی اور جو باقی بچے گا اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو مزارعہ باطل ہے اگرچہ انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا۔ ہاں اگر وہ آپس میں یہ طے کر لیں کہ بیج کی جو مقدار کاشت کی گئی ہے یا ٹیکس کی جو مقدار حکومت لیتی ہے وہ پیداوار سے نکالی جائے گی اور جو باقی بچے گا اسے دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۲۱۹۴) اگر مزارعہ کے لئے کوئی مدت معین کی ہو کہ جس میں عموماً پیداوار دستیاب ہو جاتی ہے لیکن اگر اتفاقاً معین مدت ختم ہو جائے اور پیداوار دستیاب نہ ہوئی ہو تو اگر مدت معین کرتے وقت یہ بات بھی شامل تھی یعنی دونوں اس بات پر راضی تھے کہ مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ پیداوار دستیاب نہ ہو مزارعہ ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر مالک اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مالک راضی نہ ہو تو کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو لازم نہیں کہ مالک اسے اس کا عوض دے۔ لیکن اگرچہ کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

(۲۱۹۵) اگر کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین کا پانی بند ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو ضروری ہے کہ عام شرح کے حساب سے اس مدت کا کرایہ مالک کو دے۔

(۲۱۹۶) زمین کا مالک اور کاشتکار ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ (کا معاہدہ) منسوخ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مزارعہ کے معاہدہ کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک فریق طے شدہ شرائط کے خلاف عمل کرے تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۱۹۷) اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا بلکہ ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور انہوں نے مزارعہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کاشتکار خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر جو کام اس کے ذمے تھے وہ مکمل ہو گئے ہوں تو اس صورت میں مزارعہ منسوخ نہیں ہوتا اور اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دینا ضروری ہے۔ جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں اور ورثاء مالک کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ مزارعہ ختم ہونے تک فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

(۲۱۹۸) اگر کاشت کے بعد پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہوگی اور ضروری ہے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کے مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے۔ اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور ضروری ہے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کا مال ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے۔ اور دونوں صورتوں میں عام طور پر جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو اور دوسرے فریق کو اس کا علم ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

(۲۱۹۹) اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین پر کھڑی رہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور اگر مالک راضی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر فصل پکنے سے پہلے وہ کاشتکار کو مجبور نہ کرے کہ اسے کاٹ لے اور اسی طرح مالک کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ کرایہ دے اور فصل کو اپنی زمین میں باقی رہنے دے۔ اسی طرح جبکہ زمین کا کرایہ بھی اس سے طلب نہ کرے۔

(۲۲۰۰) اگر کھیت کی پیداوار جمع کرنے اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد کھیت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال دوبارہ سرسبز ہو جائیں اور پیداوار دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی پیداوار بیج کے مالک کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

(۲۲۰۱) اگر انسان کسی کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرے مثلاً پھل دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تا کہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ ''مساقات'' (آبیاری) کہلاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲۰۲) جو درخت پھل نہیں دیتے اور ان کی کوئی دوسری پیداوار ہو، مثلاً پتے اور پھول ہوں کہ جو کچھ نہ کچھ مالیت رکھتے ہوں، مثلاً مہندی (اور پان) کے درخت کہ اس کے پتے کام آتے ہیں، ان کے لئے مساقات کا معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۳) مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کردے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۴) درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمے داری لے، ضروری ہے کہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو نیز یہ بھی ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر باغبان دیوالیہ ہو اور مساقات کا معاملہ کرنے کی صورت میں ان اموال میں تصرف کرنا لازم نہ آئے جن میں تصرف کرنے سے اسے روکا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۰۵) مساقات کی مدت معین ہونی چاہئے اور اتنی مدت ہونا ضروری ہے کہ جس میں پیداوار کا دستیاب ہونا ممکن ہو۔ اگر فریقین اس مدت کی ابتدا معین کردیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس کی پیداوار دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۶) ضروری ہے کہ ہر فریق کا حصہ پیداوار کا آدھا یا ایک تہائی یا اسی کی مانند ہو اور اگر یہ معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۲۰۷) لازم نہیں ہے کہ مساقات کا معاملہ پیداوار ظاہر ہونے سے پہلے طے کرلیں۔ بلکہ اگر پیداوار ظاہر ہونے کے بعد معاملہ کریں اور کچھ کام باقی رہ جائے جو کہ پیداوار میں اضافے کے لئے یا اس کی بہتری یا اسے نقصان سے بچانے کے لئے ضروری ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اس طرح کے کوئی کام باقی نہ رہے ہوں، بلکہ ایسے کام جو درخت کی پرورش کے لئے ضروری ہیں یا میوہ توڑنے یا اس کی حفاظت جیسے کام باقی رہ گئے ہوں تو پھر مساقات کے معاملے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۲۰۸) خربوزے، کھیرے اور اس جیسی دوسری بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ بنابر اظہر صحیح ہے۔

(۲۲۰۹) جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے آبپاشی کی ضرورت نہ ہو اگر اسے مثلاً دوسرے ایسے کاموں کی ضرورت ہو جو مسئلہ ۲۲۰۷ میں بیان ہو چکے ہیں تو ان کاموں کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

(۲۲۱۰) دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کرسکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر مساقات

Presented by Ziaraat.Com

کے معاملے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۲۱۱) اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ پاتے ہیں۔

(۲۲۱۲) درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو اگر وہ مر جائے اور معاہدے میں یہ قید اور شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر ورثاء نہ خود درختوں کی پرورش کا کام انجام دیں اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کسی کو اجیر مقرر کریں تو حاکم شرع مرنے والے کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے مرنے والے کے ورثاء اور (درختوں کے) مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاملے میں یہ قید لگائی ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ فسخ ہو جائے گا۔

(۲۲۱۳) اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام پیداوار مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے۔ لیکن ایسی صورت میں پیداوار مالک کا مال ہوگی اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو ضروری ہے کہ مالک آبیاری اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی نگہداشت کرنے والے کو معمول کے مطابق دے۔ لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو اور وہ اس سے مطلع ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا لازم نہیں۔

(۲۲۱۴) ''مغارسہ'' یہ ہے کہ کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تا کہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو یہ معاملہ صحیح ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ایسے معاملے کو ترک کرے۔ لیکن اس معاملے کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے کوئی اور معاملہ انجام دے تو بغیر اشکال کے وہ معاملہ صحیح ہے۔ مثلاً فریقین کسی طرح باہم صلح اور اتفاق کر لیں یا نئے درخت لگانے میں شریک ہو جائیں پھر باغبان اپنی خدمات مالک زمین کو بیج بونے، درختوں کی نگہداشت اور آبیاری کرنے کے لئے ایک معین مدت تک زمین کی پیداوار کے نصف فائدے کے عوض کرایہ پر پیش کرے۔

وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے

(۲۲۱۵) جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ اپنی ذمے داری اور اپنے مال میں شرعاً تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ اچھے اور برے کو سمجھنے میں حد کمال اور رشد تک پہنچ گیا ہو اور سرپرست کا پہلے سے اجازت دینا اس بارے میں کوئی فائدہ نہیں رکھتا اور بعد میں اجازت دینا بھی محل اشکال ہے۔ لیکن چند چیزوں میں بچے کا تصرف کرنا صحیح ہے، ان میں سے کم قیمت والی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا ہے جیسے کہ مسئلہ ۲۰۴۵ میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بچے کا اپنے خونی رشتے داروں اور قریبی رشتے داروں کے لئے وصیت کرنا جس کا بیان مسئلہ ۲۶۶۰ میں آئے گا۔ لڑکی میں

Presented by Ziaraat.Com

بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ نو قمری سال پورے کر لے اور لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے:

(۱) ناف کے نیچے اور شرمگاہ سے اوپر سخت بالوں کا اگنا۔

(۲) منی کا خارج ہونا۔

(۳) عمر کے پندرہ قمری سال پورے کرنا۔

(۲۲۱۶) چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر سخت بالوں کا اُگنا بعید نہیں کہ بلوغت کی علامت ہو لیکن سینے پر اور بغل کے نیچے بالوں کا اُگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا اور ایسی ہی دوسری علامات بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں۔

(۲۲۱۷) دیوانہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح دیوالیہ — وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے پر حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو — قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اسی طرح سفیہ — یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو — سرپرست کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۲۲۱۸) جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۱۹) انسان کو اختیار ہے مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے۔ اگر اپنے مال کو اس کی (اصل) قیمت پر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اگر مثلاً اپنا مال کسی کو بخش دے یا رائج قیمت سے سستا فروخت کرے تو جتنی مقدار اس نے بخش دی ہے یا جتنی سستی فروخت کی ہے اگر وہ اس کے مال کی ایک تہائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس کا تصرف کرنا صحیح ہے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو ورثاء کی اجازت دینے کی صورت میں اس کا تصرف کرنا صحیح ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو ایک تہائی سے زیادہ میں اس کا تصرف باطل ہے۔

وکالت کے احکام

''وکالت'' سے مراد یہ ہے کہ معاہدہ کرنے یا معاملہ کرنے یا ان جیسے کسی کام کو مثلاً ''تحویل میں دینا'' اور ''تحویل میں لینا'' جو انسان خود کرنے کا حق رکھتا ہو اسے دوسرے کے سپرد کر دے تا کہ وہ اس کی طرف سے انجام دے۔ مثلاً کسی کو اپنا وکیل بنائے تا کہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے۔ لہٰذا سفیہ چونکہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے وہ مکان بیچنے کیلئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

(۲۲۲۰) وکالت میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے

Presented by Ziaraat.Com

وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کرلیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اسے اس کی طرف سے بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۲۱) اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جس کی رہائش دوسرے شہر میں ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرلے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصے بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۲۲) مؤکل یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے اور وہ شخص جو وکیل بنے ضروری ہے کہ دونوں عاقل ہوں اور (وکیل بنانے اور وکیل بننے کا) اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور مؤکل کے معاملے میں بلوغ بھی معتبر ہے۔ مگر ان کاموں میں جن کو ممیز بچے کا انجام دینا صحیح ہے۔ (ان میں بلوغ شرط نہیں ہے)۔

(۲۲۲۳) جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً انجام دینا ضروری نہ ہو اسے انجام دینے کے لئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اسے نکاح کا صیغہ نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

(۲۲۲۴) اگر کوئی شخص اپنے تمام کام انجام دینے کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنائے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر وکیل کو چند کاموں میں سے ایک کام جس کا وہ خود انتخاب کرے انجام دینے کے لئے وکیل بنائے مثلاً اس کو وکیل بنائے کہ یا اس کا گھر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۲۵) اگر (مؤکل) وکیل کو معزول کردے یعنی جو کام اس کے ذمے لگایا ہو اس سے برطرف کردے تو وکیل اپنی معزولی کی خبر مل جانے کے بعد اس کام کو (مؤکل کی جانب سے) انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

(۲۲۲۶) مؤکل خواہ موجود نہ ہو وکیل خود کو وکالت سے کنارہ کش کرسکتا ہے۔

(۲۲۲۷) جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو، اس کام کے لئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا لیکن اگر مؤکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کرسکتا ہے لہٰذا اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لئے ایک وکیل مقرر کرو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے لیکن از خود کسی کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا۔

(۲۲۲۸) اگر وکیل مؤکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کرسکتا اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا مؤکل اسے معزول کردے تب بھی دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

(۲۲۲۹) اگر وکیل مؤکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو مؤکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کرسکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲۳۰) اگر (مؤکل) کسی کام کے لئے چند اشخاص کو وکیل مقرر کرے اور اس کی اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک ذاتی طور پر اس کام کو کرے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں یا بطور اطلاق کہا ہو کہ تم دونوں میرے وکیل ہو تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی اشخاص کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۲۳۱) اگر وکیل یا مؤکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے۔ نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کیا گیا ہو اگر وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اسی طرح اگر وکیل یا مؤکل میں سے کوئی ایک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر کبھی کبھی دیوانگی یا بے حواسی کا دورہ پڑتا ہو تو وکالت کا باطل ہونا دیوانگی اور بے حواسی کی مدت میں حتیٰ کہ دیوانگی اور بے حواسی نہ ہونے کی حالت میں بھی محل اشکال ہے۔

(۲۲۳۲) اگر انسان کسی کو اپنے کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کی تکمیل کے بعد ضروری ہے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دیدے۔

(۲۲۳۳) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کا ضامن نہیں ہے۔

(۲۲۳۴) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (وکیل) ذمے دار ہے۔ لہٰذا جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۳۵) اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

(۲۲۳۶) مومنوں کو خصوصاً ان ضرورتمندوں کو قرض دینا مستحب کاموں میں سے ہے جس کے بارے میں احادیث معصومینؑ میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

''جو شخص کسی مومن بھائی کو قرض دیدے اور اسے واپس کرنے کی استطاعت تک اسے مہلت دے تو ایسے شخص کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے۔''
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''ایک مومن کسی دوسرے مومن کو بقصد قربت قرض دیدے تو اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ کا اجر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے۔''

(۲۲۳۷) قرض میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

(۲۲۳۸) جب بھی مقروض اپنا قرضہ ادا کرے تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے قبول کرلے۔ لیکن اگر قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ کے کہنے سے یا دونوں کے کہنے سے ایک مدت مقرر کی ہو تو اس صورت میں قرض خواہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اپنا قرض واپس لینے سے انکار کرسکتا ہے۔

(۲۲۳۹) اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کردی جائے اور مدت کا تعین مقروض کی درخواست پر ہو یا جانبین کی درخواست پر، قرض خواہ اس معین مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر مدت کا تعین قرض خواہ کی درخواست پر ہوا ہو یا قرضے کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جب بھی چاہے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

(۲۲۴۰) اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور ادائیگی کا وقت مقرر نہ کیا ہو یا وقت پورا ہو چکا ہو تو اگر مقروض قرض ادا کرسکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کردے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہے۔

(۲۲۴۱) اگر مقروض کے پاس ایک گھر کہ جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب اور ان لوازمات کہ جن کی اسے ضرورت ہو اور ان کے بغیر اسے پریشانی ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ اسے چاہئے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

(۲۲۴۲) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو تو اگر اس کے لئے کام کرنا آسان ہو یا اس کا پیشہ ہی کام کاج کرنا ہو تو واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرض ادا کرے۔ بلکہ اس کے علاوہ صورت میں بھی کہ وہ شخص ایسا کام کاج کرسکتا ہو جو اس کے شایان شان ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ کام کرکے قرض ادا کرے۔

(۲۲۴۳) جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے۔ مستقبل میں اس کے یا اس کے وارث کے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط واجب کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے۔ اور اگر مقروض کو قرض خواہ یا اس کے وارث کے ملنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس کو تلاش کرے اور اگر وہ نہ ملے تو وصیت کردے کہ اگر میں مرجاؤں اور قرض خواہ یا اس کا وارث مل جائے تو میرا قرض میرے مال سے ادا کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲۴۴) اگر کسی میت کا مال اس کے کفن دفن کے واجب اخراجات اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۲۲۴۵) اگر کوئی شخص کچھ رقم یا گندم یا جَو یا ان جیسی مثلی چیزیں قرض میں لے لے جن کی قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے تو اسے چاہئے کہ اتنی ہی مقدار جو اس نے لی ہے اور ایسی ہی پسندیدہ صفات کا مال واپس دے تو کافی ہے۔ لیکن اگر مقروض اور قرض خواہ ان خصوصیات کے بغیر بھی راضی ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر جو چیز قرض میں لی تھی ان چیزوں میں سے تھی جو قیمتاً بیچی جاتی ہیں جیسے بکری وغیرہ تو ضروری ہے کہ جس دن قرض لیا تھا اسی وقت کی قیمت ادا کرے۔

(۲۲۴۶) کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو اگر وہ تلف نہ ہوا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو ضروری نہیں ہے کہ مقروض وہی مال دیدے۔ اگر مقروض دینا چاہے تو قرض خواہ چاہے تو قبول نہ کرے۔

(۲۲۴۷) اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گیہوں دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ کلو واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے۔ بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے گا یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے گا مثلاً طے کرے کہ (مقروض نے) جو ایک روپیہ لیا ہے واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ماچس کی ایک ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ قرض لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے گا مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس لے گا تب بھی یہ سود اور حرام ہوگا۔ البتہ اگر قرض خواہ کوئی شرط نہ لگائے بلکہ مقروض خود قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس دے تو کوئی اشکال نہیں بلکہ (ایسا کرنا) مستحب ہے۔

(۲۲۴۸) (قرض پر) سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے البتہ قرض صحیح ہے۔ جو شخص سود پر قرض لے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ البتہ قرض دینے والا سود کا مالک نہیں ہے۔ اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے اور اگر اس سود سے کوئی چیز خریدے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا۔ اور اگر اس طرح معاملہ ہوا ہو کہ سود کا معاہدہ بھی نہ کیا ہو قرض لینے والا راضی ہو کہ قرض دینے والا اس رقم کو استعمال کرلے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سود لے اور مسئلہ معلوم ہو جانے پر توبہ کرلے تو اس صورت میں زمانۂ جہالت میں جو سود اس نے لیا تھا اس کے لئے حلال ہے۔

(۲۲۴۹) اگر کوئی شخص گیہوں یا اس جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے۔

(۲۲۵۰) اگر ایک شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی رقم کے ساتھ مخلوط ہوگئی ہو ادا کرے تو اس لباس کا مالک بن جاتا ہے اور اس لباس

Presented by Ziaraat.Com

کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس لباس کا مالک نہیں ہے اور اس کا پہننا حرام ہے۔

(۲۲۵۱) اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اسے ''صرف برات'' کہتے ہیں۔

(۲۲۵۲) اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز اس شرط پر دے کہ دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا جبکہ وہ چیز سونا یا چاندی ہو یا گندم یا جو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے، تو یہ سود اور حرام ہے۔ ہاں جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی چیز دے یا کوئی کام کر دے تو پھر اشکال نہیں۔ تاہم عام رائج نوٹ اگر قرضے کے طور پر دیئے جائیں تو زیادہ لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر نوٹ کو بیچا جائے، چاہے نقد یا ادھار جبکہ اس کی رقم دو جنسوں میں ہو جیسے ایک دینار ہو اور دوسرا روپیہ تو اضافہ لینے میں اشکال نہیں۔ لیکن اگر ادھار ہو اور ایک ہی جنس ہو تو اضافہ لینے میں اشکال ہے۔

(۲۲۵۳) اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ قرض لینا ہو اور وہ چیز ناپی یا تولی جانے والی جنس نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر — جسے عام طور پر بھاؤ گرنا کہتے ہیں — بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے۔

حوالہ دینے کے احکام

(۲۲۵۴) اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرض ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب ''حوالہ'' ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۲۵۵) مقروض اور قرض خواہ اور جس شخص کا حوالہ دیا جا سکتا ہو ضروری ہے کہ سب بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں۔ ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگرچہ حوالہ دینے والا دیوالیہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۵۶) حوالہ کے تمام موقعوں پر حوالہ دیئے جانے والے شخص کا قبول کرنا ضروری ہے چاہے مقروض ہو یا نہ ہو۔

(۲۲۵۷) انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو لہٰذا اگر وہ کسی سے قرض لینا

Presented by Ziaraat.Com

چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تا کہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ اس شخص سے لے لے۔

(۲۲۵۸) حوالہ کی جنس اور مقدار فی الواقع معین ہونا ضروری ہے۔ پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گیہوں اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

(۲۲۵۹) اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرضہ رجسٹر میں لکھا ہو اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہوگا۔

(۲۲۶۰) قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگر چہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ دولت مند ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

(۲۲۶۱) جو شخص حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو اگر حوالہ قبول کرے تو اظہر یہ ہے کہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ جو قرض جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے اس کی مدت معین ہو اور ابھی وہ مدت ختم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ مدت ختم ہونے سے پہلے حوالے دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر چہ اس نے ادائیگی کر دی ہو۔ اور اسی طرح اگر قرض خواہ اپنے قرض سے تھوڑی مقدار پر اس شخص سے جس کا حوالہ دیا گیا ہے صلح کر لے تو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنی (تھوڑی) مقدار کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۶۲) حوالہ ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے۔ اور وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو تو اگر چہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے تب بھی قرض خواہ حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ یہی حکم اس وقت ہے جب (وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو) حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے۔ لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے تو اگر اس وقت وہ شخص مالدار نہ ہوا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر کے اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مالدار ہو گیا ہو تو معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھنے میں اشکال ہے۔

(۲۲۶۳) اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کی شرط رکھی ہو تو شرط کے مطابق حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۶۴) اگر حوالہ دینے والا قرض خواہ کا قرضہ خود ادا کر دے تو اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض ہو تو حوالہ دینے والے نے جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

رہن[1] کے احکام

(۲۲۶۵) رہن یہ ہے کہ انسان قرض کے بدلے یا ضامن بن کر اپنا مال کسی کے پاس گروی رکھوائے کہ اگر رہن رکھوانے والا قرضہ نہ لوٹا سکے یا رہن نہ چھڑا سکے تو رہن لینے والا شخص اس کا عوض اس مال سے لے سکے۔

(۲۲۶۶) رہن میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ گروی دینے والا اپنا مال گروی رکھنے کی نیت سے گروی لینے والے کو دے دے اور وہ اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

(۲۲۶۷) ضروری ہے کہ گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھوانے والا دیوالیہ اور سفیہ نہ ہو — دیوالیہ اور سفیہ کے معنی مسئلہ ۲۲۱۷ میں بتائے جا چکے ہیں — اور اگر دیوالیہ ہو لیکن جو مال وہ گروی رکھوا رہا ہے اس کا اپنا مال نہ ہو یا ان اموال میں سے نہ ہو جس کے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۶۸) انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

(۲۲۶۹) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی خرید و فروخت صحیح ہو۔ لہٰذا اگر شراب یا اس جیسی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

(۲۲۷۰) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہے اس سے جو فائدہ ہوگا وہ اس چیز کے مالک کی ملکیت ہوگا خواہ وہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

(۲۲۷۱) گروی رکھنے والے نے جو مال بطور گروی لیا ہو اس مال کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مالک خواہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص نہ وہ کسی دوسرے کو وہ مال بخش سکتا ہے نہ کسی کو بیچ سکتا ہے۔ لیکن اگر (وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور) مالک بعد میں اجازت دے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۲۷۲) اگر گروی رکھنے والا اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو اس کے مالک کی اجازت سے بیچ دے تو مال کی طرح اس کی قیمت گروی نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مالک بعد میں اجازت دے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول کی جائے وہ اس مال کی طرح گروی نہیں ہوگی)۔ لیکن اگر گروی رکھوانے والا اس چیز کو گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے تا کہ اس کی قیمت کو گروی قرار دے

---

[1] اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ آج کل جو چیز عوام میں رہن سمجھی جاتی ہے، حقیقتاً رہن نہیں ہے، بلکہ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک شخص مالک مکان کو کچھ قرضہ دیتا ہے اور اس کے بدلے گھر میں رہائش اختیار کر لیتا ہے۔ یہ کام اگر گھر کا کرایہ دیئے بغیر ہو تو سود اور حرام ہے اور قرضہ دینے والے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس گھر میں رہائش اختیار کرے جبکہ اگر ساتھ میں کرایہ بھی دے رہا ہو تو بھی اگر قرضہ اس شرط پر دیا ہو کہ کرائے پر مکان دے گا تو بھی حرام ہے اور مالک مکان، اپنا مکان اس شرط پر کرائے پر دے کہ کرایہ دار اسے قرضہ دے گا تو یہ کام احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو ضروری ہے کہ گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے اور اس کی مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ باطل ہے۔ مگر یہ کہ گروی رکھنے والا اس کی اجازت دیدے (تو پھر معاملہ صحیح ہے)۔

(۲۲۷۳) جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ اس کے مال سے وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے (اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی) اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو ضروری ہے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

(۲۲۷۴) اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ گزشتہ مسئلے میں بتائے گئے طریقے کے مطابق اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

(۲۲۷۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہوگا جب وہ کسی لفظ سے اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو یا کسی عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور (اس سلسلے میں) مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ضامن قرضے کو مقروض کے ذمہ سے ہٹا کر اپنے ذمے لے۔ اگر اس کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو دوسرے قرضوں کی طرح وراثت میں سب سے پہلے اسے ادا کیا جائے گا۔ عام طور پر لفظ ضمان سے فقہاء کی مراد یہی ہے۔

(۲) ضامن پابند ہو جائے کہ وہ قرضہ ادا کرے گا لیکن اس کے ذمے سے دوسری طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اگر وہ وصیت نہ کرے تو اس کی موت کے بعد اس کے مال میں سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۲۷۶) ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ وہ سفیہ بھی نہ ہوں اور اسی طرح ضروری ہے کہ قرض خواہ دیوالیہ نہ ہو، لیکن یہ شرائط مقروض کے لئے نہیں ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص بچے، دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲۷۷) جب کوئی شخص ضامن بننے کے لئے کوئی شرط رکھے مثلاً یہ کہے کہ ''اگر مقروض تمہارا قرض ادا نہ کر سکے گا تو میں تمہارا قرض ادا کروں گا'' تو مسئلہ ۲۲۷۵ میں بیان کردہ پہلی صورت کے مطابق اس کے ضامن ہونے میں اشکال ہے البتہ مسئلہ ۲۲۷۵ میں بیان کردہ دوسری صورت میں اشکال نہیں۔

(۲۲۷۸) انسان جس شخص کے قرض کی ضمانت دے رہا ہے ضروری ہے کہ وہ مقروض ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک وہ قرض نہ لے لے اس وقت تک کوئی شخص اس کا ضامن نہیں بن سکتا۔ اور یہ شرط ''ضمان'' میں دوسری صورت کے مطابق نہیں ہے۔

(۲۲۷۹) انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ، مقروض اور قرض شدہ چیز سب فی الواقع معین ہوں۔ لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں ضامن ہوں کہ تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے۔ نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گیہوں اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس چیز کو معین نہ کرے کہ وہ گیہوں کے لئے ضامن ہے یا روپوں کے لئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۸۰) اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر ضامن بن جائے کہ اس کا قرض ادا کرے تو (بعد میں) مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا۔

(۲۲۸۱) اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لئے اس کی اجازت سے ضامن بن جائے تو جتنی مقدار کا ضامن بنا ہے — اس کو ادا کرنے سے پہلے بھی — قرض دار سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ البتہ اس چیز کے بجائے دوسری چیز قرض خواہ کو دے تو دوسری چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً دس من گندم کا مقروض تھا اور ضامن دس من چاول دے تو مقروض سے چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اگر مقروض خود چاول دینے پر راضی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۸۲) اگر قرض خواہ اپنا قرض ضامن کو معاف کر دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز طلب نہیں کر سکتا اور اگر کچھ مقدار معاف کی ہے تو اتنی مقدار مقروض سے طلب نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر سارا قرض یا اس کی کچھ مقدار اسے ہبہ کر دے یا خمس یا زکوٰۃ یا صدقات وغیرہ کی مد میں دیدے تو ضامن مقروض سے وہ چیز لے سکتا ہے۔

(۲۲۸۳) اگر کوئی کسی کا ضامن بنے کہ اس کا قرض ادا کرے گا تو اپنے ضامن بننے سے پھر نہیں سکتا۔

(۲۲۸۴) احتیاط واجب کی بنا پر ضامن اور قرض خواہ یہ شرط نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں ضمانت منسوخ کر دیں۔

(۲۲۸۵) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ بعد میں

Presented by Ziaraat.Com

دیوالیہ ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح اگر ضمانت دیتے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۸۶) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لاعلم ہونے کی بنا پر اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

کفالت کے احکام

(۲۲۸۷) ''کفالت'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ذمہ لے کہ جس وقت قرض خواہ چاہے گا وہ مقروض کو اس کے سپرد کر دے گا۔ جو شخص اس قسم کی ذمے داری قبول کرے اسے کفیل کہتے ہیں۔

(۲۲۸۸) کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے قرض خواہ کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم چاہو گے میں مقروض کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور قرض خواہ بھی اس بات کو قبول کر لے اور احتیاط واجب کی بنا پر کفالت کے صحیح ہونے کے لئے مقروض کی رضامندی بھی معتبر ہے۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ کفالت کے معاملے میں اسی طرح مقروض کو بھی ایک فریق ہونا چاہئے یعنی مقروض اور قرض خواہ دونوں کفالت کو قبول کریں۔

(۲۲۸۹) کفیل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور وہ اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے اور اسی طرح اس صورت میں جب مقروض کو حاضر کرنے کے لئے کفیل کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

(۲۲۹۰) ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے:

(۱) کفیل مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا وہ خود اپنے آپ کو قرض خواہ کے حوالے کر دے۔

(۲) قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دیا جائے۔

(۳) قرض خواہ اپنے قرضے سے دستبردار ہو جائے۔ یا اسے کسی دوسرے کے حوالے کر دے۔

(۴) مقروض یا کفیل میں سے ایک مر جائے۔

(۵) قرض خواہ کفیل کو کفالت سے بری الذمہ قرار دے دے۔

(۲۲۹۱) اگر کوئی شخص مقروض کو قرض خواہ سے زبردستی آزاد کرا دے اور قرض خواہ کی پہنچ مقروض تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مقروض کو آزاد کرایا ہو ضروری ہے کہ وہ مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا اس کا قرض ادا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

امانت کے احکام

(۲۲۹۲) اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال رکھوالی کے لئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے لے لے تو ضروری ہے کہ ودیعت و امانت داری کے ان احکام کے مطابق عمل کرے جو بعد میں بیان ہوں گے۔

(۲۲۹۳) ضروری ہے کہ امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مال کو دیوانے یا بچے کے پاس امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ یا بچہ کوئی مال کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھیں تو صحیح نہیں ہے۔ ہاں سمجھدار بچہ کسی دوسرے کے مال کو اس کی اجازت سے کسی کے پاس امانت رکھے تو جائز ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ امانت رکھوانے والا سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر دیوالیہ ہو، تاہم جو مال اس نے امانت کے طور پر رکھوایا ہو وہ اس مال میں سے نہ ہو جس میں اسے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امانتدار سفیہ یا دیوالیہ نہ ہو، یہ اس صورت میں ہے کہ امانت کی حفاظت اور نگہداشت سے اس کا مال اس طرح خرچ ہو کہ مال کے اس کی ملکیت سے نکلنے یا ضائع ہونے کا موجب ہو۔

(۲۲۹۴) اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کرلے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے۔ اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز بچے کے سرپرست تک پہنچا دے۔ اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس پہنچانے سے پہلے تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔ مگر اس ڈر سے کہ خدانخواستہ تلف ہو جائے اس مال کو بچے سے اس کے سرپرست تک پہنچانے کی نیت سے لیا ہو تو اس صورت میں اگر اس نے مال کی حفاظت کرنے اور اسے مالک تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کی ہو اور ناجائز تصرف بھی نہ کیا ہو تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۹۵) جو شخص امانت کی حفاظت نہ کرسکتا ہو اگر امانت رکھوانے والا اس کی اس حالت سے باخبر نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ شخص امانت قبول نہ کرے۔ اور اگر قبول کرلے اور ضائع ہو جائے تو ضامن ہے۔

(۲۲۹۶) اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے تیار نہیں اور اس مال کو امانت کے طور پر قبول نہ کرے اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۲۹۷) جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھوائے وہ امانت کو جس وقت چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور اسی طرح امین بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۲۹۸) اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور امانت داری منسوخ کر دے تو ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے کہ وہ مال کی (مزید) نگہداشت کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال ان تک نہ پہنچائے یا اطلاع نہ دے اور مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۹۹) جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کرے اور امانت کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے نگہداشت میں کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس کام میں کوتاہی کرے اور امانت تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۳۰۰) جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی تعدی۔ یعنی ناجائز تصرف۔ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ اس مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے مثلاً مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ ایسا غیر محفوظ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے یا وہ اس مال میں تعدی کرے (مالک کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرے) مثلاً لباس کو استعمال کرے یا جانور پر سواری کرے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

(۲۳۰۱) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اس سے کہے کہ ''تمہیں چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھو اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تم اس کو کہیں اور نہ لے جانا'' تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو (امین) ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر امین کو یقین ہو کہ اس جگہ مال ضائع ہو جائے گا تو جائز ہے کہ اس صورت میں اسے محفوظ جگہ منتقل کر دے۔

(۲۳۰۲) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن اس کے کہنے سے یہ معلوم ہو رہا ہو کہ اس کی نظر میں وہ جگہ کوئی خاص خصوصیت نہیں رکھتی تو امانتدار اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۳۰۳) اگر مال کا مالک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ ختم ہو جائے گا اور امانتدار کو چاہئے کہ فوراً امانت اس کے سرپرست کو پہنچا دے یا اس کے سرپرست کو خبر کر دے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے سرپرست کو نہ پہنچائے اور اسے خبر کرنے میں بھی کوتاہی برتے) اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔ لیکن اگر مال کے مالک پر کبھی کبھار دیوانگی یا بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ یہی کام کرے۔

(۲۳۰۴) اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس مال میں کسی

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے کا حق نہ ہو تو وہ مال اس کے وارث کو ملتا ہے اور ضروری ہے کہ امانت دار اس مال کو اس کے وارث تک پہنچائے یا اسے اطلاع دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی شرعی عذر کے بغیر مال کو اس کے وارث کے حوالے نہ کرے اور خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے) اور مال ضائع ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے۔ البتہ اگر وارثوں کے بارے میں تحقیق کرنے اور ڈھونڈنے کے لئے مال کی حفاظت کرے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۳۰۵) اگر مال کا مالک مر جائے اور مال کی ملکیت کا حق اس کے ورثاء کو مل جائے تو امانتدار کے لئے ضروری ہے کہ مال تمام ورثاء کو یا ان سب کے وکیل کو دے۔ لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر تمام مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کا ذمے دار ہے۔

(۲۳۰۶) اگر امانتدار مر جائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جائے گا اور اس کے وارث یا سرپرست کو چاہئے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس تک پہنچائے۔ لیکن اگر کبھی کبھار (یا تھوڑی مدت کے لئے) دیوانہ یا بے ہوش ہوتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا ہی کرے۔

(۲۳۰۷) اگر امانتدار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ امانت کو اس کے مالک، سرپرست یا وکیل تک پہنچا دے یا اس کو اطلاع دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا بندوبست کرے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد مال اس کے مالک کو مل جائے گا۔ مثلاً وصیت کرے اور اس وصیت پر گواہ مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور محل وقوع وصی اور گواہوں کو بتا دے۔

(۲۳۰۸) اگر امانتدار کو کوئی سفر پیش آئے تو امانت کو اپنے اہل وعیال کے حوالے کرے۔ لیکن اگر اس کی حفاظت خود اس شخص پر موقوف ہو تو سفر نہ کرے یا مال اس کے مالک، سرپرست یا وکیل کے حوالے کرے یا انہیں آگاہ کرے۔

عاریہ کے احکام

(۲۳۰۹) ''عاریہ'' سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اس مال سے استفادہ کرے۔ اور اس کے عوض اس سے کوئی چیز نہ لے۔

(۲۳۱۰) عاریہ میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اسی قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

(۲۳۱۱) غصبی چیز یا اس چیز کو بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کا فائدہ اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دیا ہو مثلاً اسے کرائے پر دے رکھا ہو، اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا

Presented by Ziaraat.Com

مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو۔

(۲۳۱۲) جس چیز کی منفعت کسی شخص کے سپرد ہو مثلاً اس چیز کو کرائے پر لے رکھا ہو تو اسے بطور عاریہ دے سکتا ہے۔ مگر یہ کہ عقد اجارہ میں یہ شرط رکھی ہو کہ اسے خود ہی استعمال کرے گا (تو اس چیز کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا) اور پہلی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر مالک کی اجازت کے بغیر اس شخص کے حوالے نہیں کر سکتا جس نے اسے بطور عاریہ دیا ہے۔

(۲۳۱۳) اگر دیوانہ، بچہ، دیوالیہ یا سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر (ان میں سے کسی کا) سرپرست عاریہ دینے کی مصلحت سمجھتا ہو اور جس شخص کا وہ سرپرست ہے اس کا مال عاریتاً دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے مال عاریتاً لیا ہو اس تک مال پہنچانے کے لئے بچہ وسیلہ بنے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۳۱۴) عاریتاً لی ہوئی چیز کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس میں ناجائز تصرف بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہوگا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو اس کا عوض دینا ضروری ہے۔

(۲۳۱۵) اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے کیا ہو کہ اگر تلف ہو گیا تو ذمے دار نہیں ہوگا پھر تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۳۱۶) اگر عاریہ پر دینے والا مر جائے تو عاریہ پر لینے والے کیلئے ضروری ہے کہ جو طریقہ امانت کے مالک کے فوت ہو جانے کی صورت میں مسئلہ ۲۳۰۵ میں بتایا گیا ہے اسی کے مطابق عمل کرے۔

(۲۳۱۷) اگر عاریہ دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو عاریہ لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسی طریقے کے مطابق عمل کرے جو مسئلہ ۲۳۰۳ میں امانت کے بارے میں اس مسئلے سے ملتا جلتا بیان کیا گیا ہے۔

(۲۳۱۸) جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو وہ جب بھی چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۳۱۹) کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو مثلاً قمار بازی کے آلات اور کھانے پینے میں استعمال کرنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن عاریتاً دینا — بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ہر قسم کے استعمال کے لئے عاریتاً دینا — باطل ہے۔ البتہ تزئین و آرائش کے لئے عاریتاً دینا جائز ہے۔

(۲۳۲۰) بھیڑ (بکریوں) کو ان کے دودھ اور اون سے استفادہ کرنے کے لئے نیز نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملاپ کے لئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

(۲۳۲۱) اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا سرپرست کی اجازت کے بغیر مال کو خواہ ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو

Presented by Ziaraat.Com

مثلاً گھوڑے کو اس اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمے دار ہے۔

(۲۳۲۲) اگر ایک شخص کوئی نجس چیز عاریتاً دے تو اس صورت میں اسے چاہئے کہ — جیسا کہ مسئلہ ۲۰۱۸ میں گزر چکا ہے — اس چیز کے نجس ہونے کے بارے میں عاریتاً لینے والے شخص کو بتا دے۔

(۲۳۲۳) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو کرائے پر یا عاریتاً نہیں دے سکتا۔

(۲۳۲۴) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دیدے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

(۲۳۲۵) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا۔

(۲۳۲۶) اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے ہاتھ سے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے۔ اور اگر مالک عاریتاً لینے والے سے عوض لے لے تو عاریتاً لینے والا جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

(۲۳۲۷) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مالک نے اس مال سے استفادہ کے بدلے کوئی چیز لے لی ہو تو عاریہ دینے والے سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

نکاح کے احکام

عقد ازدواج کے ذریعے عورت، مرد پر اور مرد، عورت پر حلال ہو جاتے ہیں اور عقد کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی دائمی اور دوسری غیر دائمی — مقررہ وقت کے لئے عقد — عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں۔ غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو۔ مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے۔ لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی یا دونوں میں

Presented by Ziaraat.Com

سے ایک کی عام عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس صورت میں عقد باطل ہو جائے گا۔ جب عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے تو اسے متعہ یا صیغہ کہتے ہیں۔

احکام عقد

(۲۳۲۸) ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ (نکاح کے بول) پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا اور اسی طرح (نکاح نامہ) لکھنا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔ نکاح کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تا کہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔

(۲۳۲۹) وکیل کا مرد ہونا لازم نہیں بلکہ عورت بھی نکاح کا صیغہ پڑھنے کے لئے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

(۲۳۳۰) عورت اور مرد کو جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے۔ بلکہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تعلقات قائم نہ کریں۔

(۲۳۳۱) اگر کوئی عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور کہے کہ تم میرا نکاح دس دن کے لئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتدا کو معین نہ کرے تو وہ (نکاح خواں) وکیل جن دس دنوں کے لئے چاہے اسے اس مرد کے نکاح میں دے سکتا ہے۔ لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

(۲۳۳۲) عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے۔ اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی نکاح کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ نکاح دو اشخاص پڑھیں۔

نکاح پڑھنے کا طریقہ

(۲۳۳۳) اگر عورت اور مرد خود اپنے دائمی نکاح کا صیغہ پڑھیں تو مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کہے "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلَی الصِّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ" یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو نکاح صحیح ہے۔ اور اسی طرح اگر فقط قَبِلْتُ کہے تب بھی نکاح صحیح ہے۔ اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ نکاح پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے "زَوَّجْتُ مُوَکِّلَکَ اَحْمَدَ مُوَکِّلَتِیْ فَاطِمَةَ عَلَی الصِّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کا وکیل

Presented by Ziaraat.Com

کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ لِمُوَكِّلِيْ اَحْمَدَ عَلَى الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" تو نکاح صحیح ہوگا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت "زَوَّجْتُ" کہے تو مرد بھی "قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ" کہے اور "قَبِلْتُ النِّكَاحَ" نہ کہے۔

(۲۳۳۴) اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی نکاح کا صیغہ نکاح کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر عورت کہے "زَوَّجْتُكَ نَفْسِيْ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے "قَبِلْتُ" تو نکاح صحیح ہے۔ اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے "زَوَّجْتُ مُوَكِّلَتِيْ مُوَكِّلَكَ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے بعد مرد کا وکیل معمولی توقف کے بعد کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ لِمُوَكِّلِيْ هٰذَا" تو نکاح صحیح ہوگا۔

نکاح کی شرائط

(۲۳۳۵) نکاح کی چند شرطیں ہیں (جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں):

(۱) احتیاط واجب کی بنا پر نکاح کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور کسی شخص کو وکیل بنانا لازم نہیں ہے۔ البتہ انہیں چاہئے کہ وہ الفاظ کہیں جو "زَوَّجْتُ" اور "قَبِلْتُ" کا مفہوم ادا کر سکیں۔

(۲) مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ "قَصْدِ اِنْشَاء" رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا "زَوَّجْتُكَ نَفْسِيْ" کہنا اس نیت سے ہو کہ خود کو اس کی بیوی قرار دے اور مرد کا "قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ" کہنا اس نیت سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے۔ اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو "زَوَّجْتُ" اور "قَبِلْتُ" کہنے سے ان کی نیت یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔

(۳) جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ وہ عاقل ہو اور اگر اپنے لئے پڑھ رہا ہو تو بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ بلکہ احتیاط کی بنا پر نابالغ ممیز بچے کا دوسرے کا نکاح پڑھنا کافی نہیں ہے۔ اور اگر پڑھ دے تو طلاق دینا ضروری ہے یا دوبارہ نکاح پڑھیں۔

(۴) اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے سرپرست صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ نکاح کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں۔ مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں۔ لہٰذا جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے "زَوَّجْتُكَ اِحْدٰى بَنَاتِيْ" یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے "قَبِلْتُ" یعنی میں نے

Presented by Ziaraat.Com

قبول کیا تو چونکہ نکاح کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا اس لئے نکاح باطل ہے۔

(۵) عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں۔ ہاں اگر بظاہر ناپسندیدگی کا اظہار کریں اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہیں تو نکاح صحیح ہے۔

(۲۳۳۶) اگر نکاح میں ایک حرف یا زیادہ غلط پڑھے جائیں جس سے معنی نہ بدلیں تو نکاح صحیح ہے۔

(۲۳۳۷) وہ شخص جو نکاح کا صیغہ پڑھ رہا ہو اگر — خواہ اجمالی طور پر — نکاح کے معنی جانتا ہو اور اس کے معنی کو حقیقی شکل دینا چاہتا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ یہ لازم نہیں کہ وہ تفصیل کے ساتھ صیغے کے معنی جانتا ہو۔ مثلاً یہ جانتا ہو کہ عربی زبان کے لحاظ سے فعل یا فاعل کون سا ہے۔

(۲۳۳۸) اگر کسی عورت کا نکاح کسی مرد سے ان کی اجازت کے بغیر کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس نکاح کی اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے۔ اجازت کے لئے کوئی ایسی بات کہیں یا کوئی کام ایسا انجام دیں جو رضامندی پر دلالت کرے کافی ہے۔

(۲۳۳۹) اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور نکاح پڑھے جانے کے بعد گزشتہ مسئلے میں کہے گئے طریقے پر وہ اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔

(۲۳۴۰) باپ اور دادا اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی (پوتے یا پوتی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو دوسروں سے نکاح کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو نکاح کیا ہوا گر اس میں کوئی خرابی ہو تو انہیں اس نکاح کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔ اور اگر کوئی خرابی نہ ہو اور نابالغ لڑکے یا لڑکی میں سے کوئی ایک اپنے اس نکاح کو منسوخ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ طلاق دیں یا دوبارہ نکاح پڑھیں۔

(۲۳۴۱) جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنا برا بھلا سمجھ سکتی ہو اگر وہ شادی کرنا چاہے اور کنواری ہو اور اپنی زندگی کے امور خود مختاری سے انجام نہ دیتی ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔ بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم اس کے لئے بھی ہے جو خود مختاری سے اپنی زندگی کے کاموں کو انجام دیتی ہو، البتہ ماں اور بھائی سے اجازت لینا لازم نہیں۔

(۲۳۴۲) اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا اگر کنواری ہو لیکن باپ یا دادا ہر اس شخص کے ساتھ اسے شادی کرنے سے ہر صورت میں منع کرتے ہوں جو شرعاً اور عرفاً اُس کے مناسب ہو یا باپ اور دادا بیٹی کے شادی کے معاملے میں کسی طرح شریک ہونے کے لئے راضی نہ ہوں یا دیوانگی یا اس جیسی کسی دوسری وجہ سے اجازت دینے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے موجود نہ ہونے یا کسی دوسری وجہ سے اجازت لینا ممکن نہ ہو اور لڑکی کا شادی کرنا بے حد ضروری ہو تو باپ اور دادا سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔

(۲۳۴۳) اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو لڑکے (یا پوتے) کو چاہئے کہ

Presented by Ziaraat.Com

بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے بلکہ بالغ ہونے سے پہلے بھی جب اس کی عمر اتنی ہو جائے کہ وہ اس لڑکی سے لذت اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہو اور لڑکی بھی اس قدر چھوٹی نہ ہو کہ شوہر اس سے لذت نہ اٹھا سکے تو بیوی کے خرچ کا ذمے دار لڑکا ہے۔ اس صورت کے علاوہ بیوی کا خرچہ مرد کے ذمے نہیں۔

(۲۳۴۴) اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو اگر لڑکے کے پاس نکاح کے وقت کوئی مال نہ ہو تو باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دے۔ اور یہی حکم ہے اگر لڑکے (یا پوتے) کے پاس کوئی مال ہو لیکن باپ یا دادا نے مہر ادا کرنے کی ضمانت دی ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اگر اس کا مہر مہر المثل سے زیادہ نہ ہو یا کسی مصلحت کی بنا پر اس لڑکی کا مہر مہر المثل سے زیادہ ہو تو باپ یا دادا بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر ادا کر سکتے ہیں وگرنہ بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر المثل سے زیادہ مہر نہیں دے سکتے مگر یہ کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد ان کے اس کام کو قبول کرے۔

وہ صورتیں جن میں مرد یا عورت نکاح فسخ کر سکتے ہیں

(۲۳۴۵) اگر نکاح کے بعد مرد کو پتا چلے کہ عورت میں نکاح کے وقت مندرجہ ذیل چھ عیوب میں سے کوئی عیب موجود تھا تو اس کی وجہ سے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے:

(۱) دیوانگی۔ اگرچہ کبھی کبھار ہوتی ہو۔

(۲) جذام۔

(۳) برص۔

(۴) اندھا پن۔

(۵) اپاہج ہونا۔ اگرچہ زمین پر نہ گھسٹتی ہو۔

(۶) بچہ دانی میں گوشت یا ہڈی ہو۔ خواہ جماع اور حمل کے لئے مانع ہو یا نہ ہو۔ اگر مرد کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ عورت نکاح کے وقت افضا ہو چکی تھی یعنی اس کا پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو چکا تھا یا تینوں کا ایک مخرج ہو چکا تھا تو اس صورت میں نکاح کو فسخ کرنے میں اشکال ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر عقد کو فسخ کرنا چاہے تو طلاق بھی دے۔

(۲۳۴۶) اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کے شوہر کا آلۂ تناسل نہیں ہے، یا نکاح کے بعد جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد، اس کا آلۂ تناسل کٹ جائے، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ صحبت اور جماع نہ کر سکتا ہو خواہ وہ بیماری نکاح کے بعد اور جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو، ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔ اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کا شوہر نکاح سے پہلے دیوانہ تھا، یا نکاح کے بعد — خواہ جماع سے پہلے، یا جماع کے بعد —

Presented by Ziaraat.Com

دیوانہ ہو جائے، یا اسے (نکاح کے بعد) پتا چلے کہ نکاح کے وقت اس کے فوطے نکالے گئے تھے یا مسل دیئے گئے تھے، یا اسے پتا چلے کہ نکاح کے وقت جذام یا برص یا اندھے پن میں مبتلا تھا تو ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت نکاح ختم نہ کرے۔ اور اگر ایسا کر دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ میاں بیوی کے تعلقات برقرار رکھنا چاہیں تو دوبارہ نکاح کریں۔ اور اگر علیحدگی چاہیں تو طلاق دیدی جائے۔ اور اس صورت میں کہ شوہر جماع نہ کر سکتا ہو اور عورت نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور حاکم شرع اسے ایک سال کی مہلت دے گا لہٰذا اگر اس دوران وہ اس عورت یا کسی دوسری عورت سے جماع نہ کر سکے تو اس کے بعد عورت نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔

(۲۳۴۷) اگر عورت اس بنا پر نکاح ختم کر دے کہ اس کا شوہر نامرد ہے تو ضروری ہے کہ شوہر اسے آدھا مہر دے۔ لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت نکاح ختم کر دیں تو اگر مرد نے عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو وہ کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہے اور اگر جماع کیا ہو تو ضروری ہے کہ پورا مہر دے۔

(۲۳۴۸) اگر مرد یا عورت جو کچھ وہ ہیں اس سے زیادہ بڑھا چڑھا کر ان کی تعریف کی جائے تا کہ وہ شادی کرنے میں دلچسپی لیں — خواہ یہ تعریف نکاح کے ضمن میں ہو یا اس سے پہلے، اس صورت میں کہ اس تعریف کی بنیاد پر نکاح ہوا ہو — لہٰذا اگر نکاح کے بعد دوسرے فریق کو اس بات کا غلط ہونا معلوم ہو جائے تو وہ نکاح کو ختم کر سکتا ہے اور اس مسئلے کے تفصیلی احکام ''منہاج الصالحین'' میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے

(۲۳۴۹) ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

(۲۳۵۰) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے چاہے اس کے ساتھ جماع نہ بھی کرے تو اس عورت کی ماں، نانی اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

(۲۳۵۱) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

(۲۳۵۲) اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ہو لیکن ہم بستری نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے — احتیاط واجب کی بنا پر — اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

(۲۳۵۳) انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ باپ کی ماں (دادی) اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی اور نانا کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے

Presented by Ziaraat.Com

سب اس کے محرم ہیں۔

(۲۳۵۴) شوہر کا باپ، دادا نیز نانا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا، پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ نکاح کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کی بیوی کے محرم ہیں۔

(۲۳۵۵) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو خواہ وہ نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کی منکوحہ ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲۳۵۶) اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے مسائل میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے نکاح نہ کرے۔

(۲۳۵۷) انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے نکاح کرلے اور بعد میں بیوی اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(۲۳۵۸) اگر بیوی کو پتا چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرلیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر رضامند نہ ہو تو ان کا نکاح باطل ہے۔

(۲۳۵۹) اگر انسان خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنے سے پہلے (نعوذ باللہ) خالہ یا پھوپھی سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے احتیاط واجب کی بنا پر شادی نہیں کرسکتا۔

(۲۳۶۰) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے ہم بستری کرنے کے بعد یا پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

(۲۳۶۱) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے۔

(۲۳۶۲) مسلمان عورت کافر مرد سے نکاح نہیں کرسکتی خواہ دائمی ہو یا موقت، کافر اہل کتاب ہو یا نہ ہو، مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافر عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ان سے دائمی عقد نہ کیا جائے اور مجوسی عورت سے احتیاط واجب کی بنا پر نکاح حتیٰ کہ متعہ بھی نہیں کرنا چاہئے، البتہ وہ مرد جس کی بیوی مسلمان ہو وہ اُس کی اجازت کے بغیر اِن (یہودی یا نصرانی) سے نکاح (موقت) نہیں کرسکتا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اُس (بیوی) کی اجازت سے بھی اِن سے نکاح (موقت) جائز نہیں ہے اور بعض فرقے مثلاً ناصبی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان مرد اور عورتیں ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی نکاح نہیں کرسکتے۔ اور یہی حکم مرتد کا ہے۔

(۲۳۶۳) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو رجعی طلاق کی عدت گزار رہی ہو تو — احتیاط واجب کی بنا پر — وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو متعہ یا طلاق بائن

Presented by Ziaraat.Com

یا وفات یا وطی شبہ کی عدت گزار رہی ہو تو بعد میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ رجعی طلاق، بائن طلاق، متعہ کی عدت، وفات کی عدت اور وطی شبہ کی عدت کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

(۲۳۶۴) اگر کوئی شخص ایسی بے شوہر عورت کے ساتھ زنا کرے جو عدت میں نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ شخص اس (عورت) کے توبہ کرنے سے پہلے اس سے شادی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر زانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص (اس عورت کے) توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں کہ وہ عورت زنا کار مشہور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس (عورت) کے توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم زنا میں مشہور مرد سے اس کی توبہ کرنے سے پہلے شادی کرنے کا ہے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کار عورت سے جس سے خود اس نے یا کسی دوسرے نے منہ کالا کیا ہو شادی کرنا چاہے تو حیض آنے تک صبر کرے اور حیض آنے کے بعد اس کے ساتھ شادی کر لے۔

(۲۳۶۵) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو اگر چہ مرد نے نکاح کے بعد عورت سے جماع نہ بھی کیا ہو تو وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور اگر دونوں عدت کے دوران ہونے یا عدت میں نکاح کے حرام ہونے سے بے خبر ہوں تو نکاح باطل ہے، اگر ہمبستری بھی کی ہے تو ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ اگر ہمبستری نہ کی ہو تو حرام نہیں ہیں اور عدت کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔

(۲۳۶۶) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور (اس سے شادی کرنا حرام ہے) اس سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور بعد میں بھی اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن شادی کے بعد اس سے ہم بستری کی ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۲۳۶۷) اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو — احتیاط واجب کی بنا پر — وہ زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ و استغفار نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دیدے لیکن شوہر کو چاہئے کہ اس کا مہر بھی دے۔

(۲۳۶۸) جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا متعہ کی مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ عرصے کے بعد دوسرا شوہر کرے اور پھر اسے شک ہو کہ دوسرے شوہر سے نکاح کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۲۳۶۹) اغلام کروانے والے لڑکے کی ماں، بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر — جبکہ (اغلام کرنے والا) بالغ ہو — حرام ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ سپاری سے کم داخل ہوا ہو — اگر اغلام کروانے والا مرد ہو یا اغلام کرنے والا نابالغ ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہوں گے۔ اور اسی طرح اغلام کرنے والے کی ماں، بہن اور بیٹی اغلام کروانے والے پر حرام نہیں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۳۷۰) اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور شادی کے بعد اس عورت کے باپ، بھائی یا بیٹے سے اغلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲۳۷۱) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے کسی عورت سے شادی کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اگر چہ وہ عورت احرام میں نہ ہو۔ اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں نکاح کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کر سکتا۔

(۲۳۷۲) جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ کسی مرد سے شادی کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اگر چہ مرد حالت احرام میں نہ ہو۔ اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں شادی کرنا حرام ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں اس مرد سے کبھی بھی شادی نہ کرے۔

(۲۳۷۳) اگر مرد یا عورت طواف النساء نہ بجالائیں جو عمرہ مفردہ کے اعمال میں سے ایک ہے تو ایسے مرد اور عورت کیلئے جنسی لذت کا حصول جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ طواف النساء بجالائیں۔ لیکن اگر حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے خارج ہونے کے بعد شادی کرے تو نکاح صحیح ہے چاہے طواف النساء انجام نہ دیا ہو۔

(۲۳۷۴) اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر جماع کرے تو لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے جماع کرنا حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو — افضاء کے معنی مسئلہ ۲۳۴۵ میں بتائے جا چکے ہیں — البتہ افضاء کی صورت میں لڑکی کو دیت دینا ضروری ہے جو ایک انسان کو قتل کرنے کی دیت ہے۔ اور اس لڑکی کو ضروریات زندگی ہمیشہ دیتا رہے حتیٰ کہ طلاق کے بعد بھی، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر طلاق کے بعد وہ لڑکی کسی دوسرے سے نکاح کر لے تب بھی ادا کرتا رہے۔

(۲۳۷۵) جس عورت کو تین بار طلاق دی جائے کہ ان طلاقوں کے درمیان دو بار رجوع یا عقد ہوا ہو تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

(۲۳۷۶) جس عورت کا دائمی نکاح ہو جائے اس کے لئے حرام ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو۔ مگر یہ کہ کوئی اہم ضرورت پیش آئے یا گھر میں رہنا اس کے لئے نقصان کا باعث بنے یا گھر اس کے مناسب نہ ہو۔ نیز اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی شوہر جنسی لذتیں حاصل کرنا چاہے تو اس کی خواہش پوری کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو

Presented by Ziaraat.Com

ہم بستری سے نہ روکے۔ اس کی غذا، لباس، رہائش اور زندگی کی باقی ضروریات کا انتظام شوہر پر واجب ہے۔ اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہے۔ اسی طرح عورت کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد اسے اذیت و آزار نہ پہنچائے اور کسی شرعی وجہ کے بغیر اس کے ساتھ سختی اور ترش روئی سے پیش نہ آئے۔

(۲۳۷۷) اگر کوئی عورت ہم بستری اور جنسی لذتوں کے سلسلے میں شوہر کا ساتھ نہ دے کر اس کی خواہش پوری نہ کرے تو روٹی، کپڑے اور مکان کا وہ ذمے دار نہیں ہے اگر چہ وہ شوہر کے پاس ہی رہے اور اگر وہ کبھی کبھار اپنی ان ذمے داریوں کو پورا نہ کرے تو احتیاط واجب کے مطابق روٹی، کپڑے اور مکان کا شوہر پر حق ساقط نہیں ہوتا اور ہر صورت میں اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

(۲۳۷۸) مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو گھریلو خدمت پر مجبور کرے۔

(۲۳۷۹) بیوی کے سفر کے اخراجات وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو اگر اس نے سفر شوہر کی اجازت سے کیا ہو تو شوہر کی ذمے داری ہے کہ وہ ان اخراجات کو پورا کرے۔ لیکن اگر وہ سفر گاڑی یا جہاز وغیرہ کے ذریعے ہو تو کرائے اور سفر کے دوسرے ضروری اخراجات کی وہ خود ذمے دار ہے۔ لیکن اگر اس کا شوہر اسے سفر میں ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے سفری اخراجات برداشت کرے۔ اسی طرح جان بچانے کے لئے سفر ضروری ہو مثلاً علاج وغیرہ کے لئے بھی تو اخراجات مرد کے ذمے ہیں۔

(۲۳۸۰) جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمے ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے۔ اور اگر نہ لے سکتی ہو اور مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندوبست کرے اور شکایت کرنے کے لئے حاکم شرع تک اس کی رسائی نہ ہو تا کہ وہ اس کے شوہر کو خرچ دینے پر مجبور کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۳۸۱) اگر کسی مرد کی مثلاً دو دائمی بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے۔ ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کر دے اور اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

(۲۳۸۲) شوہر اپنی جوان بیوی سے چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا مگر یہ کہ ہم بستری اس کے لئے نقصاندہ یا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو یا اس کی بیوی خود چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے پر راضی ہو یا شادی کرتے وقت نکاح کے ضمن میں چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے کی شرط رکھی گئی ہو۔ اور اس حکم میں احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کے موجود ہونے یا مسافر ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے احتیاط واجب کی بنا پر یہ جائز نہیں کہ غیر ضروری سفر کو بغیر کسی عذر یا

Presented by Ziaraat.Com

عورت کی رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زیادہ طول دیا جائے۔

(۲۳۸۳) اگر دائمی نکاح میں مہر معین نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر مرد، عورت کے ساتھ جماع کرے تو اسے چاہئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے۔ البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے اگرچہ نادانی، غفلت یا بھول کی وجہ سے ہو تو متعہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۲۳۸۴) اگر دائمی نکاح پڑھتے وقت مہر دینے کے لئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے، قطع نظر اس سے کہ مرد مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے جماع پر راضی ہو اور شوہر اس سے جماع کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو جماع کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (معینہ مدت کا نکاح)

(۲۳۸۵) عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تب بھی صحیح ہے۔ البتہ عورت شرط نہیں کر سکتی کہ مرد اس سے کوئی لذت حاصل نہ کرے۔

(۲۳۸۶) احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اگر وہ جوان ہو تو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ جماع ترک نہ کرے۔

(۲۳۸۷) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ نکاح میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے جماع نہ کرے تو نکاح اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ بعد میں جماع کے لئے راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے۔ دائمی عقد میں بھی یہی حکم ہے۔

(۲۳۸۸) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۳۸۹) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہمخوابی (رات گزارنے) کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ لیکن اگر — ان میں سے کسی ایک فریق نے یا دونوں نے — میراث پانے کی شرط رکھی ہو تو اس شرط کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن احتیاط کا خیال رکھنا ترک نہ ہو۔

(۲۳۹۰) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا نکاح صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق نہیں بنتا۔

(۲۳۹۱) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور اس صورت میں جبکہ اس کے باہر جانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۳۹۲) اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لئے اور معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ صیغہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی نکاح اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کئے بغیر متعہ کا صیغہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتا چلے اگر وہ اجازت دے دے تو نکاح صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

(۲۳۹۳) اگر محرم ہونے کے لئے مثلاً باپ یا دادا اپنی نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح معینہ مدت کے لئے کسی سے پڑھیں تو اس صورت میں اگر اس نکاح کی وجہ سے کوئی فساد نہ ہو تو نکاح صحیح ہے۔ لیکن اگر نابالغ لڑکا شادی کی اس پوری مدت میں جنسی لذت لینے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو یا لڑکی ایسی ہو کہ وہ اس سے بالکل لذت نہ لے سکتا ہو تو نکاح کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۳۹۴) اگر باپ یا دادا اپنی لڑکی کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں محرم بن جانے کی خاطر کسی لڑکے سے نکاح کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس لڑکی سے نکاح کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہری طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ نکاح کے وقت وہ لڑکی زندہ نہ تھی تو نکاح باطل ہے اور وہ لوگ جو نکاح کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

(۲۳۹۵) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی نکاح میں معین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ ہمبستری کی ہو تو مرد کو چاہئے کہ مقرر کیا ہوا تمام مہر اسے دے دے اور اگر ہمبستری نہ کی ہو تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔

(۲۳۹۶) مرد یہ کر سکتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو، اس سے دائمی عقد کر لے یا دوبارہ متعہ کر لے۔ لیکن اگر متعہ کی مدت مکمل نہیں ہوئی ہے اور وہی شخص اس عورت کے ساتھ دائمی نکاح پڑھے تو یہ نکاح باطل ہے۔ لیکن یہ کر سکتا ہے کہ باقی ماندہ مدت اسے بخشے اور اس کے بعد عقد دائمی کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

نگاہ ڈالنے کے احکام

(۲۳۹۷) مرد کے لئے نامحرم عورتوں کا جسم دیکھنا اور اسی طرح ان کے بالوں کو دیکھنا خواہ لذت کے ارادے سے ہو یا اس کے بغیر، حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا نہ ہو، حرام ہے۔ ان کے چہرے پر نگاہ ڈالنا اور ہاتھوں کو کلائیوں تک دیکھنا اگر لذت کے ارادے سے ہو یا حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو حرام ہے۔ بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لذت کے ارادے کے بغیر اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نہ دیکھے۔ اسی طرح عورت کے لئے نامحرم مرد کے جسم پر نظر ڈالنا لذت کے ارادے سے اور حرام میں مبتلا ہونے کے خوف کے ساتھ حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر لذت کا ارادہ اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نگاہ نہیں ڈالنی چاہئے۔ لیکن اگر عورت مرد کے جسم کے ان حصوں مثلاً سر، دونوں ہاتھوں اور دونوں پنڈلیوں پر جنہیں عموماً مرد نہیں چھپاتے، لذت کے ارادے کے بغیر نظر ڈالے اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۳۹۸) وہ بے پردہ عورتیں جنہیں اگر کوئی پردہ کرنے کے لئے کہے تو اس کو اہمیت نہ دیتی ہوں، ان کے بدن کی طرف دیکھنے میں اگر لذت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اس حکم میں کافر اور غیر کافر عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے ہاتھ، چہرے اور جسم کے دیگر حصے جنہیں چھپانے کی وہ عادی نہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲۳۹۹) عورت کو چاہئے کہ وہ — علاوہ چہرے اور ہاتھوں کے — سر کے بال اور اپنا بدن نامحرم مرد سے چھپائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنا بدن اور سر کے بال اس لڑکے سے بھی چھپائے جو ابھی بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن (اتنا سمجھدار ہو کہ) اچھے اور برے کو سمجھتا ہو اور احتمال ہو کہ عورت کے بدن پر اس کی نظر پڑنے سے اس کی جنسی خواہش بیدار ہو جائے گی۔ لیکن عورت نامحرم مرد کے سامنے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھ کھلے رکھ سکتی ہے لیکن

Presented by Ziaraat.Com

اس صورت میں کہ حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا کسی مرد کو (ہاتھ اور چہرہ) دکھانا حرام میں مبتلا کرنے کے ارادے سے ہو تو ان دونوں صورتوں میں ان کو چھپانا واجب ہے۔

(۲۴۰۰) بالغ مسلمان کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف شفاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے کافر اور اس بچے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا جو اچھے برے کو سمجھتا ہو، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۴۰۱) جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کی نیت نہ رکھتے ہوں اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۴۰۲) ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کی نیت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور ایک عورت کا دوسری عورت کے بدن کو لذت کی نیت سے دیکھنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر حرام کام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو بھی دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

(۲۴۰۳) اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو اگر وہ بے پردہ عورتوں میں سے نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے اس کی تصویر نہیں دیکھنا چاہئے۔ بجز چہرے اور ہاتھوں کے کہ انہیں دیکھنا بغیر لذت ہو اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

(۲۴۰۴) اگر لازم ہو کہ ایک عورت کسی دوسری عورت کا یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا انیما کرے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرے تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ اس (عورت یا مرد) کی شرمگاہ پر نہ لگے۔ اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا انیما کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۰۵) اگر عورت نامحرم مرد سے اپنی کسی ایسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو جس کا علاج وہ بہتر طور پر کرسکتا ہو تو وہ عورت اس نامحرم مرد سے اپنا علاج کرا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد علاج کے سلسلے میں اس کو دیکھنے یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کرسکتا ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۲۴۰۶) اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے۔ لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کی مدت آئینے میں دیکھنے کی مدت سے کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مختلف ازدواجی مسائل

(۲۴۰۷) جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے حرام ''فعل'' میں مبتلا ہوتا ہو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

(۲۴۰۸) اگر مرد نکاح میں مثلاً یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور نکاح کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں تو مرد نکاح کو فسخ کرسکتا ہے۔ اور اگر فسخ نہ کرے یا کنواری ہونے کی شرط نہ رکھی ہو البتہ اسے کنواری سمجھ کر شادی کی ہو تو باکرہ اور غیر باکرہ کے مہر مثل کی نسبت سے مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ کم کرسکتا ہے۔ اور اگر مہر ادا کردیا ہو تو (فرق کی رقم) واپس لے لے۔ مثلاً اگر اس کا مہر سو روپے رکھا ہو اور اس جیسی باکرہ عورت کا مہر اسّی روپے ہو اور غیر باکرہ کا ساٹھ روپے ہو تو اس کے سو روپے مہر میں سے ۴/۱ کا جو فرق ہے وہ کم ہو جائیں گے۔

(۲۴۰۹) نامحرم مرد اور عورت کا کسی ایسی جگہ ساتھ ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو جبکہ اس صورت میں بہکنے کا اندیشہ بھی ہو حرام ہے چاہے وہ جگہ ایسی ہو جہاں کوئی اور بھی آ سکتا ہو، البتہ اگر بہکنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۱۰) اگر کوئی مرد، عورت کا مہر نکاح میں معین کردے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو (اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ) صحیح ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ مہر ادا کرے۔

(۲۴۱۱) جو مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے اور کفر اختیار کرے تو اسے ''مرتد'' کہتے ہیں اور مرتد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرتد فطری (۲) مرتد ملی۔

مرتد فطری وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور وہ خود بھی اچھے برے کو پہچاننے کے بعد مسلمان ہوا ہو لیکن بعد میں کافر ہو جائے اور مرتد ملی اس کے برعکس ہے (یعنی وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہو)۔

(۲۴۱۲) اگر عورت شادی کے بعد مرتد ہو جائے خواہ مرتدہ ملی ہو خواہ فطری تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اگر جماع کے بعد مرتد ہو جائے اگرچہ یائسہ ہو چکی ہو یا بہت چھوٹی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اس کی عمر حیض آنے والی عورتوں کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اُس طریقے کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت گزارے۔ اور اگر عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح (نہیں ٹوٹتا یعنی) باقی رہتا ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ میاں بیوی اکٹھے رہنا چاہیں تو دوبارہ نکاح پڑھالیں اور اگر علیحدگی کرنا چاہیں تو طلاق دیدی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور مسئلے کی رو سے یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی عمر پچاس سال ہوگئی ہو اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اسے حیض نہ آتا ہو اور دوبارہ آنے کی امید بھی نہ ہو۔

(۲۴۱۳) اگر مرد عقد کے بعد مرتد فطری ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر اس نے بیوی سے ہمبستری کی ہو اور عورت یائسہ یا عمر میں چھوٹی نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ عدت وفات کے برابر عدت رکھے جس کا ذکر احکام طلاق میں بیان ہوگا۔ بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر ہمبستری نہ کی ہو یا عورت یائسہ ہو یا کم عمر ہو تب بھی عدت وفات کے برابر عدت گزارے۔ اگر عدت کے دوران مرد توبہ کر لے اور دونوں اکٹھے زندگی گزارنا چاہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر دوبارہ عقد پڑھیں اور جدا ہونا چاہیں تو طلاق دی جائے۔

(۲۴۱۴) اگر کوئی مرد شادی کے بعد مرتد ملی ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہ کیا ہو یا وہ عورت یائسہ یا بہت چھوٹی ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اور اگر وہ مرد جماع کے بعد مرتد ہوا اور اس کی بیوی ان عورتوں کی ہم سن ہو جنہیں حیض آتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ عورت طلاق کی عدت کے برابر جس کا ذکر طلاق کے احکام میں آئے گا عدت رکھے۔ اور اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح قائم رہتا ہے۔

(۲۴۱۵) اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے (ایک معین) شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہ لے جائے۔

(۲۴۱۶) اگر کسی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو۔ نیز اگر کسی لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود بھی نکاح کر سکتا ہے۔

(۲۴۱۷) اسقاطِ حمل جائز نہیں ہے اگرچہ زنا سے (حمل ہوا) ہو۔ صرف اسی صورت میں جائز ہے کہ اس کا باقی رہنا عورت کے لئے ضرر کا باعث ہو جو ناقابل برداشت ہو، یا اسے زیادہ تکلیف اٹھانی پڑے تو اس صورت میں حمل میں جان آنے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے البتہ اس کی دیت دیں گے۔ لیکن حمل میں جان آنے کے بعد اسقاطِ حمل جائز نہیں حتیٰ کہ احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں بھی کہ اس حمل کا باقی رہنا عورت کے لئے زیادہ تکلیف یا ناقابل برداشت ضرر کا باعث ہو۔

(۲۴۱۸) اگر کوئی مرد کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو شوہر دار نہ ہو اور کسی دوسرے کی عدت میں بھی نہ ہو، چنانچہ بعد میں اس عورت سے شادی کر لے اور کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں کہ جب وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام نطفے سے تو وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۱۹) اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے نکاح کر لے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً ان دونوں کا بچہ ہوگا۔ لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران نکاح کرنا جائز نہیں ہے تو شرعاً وہ بچہ

Presented by Ziaraat.Com

باپ کا ہوگا اور بہرصورت ان دونوں کا نکاح باطل ہے اور جیسے کہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

(۲۴۲۰) اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کی یہ بات قبول نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات مان لینا چاہئے۔ لیکن اگر وہ غلط بیاں ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے۔

(۲۴۲۱) اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جس نے کہا ہو کہ میرا شوہر نہیں ہے اور بعد میں کوئی اور شخص کہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے تو جب تک شرعاً یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اس کی بات کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

(۲۴۲۲) جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں باپ، بچوں کو ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اس لئے کہ بچوں کی نگہداشت ماں اور باپ دونوں کے ذمہ ہے اور احوط اور اولی یہ ہے کہ بچوں کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

(۲۴۲۳) اگر رشتہ مانگنے والے کی دیانت داری اور اخلاق پسندیدہ ہوں تو بہتر یہ ہے کہ (رشتہ دینے سے) انکار نہ کرے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''جب بھی کوئی شخص تمہاری لڑکی کا رشتہ مانگنے آئے اور تمہیں اس شخص کے اخلاق اور دیانت داری پسند ہو تو اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر بہت بڑا فتنہ پھیل جائے گا۔''

(۲۴۲۴) اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر بخش دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ اور بیوی بھی مہر لینے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۵) ولد الزنا اگر شادی کرلے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۲۶) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے جماع کرے تو گنہگار ہے لیکن اگر اس جماع کے نتیجے میں ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۲۷) جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت جس کی مدت احکام طلاق میں بیان ہوگی گزارنے کے بعد شادی کرے اور بعد ازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے (زندہ سلامت) واپس آ جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور وہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی۔ لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ عدت وطی شبہ جو عدت طلاق کے برابر ہے پوری کرے۔ اس دوران پہلے شوہر کو عورت سے جماع نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ دوسری تمام لذتیں حاصل کرنا جائز ہیں۔ اور اس کا نان نفقہ پہلے شوہر کے ذمہ ہے۔ اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

دودھ پلانے کے احکام

(۲۴۲۸) اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو مسئلہ ۲۴۳۸ میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ اگر لڑکا ہے تو درج ذیل عورتوں کا اور لڑکی ہے تو درج ذیل مردوں کی محرم بن جاتی ہے:

(۱) خود وہ عورت — اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

(۲) عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے — اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

(۳) اس عورت کا باپ اور ماں — اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے چاہے وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۴) اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

(۵) اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ رضاعی۔

(۶) اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

(۷) اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۸) اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۹) اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہے — اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۰) اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ (جو دودھ کا مالک ہے) اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

(۱۱) اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی (جو دودھ کا مالک ہے) خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱۲) (اس عورت کا جو) شوہر (دودھ کا مالک ہے اس) کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں — اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

(۲۴۲۹) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۸ میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک

Presented by Ziaraat.Com

لڑکی ابھی اسکی بیوی ہو تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی نکاح نہ کرے۔ نیز احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کر سکتا جو دودھ کا مالک ہے اگر چہ وہ اس شوہر کی رضاعی بیٹیاں ہوں لہٰذا اگر اس وقت ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۳۰) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۸ میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۳۱) اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۳۲) اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو نکاح کر لے اور اس سے مجامعت کر لے تو پھر وہ اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۴۳۳) اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کر لے تو پھر وہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

(۲۴۳۴) کوئی شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے پورا دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی شخص کسی دودھ پیتی بچی سے نکاح کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۳۵) جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابھی نے بھائی کے دودھ سے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۳۶) اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) پورا دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی (یعنی دودھ پلائی کی بہو) جو اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

(۲۴۳۷) اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو اس احتیاط کی بنا پر جس کا ذکر مسئلہ ۲۴۲۹ میں کیا گیا ہے، وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، خواہ وہ بچہ اس لڑکی کے بطن سے یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

دودھ پلا کر محرم بننے کی شرائط

(۲۴۳۸) بچے کو دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب بنتا ہے، اس کی آٹھ شرطیں ہیں:

(۱) بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ کی کچھ مقدار پیئے جو رضاعت میں معتبر ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۲) عورت کا دودھ شرعی (جائز) زچگی کی وجہ سے ہو، اگرچہ وطی شبہ کی بنا پر ہو۔ پس اگر فرضاً دودھ بغیر زچگی کے اترا ہو یا ایسے بچے کا دودھ ہو جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

(۳) بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے حلق میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

(۴) دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

(۵) دودھ کی جو مقدار موجب حرمت ہے وہ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس دودھ پلانے والی عورت کو اگر طلاق ہو جائے اور وہ عقد ثانی کر لے اور دوسرے شوہر سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے قبل پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۶) بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو بچہ محرم نہیں بنتا۔

(۷) بچے کو اس قدر دودھ پلایا جائے کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط ہوں اور بدن کا گوشت بھی اس سے بنے اور اگر اس بات کا علم نہ ہو کہ اس قدر دودھ پیا ہے یا نہیں تو اگر اس نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو تب بھی (محرم ہونے کے لئے) کافی ہے جیسا کہ اس کا (تفصیلی) ذکر آنے والے مسئلے میں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس بات کا علم ہو کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط نہیں ہوئیں اور اس کا گوشت بھی اس سے نہیں بنا حالانکہ بچے نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ دودھ پیا ہو تو اس جیسی صورت میں احتیاط واجب کا خیال کرنا ضروری ہے۔ پس مذکورہ موارد میں شادی نہ کی جائے اور محرمانہ نظر بھی نہ ڈالی جائے۔

(۸) بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے سے پہلے آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا۔ لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی

Presented by Ziaraat.Com

ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

(۲۴۳۹) سابقہ مسئلہ سے یہ واضح ہو گیا کہ محرمیت کا سبب بننے والے دودھ کے تین معیار ہیں:

(۱) بچہ دودھ اس حد تک پیئے کہ عرفاً وہ گوشت بننے اور ہڈیاں مضبوط ہونے کا موجب ہو۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا دارومدار صرف دودھ پر ہو، دودھ کے ساتھ کوئی اور غذا نہ ہو۔ لیکن اگر معمولی مقدار میں غذا کھائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بچہ دو عورتوں کا دودھ پیئے اور بعض گوشت اور ہڈیاں ایک سے بن کر مستحکم ہو جائیں اور بعض دوسری کے دودھ سے تو دونوں محرم ہوں گی اور اس کی رضاعی ماں بن جائیں گی۔ اگر دونوں کے دودھ سے مل کر بنے ہوں تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

(۲) وقت کا حساب: اس کی شرط یہ ہے کہ بچہ چوبیس گھنٹے کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے لیکن اگر پانی پیئے، دوائی دی جائے یا اتنی کم غذا کھائے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ چوبیس گھنٹوں کے دوران غذا کھائی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔ اور ضروری ہے کہ پورے دن رات میں جب بھی بچے کو غذا کی ضرورت پڑے تو دودھ پیئے جس سے اسے نہ روکا جائے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ چوبیس گھنٹے کا حساب اس وقت سے شروع کیا جائے جب بچہ بھوکا ہو اور اس کا آخر وہ وقت شمار کیا جائے کہ بچہ سیر ہو۔

(۳) تعداد کا حساب: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پندرہ مرتبہ مسلسل اسی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ دفعہ کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے۔ لیکن اس دوران غذا کھانا ضرر کا باعث نہیں اور پندرہ دفعہ کے دوران وقت کا فاصلہ ہو جائے تو بھی کوئی ضرر نہیں لیکن ضروری ہے کہ ہر دفعہ میں بچہ سیر ہو کر دودھ پیئے۔ وہ اس طرح کہ بچے کو بھوک لگی ہو اور وہ مکمل سیر ہونے تک بغیر وقفے کے دودھ پیئے۔ لیکن اگر دودھ پینے کے دوران ذرا رک جائے یا صبر کرے کہ چھاتی منہ میں لینے سے سیر ہونے تک کو ایک دفعہ شمار کیا جا سکے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۴۰) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے۔ بعد ازاں عقد ثانی کر لے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دونوں بچے آپس میں محرم نہیں بنتے۔

(۲۴۴۱) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں نیز اس شوہر کے اور اس عورت کے جس نے انہیں دودھ پلایا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

(۲۴۴۲) اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس آدمی اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۴۴۳) اگر کسی شخص کی دو بیویوں کو دودھ اترتا ہو اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۲۴۴۴) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۴۵) کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں۔ نیز اگر کوئی شخص کسی نابالغ لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن، ماں (اور دادی) بن گئی ہوں نکاح نہیں کرسکتا۔ احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جبکہ لواطت کرنے والا بالغ نہ ہو یا لواطت کرانے والا بالغ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۴۶) جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی۔

(۲۴۴۷) کوئی آدمی دو بہنوں سے (ایک وقت میں) نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں۔ اور اگر وہ دو عورتوں سے شادی کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جبکہ ان کی شادی ایک ہی وقت میں ہوئی ہو اظہر یہ ہے کہ دونوں نکاح باطل ہیں اور اگر نکاح ایک ہی وقت میں نہ ہوا ہو تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

(۲۴۴۸) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا:

(۱) اپنے بھائی اور بہن کو۔

(۲) اپنے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد کو۔

(۳) اپنے پوتوں کو۔ اگرچہ نواسوں کو دودھ پلانے کی صورت میں اس کی لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔

(۴) اپنے بھتیجے اور بھانجے کو۔

(۵) اپنے دیور یا نند کو۔

(۶) اپنے شوہر کے بھانجے یا بھتیجے کو۔

(۷) اپنے شوہر کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کو۔

(۸) اپنے شوہر کے دوسری بیوی سے پوتے پوتیوں کو۔

(۲۴۴۹) اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن کو دودھ پلائے تو وہ (عورت) اس شخص کی محرم نہیں بنتی۔

(۲۴۵۰) جس شخص کی دو بیویاں ہوں اگر اس کی ایک بیوی دوسری بیوی کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

دودھ پلانے کے آداب

(۲۴۵۱) بچے کو دودھ پلانے کا پہلا حق اس کی اپنی ماں کو حاصل ہے۔ باپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے کسی دوسری عورت کے حوالے کرے۔ مگر یہ کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت طلب کرے اور باپ کسی دوسری عورت کو ڈھونڈے جو مفت دودھ پلائے یا ماں سے کم اجرت پر راضی ہو۔ اس صورت میں باپ بچے کو کسی دایہ کے سپرد کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اگر ماں اسے قبول نہ کرے اور اپنی مرضی سے بچے کو دودھ پلائے تو اجرت طلب نہیں کرسکتی۔

(۲۴۵۲) مستحب ہے کہ بچے کے لئے جو دایہ منتخب کی جائے وہ مسلمان ہو، عاقل ہو، جسمانی، اخلاقی اور نفسیاتی اعتبار سے پسندیدہ صفات کی مالک ہو۔ یہ مناسب نہیں کہ دایہ کافر، احمق، بوڑھی یا بدصورت ہو۔ یہ مکروہ ہے کہ کسی ایسی دایہ کو منتخب کیا جائے جو زنازادی ہو یا جس کا دودھ ایسے بچے سے ہو جو حرام کاری سے پیدا ہوا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

(۲۴۵۳) عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہر ایک کے بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ہوسکتا ہے وہ یہ یاد نہ رکھ سکیں کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور (ممکن ہے کہ) بعد میں دو محرم ایک دوسرے سے نکاح کرلیں۔

(۲۴۵۴) مستحب ہے کہ بچے کو پورے ۲۱ مہینے دودھ پلایا جائے اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا مناسب نہیں ہے۔

(۲۴۵۵) اگر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق تلف ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں پلاسکتی۔

(۲۴۵۶) اگر کسی عورت کا شوہر ایک شیر خوار بچی سے نکاح کرے اور وہ عورت اس بچی کو دودھ پلائے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ابدی ہو جاتی ہے۔ اور احتیاطاً ضروری ہے کہ اسے طلاق دیدے اور کبھی اس کے ساتھ شادی نہ کرے۔ اگر دودھ خود اسی شوہر کا ہے تو وہ بچی بھی اس کے لئے حرام ابدی ہو جاتی ہے۔ اور اگر دودھ عورت کے سابق شوہر کا ہے تو احتیاط کی بنا پر عقد باطل ہو جاتا ہے۔

(۲۴۵۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھابھی اس کی محرم بن جائے تو بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ اسے چاہئے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لئے متعہ کرلے اور ان دو دنوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۸ میں کیا گیا ہے اس کی بھابھی اس بچی کو دودھ پلائے تاکہ وہ اس کی بیوی کی ماں بن جائے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں جب بھابھی بھائی کے مملوک دودھ سے اس بچی کو پلائے محل اشکال ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۴۵۸) اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے، مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو ان کا نکاح باطل ہے۔ لہٰذا اگر مرد نے اس عورت سے ہمبستری نہ کی ہو یا کی ہو، لیکن ہمبستری کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو ہمبستری کے بعد پتا چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو ضروری ہے کہ شوہر اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر دے۔

(۲۴۵۹) اگر کوئی عورت شادی سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ مرد شادی کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

(۲۴۶۰) دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

(۱) ایک شخص یا ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کی بات پر یقین یا اطمینان ہو جائے۔

(۲) دو عادل مرد اس کی گواہی دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔ اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کریں جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۸ میں کیا گیا ہے۔ البتہ ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی گواہی سے جو سب کے سب عادل ہوں رضاعت کا ثابت ہونا محل اشکال ہے اس لئے احتیاط پر عمل کیا جائے۔

(۲۴۶۱) اگر اس بات میں شک ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہے یا نہیں پیا ہے یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

(۲۴۶۲) جو مرد اپنی بیوی کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن اگر دس سال کا بچہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کے بارے میں احتیاط کا خیال رکھیں اور اسی طرح ضروری ہے کہ مرد اپنے اختیار سے طلاق دے۔ اور اگر اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کی نیت رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ مثلاً مذاق میں یا نشے کی حالت میں طلاق کا

Presented by Ziaraat.Com

صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۶۳) ضروری ہے کہ عورت طلاق کے وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس پاکی کے دوران اس سے ہمبستری نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

(۲۴۶۴) عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے:

(۱) شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

(۲) معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں شوہر کو پتا چلے کہ وہ حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا بہر حال بہتر ہے۔ اگر چہ دوبارہ طلاق دینے سے ہو۔

(۳) مرد غیر حاضری یا کسی بھی اور وجہ سے اگر چہ اپنی بیوی کے مخفی رکھنے کے سبب یہ معلوم نہ کر سکتا ہو کہ وہ حیض یا نفاس سے پاک ہے یا نہیں۔ لیکن اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد انتظار کرے تا کہ بیوی سے جدا ہونے کے بعد کم از کم ایک مہینہ گزر جائے اس کے بعد اسے طلاق دے۔

(۲۴۶۵) اگر کوئی شخص عورت کو حیض سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے مگر در فرض مذکور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

(۲۴۶۶) جس شخص کو علم ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ بیوی سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جس میں اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو گئی ہے اور جب وہ یہ جان لے کہ عورت پاک ہے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اگر اسے شک ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں غائب شخص کی طلاق کے بارے میں مسئلہ ۲۴۶۴ میں جو شرائط بیان ہوئی ہیں ان کا خیال رکھے۔

(۲۴۶۷) جو شخص اپنی بیوی سے جدا ہوا اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کر سکتا ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگر چہ عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کو جو شرع میں معین ہیں، دیکھتے ہوئے اسے طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۶۸) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے خواہ حیض کی حالت میں ہو یا پاک ہو ہمبستری کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو ضروری ہے کہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض آجائے اور پھر وہ پاک ہو جائے۔ لیکن اگر ایسی عورت کو ہمبستری کے بعد طلاق دی جائے جس کی عمر نو سال سے کم ہو یا معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ (یائسہ کا مطلب مسئلہ ۲۴۱۲ میں گزر چکا ہے)۔

(۲۴۶۹) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض اور نفاس سے پاک ہو اور اسی پاکی

Presented by Ziaraat.Com

کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا بہتر ہے۔ چاہے طلاق کی تجدید کے ذریعے کیوں نہ ہو۔

(۲۴۷۰) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو پھر وہ اس سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے لہٰذا اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے اور اس کی پاکی یا ناپاکی کے بارے میں نہ جان سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مدت صبر کرے کہ عورت کو اس پاکی کے بعد حیض آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو۔ اور جو کچھ کہا گیا ہے اس کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دیدے اس کے بعد معلوم ہو جائے کہ طلاق اس پہلی پاکی میں واقع ہوئی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۷۱) اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری یا بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے یا دوا استعمال کرنے یا کسی بھی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس عمر کی دوسری عورتوں کو حیض آتا ہو تو ضروری ہے کہ جب اس نے ایسی عورت سے جماع کیا ہو اس وقت سے تین مہینے تک اس سے جماع نہ کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

(۲۴۷۲) ضروری ہے کہ طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں لفظ "طَالِقٌ" کے ساتھ پڑھا جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں۔ اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہو تو کہے: "زَوْجَتِیْ فَاطِمَةُ طَالِقٌ" یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کہے: "زَوْجَةُ مُوَکِّلِیْ فَاطِمَةُ طَالِقٌ" اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا لازم نہیں ہے۔ اور اگر عورت حاضر ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہنا کافی ہے: هٰذِهٖ طَالِقٌ یا اسے مخاطب کر کے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ۔ اور اگر مرد عربی میں طلاق کا صیغہ نہ پڑھ سکتا ہو اور وکیل بھی نہ بنا سکے تو وہ جس زبان میں چاہے ہر اس لفظ کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے جو عربی لفظ کے ہم معنی ہو۔

(۲۴۷۳) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو (مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لئے اس سے نکاح کیا گیا ہو) اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے مثلاً کہے: "میں نے مدت تجھے بخش دی۔" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض سے پاک ہونا لازم نہیں۔

طلاق کی عدت

(۲۴۷۴) جس لڑکی کی عمر پوری نو سال نہ ہوئی ہو اور اسی طرح جو عورت یائسہ ہو چکی ہو، اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی۔ یعنی اگرچہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو، طلاق کے بعد وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۴۷۵) جس لڑکی کی عمر پورے نو سال ہو چکی ہو اور جو عورت یائسہ نہ ہو، اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو ضروری ہے کہ وہ (لڑکی یا عورت) طلاق کے بعد عدت رکھے۔ اور ایسی عورت کی عدت جس کے دو حیض کا درمیانی فاصلہ تین ماہ سے کم ہو یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو وہ اتنی مدت صبر کرے کہ اسے دو بار حیض آئے اور پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر کی منی اس کی شرمگاہ میں داخل ہوئی ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۴۷۶) جس عورت کو حیض نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو یا اسے حیض آتا ہو لیکن اس کے دو حیض کا درمیانی فاصلہ تین ماہ یا اس سے زیادہ ہو، اگر اس کا شوہر مجامعت کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے تو ضروری ہے کہ طلاق کے بعد تین قمری مہینے کی عدت رکھے۔

(۲۴۷۷) جس عورت کی عدت تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ پورے تین قمری مہینے (یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک) عدت رکھے۔ اور اگر اسے مہینے کے دوران (کسی اور تاریخ کو) طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ اس مہینے کے باقی دنوں میں، اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن، جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدت رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں۔ مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ تیس (۳۰) دن کا ہو تو اس کی عدت کی آخری تاریخ چوتھے مہینے کی بیس (۲۰) تاریخ غروب تک ہے۔ اور اگر پہلا مہینہ انتیس (۲۹) روز کا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کی اکیس (۲۱) تاریخ تک عدت رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدت رکھی ہے انہیں ملا کر دنوں کی تعداد تیس (۳۰) ہو جائے۔

(۲۴۷۸) اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل یا اسقاط حمل تک ہے۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ بچہ شوہر کا شرعی بیٹا ہو۔ لہٰذا اگر عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور شوہر اسے طلاق دے تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے سے ختم نہیں ہوتی۔

(۲۴۷۹) جس لڑکی نے عمر کے نو سال مکمل کر لئے ہوں اور جو عورت یائسہ نہ ہو اگر وہ متعہ کرے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو ضروری ہے کہ وہ عدت رکھے۔ پس اگر اسے حیض آئے تو ضروری ہے کہ دو حیض کے برابر عدت رکھے اور نکاح نہ کرے۔ اور ایک حیض عدت رکھنا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔ اور اگر حیض نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے۔ اور حاملہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت بچے کی پیدائش یا اسقاط ہونے تک ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا

Presented by Ziaraat.Com

پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لئے عدت رکھے۔

(۲۴۸۰) طلاق کی عدت اس وقت شروع ہوتی ہے جب صیغۂ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتا چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق ہوگئی ہے۔ پس اگر اسے عدت (کے برابر مدت) گزرنے کے بعد پتا چلے کہ اسے طلاق ہوگئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدت رکھے۔

وفات کی عدت

(۲۴۸۱) اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے اور اگر وہ حاملہ نہ ہو تو قمری چار مہینے دس دن عدت رکھے۔ یعنی شادی کرنے سے رکی رہے۔ خواہ وہ (نو سال سے) چھوٹی ہو یا یائسہ ہو یا متعہ کیا ہو یا (اہل کتاب) کافرہ ہو یا مطلقہ رجعیہ کی عدت میں ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو، چاہے شوہر بچہ یا دیوانہ ہو۔ اور اگر حاملہ ہو تو ضروری ہے کہ وضع حمل تک عدت رکھے۔ لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو وفات کی عدت کہتے ہیں۔

(۲۴۸۲) جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس کے لئے ایسا لباس پہننا جو زینت والا ہو، سرمہ لگانا اور اسی طرح دوسرے ایسے کام کرنا جو زینت میں شمار ہوتے ہوں حرام ہیں لیکن گھر سے باہر نکلنا حرام نہیں ہے۔

(۲۴۸۳) اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے (اس لئے عدت وفات رکھی) اور عدت کے گزرنے کے بعد دوسری شادی کی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ شوہر بعد میں مرا ہے اور عورت نے پہلے شوہر کی زندگی میں یا اس کے عدت وفات کے دوران دوسری شادی کی ہے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شوہر سے فوراً الگ ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر دو عدت گزارے۔ پس اگر دوسرے شوہر کے ساتھ حاملہ ہو تو بچہ جننے تک دوسرے شوہر کے ساتھ وطی شبہہ کی عدت رکھے (جو طلاق کی عدت کے برابر ہے) اور اس کے بعد پہلے شوہر کی عدت وفات گزارے یا پہلی عدت کی تکمیل کرے۔ اگر حاملہ نہ ہو اور پہلے شوہر کی وفات دوسرے شوہر کے ساتھ مجامعت سے پہلے ہوئی تھی تو پہلے عدت وفات رکھے اس کے بعد وطی شبہہ کی عدت گزارے۔ لیکن مجامعت پہلے شوہر کی وفات سے پہلے ہوئی تھی تو اس کی عدت مقدم ہے۔

(۲۴۸۴) جس عورت کا شوہر لاپتا ہو یا لاپتا ہونے کے حکم میں ہو اس کی عدت وفات شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے نہ کہ شوہر کی موت کے وقت سے۔ لیکن اس حکم کا اطلاق اس عورت کے لئے ہونا جو نابالغ یا پاگل ہو محل اشکال ہے اس لئے احتیاط کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

(۲۴۸۵) اگر عورت کہے کہ میری عدت ختم ہوگئی ہے تو اس کی بات قابل قبول ہے مگر یہ کہ وہ غلط بیان مشہور ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر اس کی بات قابل قبول نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ مجھے ایک مہینے میں تین دفعہ خون آتا ہے تو اس بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس کی سہیلیاں اور رشتے دار عورتیں اس بات کی تصدیق کریں کہ اس کی حیض کی عادت ایسی ہی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

طلاق بائن اور طلاق رجعی

(۲۴۸۶) طلاق بائن وہ طلاق ہے کہ جس کے بعد مرد اپنی عورت کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی یہ کہ بغیر نکاح کے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا اور اس طلاق کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

(۲) اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

(۳) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے جماع نہ کیا ہو۔

(۴) تیسری طلاق جس کی تفصیل مسئلہ ۲۴۹۱ میں آئے گی۔

(۵) خلع اور مبارات کی طلاق۔ اس کے احکام آگے آرہے ہیں۔

(۶) حاکم شرع کا اس عورت کو طلاق دینا جس کا شوہر نہ اس کے اخراجات برداشت کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو۔

اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲۴۸۷) جس شخص نے اپنی عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس عورت کو اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے۔ البتہ بعض موقعوں پر جن میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زنا کرے تو اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اس گھر سے باہر جائے۔ عدت کے دوران عورت کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں۔

رجوع کرنے کے احکام

(۲۴۸۸) رجعی طلاق میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے:

(۱) ایسی باتیں کرے جن سے پتا چلے کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی بنالیا ہے۔

(۲) کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور جماع کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع کرنے کا نہ بھی ہو۔ البتہ بوسہ لینے اور شہوت سے ہاتھ لگانے سے رجوع ثابت ہونا محل اشکال ہے۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اگر ایسی صورت میں رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ طلاق دیدے۔

(۲۴۸۹) رجوع کرنے میں مرد کے لئے لازم نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو (رجوع کے متعلق) اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتا چلے وہ خود ہی رجوع کرلے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے۔ لیکن اگر

Presented by Ziaraat.Com

عدت ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدت کے دوران ہی رجوع کر لیا تھا اور عورت اس کی تصدیق نہ کرے تو لازم ہے کہ شوہر اس بات کو ثابت کرے۔

(۲۴۹۰) جس مرد نے عورت کو رجعی طلاق دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر واجب ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کے رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کر لے تو رشتۂ ازدواج دوبارہ برقرار ہو جائے گا۔

(۲۴۹۱) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد نکاح کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو وہ پانچ شرطوں کے ساتھ پہلے مرد پر حلال ہو گی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکے گا۔

(۱) دوسرے شوہر کا نکاح دائمی ہو۔ پس اگر وہ اس عورت سے متعہ کر لے تو اس مرد سے علیحدگی کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسرا شوہر جماع کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جماع فرج میں کرے نہ کہ دبر میں۔

(۳) دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

(۴) دوسرے شوہر کی طلاق کی عدت یا وفات کی عدت ختم ہو جائے۔

(۵) احتیاط واجب کی بنا پر دوسرا شوہر جماع کرتے وقت بالغ ہو۔

طلاق خلع

(۲۴۹۲) اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اس سے نفرت کرتی ہو اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے، طلاق خلع کہتے ہیں۔ طلاق خلع میں معتبر ہے کہ عورت اپنے شوہر سے اس قدر شدید نفرت کرتی ہو کہ اسے وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرنے کی دھمکی دے۔

(۲۴۹۳) جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے: "زَوْجَتِیْ فَاطِمَةُ خَالَعْتُهَا عَلٰی مَابَذَلَتْ" اور احتیاط مستحب کی بنا پر "فَهِیَ طَالِقٌ" بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے عوض جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے رہا ہوں اور وہ آزاد ہے۔ اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا لازم نہیں۔

(۲۴۹۴) اگر کوئی عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تا کہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تا کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغۂ طلاق یوں پڑھے: "عَنْ مُوَكِّلَتِیْ فَاطِمَةَ بَذَلْتُ مَهْرَهَا لِمُوَكِّلِیْ مُحَمَّدٍ

Presented by Ziaraat.Com

لِيَخْلَعَهَا عَلَيْهِ" اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے: "زَوْجَةُ مُوَكِّلِي خَالَعْتُهَا عَلَى مَابَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تا کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ وکیل لفظ "مَهْرَهَا" کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو ضروری ہے کہ کہے: "بَذَلَتْ مِائَةَ رُوبِيَةٍ."

طلاق مبارات

(۲۴۹۵) اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

(۲۴۹۶) اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے: "بَارَأْتُ زَوْجَتِيَ فَاطِمَةَ عَلَى مَابَذَلَتْ" اور احتیاط لازم کی بنا پر "فَهِيَ طَالِقٌ" بھی کہے یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس "عطا" کے مقابل میں جو اس نے کی ہے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں، پس وہ آزاد ہے۔ اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو ضروری ہے کہ وکیل کہے: "عَنْ قِبَلِ مُوَكِّلِي بَارَأْتُ زَوْجَتَهُ فَاطِمَةَ عَلَى مَابَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور دونوں صورتوں میں کلمہ "عَلَى مَابَذَلَتْ" کی بجائے اگر "بِمَا بَذَلَتْ" کہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۹۷) خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ اگر ممکن ہو تو صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہئے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کا حکم طلاق کے حکم جیسا ہے جس کا بیان مسئلہ ۲۴۷۲ میں گزر چکا ہے۔ لیکن اگر عورت مبارات کی طلاق کے لئے شوہر کو اپنا مال بخش دے۔ مثلاً اردو میں کہے کہ "میں نے طلاق لینے کے لئے فلاں مال تمہیں بخش دیا" تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۹۸) اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ نکاح کئے بغیر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

(۲۴۹۹) جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لئے لیتا ہے ضروری ہے کہ وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہ ہو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مہر سے کم ہو۔ لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

(۲۵۰۰) اگر کوئی آدمی کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں جماع کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے ضروری ہے کہ عدت رکھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۵۰۱) اگر کوئی آدمی کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو اگر عورت کو علم ہو کہ وہ آدمی اس کا شوہر نہیں ہے اس کے لئے عدت رکھنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اسے شوہر ہونے کا گمان ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۵۰۲) اگر کوئی آدمی کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے متعلق ازدواجی ذمے داریاں پوری نہ کرے تا کہ اس طرح شوہر اسے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے اور وہ خود اس عورت کے ساتھ شادی کر سکے تو طلاق اور نکاح صحیح ہیں۔ لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

(۲۵۰۳) اگر عورت نکاح کے سلسلے میں شوہر سے کوئی خاص شرط کرے مثلاً اس کا شوہر لمبا سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے یا طویل مدت کے لئے قیدی بن جائے وغیرہ تو طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر وہ یوں شرط کرے کہ وہ شوہر کی طرف سے وکیل ہے کہ خاص شرائط کے تحت یا بغیر کسی قید اور شرط کے اپنے آپ کو اس کی طرف سے طلاق دے سکتی ہے تو یہ شرط صحیح ہے اور بعد میں شوہر اس کو اپنی وکالت سے نہیں ہٹا سکتا۔ اگر وہ عورت اس طرح خود کو طلاق دیدے تو طلاق صحیح ہے۔

(۲۵۰۴) جس عورت کا شوہر لاپتا ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے جو خاص شرائط کے تحت جن کی تفصیل منہاج الصالحین میں مذکور ہے اسے طلاق دے سکتا ہے۔

(۲۵۰۵) دائمی دیوانے کے باپ دادا اس کی بھلائی کے لئے اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

(۲۵۰۶) اگر باپ یا دادا اپنے (نابالغ) لڑکے (یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دے اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دے تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتا ہے۔ لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔

(۲۵۰۷) اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامت کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دیدے تو کوئی اور شخص جسے ان دو آدمیوں کی عدالت میں شک ہو، اگر اسے احتمال ہو کہ ان دونوں کی عدالت طلاق دینے والے کے نزدیک ثابت شدہ ہے تو اس عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ اپنا یا دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر ان کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو تو اس عورت کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا۔

(۲۵۰۸) وہ عورت جسے طلاق رجعی دی گئی ہو وہ عدت کے دوران اس مرد کے لئے شرعی بیوی کی حیثیت رکھتی ہے یہاں تک کہ عدت ختم ہو جائے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے استمتاع سے جو شوہر کا حق ہے نہ روکے اور جائز بلکہ مستحب ہے کہ شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ اس کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں بشرطیکہ وہ ناشزہ (نافرمان) نہ ہو اور اس کا فطرہ اور کفن بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ کسی ایک کے مرنے پر دوسرا وارث بن سکتا ہے اور مرد عدت کے دوران سالی سے شادی نہیں کر سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

غصب کے احکام

غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال پر یا حق پر ظلم (اور دھونس یا دھاندلی) کے ذریعے قابض ہو جائے اور یہ ایسا کام ہے جو از روئے عقل اور قرآن و روایات حرام ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ''جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سمیت طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔''

(۲۵۰۹) اگر کوئی شخص لوگوں کو مسجد یا مدرسے یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لئے بنائی گئی ہوں استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے (بیٹھنے کے) لئے جگہ مختص کرے اور دوسرا کوئی شخص اسے اس جگہ سے نکال دے اور اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ گناہگار ہے۔

(۲۵۱۰) اگر گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا یہ طے کریں کہ جو چیز گروی رکھی جا رہی ہو وہ گروی رکھنے والے یا کسی تیسرے شخص کے پاس رکھی جائے تو گروی رکھوانے والا اس کا قرض ادا کرنے سے پہلے اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہ چیز واپس لی ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لوٹا دے۔

(۲۵۱۱) جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور گروی رکھنے والا دونوں غاصب سے غصب کی ہوئی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز غاصب سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی۔

(۲۵۱۲) اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو ضروری ہے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے اور اس کی کوئی قیمت ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض مسئلہ ۲۵۲۲ اور ۲۵۲۳ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق مالک کو دے۔

(۲۵۱۳) جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی نفع حاصل ہو مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ غاصب اس مکان میں نہ رہے تو ضروری ہے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

(۲۵۱۴) اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس (بچے یا دیوانے) کا مال ہو غصب کرے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسکے سرپرست کو دیدے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۵۱۵) اگر دو آدمی مل کر کسی چیز کو غصب کریں چنانچہ وہ دونوں اس چیز پر تسلط رکھتے ہوں تو ان میں سے ہر ایک اس پوری چیز کا ضامن ہے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک جداگانہ طور پر اسے غصب نہ کر سکتا ہو۔

(۲۵۱۶) اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے۔ مثلاً جو گیہوں غصب کی ہو اسے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں ایک

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے سے علیحدہ کرے اور (غصب کی ہوئی چیز) اس کے مالک کو واپس کر دے۔

(۲۵۱۷) اگر کوئی شخص بنی ہوئی طلائی چیز مثلاً سونے کی بالیوں کو غصب کرے اور اسکے بعد اسے پگھلا دے تو پگھلانے سے پہلے اور پگھلانے کے بعد کی قیمت میں جو فرق ہو ضروری ہے کہ وہ مالک کو ادا کرے چنانچہ اگر قیمت میں جو فرق پڑا ہو وہ نہ دینا چاہے اور کہے کہ میں اسے پہلے کی طرح بنا دونگا تو مالک مجبور نہیں کہ اس کی بات قبول کرے۔ اور مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسے پہلے کی طرح بنا دے۔

(۲۵۱۸) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کے بندے بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی بندے کی شکل میں) دو تو ضروری ہے کہ اسے دیدے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو (یعنی بندے بنانے پر جو محنت کی ہو) اس کی مزدوری نہیں لے سکتا۔ اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے لیکن اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے یا اور کسی شکل میں تبدیل کرے تو دونوں حالتوں میں قیمت کا جو فرق ہے اس کا ضامن ہونا معلوم نہیں۔

(۲۵۱۹) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے اور اس کہنے سے اس کی کوئی خاص غرض ہو تو غاصب پر واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا فرق مالک کو دے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا ہار بنالے اور اس سونے کا مالک (اسے پہلی حالت میں لانے کا) کہے تو ضروری ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آئے تو اگر پگھلانے کے بعد سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی ہار بنانے سے پہلے تھی تو غاصب کے لئے ضروری ہے کہ قیمت میں جتنا فرق ہو اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۲۰) اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو کھیتی باڑی کرے یا درخت لگائے تو فصل کی پیداوار، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ فصل اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو ضروری ہے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی فصل یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے۔ نیز ضروری ہے کہ جتنی مدت فصل اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے۔ مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو ہموار کرے۔ اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے یا کرائے پر دیدے۔ نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا فصل اس کے ہاتھ بیچ دے۔

(۲۵۲۱) اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ فصل اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لئے لازم نہیں کہ فصل اور درختوں کو اکھیڑے البتہ ضروری ہے کہ جب

Presented by Ziaraat.Com

زمین غصب کی ہو اس وقت سے لیکر مالک کے راضی ہونے تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

(۲۵۲۲) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح قیمی ہو تو ضروری ہے کہ غاصب اس چیز کی قیمت ادا کرے۔ (قیمی ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مثل ایسی خصوصیات کی بنا پر جو فائدہ حاصل کرنے میں تاثیر رکھتی ہے فراواں نہیں) اور اگر اس وقت کسی مخصوص حالت اور تقاضے کے تحت اس کی بازار کی قیمت بدل گئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ قیمت دے جو تلف ہونے کے وقت تھی۔

(۲۵۲۳) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ گیہوں اور جو کی مانند مثلی ہو تو ضروری ہے کہ (غاصب نے) جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے۔ (مثلی ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مثل ایسی خصوصیات کی بنا پر جو فائدہ حاصل کرنے میں تاثیر رکھتی ہے فراواں ہے) لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کے مانند ہو جو کہ تلف ہوگئی ہے۔ مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

(۲۵۲۴) اگر ایک شخص (بھیڑ جیسی) کوئی قیمی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر جتنی مدت وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں اس میں ایسی خصوصیت پیدا ہوگئی کہ اس کی قیمت بڑھ گئی ہو مثلاً فربہ ہوگئی ہو پھر تلف ہو جائے تو اگر یہ فربہی غاصب کی بہتر دیکھ بھال سے نہ ہو تو ضروری ہے کہ فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔ اور اگر اس کی فربہی غاصب کی بہتر دیکھ بھال کی وجہ سے ہو تو اس فربہی کی قیمت دینا لازم نہیں ہے۔

(۲۵۲۵) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے ہر ایک سے اسکے عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا اگر مال کا مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ دوسرا غاصب پہلے غاصب سے نہیں کر سکتا۔

(۲۵۲۶) جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملے کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی ضروری ہو اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے کیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملے سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور ان کیلئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر دونوں میں سے جسکے بھی ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۵۲۷) جب ایک شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے لے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تا کہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو مشہور قول کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

Presented by Ziaraat.Com

گم شدہ مال پانے کے احکام

(۲۵۲۸) اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چل سکے تو خواہ اس کی قیمت ایک درہم 12.60 — چنے سکہ دار چاندی — سے کم ہو یا نہ ہو وہ اپنے لئے لے سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے۔ یہی حکم اس روپے پیسے کا ہے جس پر کوئی علامت نہ ہو۔ ہاں اگر اس کی مقدار یا زمان و مکان کی خصوصیات اس پیسے کے لئے علامت بن سکتی ہوں تو اس کے بارے میں مسئلہ ۲۵۲۹ کے مطابق اعلان کروانا ضروری ہے۔

(۲۵۲۹) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چلایا جا سکے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تو اس صورت میں کہ اس چیز کی قیمت ایک درہم تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے مجمع (بیٹھکوں یا مجلسوں) میں اس کا اعلان کرے۔ اور اگر اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور جب بھی اس کا مالک نکل آئے اور وہ صدقہ کرنے پر راضی نہ ہو تو اسے اس کا عوض دیدے۔

(۲۵۳۰) اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

(۲۵۳۱) اگر ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جبکہ وہ مال حرم پاک مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے اس کے مالک کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دیدے اور اس مدت میں اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ خود نہ لے۔ اور اگر وہ مال اسے حرم پاک مکہ میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے فقراء پر صدقہ کر دے۔

(۲۵۳۲) اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور مال اس کے مالک کو دینے کے لئے اس کی حفاظت کے دوران تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی بے احتیاطی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقے کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا۔

(۲۵۳۳) جس شخص کو کوئی مال ملا ہو اگر وہ اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے عمداً اعلان نہ

Presented by Ziaraat.Com

کرے تو پہلے (اعلان نہ کر کے اگر چہ) اس نے گناہ کیا ہے لیکن اب اسے احتمال ہو کہ (اعلان کرنا) مفید ہوگا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے۔

(۲۵۳۴) اگر دیوانے یا نابالغ بچے کو کوئی ایسی چیز مل جائے جس میں علامت موجود ہو اور اس کی قیمت ایک درہم کے برابر ہو تو اس کا سرپرست اعلان کر سکتا ہے — بلکہ اگر وہ چیز سرپرست نے بچے یا دیوانے سے لے لی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے — اور اگر ایک سال تک اعلان کرے پھر بھی مال کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۳۱ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۵) اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ (ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو ضروری ہے کہ — احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے — اس مال کو صدقہ کر دے۔

(۲۵۳۶) اگر اس سال کے دوران جس میں (انسان ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا اسے بے جا استعمال کیا ہو تو وہ ضامن ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور ضروری ہے کہ اعلان کرتا رہے۔ اور اگر کوتاہی نہ کی ہو اور بے جا استعمال بھی نہ کیا ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۲۵۳۷) اگر کوئی مال جس پر کوئی نشانی (یا مارکہ) ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو ضروری ہے کہ (جس شخص کو وہ مال ملا ہو) وہ پہلے دن ہی اسے — احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے — اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور ضروری نہیں کہ وہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

(۲۵۳۸) اگر کسی شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھالے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو جو احکام اس سے پہلے والے مسائل میں بیان کئے گئے ہیں انہیں کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۹) جو چیز ملی ہو ضروری ہے کہ اس کا اس طرح اعلان کیا جائے کہ اگر اس کا مالک سنے تو اسے غالب گمان ہو کہ وہ چیز اس کا مال ہے اور اعلان کرنے میں مختلف مواقع کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات اتنا کہنا کافی ہے "مجھے کوئی چیز ملی ہے" لیکن بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ اس چیز کی جنس کا تعین کرے مثلاً یہ کہے "مجھے سونے کا ایک ٹکڑا ملا ہے" اور بعض صورتوں میں اس چیز کی بعض خصوصیات کا بھی اضافہ ضروری ہے مثلاً کہے "مجھے سونے کی بالیاں ملی ہیں" لیکن بہر حال ضروری ہے کہ اس چیز کی تمام خصوصیات کا ذکر نہ کرے تا کہ وہ چیز معین نہ ہو جائے۔ اعلان ایسی جگہ کرنا ضروری ہے جہاں سے مالک کو اطلاع ملنے کا زیادہ احتمال ہو۔

(۲۵۴۰) اگر کسی کو کوئی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتادے

Presented by Ziaraat.Com

تو وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دینا ضروری ہے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ یہ اسی کا مال ہے۔ یہ لازم نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

(۲۵۴۱) کسی شخص کو جو چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھالے تو جس شخص کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمے دار ہے۔

(۲۵۴۲) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز مل جائے جو ایک سال تک باقی نہ رہتی ہو تو ضروری ہے کہ ان تمام خصوصیات کے ساتھ جب تک کہ وہ باقی رہے اس چیز کی حفاظت کرے جو اس کی قیمت میں اہمیت رکھتی ہوں۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران اس کا اعلان بھی کرتا رہے اور پھر بھی اس کا مالک نہ ملے تو اس کی قیمت کا تعین کر کے اپنے لئے رکھ لے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اسے بیچ دے اور ان پیسوں کی حفاظت کرے اور دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ اعلان بھی جاری رکھے۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو رقم اسے دیدے اور اگر ایک سال تک اس کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۳۱ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۴۳) جو چیز کسی کو پڑی ہوئی ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو — اگر چہ وہ مالک ملنے کی صورت میں اسے نہ لوٹانا چاہتا ہو تب بھی — اس کا وضو اور نماز باطل نہیں ہوگی۔

(۲۵۴۴) اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کے بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلماً لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

(۲۵۴۵) اگر انسان کے پاس مجہول المالک مال ہو یعنی اس کا مالک نامعلوم ہو اور اس مال پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں کہ جب اسے اطمینان ہو کہ اس مال میں تصرف کرنے پر اس مال کا مالک راضی ہوگا تو جس طرح بھی وہ اس مال میں تصرف کرنا چاہے اس کے لئے جائز ہے۔ اگر اطمینان نہ ہو تو انسان کے لئے لازم ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور جب تک اس کے ملنے کی امید ہو اس وقت تک تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ فقیر کو دینا ضروری ہے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دیدے اور حاکم شرع کی اجازت سے اس کی قیمت بھی صدقہ دے سکتا ہے۔ اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے اور صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے اس کا عوض دیدے۔

Presented by Ziaraat.Com

حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام

(۲۵۴۶) حلال گوشت حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ لیکن اونٹ، مچھلی اور ٹڈی کے حلال کرنے کا طریقہ الگ ہے جسے آئندہ مسائل میں بیان کیا جائے گا۔

(۲۵۴۷) وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی یا ایسے سرکش ہو گئے ہوں کہ انہیں قابو نہ کر سکتے ہوں تو اگر انہیں اس طریقے کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ پاک اور حلال ہیں۔ لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

(۲۵۴۸) حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہوگا۔

(۲۵۴۹) حلال گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً مچھلی اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت کھایا نہیں جا سکتا۔

(۲۵۵۰) حرام گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً سانپ اور گرگٹ اس کا مُردہ پاک ہے لیکن شکار یا ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتے۔

(۲۵۵۱) کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے بالکل پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح چھوٹے حیوانات جو زیر زمین رہتے ہیں اور اچھلنے والا خون رکھتے ہیں جیسے چوہا اور گوہ وغیرہ شکار کرنے یا ذبح کرنے سے ان کا گوشت اور کھال پاک نہیں ہوتے۔

(۲۵۵۲) حرام گوشت حیوانات کا گوشت اور کھال — ان حیوانات کے علاوہ جو گزشتہ مسئلے میں ذکر کئے گئے — ذبح کرنے یا اسلحے سے شکار کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں، خواہ وہ حیوانات چیر پھاڑ کرنے والے ہوں یا نہ ہوں۔ حتیٰ کہ ہاتھی، چیتا اور بندر بھی (جو فقہی نظر سے محل اختلاف ہیں) اور اگر حرام گوشت حیوانات کا کتے کے ذریعے شکار کریں تو اس کا پاک ہونا محلِ اشکال ہے۔

(۲۵۵۳) اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مُردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

(۲۵۵۴) حیوان کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے۔ (۱) سانس کی نالی (۲) کھانے کی نالی (۳۔۴) دو موٹی رگیں جو کھانے اور سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ان رگوں میں صرف چیرا لگانا یا صرف گلا کاٹنا کافی نہیں ہے اور درحقیقت یہ چار رگوں کو کاٹنا نہ ہوا۔ مگر (شرعاً ذبیحہ اس وقت صحیح ہوتا ہے) جب سانس اور کھانے کی نالیوں کو گلے کی گرہ کے نیچے سے اس طرح کاٹا جائے کہ وہ جدا ہو جائیں۔

(۲۵۵۵) اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں یعنی حیوان پاک اور حلال نہیں ہے لیکن اس صورت میں جبکہ ان چار رگوں کو حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دیا جائے، تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اگرچہ حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں۔

(۲۵۵۶) اگر بھیڑ یا کسی بھیڑ کا گلا اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا ضروری ہے کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے اور اگر صرف سانس کی نالی بالکل باقی نہ رہے تب بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگر بھیڑیا گردن کا کچھ حصہ پھاڑ دے اور چاروں رگیں سر سے لٹکی ہوئی یا بدن سے لگی ہوئی باقی رہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ حلال اور پاک ہوگی۔ یہ حکم صرف بھیڑیے اور بھیڑ کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

(۲۵۵۷) حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) حیوان کو ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔ وہ مسلمان بچہ بھی جو سمجھدار ہو یعنی برے بھلے تمیز رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے۔ لیکن غیر کتابی کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں مثلاً نواصب اگر کسی حیوان کو ذبح کریں تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ کتابی کافر (مثلاً یہودی اور عیسائی) بھی کسی حیوان کو ذبح کرے اگرچہ بسم اللہ بھی کہے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۲) جہاں تک ہو سکے حیوان کا گلا لوہے کی چھری سے کاٹے۔ بنابر احتیاط واجب اسٹیل کی چھری سے کاٹنا کافی نہیں ہے لیکن اگر لوہے کا اوزار دستاب نہ ہو تو کسی ایسی تیز دھار چیز سے ذبح کرے جو گلے کی چاروں رگیں کاٹ سکتی ہو مثلاً شیشہ اور پتھر ہر چند کہ اس کا سر جدا کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) ذبح کرتے وقت حیوان کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ حیوان کا قبلہ رخ ہونا خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو دونوں حالتوں میں ایسا ہو جیسے انسان نماز میں قبلہ رخ ہوتا ہے۔ اور اگر حیوان دائیں طرف یا بائیں طرف لیٹا ہو تو ضروری ہے کہ حیوان کے گلا کاٹنے کی جگہ اور اس کا پیٹ قبلہ رخ ہو اور اس کے پاؤں، ہاتھوں اور منہ کا قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے۔ جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت ضروری ہے کہ حیوان قبلہ رخ ہو اگر وہ جان بوجھ کر اسے قبلہ رخ نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلے کے بارے میں اسے اشتباہ ہو تو اشکال نہیں ہے۔ اور اگر یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا دوسروں کی مدد سے بھی جانور کو قبلے کی طرف نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں کہ جانور سرکش دولتیاں جھاڑنے والا ہو یا کنویں یا گڑھے میں گرا ہوا ہو اور اسے قبلہ رخ ذبح کرنے سے لاچار ہوں تو جس طرف ہو ذبح کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور یہی حکم ہے جبکہ جانور کو قبلہ رخ کرنے میں اس کے مرنے کا خطرہ ہو۔ اور ایسے مسلمان کا ذبح کرنا جو جانور کے قبلہ رو ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو درست ہے چاہے وہ جانور کو قبلہ رو نہ رکھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ حیوان کو ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔

(۴) کسی حیوان کو ذبح کرتے وقت یا ذبح سے کچھ پہلے ذبح کرنے کی نیت سے ذبح کرنے والا خود خدا کا نام لے۔ اور غیر ذابح کا خدا کا نام لینا کافی نہیں ہے۔ اور صرف بسم اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے تو کافی ہے بلکہ اگر صرف اللہ کہہ دے تو کافی ہے اگرچہ خلاف احتیاط ہے۔ اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا لیکن اگر بھولنے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو اشکال نہیں ہے۔

(۵) ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں لازم ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو اور اگر مشکوک نہ ہو تو یہ شرط ضروری نہیں ہے۔

(۶) حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔ پس اگر خون اس کی رگوں میں رک جائے اور اس سے خون نہ نکلے یا خون نکلا ہو لیکن اس حیوان کی نوع کی نسبت کم ہو تو وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خون کم نکلنے کی وجہ یہ ہو کہ اس حیوان کا ذبح کرنے سے پہلے خون بہہ چکا ہو تو اشکال نہیں ہے۔

(۷) حیوان کا گلا ذبح کی نیت سے کاٹا جائے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے چاقو گرے اور حیوان کا گلا بغیر نیت کے کاٹ دے۔ یا ذبح کرنے والا نیند میں یا نشے میں ہو یا بیہوشی میں ہو یا غیر ممیز بچہ یا دیوانہ ہو یا کسی اور مقصد سے چاقو حیوان کے گلے پر پھیر رہا ہو اور اتفاقاً گلا کٹ جائے تو وہ حلال نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۵۵۸) احتیاط واجب کی بناپر جائز نہیں ہے کہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر تن سے جدا کیا جائے — اگر چہ ایسا کرنے سے حیوان حرام نہیں ہوتا — لیکن لاپروائی یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہے احتیاط واجب کی بناپر حیوان کی گردن چیرنا اور اس کی نخاع جان نکلنے سے پہلے کاٹنا۔ اور نخاع وہی حرام مغز ہے جو سفید رگ کی طرح حیوان کی کمر کے مہروں کے درمیان سے دم تک جاتی ہے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

(۲۵۵۹) اونٹ کو پاک اور حلال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ذبح کے بجائے نحر کیا جائے۔ اور اس کی شرائط وہی ہیں جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں۔ چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے سے بنی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کے درمیان جوف میں گھونپ دیں۔ بہتر یہ ہے کہ نحر کرتے وقت اونٹ کھڑا ہو۔

(۲۵۶۰) اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی نحر کرنے کے بجائی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور ان جیسے دوسرے حیوانات کو اونٹ کی طرح نحر کیا جائے (یعنی ان کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپی جائے) تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہے۔ لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ نیز اگر گائے یا بھیڑ اور ان جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں کہ انہیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

(۲۵۶۱) اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا مذکورہ طریقے کے مطابق ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا رو بہ قبلہ ہونا لازم نہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوان کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

(۲۵۶۲) فقہاء رضوان اللہ علیہم نے حیوانات کو ذبح کرنے میں کچھ چیزوں کو مستحب شمار کیا ہے:

(۱) بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے۔ اور گائے کو ذبح کرتے وقت اسکے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

Presented by Ziaraat.Com

جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اسکے پاؤں کھلے رکھے جائیں۔ اور اگر کھڑا ہو تو اسکے بائیں پاؤں کو باندھ دیں۔ اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ اپنے پر اور بازو پھڑ پھڑا سکے۔

(۲) حیوان کو ذبح (یا نحر) کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

(۳) (ذبح یا نحر کرتے وقت) ایسا کام کیا جائے کہ حیوان کو کم سے کم تکلیف ہو۔ مثلاً چھری خوب تیز کر لی جائے اور حیوان کو جلدی ذبح کیا جائے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مکروہات

(۲۵۶۳) حیوانات کو ذبح کرتے وقت بعض روایات میں چند چیزیں مکروہ شمار کی گئی ہیں:

(۱) حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

(۲) حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں اس کی نسل کا دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

(۳) رات کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ لیکن اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔

(۴) جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اسے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

(۲۵۶۴) اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

(۱) شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور قسم دوم میں اگر ہتھیار نیزے کی نوک کی طرح نہ ہو تو شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ حیوان کے بدن کو زخمی اور چاک کر دے اور اگر نیزے کی نوک ہو تو اتنا کافی ہے کہ حیوان کو مار دے اگرچہ زخمی نہ کرے۔ اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ اور یہی حکم ہے احتیاط واجب کی بنا پر کہ اگر کسی ایسی تیز چیز سے جو ہتھیار نہ ہو جیسے بڑی سوئی یا پنجہ یا کباب کی سیخ وغیرہ سے شکار کیا جائے۔ اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ خواہ گولی تیز اور مخروطی ہو یا نہ ہو اور لازم نہیں ہے کہ گولی لوہے کی جنس سے ہو، لیکن اگر گولی حیوان کے بدن میں داخل نہ ہو بلکہ اسے دباؤ کے ذریعے مار ڈالے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔

(۲) ضروری ہے کہ شکاری مسلمان ہو یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر غیر کتابی کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو — جیسے ناصبی — کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے بلکہ کتابی کافر بھی اگر شکار کرے اور اللہ کا نام بھی لے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۳) شکاری ہتھیار اس حیوان کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان کو مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن آدمی شکار کی غرض سے کسی خاص حیوان کا نشانہ لے اور نشانہ کسی دوسرے حیوان پر لگے تو وہ حلال اور پاک ہے۔

(۴) ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر نشانے پر لینے سے پہلے اللہ کا نام لے تو بھی کافی ہے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا۔ البتہ بھول جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۵) شکاری حیوان کے پاس اُس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو اور ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو لیکن اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے یہاں تک کہ وہ مر جائے، تو حیوان حرام ہے۔

(۲۵۶۵) اگر دو اشخاص (مل کر) ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مذکورہ پوری شرائط کے ساتھ شکار کرے لیکن دوسرے کے شکار میں مذکورہ پوری شرائط نہ ہوں مثلاً ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۶) اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان — تیر لگنے اور پانی میں گرنے — دونوں وجہ سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔ بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۷) اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بات کے علاوہ کہ اس نے گناہ کیا ہے ضروری ہے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۶۸) اگر شکار کرنے کے ہتھیار مثلاً تلوار سے حیوان کے بعض اعضاء مثلاً ہاتھ اور پاؤں اس کے بدن سے جدا کر دیئے جائیں تو وہ عضو حرام ہیں لیکن اگر مسئلہ ۲۵۶۴ میں مذکورہ شرائط کے ساتھ اس حیوان کو ذبح کیا جائے تو اس کا باقی ماندہ بدن حلال ہو جائے گا۔ لیکن اگر شکار کے ہتھیار سے مذکورہ شرائط کے ساتھ حیوان

Presented by Ziaraat.Com

کے بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں۔ اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کیلئے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے کے لئے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہو حرام ہے اور وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہو اگر اسے پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۶۹) اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔ اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۷۰) جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ورنہ حرام ہے۔

(۲۵۷۱) اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مُردہ بچہ نکلے تو اس صورت میں کہ جب بچہ اس حیوان کو ذبح کرنے سے پہلے نہ مرا ہو اور اسی طرح جب وہ بچہ اس حیوان کے پیٹ سے دیر سے نکلنے کی وجہ سے نہ مرا ہو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اُگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

(۲۵۷۲) اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں:

(۱) کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے۔ لیکن اگر شکار سے نزدیک ہونے اور شکار کو دیکھنے کے بعد اسے جانے سے روکا جائے اور نہ رکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اس کی عادت یہ ہو کہ اپنے مالک کے پہنچنے سے پہلے شکار سے کچھ کھالے تو بھی حرج نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو تو اشکال نہیں ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر یہ شرط ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ اگر اس کا مالک شکار اس سے لینا چاہے تو رکاوٹ نہ ڈالے اور مقابلے پر اتر نہ آئے۔

(۲) اس کا مالک اسے شکار کے لئے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کر لے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے۔ بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تا کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگر چہ وہ

Presented by Ziaraat.Com

مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۳) جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔ اس تفصیل کے مطابق جو اسلحہ سے شکار کرنے کی شرائط میں بیان ہو چکی ہے۔

(۴) کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت یا بھیجنے سے پہلے شکاری اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے لیکن اگر بھول جائے تو اشکال نہیں۔

(۵) شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے۔ لہٰذا اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

(۶) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ (شکار کئے گئے حیوان کے پاس) اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کیلئے وقت نہ ہو — لیکن شکار کے پاس پہنچنا غیر معمولی تاخیر کی وجہ سے نہ ہو — اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کیلئے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۷۳) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو تو ذبح کرنے کے لوازمات مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو حلال ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو بنابر احتیاط واجب وہ حلال نہیں ہوتا۔ البتہ اس صورت میں اگر وہ شخص اس حیوان کو چھوڑ دے تا کہ کتا اسے مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

(۲۵۷۴) اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو مسئلہ ۲۵۷۲ میں بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۵) اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لئے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کر لے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے۔ اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کر لے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

(۲۵۷۶) اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے۔ نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۵۷۲ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۷) اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی جانور کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس شکار کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو پہلے بتایا گیا ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

(۲۵۷۸) اگر اس مچھلی کو جو پیدائش کے لحاظ سے چھلکے والی ہو — اگر چہ کسی عارضی وجہ سے اس کا چھلکا اتر گیا ہو — پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آ کر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔ اگر چہ وہ زہر کی طرح کسی چیز سے مرے۔ مگر یہ کہ وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال ہے۔ جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں اگر چہ اسے پانی سے زندہ پکڑ لیا جائے اور پانی کے باہر مرے وہ حرام ہے۔

(۲۵۷۹) اگر مچھلی (اچھل کر) پانی سے باہر آ گرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی جذب ہو جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔ اگر پکڑنے سے پہلے مر جائے تو حرام ہے۔

(۲۵۸۰) جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لئے لازم نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان دیکھے یا کسی اور طریقے سے مسلمان کو یہ اطمینان ہو گیا ہو کہ مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے۔

(۲۵۸۱) جس مری ہوئی مچھلی کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اسے پانی سے زندہ پکڑا گیا ہے یا مُردہ حالت میں پکڑا گیا ہے، اگر وہ مسلمان کے ہاتھ میں ہو جو اس میں بیچنے یا کھانے کی طرح کا تصرف کر رہا ہے جو اس کے حلال ہونے کا ثبوت ہے تو وہ حلال ہے۔ لیکن اگر کافر کے ہاتھ میں ہو تو خواہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا ہے، حرام ہے۔ مگر یہ کہ انسان کو اطمینان ہو کہ اس کافر نے مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے (تو حلال ہے)۔

(۲۵۸۲) زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۸۳) اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۸۴) اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لئے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے۔

(۲۵۸۵) اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ لازم نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ لیکن اگر مُردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگر چہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا تو وہ حرام ہے۔

(۲۵۸۶) جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اُگے ہوں اور اُڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

(۲۵۸۷) ہر وہ پرندہ جیسے شاہین، عقاب، باز اور گدھ جو چیرنے، پھاڑنے اور پنجے والا ہو حرام ہے۔ اسی طرح کوے کی تمام قسمیں یہاں تک کہ پہاڑی کوے بھی احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں۔ ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا کم بے حرکت زیادہ رکھتا ہے اور پنجے دار ہے، حرام ہوتا ہے۔ ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے، وہ حلال ہے۔ اسی فرق کی بنا پر حرام گوشت پرندوں کو حلال گوشت پرندوں میں سے ان کی پرواز کی کیفیت دیکھ کر پہچانا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی پرندے کی پرواز کی کیفیت معلوم نہ ہو تو اگر وہ پرندہ پوٹا، سنگدانہ اور پاؤں کی پشت پر کانٹا رکھتا ہو تو وہ حلال ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت بھی نہ رکھتا ہو تو وہ حرام ہے اور جن پرندوں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ دوسرے تمام پرندے مثلاً مرغ، کبوتر اور چڑیاں یہاں تک کہ شتر مرغ اور مور بھی حلال ہیں۔ لیکن بعض پرندوں جیسے ہدہد اور ابابیل کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ جو حیوانات اڑتے ہیں مگر پر نہیں رکھتے مثلاً چمگادڑ حرام ہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر زنبور (بھڑ، شہد کی مکھی، تتیا)، مچھر اور اڑنے والے دوسرے کیڑے مکوڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۵۸۸) اگر اس حصے کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

(۲۵۸۹) حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء حرام ہیں اور ان کی تعداد چودہ ہے:

(۱) خون
(۲) فضلہ
(۳) عضو تناسل
(۴) فرج
(۵) بچہ دانی
(۶) غدود
(۷) کپورے
(۸) وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل میں ہوتی ہے۔
(۹) حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔
(۱۰) بنابر احتیاط واجب وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔
(۱۱) پتہ
(۱۲) تلی
(۱۳) مثانہ
(۱۴) آنکھ کا ڈھیلا

یہ سب چیزیں پرندوں، مچھلی اور ٹڈی کے علاوہ حلال گوشت حیوانات میں حرام ہیں اور پرندوں کا خون اور ان کا فضلہ بلا اشکال حرام ہے۔ لیکن ان دو چیزوں (خون اور فضلے) کے علاوہ پرندوں میں وہ چیزیں ہوں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تو ان کا حرام ہونا احتیاط واجب کی بنا پر ہے۔ اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر مچھلی کا خون اور فضلہ اور ٹڈی کا فضلہ بھی حرام ہے۔ ان کے علاوہ ان دونوں میں اور کچھ حرام نہیں۔

(۲۵۹۰) حرام گوشت حیوانات کا پیشاب پینا حرام ہے اور اسی طرح حلال گوشت حیوان — حتیٰ کہ

Presented by Ziaraat.Com

احتیاط لازم کی بناپر اونٹ — کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے۔لیکن علاج کے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑ کا پیشاب پینے میں اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۹۱) چکنی مٹی کھانا حرام ہے نیز مٹی اور بجری کھانا احتیاط لازم کی بناپر یہی حکم رکھتا ہے۔البتہ (ملتانی مٹی کے مماثل) داغستانی اور آرمینیائی مٹی وغیرہ علاج کے لئے بحالت مجبوری کھانے میں اشکال نہیں ہے۔ حصول شفاء کی غرض سے سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی (یعنی خاک شفاء) کی تھوڑی سی مقدار ایک چنے کے برابر کھانا جائز ہے۔اگر اس خاک شفاء کو مزار مبارک یا اطراف سے خود نہ اٹھایا ہو تو اگر چہ اس پر خاک شفاء کہنا صادق آئے تو احتیاط واجب کی بناپر ضروری ہے کہ اس کی کچھ مقدار پانی میں یا اس جیسی کسی چیز میں حل کرلی جائے تاکہ وہ (حل ہوکر) ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔ اسی طرح احتیاط کی بناپر ایسی مٹی کے بارے میں بھی یہی رعایت رکھی جائے جس کے بارے میں یقین نہ ہو کہ اسے تربت اقدس سے اٹھایا گیا ہے اور اس پر کوئی گواہ بھی نہ ہو۔

(۲۵۹۲) ناک کا پانی اور سینے کا بلغم جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے۔نیز اس غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۹۳) کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لئے سخت نقصاندہ ہو۔

(۲۵۹۴) گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے بدفعلی کرے تو وہ حیوان حرام ہو جاتا ہے اور جو دودھ اور نسل بدفعلی کے بعد پیدا ہوا احتیاط واجب کی بناپر وہ بھی حرام ہو جاتی ہے اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ انہیں شہر سے باہر لے جاکر دوسری جگہ بیچ دیا جائے اور اگر بدفعلی کرنے والا اس حیوان کا مالک نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے۔ اور اس حیوان کو بیچ کر جو قیمت وصول ہو وہ بدفعلی کرنے والے کی ہے۔اگر کوئی شخص ایسے حیوان سے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً گائے، بھیڑ اور اونٹ وغیرہ سے بدفعلی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بناپر اس کا دودھ پینے کا اور ان کی جو نسل بدفعلی کے بعد پیدا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ضروری ہے کہ ایسے حیوان کو فوراً ذبح کرکے جلا دیا جائے اور جس نے اس حیوان کے ساتھ بدفعلی کی ہو اگر وہ اس کا مالک نہ ہو تو اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۹۵) اگر بکری کا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پی لے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور اس کی نسل حرام ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو احتیاط واجب کی بناپر ضروری ہے کہ اس کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتا ہے۔اس کا استبراء یہ ہے کہ سات دن پاک دودھ پیئے اور اگر اسے دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائے۔ بھیڑ کا شیر خوار بچہ اور گائے کا بچہ اور دوسرے حلال گوشت حیوانوں کے بچے — احتیاط واجب کی بناپر — بکری کے بچے کے حکم میں ہیں۔ نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی ترکیب مسئلہ ۲۱۹ میں بیان ہوئی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۵۹۶) شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ بتایا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''شراب برائیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے۔ وہ اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا، کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں چوکتا، کسی شخص کا احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتے داروں کے حقوق کا پاس نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے نہیں شرماتا۔ اگر شراب کا صرف ایک گھونٹ پیتا ہے تو خدا، فرشتے، انبیا اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور مکمل مدہوشی تک پیئے تو ایمان اور خداشناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے اور چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی'' (اگرچہ واجب ہے کہ اپنی نماز کو پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے)۔

(۲۵۹۷) جس دسترخوان پر شراب پی جارہی ہو اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا حرام ہے اور اسی طرح اس دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جارہی ہو احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے۔

(۲۵۹۸) ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے اڑوس پڑوس میں جب کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے جاں بلب ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر مرنے سے بچائے۔ بشرطیکہ اس طرح اس کی اپنی جان خطرے میں نہ پڑے اور اسی طرح اگر وہ شخص مسلمان نہ بھی ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ وہ ایک انسان ہے اور اس کا قتل جائز نہیں۔

کھانا کھانے کے آداب

(۲۵۹۹) کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں مستحب شمار کی گئی ہیں:

(۱) کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔

(۲) کھانا کھالینے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال (تولیئے وغیرہ) سے خشک کرے۔

(۳) میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے۔ کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آجائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھالینے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

(۴) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر کھانا، کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(۵) کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۶) تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔
(۷) اگر چند اشخاص دسترخوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔
(۸) چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔
(۹) دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔
(۱۰) کھانا خوب اچھی طرح چبا کر کھائے۔
(۱۱) کھانا کھا لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔
(۱۲) انگلیوں کو چاٹے۔
(۱۳) کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے۔ البتہ ریحان کے تنکے، انار کی لکڑی یا کھجور کے درخت کے تنکے اور پتے سے خلال نہ کرے۔
(۱۴) جو غذا دسترخوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے۔ لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لئے چھوڑ دے۔
(۱۵) دن اور رات کی ابتدا میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔
(۱۶) کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھے۔
(۱۷) کھانا شروع کرتے وقت اور کھا لینے کے بعد نمک چکھے۔
(۱۸) پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو کھانا کھاتے وقت مذموم ہیں

(۲۶۰۰) کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم شمار کی گئی ہیں:
(۱) بھرے پیٹ پر کھانا کھانا۔
(۲) بہت زیادہ کھانا— روایت میں ہے کہ خداوند عالم پیٹ بھرے شخص سے دوسری ہر چیز سے زیادہ نفرت کرتا ہے۔
(۳) کھانا کھاتے وقت دوسروں کے منہ کی طرف دیکھنا۔
(۴) گرم کھانا کھانا۔
(۵) جو چیز کھائی یا پی جارہی ہو اسے پھونک مارنا۔
(۶) دسترخوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔
(۷) روٹی کو چھری سے کاٹنا۔
(۸) روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔
(۹) ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں کھانا کہ ہڈی پر بالکل گوشت باقی نہ رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰) اس پھل کا چھلکا اتارنا جو چھلکے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔
(۱۱) پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

(۲۶۰۱) پانی پینے کے آداب میں چند چیزیں شمار کی گئی ہیں:
(۱) پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔
(۲) پانی دن میں کھڑے ہو کر پیئے۔
(۳) پانی پینے سے پہلے بسم اللّٰہ اور پینے کے بعد الحمد للّٰہ کہے۔
(۴) پانی (غٹا غٹ نہ پیئے بلکہ) تین سانس میں پیئے۔
(۵) پانی خواہش کے مطابق پیئے۔
(۶) پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیتؑ کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پیتے وقت مذموم ہیں

(۲۶۰۲) زیادہ پانی پینا، مُرغن کھانے کے بعد پانی پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا مذموم شمار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے (وغیرہ) کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم شمار کیا گیا ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

(۲۶۰۳) ''نذر'' یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو ترک کردے گا۔

(۲۶۰۴) نذر میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے مگر لازم نہیں کہ صیغہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ ''میرا مریض صحت یاب ہوگیا تو اللہ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں'' تو اس کی نذر صحیح ہے۔ یا یوں کہے کہ اللہ کی خاطر میں نے یہ نذر کی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ لیکن اگر اللہ کا نام نہ لے صرف یہ کہے کہ میں نے نذر کی ہے یا اولیاء اللہ میں سے کسی کا نام لے تو نذر صحیح نہیں ہے۔ اگر نذر صحیح ہو اور مکلّف جان بوجھ کر اس پر عمل نہ کرے تو گناہ ہے۔ اسے چاہئے کہ کفارہ دے۔ نذر پوری نہ کرنے کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کے جیسا کفارہ ہے جس کا بیان بعد میں ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۰۵) ضروری ہے کہ نذر کرنے والا بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ منت مانے۔ لہٰذا کسی ایسے شخص کا منت ماننا جسے مجبور کیا جائے یا جو جذبات میں آ کر بغیر ارادے کے بے اختیار منت مانے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۶) کوئی سفیہ (وہ شخص جو اپنا مال بیکار کاموں میں خرچ کرتا ہو) اگر نذر کرے مثلاً یہ کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دیوالیہ شخص منت مانے کہ مثلاً اپنے اس مال میں سے جس میں تصرف کرنے سے اسے روک دیا گیا ہو کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۷) عورت کا شوہر سے اجازت لئے بغیر ان کاموں میں نذر کرنا جو شوہر کے حقوق کے منافی ہوں یا نذر کے بعد اجازت لینا صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ شادی سے پہلے نذر مانی ہو اور عورت کا اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر نذر ماننا محل اشکال ہے۔ اس لئے احتیاط کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ لیکن (اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر) حج کرنا، زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور ماں باپ سے حسن سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا (صحیح ہے)۔

(۲۶۰۸) اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو شوہر اس کی نذر ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے نذر پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔

(۲۶۰۹) اولاد کے نذر کرنے پر باپ کی اجازت شرط نہیں لیکن اگر باپ یا ماں اسے اس کام سے جس کی اس نے نذر کی ہو منع کریں اور ان کا یہ منع کرنا شفقت کی بنا پر ہو جس کی مخالفت کرنا ان کی اذیت کا سبب ہو تو اولاد کی نذر باطل ہے۔

(۲۶۱۰) انسان کسی ایسے کام کی نذر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لئے ممکن ہو۔ لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر مانے کہ وہاں تک پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔ اگر نذر کرتے وقت قدرت رکھتا تھا اور بعد میں عاجز ہو جائے تو اس کا منت ماننا باطل ہے اور اس پر کچھ بھی واجب نہیں سوائے ان مواقع میں جہاں روزہ رکھنے کی نذر کی ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر دن کے روزے کے بدلے ۷۵۰ گرام غذا فقیر کو صدقہ دے یا ۱٫۵ کلوگرام غذا اس آدمی کو دے جو اس کے بدلے روزہ رکھے گا۔

(۲۶۱۱) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۱۲) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا۔ لہٰذا اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی منت صحیح نہیں۔ اور اگر اس کام کا انجام دینا شرعی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اسی لحاظ سے مانے مثلاً نذر کرے کہ کوئی (خاص) غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لئے اسے توانائی حاصل ہو تو اس کی نذر صحیح ہے۔ اگر اس کام کا ترک کرنا شرعی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے مانے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو مضر (صحت) اور وظائف شرعی کو احسن

Presented by Ziaraat.Com

طریقے سے انجام دینے میں رکاوٹ ہے اس لئے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔ لیکن اگر بعد میں تمباکو کا استعمال ترک کرنا اس کے لئے نقصاندہ ہو تو اس کی نذر کالعدم ہو جائے گی۔

(۲۶۱۳) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں، مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا شرعی لحاظ سے بہتر ہو، مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لئے انسان حضور قلب پیدا کرسکتا ہے، اگر اس کے نذر کرنے کا مقصد یہی ہے تو نذر صحیح ہے۔

(۲۶۱۴) اگر ایک شخص کوئی عمل بجالانے کی نذر کرے تو ضروری ہے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح نذر کی ہو۔ لہٰذا اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا (مہینے کی پہلی تاریخ کو) اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحتیاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

(۲۶۱۵) اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر وہ ایک روزہ رکھے تو کافی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز نماز وتر پڑھ لے تو کافی ہے۔ اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقہ کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے۔ اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بجالائے گا تو اگر ایک (دو رکعتی) نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر پوری کرلی ہے۔

(۲۶۱۶) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے لیکن اس دن وہ اختیاراً یہ کرسکتا ہے کہ سفر کرے اور روزہ نہ رکھے۔ اگر سفر میں ہو تو لازم نہیں کہ ٹھہرنے کی نیت کر کے روزہ رکھے۔ اور اس صورت میں جبکہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۱۷) اگر انسان حالت اختیار میں اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو کفارہ دینا ضروری ہے۔

(۲۶۱۸) اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا مجبوری سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو انجام نہ دے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۱۹) جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت یا اشتباہ کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے یا کوئی اس کو مجبور کرے یا جاہل قاصر ہو

Presented by Ziaraat.Com

تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اس کی نذر باقی رہے گی اور اگر اس کے بعد جب بھی بحالت اختیار اس عمل کو بجالائے ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۲۰) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عیدالفطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر درپیش ہو یا حیض آ جائے تو ضروری ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

(۲۶۲۱) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو وارث کو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا لازم نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے صدقہ دے دیں۔

(۲۶۲۲) اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو اس کے ورثاء کو پہنچانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۲۳) اگر کوئی نذر کرے کہ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امامؑ کی زیارت نہ کر سکے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۲۶۲۴) جس شخص نے زیارت کرنے کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو تو اس کے لئے انہیں بجالانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۲۵) اگر کوئی شخص کسی امام یا امام زادے کے حرم کے لئے مال خرچ کرنے کی نذر کرے اور کوئی خاص مصرف معین نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس مال کو اس حرم کی تعمیر (و مرمت) روشنیوں اور قالین وغیرہ پر صرف کرے۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو یا وہ حرم مکمل طور پر بے نیاز ہو تو اس حرم کے ضرورت مند زائرین کی مدد میں خرچ کرے۔

(۲۶۲۶) اگر کوئی شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک یا کسی امام زادے یا علمائے سابقین اور ان جیسی ہستیوں میں سے کسی کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو ضروری ہے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے۔ اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو اُن حضرت سے نسبت رکھتا ہو مثلاً اُن کے نادار زائرین پر خرچ کرے یا اُن کے حرم کے مصارف پر خرچ کرے یا ایسے کاموں میں خرچ کرے جو اُن کا تذکرہ عام کرنے کا سبب ہوں۔

(۲۶۲۷) جس بھیڑ کو صدقے کے لئے یا کسی امام کے لئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو، مگر یہ کہ اس کی نیت عام ہو (یعنی نذر کرنے والے نے اس بھیڑ، اس کے بچے اور دودھ وغیرہ سب چیزوں کی منت مانی ہو تو وہ سب نذر ہے) البتہ بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۲۸) جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آ جائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتا چلے کہ منت ماننے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۲۹) اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید زادے یا کسی شخص سے کریں گے تو لڑکی کے بارے میں والدین کی نذر کی کوئی اہمیت نہیں اور لڑکی کسی چیز کی مکلّف نہیں۔

(۲۶۳۰) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں کام کرے گا۔ پس جب اس کی حاجت پوری ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ کام انجام دے۔ نیز اگر وہ کسی حاجت کا ذکر کئے بغیر عہد کرے کہ فلاں کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۶۳۱) عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہہ دے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں یہ کام کروں گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کام کا عہد کیا جائے وہ شرعی طور پر اچھا ہو بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ شریعت میں اس کام سے نہ روکا گیا ہو اور عقلاء کے نزدیک بامقصد قرار پائے۔ یا اس شخص کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہو اور اگر عہد کرنے کے بعد ایسا ہو جائے کہ اس کام کی کوئی مصلحت نہ رہے یا شرعاً ترجیح کے قابل نہ رہے اور مکروہ قرار پایا ہو تو ضروری نہیں کہ اس پر عمل کرے۔

(۲۶۳۲) اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو وہ گناہگار ہے اور ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

(۲۶۳۳) جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو وہ گناہگار ہے اور ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا انہیں پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ تین دن مسلسل روزے رکھے۔

(۲۶۳۴) قسم کی چند شرطیں ہیں:

(۱) جو شخص قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار سے قسم کھائے۔ لہٰذا بچے، دیوانے، بے حواس اور اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذبات میں آ کر بلا ارادہ یا بے اختیار قسم کھائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲) (قسم کھانے والا) جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے، ضروری ہے کہ وہ حرام یا مکروہ

Presented by Ziaraat.Com

نہ ہو اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے، ضروری ہے کہ وہ واجب یا مستحب نہ ہو۔ اور اگر کوئی مباح کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے تو اگر عقلاء کی نظر میں اس کام کو انجام دینا یا اس کو ترک کرنا بہتر ہو یا اس کام میں قسم کھانے والے کے لئے کوئی دنیاوی مصلحت ہو تو اس کی قسم صحیح ہے۔

(۳) (قسم کھانے والا) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ — یا اللہ کی ایسی صفات اور ایسے افعال سے قسم کھائے جو صرف اسی کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً کہے: ''اس ذات کی قسم! جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔'' اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو۔ مثلاً اگر کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو بھی قسم صحیح ہے۔ بلکہ اگر کسی ایسے نام کی قسم کھائے کہ جب اس نام کو قسم کھانے کے مقام میں استعمال کیا جائے تو ذات حق ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً سمیع اور بصیر (کی قسم کھائے) تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

(۴) (قسم کھانے والا) قسم کے الفاظ زبان پر لائے۔ لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جو بات کرنے پر قادر نہ ہو اگر قسم کو لکھے اور دل میں نیت کرلے تو کافی ہے۔ بلکہ جو بول سکتا ہے وہ بھی اگر لکھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس پر عمل کیا جائے۔

(۵) (قسم کھانے والے کے لئے) قسم پر عمل کرنا ممکن ہو۔ اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لئے اس پر عمل کرنا ممکن نہ ہو لیکن بعد میں ممکن ہو جائے تو کافی ہے۔ اور اگر قسم کھاتے وقت ممکن ہو بعد میں اس پر عمل کرنے سے عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہوگا اس وقت سے اس کی قسم کالعدم ہو جائے گی۔ اگر قسم پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ اگر یہ عجز اس کے اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے، اگر تاخیر کے وقت کے اعتبار سے اس کا کوئی عذر نہ ہو تو اس نے گناہ کیا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔

(۲۶۳۵) اگر باپ، بیٹے کو یا شوہر، بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۳۶) اگر بیٹا، باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی، شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۶۳۷) اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر وہی قسم کھائے مثلاً یہ کہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ واللہ! میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وہم کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وہم ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۳۸) اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہے تو حرام ہے۔ بلکہ مقدمات کے فیصلے کے وقت جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں اشکال نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر توریہ کرنا ممکن ہو اور اس طرف توجہ رکھ بھی سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ توریہ کرے۔ (یعنی قسم کھاتے وقت قسم کے الفاظ کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی نیت کرے اور جو مطلب اس نے لیا ہے اس کو ظاہر نہ کرے) مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک منٹ قبل دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پہلے میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

(۲۶۳۹) اگر ایک شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۲۰۵۸ اور ۲۰۵۹ میں کیا گیا ہے اسے بیچنے میں اشکال نہیں۔

(۲۶۴۰) یہ لازم نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ کتاب طالب علموں کے لئے وقف کر دی ہے تو وقف صحیح ہے۔ بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا کسی عمارت کو مسجد کی نیت سے اس طرح بنائے جیسے مساجد بنائی جاتی ہیں تو وقف ثابت ہو جائے گا۔ لیکن صرف نیت کرنے سے وقف ثابت نہیں ہوتا۔ وقف کے صحیح ہونے میں کسی کا قبول کرنا لازم نہیں ہے چاہے وقف عام ہو یا خاص۔ اسی طرح اس میں قصد قربت بھی ضروری نہیں۔

(۲۶۴۱) اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لئے معین کرے اور وقف کرنے سے پہلے پچھتائے یا مر جائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر وقف خاص میں موقوف علیہ کے قبضے میں لینے سے پہلے مر جائے تو بھی وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

(۲۶۴۲) اگر ایک شخص کوئی مال وقف کرے تو ضروری ہے کہ وقف کرنے کے وقت سے اس مال کو

Presented by Ziaraat.Com

ہمیشہ کے لئے وقف کردے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہوگا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لئے وقف صحیح نہیں ہے۔ نیز اگر کہے کہ یہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہوگا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لئے وقف ہوگا پھر پانچ سال کے لئے وقف نہیں ہوگا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر اس دوران ''حبس'' کی نیت کرے تو ''حبس'' واقع ہو جاتا ہے۔

(۲۶۴۳) خصوصی وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے ان کے یا ان کے وکیل یا سرپرست کے تصرف میں دیدے اور یہ کافی ہے کہ طبقۂ اول میں سے کوئی شخص موجود ہو وہ اسے اپنے تصرف میں لے لے۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لئے وقف کرے اگر وہ وقف کردہ چیز اسی کی نگہداری میں ہو تو کافی ہے اور وقف صحیح ہے۔

(۲۶۴۴) عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ معتبر نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(۲۶۴۵) ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو نیز قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہو۔ اس بنا پر اگر سفیہ — یعنی وہ شخص جو اپنا مال بے کار کاموں میں خرچ کرتا ہو — چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے اگر وہ کوئی چیز وقف کرے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۴۶) اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے۔ لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو ابھی موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کرتے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں (وہ وقف صحیح ہے)۔ مثلاً ایک شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کرے کہ ان کے بعد اس کے پوتوں کے لئے وقف ہوگی اور (اولاد کے) ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے گا تو وقف صحیح ہے۔

(۲۶۴۷) اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کردے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے قرضوں کی ادائیگی یا اس کی عبادات کی اجرت پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مکان فقراء کی رہائش کے لئے وقف کردے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو اس مکان میں رہائش کرسکتا ہے۔ البتہ اگر وہ یوں وقف کرے کہ اس مکان کا کرایہ فقراء میں تقسیم کرے گا، بعد میں خود فقیر ہو جائے تو اس کا اس مال میں سے لینا محل اشکال ہے۔

(۲۶۴۸) جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر اس نے اس کا متولی بھی معین کیا ہو تو ضروری ہے کہ ہدایات کے مطابق عمل ہو اور اگر واقف نے متولی معین نہ کیا ہو اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کیا ہو تو وہ افراد اس سے استفادہ کرنے میں خود مختار ہیں اور اگر بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا سرپرست مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت لازم نہیں۔ لیکن ایسے کام جس میں وقف کی بہتری

Presented by Ziaraat.Com

یا آئندہ نسلوں کی بھلائی ہو — مثلاً وقف کی تعمیر کرنا یا وقف کو کرائے پر دینا کہ جس میں بعد والے طبقے کے لئے فائدہ ہے — تو اس کا مختار حاکم شرع ہے۔

(۲۶۴۹) اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا سادات کے لئے وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات دیا جائے تو اس صورت میں کہ اس نے وقف کے لئے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

(۲۶۵۰) اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کرے تا کہ ایک پشت کے بعد دوسری پشت اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مرجائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں کے لئے وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک پشت اسے کرائے پر دے دے اور اجارے کی مدت کے دوران وہ پشت مرجائے اور جو پشت اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر کرایہ دار نے پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو اجارہ باطل ہونے کے وقت سے اجارے کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ (مرنے والے کے مال سے) واپس لے سکتا ہے۔

(۲۶۵۱) اگر وقف کردہ املاک برباد بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کی ہوئی چیز کسی خاص مقصد کے لئے وقف ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ بطور باغ وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور واقف کے ورثاء کی ملکیت میں دوبارہ داخل ہو جائے گا۔

(۲۶۵۲) کسی املاک کا کچھ حصہ وقف ہو اور کچھ حصہ وقف نہ ہو اور اگر وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو وقف کا متولی اور اس حصے کا مالک جو وقف نہیں ہے وقف شدہ حصہ جدا کر سکتے ہیں۔

(۲۶۵۳) اگر وقف کا متولی خیانت کرے مثلاً اس کا منافع معین مدوں میں استعمال نہ کرے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تا کہ وہ متولی کو خیانت سے روکے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۵۴) جو قالین (وغیرہ) امام بارگاہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا خواہ وہ مسجد امام بارگاہ سے ملحق ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ مال امام بارگاہ کی ملکیت میں ہو تو متولی کی اجازت سے دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں۔

(۲۶۵۵) اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ آئندہ یا کچھ عرصے بعد اسے مرمت کی ضرورت ہوگی نیز اس املاک کی آمدنی کو جمع کر کے حفاظت کرنا بھی ممکن نہ ہو کہ بعد میں اس مسجد کی مرمت میں لگا دی جائے تو اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ اس املاک کی آمدنی کو اس کام میں صرف کرے جو وقف کرنے والے کے مقصود سے نزدیک تر ہو مثلاً اس مسجد کی کوئی دوسری ضرورت پوری کر دی جائے یا کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۵۶) اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تا کہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے تو اس صورت میں کہ اس شخص نے ہر ایک کے لئے کوئی مقدار معین کی ہو تو ضروری ہے کہ آمدنی اسی کے مطابق خرچ کی جائے۔ اور اگر معین نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کی مرمت کرائی جائے اور پھر اگر کچھ بچے تو متولی اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان جس طرح مناسب سمجھے تقسیم کر دے لیکن بہتر ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

(۲۶۵۷) ''وصیت'' یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے فلاں فلاں کام کئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کی جائے یا امور خیریہ پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لئے اور جو لوگ اس کی کفالت میں ہوں ان کے لئے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے ''وصی'' کہتے ہیں۔

(۲۶۵۸) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لئے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اس طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آ جائے تو وصیت صحیح ہے۔

(۲۶۵۹) اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آ جائے اور پتا چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

(۲۶۶۰) جو شخص وصیت کرے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو، سفیہ نہ ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے۔ لہٰذا نابالغ بچے کا وصیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بچہ دس سال کا ہو اور اس نے اپنے رشتے داروں کے لئے وصیت کی ہو یا عام خیرات میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس کی وصیت صحیح ہے۔ اگر اپنے رشتے داروں کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کرے یا سات سالہ بچہ وصیت کرے کہ ''اس کے اموال میں سے تھوڑی سی چیز کسی شخص کے لئے ہے یا کسی شخص کو دے دی جائے'' تو وصیت کا نافذ ہونا محل اشکال ہے پس ضروری ہے کہ احتیاط کا خیال رکھا جائے۔ اور اگر کوئی شخص سفیہ ہو تو اس کی وصیت اس کے اموال میں نافذ نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرے امور میں نافذ ہے۔ مثلاً ایسے امور میں جو اس کی تجہیز و تکفین سے متعلق ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۶۱) جس شخص نے خودکشی کا ارادہ کر کے مثلاً اپنے آپ کو زخمی کرلیا ہو یا زہر کھالیا ہو کہ جو ہلاکت کا سبب ہے، اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے اور اس کے بعد وہ مرجائے تو اس کی وصیت صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کی موت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے ہو (تو وصیت صحیح ہے)۔ لیکن غیر مالی امور میں اس کی وصیت صحیح ہے۔

(۲۶۶۲) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا مال ہوگی تو اس صورت میں جبکہ وہ دوسرا شخص وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہو خواہ اس کے مرنے کے بعد، تو وہ چیز ''موصی'' کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہو جائے گی، بشرطیکہ وہ چیز اس کے ترکے ۱/۳ سے زیادہ نہ ہو۔

(۲۶۶۳) جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو ضروری ہے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کردے یا انہیں اطلاع دے دے۔ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۳۰۷ میں بیان ہوچکی ہے۔ اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو یا آ گیا ہو اور قرض خواہ اپنے قرضے کا مطالبہ نہ کر رہا ہو یا کر رہا ہو تو اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہو جائے کہ اس کا قرض اس کی موت کے بعد قرض خواہ کو ادا کر دیا جائے گا۔ مثلاً اس صورت میں کہ اسکے قرضے کا کسی دوسرے کو علم نہ ہو وہ وصیت کرے اور گواہوں کے سامنے وصیت کرے۔ لیکن اگر قرض کی ادائیگی کرسکتا ہو اور وقت ہو چکا ہو اور قرضدار مطالبہ کرلے تو فوراً ادا کرے اگرچہ موت کے آثار بھی نہ دیکھے۔

(۲۶۶۴) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر زکوٰۃ، خمس اور مظالم اس کے ذمے ہوں اور وہ انہیں اس وقت ادا نہ کرسکتا ہو لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص انہیں ادا کردے گا تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد ادا کر دیئے جائیں گے۔ مثلاً کسی قابل اعتماد شخص کو وصیت کردے اور اگر اس پر حج واجب ہو اور خود نائب مقرر نہ کرسکتا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اس وقت اپنے شرعی واجبات ادا کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً ادا کرے اگرچہ وہ اپنے آپ میں موت کی نشانیاں نہ دیکھے۔

(۲۶۶۵) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے ادا کر دیئے جائیں گے۔ مثلاً وصیت کردے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات بجالائے گا تب بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے لیکن اگر اس کا اپنا کوئی ہو مثلاً بڑا لڑکا ہو اور وہ شخص جانتا ہو کہ اگر اسے خبر دی جائے تو وہ اس کی قضا نمازیں اور روزے بجالائے گا تو اسے خبر دینا ہی کافی ہے، وصیت کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۶۶) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ

Presented by Ziaraat.Com

چھپا ہوا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو ضروری ہے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے نگراں اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جبکہ نگراں کا نہ ہونا مال کے تلف ہونے کا سبب ہو یا خود بچوں کے لئے نقصاندہ ہو تو ضروری ہے کہ ان کے لئے ایک امین نگراں مقرر کرے۔

(۲۶۶۷) وصی کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ نیز جو امور موصی سے متعلق ہیں اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر جو امور دوسروں سے متعلق ہیں ضروری ہے کہ وصی ان کے بارے میں مطمئن ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان ہو۔ اگر موصی فقط نابالغ بچے کے لئے اس مقصد سے وصیت کرے تا کہ وہ بچپن میں سرپرست سے اجازت لئے بغیر تصرف کر سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر یہ صحیح نہیں ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس کا تصرف حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔ لیکن اگر موصی کا مقصد یہ ہو کہ بالغ ہونے کے بعد یا سرپرست کی اجازت سے تصرف کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۶۶۸) اگر کوئی شخص کئی لوگوں کو اپنا وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو لازم نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں۔ اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو یا نہ کہا ہو کہ سب مل کر وصیت پر عمل کریں، انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں اور مل کر عمل نہ کرنے میں کوئی شرعی عذر نہ ہو تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں یا مل کر عمل نہ کرنے کا ان کے پاس کوئی شرعی عذر ہو تو وہ ان میں سے کسی ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۶۹) اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگراں مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت کالعدم ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ اس کی دوسری وصیت پر عمل کیا جائے۔

(۲۶۷۰) اگر ایک شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتا چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا — پہلی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے — کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کیلئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔

(۲۶۷۱) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو ضروری ہے کہ (اس چیز کے دو حصے کئے جائیں اور) ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے۔

(۲۶۷۲) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی

Presented by Ziaraat.Com

شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ دونوں مال کے لئے کافی نہ ہو اور ورثاء بھی تیسرے حصے سے زیادہ مقدار کی اجازت دینے پر تیار نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے جو مال اس نے بخشا ہے وہ تیسرے حصے سے دیدیں اور اس کے بعد جو مال باقی بچے وہ وصیت کے مطابق خرچ کریں۔

(۲۶۷۳) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۷۴) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے، یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے، تو اگر اس پر یہ تہمت ہو کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لئے کی ہے تو ضروری ہے کہ جو مقدار قرض کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے اور اگر اس پر یہ تہمت نہ ہو تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۷۵) جس شخص کو انسان وصی کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وہ وجود رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کی موت کے بعد موجود ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موجود نہ ہو اور وصیت ایک سے زیادہ مقاصد کے لئے سمجھی جائے تو ضروری ہے کہ اس مال کو کسی ایسے دوسرے کام میں صرف کیا جائے جو وصیت کرنے والے کے مقصد سے زیادہ قریب ہو ورنہ ورثاء خود اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وصیت کرے کہ مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہوگی تو اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کی موت کے وقت موجود ہو اگرچہ (عورت کے پیٹ میں) حمل (کی صورت میں) ہو کہ ابھی اس میں جان نہ پڑی ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لئے وصیت کی گئی ہو (وصیت باطل ہونے کی صورت میں) ورثاء اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۲۶۷۶) اگر انسان کو پتا چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو لازم نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے۔ لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتا نہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتا چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی وصیت پر عملدرآمد کرے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وصی وصیت کو قبول کر لے۔

(۲۶۷۷) جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو میت کا

Presented by Ziaraat.Com

وصی معین کرے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے۔ لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ خود وصی ہی ان کاموں کو انجام دینے میں شریک ہو بلکہ اس کا مقصد فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لئے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۷۸) اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے اور وصیت کی عبارت سے یہ سمجھ میں آئے کہ ایک کے فوت ہونے پر دوسرا مستقل وصی ہوگا تو ضروری ہے کہ اسی پر عمل کیا جائے ورنہ حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا۔ اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانے ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۷۹) اگر وصی تنہا خواہ وکیل مقرر کر کے یا دوسرے کو اجرت دے کر متوفی کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

(۲۶۸۰) اگر متوفی کے مال کی کچھ مقدار وصی کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر متوفی نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی اور تعدی نہ کی ہو تو ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۶۸۱) اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہوگا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کے لئے متوفی کے کام انجام دینا ضروری ہے۔

(۲۶۸۲) جو حج متوفی پر واجب ہو نیز قرضہ اور مالی واجبات مثلاً خمس، زکوٰۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں متوفی کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے اگرچہ متوفی نے ان کے لئے وصیت نہ بھی کی ہو۔ لیکن کفارات، نذرات اور نذر کی ہوئی حج کی اگر وصیت کی ہے تو ایک ثلث مال سے ادا کئے جائیں۔

(۲۶۸۳) اگر متوفی کا ترکہ قرضے سے اور واجب حج سے اور ان شرعی واجبات سے جو اس پر واجب ہوں مثلاً خمس اور زکوٰۃ اور مظالم سے زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

(۲۶۸۴) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ وصی کی رحلت کے کچھ عرصے بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۸۵) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو اس کی وصیت تیسرے حصے سے زیادہ میں اس صورت میں صحیح ہے جب اس کے ورثاء اس کی اجازت دے دیں خواہ زبان سے خواہ عمل سے۔ اور دلی رضامندی کافی نہیں ہے۔ اور اگر اس کے مرنے کے کچھ عرصے بعد اجازت دیں تو صحیح ہے۔ اور اگر بعض ورثاء اجازت دیں اور بعض رد کر دیں تو وصیت صرف ان کے حصے میں صحیح اور نافذ ہوگی جنہوں نے اجازت دی ہے۔

(۲۶۸۶) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا بھی انجام دیا جائے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کا قرضہ مال کے تیسرے حصے سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز، روزوں اور مستحب کاموں کے لئے کی گئی وصیت باطل ہے۔

(۲۶۸۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تیسرے حصے سے دی جائیں تو ضروری ہے کہ اس کا قرضہ اصل مال سے دیا جائے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز، روزوں (جیسی عبادات) اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے جو اس نے معین کئے ہیں۔ اور اس صورت میں جبکہ تیسرا حصہ (ان کاموں کے لئے) کافی نہ ہو اگر ورثا اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کے تیسرے حصے سے دینی چاہئے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہئے۔

(۲۶۸۸) اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں یا پھر چار عادل عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ بتائے اسے دینا ضروری ہے۔ اور اگر ایک عادل عورت گواہی دے تو ضروری ہے کہ جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے۔ نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو ذمی ہوں اور اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جبکہ کوئی مسلمان گواہی دینے کے لئے موجود نہ ہو تو وہ شخص جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۶۸۹) اگر کوئی شخص کہے کہ میں متوفی کا وصی ہوں تا کہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہئے جبکہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں یا دو ذمی افراد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں، گواہی دیں جبکہ کوئی مسلمان گواہی کے لئے موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر ورثہ قبول کرلیں تو اس کا قول ثابت ہو جائے گا۔

(۲۶۹۰) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہوگی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کردیں وہ اس چیز کو قبول کرسکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

میراث کے احکام

(۲۶۹۱) جو اشخاص متوفی سے رشتے داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں:

(۱) پہلا گروہ متوفی کا باپ، ماں اور اولاد ہیں اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۲) دوسرا گروہ دادا، دادی، نانا، نانی، بہن اور بھائی ہیں اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے۔ جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۳) تیسرا گروہ چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد ہے۔ جب تک متوفی کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر متوفی کا پدری چچا اور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچازاد بھائی موجود ہو اور ماموں اور خالہ موجود نہ ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچازاد بھائیوں کو ملے گا اور پدری چچا کو نہیں ملے گا لیکن اگر چچا یا چچازاد بھائی متعدد ہوں یا متوفی کی بیوی زندہ ہو تو یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۲۶۹۲) اگر خود متوفی کا چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد یا ان کی اولاد کی اولاد نہ ہو تو اس کے باپ اور ماں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اگر وہ بھی نہ ہو تو متوفی کے دادا، دادی اور نانا، نانی کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

(۲۶۹۳) بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بتایا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

(۲۶۹۴) اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص متوفی کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا اکلوتا بیٹا یا اکلوتی بیٹی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹا، بیٹی سے دگنا حصہ پاتا ہے۔

(۲۶۹۵) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں کو ملتا ہے۔ لیکن اگر متوفی کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان، آزاد اور ایک باپ کی اولاد ہوں خواہ ان کی ماں حقیقی ہو یا سوتیلی ہو بشرطیکہ پیدا ہو چکے ہوں تو اگرچہ وہ متوفی کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

(۲۶۹۶) جب متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹی ہو لہٰذا اگر اس کے گزشتہ مسئلے میں بیان کردہ شرائط رکھنے والے بھائی اور بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے۔ اور اگر متوفی کے سابقہ بیان کردہ شرائط والے بھائی یا بہنیں ہوں تو باپ کو ۱/۵ اور ماں کو ۱/۶ حصہ اور بیٹی کو ۳/۵ حصے ملتے ہیں اور جو ۱/۳ حصہ باقی بچا ہے اس کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ماں کا حصہ ہوگا جیسے کہ احتمال ہے کہ ۳/۴ حصہ لڑکی کا اور ۱/۴ حصہ باپ کا ہوگا۔ اس میں جو فرق ہے اس کے بارے میں احتیاط واجب کی بنا پر باہم مصالحت کی جائے۔

(۲۶۹۷) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر متوفی کے (صرف) چند بیٹے ہوں یا (صرف) چند بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۸) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۶۹۹) اگر باپ یا ماں متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۰) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

(۲۷۰۱) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

(۲۷۰۲) اگر متوفی کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد — خواہ وہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو — متوفی کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد — خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو — متوفی کی بیٹی کا حصہ پاتی ہے۔ مثلاً اگر متوفی کا ایک نواسا (بیٹی کا بیٹا) اور ایک پوتی (بیٹے کی بیٹی) ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔ اور نواسا پوتی کی میراث لینے میں (میت کے) باپ اور ماں کا نہ ہونا شرط نہیں ہے۔

دوسرے گروہ کی میراث

(۲۷۰۳) جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ متوفی کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

(۲۷۰۴) اگر متوفی کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے۔ اور اگر کئی سگے بھائی یا کئی سگی بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔ مثلاً اگر متوفی کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

(۲۷۰۵) اگر متوفی کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں متوفی کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے۔ اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی ہو یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے۔ اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۶) اگر متوفی کا وارث فقط ایک مادری بہن یا بھائی ہو جو باپ کی طرف سے متوفی کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۲۷۰۷) اگر متوفی کے سگے بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا

Presented by Ziaraat.Com

مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

(۲۷۰۸) اگر متوفی کے سگے بھائی بہن اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۰۹) اگر متوفی کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۱۰) اگر متوفی کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۱۱) اگر متوفی کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے۔ نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اسکے وارث فقط اسکے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقے سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گزشتہ مسائل میں کیا گیا ہے۔ لیکن بیوی یا شوہر کے ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ تاہم سگے بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں کمی ہوگی۔ مثلاً اگر کسی متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے بہن بھائیوں کو ملے گا۔

(۲۷۱۲) اگر متوفی کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکے کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے قول مشہور کی بنا پر ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ آپس میں مصالحت کر لیں۔

(۲۷۱۳) اگر متوفی کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا فقط نانی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر متوفی کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (متوفی کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر متوفی کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک

Presented by Ziaraat.Com

حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۷۱۴) اگر متوفی کے وارث صرف ایک دادا یا دادی اور ایک نانا یا نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

(۲۷۱۵) اگر متوفی کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دادی سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۱۶) اگر متوفی کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا، دادی اور نانا، نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ (یعنی بیوی اور نانا، نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا، دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے۔ اگر متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور دادا یا نانا اور دادی یا نانی ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا، نانا اور دادی، نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

(۲۷۱۷) بھائی یا بہن یا بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ دادا یا دادی یا نانا یا نانی یا داداؤں یا دادیوں یا ناناؤں یا نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں:

(۱) نانا یا نانی اور بھائی یا بہن سب ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعض مذکر اور بعض مؤنث ہوں۔

(۲) دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن باپ کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف (یعنی مرد اور عورتیں) ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

(۳) دادا یا دادی کے ساتھ (سگے) بھائی یا (سگی) بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہو اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اگر متوفی کے پدری بھائی یا بہن، سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو صرف پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے۔

(۴) دادے یا دادیاں اور نانے یا نانیاں ہوں یا دونوں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح سگے بھائی یا بہنیں ہوں یا دونوں ہوں تو اس صورت میں جو مادری رشتے دار بھائی، بہن اور نانے، نانیاں ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان خواہ مرد ہوں یا عورتیں برابر برابر تقسیم

Presented by Ziaraat.Com

ہو جاتا ہے اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۵) دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادا یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۶) نانا یا نانی، باپ کی طرف سے بھائی یا بھائیوں کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے۔ اور اگر دونوں ہوں تو یہی تیسرا حصہ دونوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا اور دو تہائی بھائی یا بھائیوں کا حصہ ہے اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے۔ اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے۔ اور اس بنا پر اگر بہن ایک ہی ہو اور چھٹا حصہ ترکے سے بچا ہوا ہے اور تردد ہے کہ یہ بہن کو دیا جائے یا بہن اور نانا یا نانی کے درمیان تقسیم کیا جائے تو اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

(۷) دادا یا دادیاں ہوں اور نانا یا نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں اس صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعضے مرد اور بعضی عورتیں ہوں۔ اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور مرد عورت سے دگنا حصہ لیتا ہے۔ اگر ان دادوں، نانوں یا دادیوں، نانیوں کے ساتھ مادری بھائی یا بہن ہو تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو اُن کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعضے مرد اور بعضی عورتیں ہوں۔ اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے۔ اور (دادا، دادی دونوں ہوں تو) دادا، دادی سے دگنا حصہ لیتا ہے۔

(۸) بھائی یا بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔ اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے اور مرد کا حصہ عورت سے دگنا ہے۔ اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں

Presented by Ziaraat.Com

یا بہنوں سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے اور ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور پدری بھائیوں یا بہنوں کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے جو مرد کا عورت سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۱۸) اگر متوفی کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر متوفی کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو تہائی حصے اور نانا کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر متوفی کے مادری بھائی کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

(۲۷۱۹) میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ وراثت پاتے ہیں۔

(۲۷۲۰) اگر متوفی کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو خواہ وہ سگا ہو یعنی وہ اور متوفی کا باپ ایک ماں باپ کی اولاد ہوں خواہ پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے۔ اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور وہ سب سگے یا سب پدری یا سب مادری ہوں تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا۔ اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں تو چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۲۱) اگر متوفی کے وارث چچا اور پھوپھیاں ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری اور کچھ سگے ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا۔ اور اگر متوفی کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔ اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔ اگر متوفی کے مادری چچا اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو پدری چچا اور پدری پھوپھی کو ترکہ ملتا ہے اور ایک حصہ مادری چچا اور پھوپھی کو ملتا ہے اور ہر حال میں چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملے گا۔

(۲۷۲۲) اگر متوفی کے وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملے گا۔ اور ماموں بھی ہو اور خالہ بھی ہو اور دونوں پدری اور مادری ہوں (یعنی متوفی کی ماں کے سگے بہن بھائی ہوں) یا پدری یا مادری ہوں تو بعید نہیں کہ ماموں خالہ سے دگنا حصہ لے۔ اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں کا حصہ برابر برابر ہو اس لئے احتیاط واجب کی بنا پر زائد مقدار میں باہم تصفیہ کر لیں۔

(۲۷۲۳) اگر میت کے وارث ایک یا کئی مادری ماموں اور خالہ، سگے ماموں اور خالہ، اور پدری ماموں اور خالہ ہوں تو پدری ماموں اور خالہ کو وراثت کا نہ ملنا محل اشکال ہے۔ بہرحال مادری ماموں یا خالہ میں سے

Presented by Ziaraat.Com

ایک ہو تو اسے مال کا ۱/۶ حصہ ملے گا اور اگر کئی ہوں تو ۱/۳ مال کے حقدار ہیں اور باقی مال پدری ماموں اور خالہ کو یا سگے ماموں اور خالہ کو دیا جائے گا۔ ہر حالت میں یہ احتمال ہے کہ ماموں کا حصہ دو خالاؤں کے برابر ہوگا لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ آپس میں مصالحت کرلیں۔

(۲۷۲۴) اگر متوفی کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی کو یا دونوں کو ملتے ہیں۔ ہر گروہ کے درمیان تقسیم کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔

(۲۷۲۵) اگر متوفی کے چچا، پھوپی، ماموں اور خالہ نہ ہوں تو ان کا حصہ ان کی اولاد کو دیا جائے گا۔ اگر پھوپھی کی ایک لڑکی اور ماموں کے کچھ لڑکے ہوں تو پھوپھی کی لڑکی کو دو تہائی ملے گا اور ماموں کے لڑکوں کو ایک تہائی جس کو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے اور یہ طبقہ (چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کے لڑکے) متوفی کے باپ یا ماں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ پر (میراث پانے میں) مقدم ہیں۔

(۲۷۲۶) اگر متوفی کے وارث اس کے باپ کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کی ماں کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کو بطور میراث ملے گا۔ اور مال ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا یا مرد عورت سے دگنا حصہ لے گا اس میں اختلاف ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مصالحت کرلیں۔ باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ متوفی کے باپ کے ماموں اور خالائیں اسی کیفیت کے مطابق آپس میں برابر برابر بانٹ لیں اور باقی دو حصے بھی اسی کیفیت کے مطابق متوفی کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو دیئے جائیں گے۔

بیوی اور شوہر کی میراث

(۲۷۲۷) اگر کوئی عورت بے اولاد مرجائے تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اور اگر عورت کی اسی شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

(۲۷۲۸) اگر کوئی آدمی مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اگر اس آدمی کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ گھر کی زمین، باغ، کھیت اور دوسری زمینوں میں سے عورت کو میراث نہیں ملتی نہ زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت۔ نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے۔ اور جو درخت، کھیت

Presented by Ziaraat.Com

اور عمارتیں باغ کی زمین، مزروعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن شوہر کی وفات کے وقت جو پھل درختوں پر تھے اس میں سے وراثت پاتی ہے۔

(۲۷۲۹) جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی مثلاً رہائشی مکان کی زمین اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے۔ اور ورثاء جب تک عورت کا حصہ نہ دے دیں ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں مثلاً عمارتوں اور درختوں میں تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

(۲۷۳۰) اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح اندازہ لگائیں جیسا کہ قیمت لگانے والوں کا معمول ہوتا ہے کہ جس زمین میں وہ ہیں اس کی خصوصیات کو پیش نظر رکھے بغیر ان کا حساب کریں کہ ان کی کتنی قیمت ہے، نہ کہ انہیں زمین سے اکھڑے ہوئے فرض کر کے ان کی قیمت لگائیں اور نہ ہی ان کی قیمت کا حساب اس طرح کریں کہ اگر وہ بغیر کرائے کے اس زمین میں اسی حالت میں باقی رہیں تو ان کی قیمت کیا ہوگی۔

(۲۷۳۱) نہروں کا پانی بہنے کی جگہ اور اسی طرح کی دوسری جگہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔ البتہ خود پانی میں سے وراثت پاتی ہے۔

(۲۷۳۲) اگر متوفی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ ہمبستری نہ بھی کی ہو۔ لیکن اگر اس نے ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

(۲۷۳۳) اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مر جائے تو خواہ مرد نے اس سے ہمبستری نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکے میں حصے دار ہے۔

(۲۷۳۴) اگر عورت کو اس ترتیب سے رجعی طلاق دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران مر جائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا بائن طلاق کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۳۵) اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مر جائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن:

(۱) عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو اسے میراث نہیں ملے گی اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں (یعنی متوفی کے ورثاء عورت سے مصالحت کر لیں)۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) طلاق عورت کی مرضی اور درخواست پر نہ ہوئی ہو۔ ورنہ اسے میراث نہیں ملے گی خواہ طلاق حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے شوہر کو کوئی چیز دی ہو یا نہ دی ہو۔

(۳) شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مر گیا ہو۔ لہٰذا اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مر جائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔ مگر یہ کہ اس کی وفات عدت رجعی کے درمیان ہوئی ہو۔

(۲۷۳۶) جو کپڑے مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لئے فراہم کئے ہوں اگرچہ وہ ان کپڑوں کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوں گے۔ لیکن اگر کپڑے عورت کی ملکیت میں ہوں تو یہ اسی کے ہیں۔ عورت کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ شوہر سے نفقہ کے عنوان سے کپڑوں کا مطالبہ کرے۔

میراث کے مختلف مسائل

(۲۷۳۷) متوفی کا قرآن مجید، انگوٹھی، تلوار اور جو کپڑے وہ پہن چکا ہو یا پہننے کے لئے تیار کر رکھے ہوں وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے متوفی نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہوں مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرے اور ان چار چیزوں کے ساتھ رحل، بندوق، خنجر اور ان جیسے دوسرے ہتھیار اور تلوار کی نیام قرآن مجید کا غلاف بھی انہیں کے تابع ہیں۔

(۲۷۳۸) اگر کسی متوفی کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو ضروری ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا جا چکا ہے انہیں برابر برابر آپس میں تقسیم کریں۔ یہ حکم بڑے بیٹے سے مخصوص ہے اگر بیٹیاں بڑی ہوں تو ان کے لئے نہیں ہے۔

(۲۷۳۹) اگر متوفی مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے بھی جو اس کی ملکیت ہے اور جن کا سابقہ مسئلے میں ذکر کیا گیا ہے اس کا قرض ادا کرے یا اس کی قیمت کے برابر اپنے مال سے دے۔ اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے کم ہو اور ذکر شدہ ان چند چیزوں کے علاوہ جو بڑے بیٹے کو ملی ہیں میت کا باقی مال اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے یا اپنے مال سے اس کا قرض دے۔ اگر باقی مال قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو تب بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ بڑا بیٹا جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے قرض ادا کرنے میں شرکت کرے۔ مثلاً اگر متوفی کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہئے کہ ان چیزوں میں سے دس روپے متوفی کے قرض کے سلسلے میں دے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۷۴۰) مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان متوفی کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۴۱) اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو قاتل اُس مقتول سے میراث نہیں پاتا لیکن اگر قتل برحق ہو جیسے قصاص میں قتل کرنا یا شرعی حد کے طور پر قتل کرنا یا دفاع میں قتل کرنا تو قاتل، مقتول سے میراث پائے گا۔ اسی طرح اگر قتل خطا ہو مثلاً پتھر کو ہوا میں اچھالے اور وہ اتفاق سے اُس کے رشتہ دار کو لگ جائے اور اس سے وہ مر جائے تو پتھر اچھالنے والا متوفی سے میراث پائے گا لیکن وہ دیت جو قاتل کے عاقلہ مقتول کے رشتہ داروں کو دیتے ہیں اُس میں سے قاتل کو میراث نہیں ملے گی۔ یہ صورت اُس وقت بھی ہے جب قتل شبہ عمد ہو یعنی ایسا کام کرنا جو عموماً جان لیوا نہیں ہوتا اور انجام دینے والا قتل کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا مگر اس کام کو مقتول کو ہدف بنا کر انجام دے تو یہ صورت بھی قاتل کے میراث پانے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔

(۲۷۴۲) جب کسی متوفی کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حقدار ہوگا۔ اس صورت میں جبکہ معلوم ہو کہ بچہ ایک ہے یا کئی ہیں، لڑکا ہے یا لڑکی ہے، خواہ کسی بھی معلوماتی ذریعے سے علم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا یا ان کا حصہ علیحدہ رکھا جائے۔ اور معلوم نہ ہو تو اگر قوی احتمال ہو کہ کئی بچے ہیں تو جتنی تعداد کا احتمال ہو اتنے بچوں کا حصہ علیحدہ رکھنا ضروری ہے۔ پھر اگر مثلاً ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو تو جتنی مقدار زیادہ ہو ورثاء آپس میں تقسیم کر لیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جدید مسائل

بینکوں میں رقم جمع کرانا/ قرض لینا

اسلامی ممالک میں تین قسم کے بینک ہوتے ہیں:

۱۔ پرائیویٹ بینک جو ایک فرد یا کئی افراد کے سرمائے سے قائم کئے جاتے ہیں۔

۲۔ سرکاری بینک: جو حکومتی سرمائے سے قائم کئے جاتے ہیں (مثلاً اسٹیٹ بینک یا سینٹرل بینک)

۳۔ مشترکہ بینک جو حکومت اور پبلک کے سرمائے سے قائم کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ (۱) پرائیویٹ بینکوں سے اس شرط پر قرض لینا کہ قرض لی گئی رقم سے زیادہ ادا کیا جائے گا، یہ سود (ربا) اور حرام ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس طرح قرض لے تو قرض صحیح ہے اور شرط باطل ہے اور معاہدہ اور شرط پورا کرنے کے لئے سود دینا اور سود لینا حرام ہے۔

سود سے بچنے کے لئے کچھ طریقے بتائے گئے ہیں: مثلاً

(۱) قرض لینے والا بینک یا اس کے وکیل (نمائندے) سے مال تجارت اصل قیمت سے دس یا بیس فیصد مہنگا خریدے یا مال تجارت اصل قیمت سے کم پر بینک کو بیچے اور سودے میں یہ شرط رکھے کہ بینک ایک خاص رقم جس پر دونوں فریق راضی ہوں معینہ مدت کے لئے اسے قرض دے گا، ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ بینک سے قرض لینا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے لیکن یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط واجب اس سے بچنا ہے۔ یہی حکم ہبہ، اجارہ اور صلح میں جن میں قرض دینے کی شرط رکھی ہو جاری ہے اور یہی حکم ہے اگر کوئی شخص ایک معاملۂ محاباتی (اصل قیمت سے کم پر فروخت کرنا یا اصل قیمت سے مہنگا خریدنا) میں شرط رکھے کہ (دوسرا فریق) اسے قرض کی ادائیگی میں مہلت دے گا۔

(۲) قرض کو سودے میں تبدیل کردے مثلاً ایسے کہ بینک ایک معین رقم مثلاً ایک ہزار

Presented by Ziaraat.Com

روپے کو ایک ہزار دو سو روپے میں دو ماہ کے لئے ادھار بیچ دے۔ اگرچہ یہ حقیقت میں سودی قرضہ نہیں ہے پھر بھی سودے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ بینک ایک معین رقم مثلاً ایک ہزار روپے قرض لینے والے کو قرض کی صورت میں دوسری کرنسی میں مثلاً ڈالر میں بیچے اور اُس کی قیمت شرح تبادلہ کے مطابق مثلاً ایک ہزار دو سو روپے مقرر کرے تو ادائیگی کے وقت ایسا کرنا جائز ہے بجائے اس کے کہ مذکورہ کرنسی روپے میں ادا کی جائے ، اگر اس میں طرفین کی رضامندی شامل ہو تو اس صورت میں قرضے کی ادائیگی دوسری کرنسی میں کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳) بینک مال تجارت — مثلاً ایک ہزار دو سو روپے میں — خریدار کو ادھار بیچے اور بعد میں اسے نقد مثلاً اس سے کم رقم یعنی ایک ہزار روپے میں خریدے۔

معاملے کی مذکورہ صورت اس وقت جبکہ پہلے سودے میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ بینک مال تجارت کو دوبارہ ادھار سے کم نقد قیمت میں خریدے گا، یا سودا کرنے سے پہلے یہ شرط کرے مثلاً معاہدے کے ضمن میں سابقہ شرط کی بنیاد پر کہا جائے کہ اس شرط پر سودا ہوگا تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر اس میں ایسی کوئی شرط نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تمام صورتیں اگرچہ صحیح ہوں تب بھی بینکوں کے معاملات میں ایک بنیادی بات ظاہر نہیں ہوتی اور وہ یہ کہ بینک قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں بعنوان تاخیر زیادہ رقم Extra Charges کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ واضح رہے کہ قرض کی وصولی میں تاخیر کی صورت میں سود لینا حرام ربا ہے اگرچہ اسے عقد کے ضمن میں شرط قرار دیا گیا ہو۔

(۲) سرکاری بینکوں سے سود ادا کرنے کی شرط پر قرض لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے اور اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ قرض لینے کے لئے کوئی چیز گروی رکھے یا نہ رکھے۔ اور اگر کوئی شخص سود دینے کی شرط پر سرکاری بینک سے قرض لے لے تو قرض اور شرط دونوں باطل ہیں کیونکہ (سرکاری) بینک اپنے سرمائے کے خود مالک نہیں ہیں کہ انہیں قرض لینے والے کی تحویل میں دے سکیں۔

ان سودی صورتوں سے بچنے کے لئے قرض لینے والا حاکم شرع (مرجع تقلید) کی اجازت سے اپنی مطلوبہ رقم بینک سے لے سکتا ہے کیونکہ بینک کا مال مجہول المالک کا حکم رکھتا ہے جس میں تصرف کا حق حاکم شرع کے پاس ہے اور ہم تمام مومنین کو اس میں تصرف کی اجازت دیتے ہیں ، پس

Presented by Ziaraat.Com

اُن کے لئے یہی کافی ہے کہ اُن کے دل میں حاکم شرع سے قرض لینے کی نیت ہو، سود ادا کرنے کی نیت نہ ہو ہرچند کہ شرط ہونے کی بنا پر انھیں معلوم ہو کہ وہ قانوناً سود دینے کے پابند ہیں اور انھیں اصل رقم بمع سود بینک کو ادا دینا پڑے گی۔

(۳) پرائیویٹ بینکوں میں رقم جمع کرانا — جو درحقیقت اُن کو قرض دینا ہے — بغیر سودی شرط کے جائز ہے۔ اگرچہ وہ جانتا ہو کہ بینک اسے سود ادا کرے گا۔ یہاں بغیر سودی شرط سے مراد یہ نہیں ہے کہ اُس کے دل میں یہ خیال ہی نہ ہو کہ اگر بینک سود نہیں دے گا تو میں مطالبہ کروں گا کیونکہ ممکن ہے دل میں ایسا خیال نہ ہو مگر شرط کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی نیت نہ ہو اور شرط بھی نہ کرے۔ یہاں سودی شرط نہ کرے سے مراد یہ ہے کہ رقم جمع کرانے کو بینک کی طرف سے سود کی ادائیگی سے مشروط نہ کیا جائے۔

(۴) پرائیویٹ بینکوں میں رقم جمع کرانا — یعنی بینکوں کو قرض دینا — سود لینے کی شرط کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو رقم جمع کرانا صحیح ہے اور شرط باطل ہے۔ اور اگر بینک سود دے تو وہ مالک نہیں ہوتا۔ البتہ اگر اسے اطمینان ہو کہ بینک کے مالکان یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ وہ شرعی مالک نہیں ہیں اس کے اس مال (سود) میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو اس کے استعمال میں اشکال نہیں ہے اور غالباً ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۵) سرکاری بینکوں میں رقم جمع کرانا — یعنی بینکوں کو قرض دینا — سود لینے کی شرط پر جائز نہیں ہے اور یہ سود ہے۔ بلکہ ان بینکوں میں مال جمع کرانا اگرچہ سود لینے کی شرط کے بغیر ہو شرعاً مال ضائع کرنے جیسا ہے کیونکہ بعد میں جو کچھ وہ بینک سے واپس لے گا وہ بینک کا مال نہیں ہے، وہ مجہول المالک کے زمرے میں آتا ہے۔ اس بنا پر جو جمع شدہ رقم اور جو فائدہ اسے دوران سال سرکاری بینکوں سے مل رہا ہے اُس کا خمس ادا کئے بغیر جمع رکھنے میں اشکال ہے کیونکہ اُسے اُن اموال کو اپنے خرچے کے لئے استعمال کرنے کی اجازت ہے، ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ اس کو ضائع کردے تو وہ مستحقین خمس کا ضامن ہے[1] یہ اس صورت میں ہے جب حاکم شرع کی اجازت کے بغیر ایسا ہو لیکن اگر حاکم شرع کی اجازت سے رقم جمع کرائی جائے اور اسی طرح اگر حاکم شرع رقم جمع کرانے کی

۱۔ سرکاری یا مشترک بینک میں جمع شدہ رقم کو جب تک حاکم شرع کی اجازت سے اپنے قبضے اور ملکیت میں نہ لے لے اُس میں خمس واجب نہیں ہوگا کیونکہ حاکم شرع کی اجازت سے ملکیت میں لینے کے بعد ہی وہ اُس سال کے منافع میں شامل ہوگا جسے اُس نے حاصل کیا ہے اور اس رقم میں سے جو اُس کے سالانہ اخراجات سے زائد ہو خمس دینا ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اجازت دے اور بینک کا قانون بھی اس کو بینک میں جمع شدہ رقم کو تبدیل کرنے کی اجازت دیدے تو اس میں کوئی شرعی اشکال نہیں۔ اس طرح جائز ہے کہ ڈپازٹر کو جو غیر مشروط سود ملے وہ اس میں سے آدھا خود رکھے اور آدھا غریب اور مستحق افراد کو صدقہ دے۔ ہم نے تمام مومنین کو رقم جمع کرانے اور اس طرح سود لینے اور مذکور امور میں خرچ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(۶) بینکوں میں رقم جمع کرانے کے لئے —ان صورتوں میں جو بیان ہوئیں — فکسڈ ڈپازٹ اکاؤنٹ (Fixed Deposit A/C) اور کرنٹ اکاؤنٹ(Current A/C) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۷) مشترکہ بینک اُن مسائل میں جو بیان ہو چکے، سرکاری بینکوں کے حکم میں ہیں اور جو اموال ان میں جمع ہیں وہ مجہول المالک کے حکم میں ہیں اور حاکم شرع کی اجازت کے بغیر ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۸) پرائیویٹ اور سرکاری بینکوں میں رقم جمع کرنے اور ان سے قرض لینے کا جو حکم بتایا گیا ہے وہ اسلامی ممالک کے بینکوں سے متعلق ہے لیکن منافع لینے کے لئے ان بینکوں میں رقم جمع کرانا جن میں غیر مسلموں کا سرمایہ لگا ہوا ہو خواہ وہ بینک پرائیویٹ ہوں، سرکاری ہوں یا مشترکہ ہوں جائز ہے کیونکہ اُن سے سود لینا جائز ہے۔ البتہ ان بینکوں سے سود ادا کرنے کی شرط پر قرض لینا حرام ہے۔ اور حرام کام سے بچنے کے لئے یہ کرسکتا ہے کہ مال کو بینک سے قرض کی نیت کے بغیر حاصل کرے اور اس میں تصرف کے لئے حاکم شرع سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اگرچہ وہ جانتا ہے کہ بینک اصل اور سود دونوں اس سے لے لیں گے۔

بینک گارنٹی / ایل سی

اعتبار (بینک گارنٹی) دو قسم کا ہے:

(۱) اعتبار برائے درآمدات اور IMPORT L/C : جو کوئی بیرونی ممالک سے مال درآمد کرتے ہیں وہ بینک سے رجوع کرتے ہیں اور بینک کی گارنٹی حاصل کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بینک گارنٹی دیتے ہیں کہ باہر سے جو مال آیا ہے اُس کی دستاویزات (ایل۔سی) گارنٹی لینے والے کو دیں اور اُس کی قیمت برآمد کنندہ کو بھیج دیں۔ بینک برآمد کنندہ سے معاملات طے ہوجانے کے بعد — خواہ خط و کتابت کے ذریعے ہوں اور خواہ ملک میں موجود اُس کے وکیل (ایجنٹ) سے بات چیت کے ذریعے ہوں فہرست کو دیکھ کر مال کی

Presented by Ziaraat.Com

کیفیت اور مقدار کا تعیین کرتے ہیں اور مال کی قیمت میں سے بینک کا حصہ وصول کر کے دستاویزات اپنی تحویل میں رکھ کر — برآمد کنندہ کو اُس کی قیمت بھیج دیتے ہیں۔

(۲) اعتبار برائے برآمدات EXPORT L/C: اس میں اور اعتبار برائے درآمدات میں برائے نام کچھ فرق ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ مال برآمد کرنا چاہتے ہیں وہ بیرونی خریدار سے رابطے کے لئے بینک گارنٹی حاصل کرتے ہیں جس کی بنیاد پر بینک مال کی دستاویزات خریدار کی تحویل میں اور اوپر بتائے گئے تمام مراحل طے ہونے کے بعد اُس کی قیمت مال بھجوانے والے کی تحویل میں دے دیتے ہیں۔

درحقیقت نتیجے کے اعتبار سے ان دونوں قسم کی گارنٹیوں میں کچھ فرق نہیں۔ گارنٹی خواہ درآمد کے لئے ہو یا برآمد کے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ بینک ذمہ داری لیتے ہیں کہ خریدار کے ذمہ جو رقم ہے یعنی جو مال خریدا ہے اُس کی قیمت بیچنے والے کو اور اس کی وصولی کے کاغذات خریدار کو پہنچائیں۔

البتہ گارنٹی کی ایک اور قسم بھی ہوتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مال بھیجنے والا (مال کی) ایک فہرست جس میں مال کی تمام کیفیت اور مقدار درج ہوتی ہے مال منگوانے والے سے سودا طے کئے بغیر بینک یا اس کے ملک میں کسی ذیلی بینک کو بھیجتا ہے اور بینک اپنی ذمہ داری پر وہ فہرست اپنے متوقع خریدار کو بھیجتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص فہرست میں موجود کوئی مال خریدنا چاہتا ہے تو بینک سے گارنٹی حاصل کرتا ہے اور بینک بھی مال کے کاغذات اور اس کی قیمت کی وصولی کے لئے کارروائی کرتا ہے۔

(۹) بظاہر بینکوں سے مذکورہ تمام اقسام کی گارنٹی حاصل کرنا اور بینکوں کی طرف سے ان تمام کاموں کے لئے کارروائی کرنا جائز ہے۔

(۱۰) گارنٹی حاصل کرنے والے سے بینک دو طرح سے سود لیتے ہیں:

(۱) خدمات کے بدلے سود: جیسے قرضوں کی وصولی کے معاہدوں اور مال برآمد کنندگان سے رابطے کے عوض اور مال کے کاغذات کی وصولی اور مال خریداروں کی تحویل میں دینے اور اس مال کی رقم کی وصولی پر سود لیتے ہیں۔

اس طرح کا سود لینا جائز ہے کیونکہ یہ عقد جُعالہ[1] ہے یعنی گارنٹی لینے والا بینک سے اس کی خدمات کے عوض رقم دینا طے کرتا ہے۔ اسی طرح یہ رقم دینا — اس صورت میں جبکہ اس میں

۱۔ دیکھئے مسئلہ نمبر ۲۱۸۱

Presented by Ziaraat.Com

صحیح ہونے کی شرطیں پائی جائیں— عقد اجارہ[1] میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

(۲) بینک اموال تجارت کی قیمت اپنے حساب سے طے کر کے وصول کرتے ہیں نہ کہ خریدار کے حساب سے۔ اور خریدار سے معینہ مدت تک رقم کا مطالبہ نہ کرنے کے عوض کل رقم کے فیصد کے حساب سے سود وصول کرتے ہیں۔

جیسا کہ کہا گیا اس طرح سود لینے کو عقد جعالہ کے طریقے سے جائز سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ گارنٹی لینے والے کو بینک ایک رقم اس خدمت کے بدلے معین کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عقد اجارہ کی بنیاد پر بھی صحیح ہو بشرطیکہ اس میں صحت کے شرائط موجود ہوں لیکن یہ واضح ہے کہ گارنٹی لینے والا صرف اپنے اصل قرضے کی بینک کو ادائیگی کا اکیلا ذمہ دار ہے اس لئے بینک کا اس کی ادائیگی میں مہلت دینے کے بدلے سود لینا حرام سود ہے۔

لیکن اگر گارنٹی لینے والا بینک کی طرف سے اصل قرض اور سود کے ادا کرنے کی مدت — فرضاً دو ماہ — میں ادا کرنے کی مہلت کو عنوان جُعالہ قرار دے تو یہ معاملہ عقد جعالہ میں شمار ہوجائے گا اور اس صورت میں اس کا صحیح ہونا وجہ سے خالی نہیں۔

اسی طرح اس معاملے کو سود سے بچانے اور سود کو صحیح کرنے کے لئے اسے عقد بیع میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ بینک چونکہ مال تجارت کی قیمت غیر ملکی کرنسی میں مال بھجوانے والے کو ادا کرتا ہے اس لئے وہ یہ کرسکتا ہے کہ خریدار پر واجب الادا غیر ملکی کرنسی کو ملکی کرنسی کے بدلے بیچ دے تو اس کرنسی سے بدلنا اور سود محل نظر ہے۔ چونکہ قیمت اور جو ادا کیا گیا ہے وہ الگ جنس ہے اس لئے کوئی اشکال نہیں ہے۔

اوپر جو صورتیں بیان کی گئی ہیں یہ اس صورت میں ہیں جبکہ یہ پرائیویٹ بینکوں سے متعلق ہوں اور اس صورت میں کہ جب بینک سرکاری یا مشترکہ ہوں تو چونکہ گارنٹی لینے والوں کے قرض کو مجہول المالک اموال میں سے ادائیگی کی جاتی ہے اس لئے شرعاً وہ اشخاص بینک کے مقروض نہیں ہوتے۔ اس لئے قرض کی اصل رقم مع سود ادا کرنے کا معاہدہ حرام سود کے زمرے میں نہیں آتا۔

(بینک کا) مال تجارت کی حفاظت کرنا

بینک مال تجارت کو مال بھجوانے والے سے مال منگوانے والے تک پہنچانے کے لئے واسطہ

۱۔ دیکھئے مسئلہ نمبر ۲۱۳۶

Presented by Ziaraat.Com

بنتے ہیں۔ اور مال کی مال منگوانے والے کے حساب میں حفاظت کرتے ہیں۔ یہ اس طرح کہ مال بھیجنے والے اور منگوانے والے کے درمیان معاہدہ ہوجانے کے بعد مال کی قیمت وصول ہونے اور مال پہنچ جانے کے بعد بینک اُس کی دستاویزات مال منگوانے والے کو بھیجتا ہے اور اُسے مال پہنچنے کی اطلاع دیتا ہے اور اگر منگوانے والا مال کا قبضہ لینے میں تاخیر کرتا ہے تو اُس کی طرف سے مال کی حفاظت کرتا ہے جس کے لئے وہ معین اجرت وصول کرتا ہے۔ اسی طرح اس صورت میں کہ مال بھیجنے والا مال منگوانے والے سے معاہدہ کئے بغیر مال بینک کے نام بھیج دے اور بینک مال کی فہرست کے ذریعے متوقع خریداروں سے رابطہ کرے تو اگر وہ مال نہ خریدیں تو بینک مال بھیجنے والے سے مال کی حفاظت کے عوض اجرت طلب کرسکتا ہے۔

(۱۱) اس صورت میں جبکہ بینک کی طرف سے مال کی حفاظت مال بھیجنے یا منگوانے والے کی درخواست پر ہو یا معاہدے میں مشروط ہو — اگرچہ یہ شرط بتائی نہ گئی اور ارتکازی (بین الفریقین معلوم) ہو — بینک کے لئے مال کی حفاظت کی اجرت لینا جائز ہے اور اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو بینک کسی چیز کا حق نہیں رکھتا۔

مال متروکہ کی فروخت

اگر مال تجارت کے مالک — جبکہ بینک کو مال کی موجودگی کی اطلاع کردی ہو — اس کا قبضہ لینے اور بینک کی اجرت ادا کرنے سے انکار کردیں تو بینک مال کو فروخت کردیتا ہے اور اس کی قیمت سے اپنا حق وصول کرلیتا ہے۔

(۱۲) مذکورہ صورت میں بینک کا اُس متروکہ مال کو بیچنا اور دوسروں کا اُسے خریدنا جائز ہے کیونکہ ان صورتوں میں شرائط کے تحت خواہ شرط واضح ہو یا ارتکازی ہو بینک مال کے مالکان کی طرف سے اپنے مال وصول نہ کرنے اور اپنا حق وصول کرنے کے لئے ان کی طرف سے وکیل (نمائندہ) ہے کہ اسے فروخت کردے۔ تو جب اس مال کا بیچنا جائز ہے تو خریدنا بھی جائز ہے۔

بینک کی کفالت / بینک گارنٹی

کبھی کوئی شخص یا چند اشخاص مل کر کسی سرکاری عہدیدار یا کسی اور کے سامنے ذمہ داری

Presented by Ziaraat.Com

اٹھاتے ہیں کہ وہ کوئی پروجیکٹ مکمل کریں گے مثلاً کوئی مدرسہ، ہسپتال یا پل بنائیں گے— ایسے مواقع پر کبھی وہ عہد یدار ذمے داری اٹھانے والے (ٹھیکیدار) سے کام مکمل کرنے کی گارنٹی لیتے ہیں تاکہ اس پروجیکٹ کو مکمل کرنے کی ضمانت دیں اور معینہ مدت میں مکمل نہ ہونے کی صورت میں جو نقصان ہو وہ وصول کریں۔ اور اس وقت جبکہ پروجیکٹ کے مکمل ہونے کے بارے میں مطمئن ہوجائیں ذمہ داری اٹھانے والے (ٹھیکیدار) سے اس کے بارے میں کفیل طلب کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر وہ بینک سے رجوع کرتا ہے تاکہ وہ کفالت کے کاغذات جاری کرے اور کفالت میں یہ طے کرے کہ معینہ مدت میں کام مکمل نہ ہونے کی صورت میں اور نقصانات کی عدم ادائیگی پر بینک نقصان پورا کرے گا۔

(۱۳) مجوزہ پروجیکٹ پر کام کرنے والے کو مطلوبہ رقم ادا کر کے بینک کا اُس کی ضمانت لینا اور وقت پر کام مکمل نہ ہونے کی صورت میں اُس کے نقصانات پورے کرنا مالی ضمانت کی ایک قسم ہے (''معاملات'' کے ابواب میں ''کفالت'' اصطلاحی مفہوم میں ہے یعنی کسی شخص سے — جس سے کسی کا حق وصول کرنا ہے — حاضر ہونے کا عہد لینا) اس کفالت میں اور ''مالی کفالت'' کی ضمانت میں — جس پر فقہ میں بحث ہوتی ہے — فرق یہ ہے کہ فقہی ضمانت میں ضامن کے ذمے وہ معین چیز ادا کرنا ہوتا ہے جو مضمون (جس کی ضمانت لی گئی) کے ذمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر مضمون اسے ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو مضمون کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے وہ معین چیز ادا کرنا ہوگی حالانکہ مالی کفالت لینے والے کے ذمہ اُس کے اصل قرضے کی ادائیگی نہیں ہے، بلکہ واجب ہے کہ وہ اسے ادا کرے اور اگر اسے ادا کرنے سے پہلے وہ مر جائے تو صرف وصیت کردہ چیز کے علاوہ اُس کے ترکہ میں سے کوئی چیز نہیں لی جائے گی۔

اس عقد ضمانت میں ایجاب و قبول ضروری ہے۔ عقد کفالت کا ایجاب ہر اُس لفظ سے صحیح ہے جس سے کفیل کا قبول کرنا، عہد کر لینا اور لازم کر لینا معلوم ہوجائے اور قبول بھی ہر اُس لفظ کے ذریعے ہوگا جس سے اس کی موافقت کا اظہار ہوجائے۔ یہ عقد ضمانت تحریر کی اور فعل کی صورت میں بھی انجام پا سکتا ہے جس سے اس عقد کا انشاء کرنا معلوم ہوجائے۔

(۱۴) بینکوں کے لئے ٹھیکہ لینے والے سے پروجیکٹ کے لئے کفالت کے عوض معین کردہ اجرت لینا جائز ہے۔ اور اس معاہدے کو باب جعالہ میں داخل سمجھ سکتے ہیں۔ یہ اس طرح کہ ٹھیکہ لینے والا

Presented by Ziaraat.Com

بینک کے کفیل ہونے کی بناپر اس کے لئے ایک اجرت مقرر کرتا ہے۔ اس لئے دریں حال اس رقم کا لینا بینک کے لئے حلال ہے۔

(۱۵) اگر ٹھیکیدار معینہ مدت میں پروجیکٹ کا کام مکمل نہ کر سکے اور کام دینے والے کو مقرر کردہ خسارے کی رقم ادا نہ کرے تو بینک جواس کا کفیل ہے مطلوبہ نقصانات ٹھیکہ دینے والے کو ادا کردے تو بینک ٹھیکیدار سے رجوع کرسکتا ہے۔ کیونکہ معاہدہ اور بینک کی کفالت اسی ٹھیکیدار کی درخواست پر ہوئے ہیں اور وہ معاہدے کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات بینک کو دینے کا ضامن ہے۔ اس لئے بینک اس سے رجوع کر کے اپنے نقصانات کے ازالے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

شیئرز کی خرید وفروخت

کمپنیاں اپنے حصص (شیئرز) فروخت کرنے کے لئے بینک کو واسطہ بناتی ہیں اور بینک اپنی اجرت طے کر کے مذکورہ کمپنیوں کی طرف سے شیئرز فروخت کرنے کے لئے خدمات مہیا کرتے ہیں۔

(۱۶) بینکوں سے اس طرح کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ درحقیقت یا تو یہ اجارے میں داخل ہے۔ یہ اس طرح کہ کمپنی بینک کو شیئرز فروخت کرنے کے عوض معین اجرت دے کر اجیر بناتی ہے یا یہ باب جُعالہ میں سے ہے اور دونوں صورتوں میں معاملہ صحیح ہے۔ اور بینک شیئرز فروخت کرنے کے بعد اس کے عوض اجرت کا مستحق ہے۔

(۱۷) ان شیئرز کی خرید وفروخت صحیح ہے۔ لیکن اگر ان شیئرز کی کمپنیاں حرام کاروبار مثلاً شراب کی خرید و فروخت اور سپلائی یا سودی معاملات کرتی ہوں تو ان کے شیئرز خریدنا اور ان معاملات میں شریک ہونا جائز نہیں۔

قرض کے بونڈ کی فروخت

قرضے کے کاغذات وہ دستاویز (بونڈ) ہیں کہ جن کو سرکاری ادارہ (مرجع قانونی یعنی اسٹیٹ بینک) قیمت مقرر کر کے ایک خاص مدت کے لئے جاری کرتا ہے اور اسے اُس کی اصل قیمت سے کم پر فروخت کرتا ہے مثلاً اُس دستاویز کو جس پر قیمت ایک ہزار روپے لکھی ہے اُسے نوسو پچاس روپے نقد میں فروخت کرتا ہے۔ اس شرط پر کہ اُسے ایک سال بعد ایک ہزار روپے میں خریدے گا۔ کبھی کبھی

Presented by Ziaraat.Com

بینک اپنی مقررہ اجرت وصول کرنے کے عوض ان دستاویزات کو خریدنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔

(۱۸) یہ معاملہ دو صورتوں میں پیش آ سکتا ہے:

(۱) دستاویز جاری کرنے والا درحقیقت خریدار سے نوسو پچاس روپے — جو اوپر بطور مثال بیان کئے گئے — قرض لیتا ہے اور معینہ مدت پوری ہونے پر دستاویز خریدنے والے کو ایک ہزار روپے واپس کرتا ہے، نوسو پچاس روپے اصل رقم اور پچاس روپے اُس پر اضافہ۔ یہ صورت سود اور حرام ہے۔

(۲) دستاویز جاری کرنے والا ایک ہزار روپے — جو مدت پوری ہونے پر قابل واپسی ہیں — نوسو پچاس روپے نقد کے عوض بیچتا ہے۔

یہ صورت اگرچہ حقیقت میں سودی قرض نہیں ہے لیکن معاملہ کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔ خلاصہ یہ کہ مذکورہ دستاویز کی فروخت کو جس کے ذریعے سرکاری ادارے کاروبار کرتے ہیں صحیح کیا جاسکتا ہے۔

(۱۹) جائز نہیں ہے کہ بینک ایسی مذکورہ دستاویزات کی خرید و فروخت میں مشغول ہوں۔ اسی طرح اس کام کی اجرت لینا بھی جائز نہیں ہے۔

ملکی و غیر ملکی حوالہ/ ڈرافٹ

(۲۰) فقہی اصطلاح میں حوالہ کا مطلب ہے واجب الادا رقم (یا چیز) کو حوالہ دینے والے کے ذمے سے جس کو حوالہ دیا گیا ہے کے ذمے منتقل کرنا لیکن یہاں اس سے بھی عام معنی میں مستعمل ہے۔

بینک کے حوالوں کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) بینک یہ کرسکتا ہے کہ اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کے لئے حوالہ صادر کرنے کی خاطر اس کے وکیل (ایجنٹ) سے خواہ ملک میں ہو یا بیرون ملک اگر اس کا بینک میں اکاؤنٹ ہو رقم وصول کرے اور اس کام کے عوض معین اجرت لے لے۔ بظاہر اس کام کی اجرت لینا جائز ہے کیونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رقم دوسرے بینک میں اکاؤنٹ ہولڈر کو نہ دے لہٰذا دوسرے بینک میں دوسرے مقام پر رقم ادا کرنے کی وجہ سے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے۔

(۲) بینک کسی شخص کے لئے حوالہ جاری کرے کہ اس کے مطابق وہ ایک معین رقم دوسرے بینک سے — ملک میں ہو یا بیرون ملک — جس کا وہ اکاؤنٹ ہولڈر نہ ہو بعنوان

Presented by Ziaraat.Com

قرض لے سکتا ہے۔ بینک بھی اس کام کی اجرت طلب کرسکتا ہے۔

بظاہر یہ جائز ہے کہ بینک اس ڈرافٹ / حوالے کے جاری کرنے کے عوض اجرت لے لے اگر ایسا ہو تو پہلا بینک، دوسرے بینک کو قرض (رقم) ادا کرنے کے لئے وکیل (نمائندہ) بنا کر پہلے بینک سے رقم دوسرے میں منتقل کرنے میں جو زحمت اٹھاتا ہے، اس کا حق زحمت لینا قرض دینے کی اجرت لینے کا ہم معنی نہیں ہے کہ یہ حرام ہو بلکہ یہ دوسرے کو قرض دینے میں وکیل بنانے کے لئے رقم لینا ہے لہٰذا اس کام کی اجرت دینا قرض دینے کی اجرت کی طرح اور اس سے متعلق نہیں ہے بلکہ (یہ اجرت) قرض میں وکیل (نمائندہ) بنانے کی طرح ہے۔ اور اس لحاظ سے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر حوالہ میں ذکر کردہ رقم غیر ملکی کرنسی ہو تو بینک کے لئے ایک دوسری صورت (دوسرا حق) ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ قرضدار کے ذمہ حوالہ میں مذکورہ غیر ملکی کرنسی ادا کرنا ہے اور اس پر لازم ہے کہ اسے ادا کرے۔ لیکن اگر بینک اپنے اس حق سے درگزر کرے اور قبول کرے کہ قرض دار غیر ملکی کرنسی کے برابر ملک کی مروجہ کرنسی ادا کرے تو جائز ہے کہ وہ اپنے اس حق سے درگزر (غیر ملکی کرنسی کے بجائے ملکی کرنسی قبول کرنے) کے عوض اجرت طلب کرے۔ اس طرح بینک یہ بھی کرسکتا ہے کہ اسے اور جو زائد ہو اسے بھی ملکی کرنسی میں تبدیل کردے۔

(۳) کوئی شخص مثلاً کوئی معین رقم کراچی میں بینک میں دے کر حوالہ لے کہ وہی رقم — یا اس کے مساوی — لاہور میں یا بیرون ملک مثلاً ایران میں لے گا اور بینک اس کام کے عوض اجرت طلب کرے۔ اس شق کی دو صورتیں ہیں:

(الف) کوئی شخص ملکی کرنسی میں ایک معین رقم بینک کو اس کے مساوی غیر ملکی کرنسی کے عوض بیچتا ہے اور حوالہ لینے اور بینک کی خدمات کے عوض اجرت ادا کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس جیسی صورت بیان ہوچکی ہے۔

(ب) کوئی شخص ایک معین رقم بینک کو قرض دیتا ہے اور یہ شرط رکھتا ہے کہ ملک میں یا بیرون ملک دوسرے بینک میں حوالہ لینے کے عوض اجرت ادا کرے گا۔ اس صورت میں جو اشکال ہے وہ یہ ہے کہ حوالہ دینا ایک محترم کام ہے اور اس کی مالیت بھی ہے اور حوالہ دینے کے لئے قرض دینے والے کی طرف سے قرض لینے والے پر شرط لگانا ایسی شرطوں میں سے جس کے لئے اجرت میں مال دینا ہوتا ہے تو شرعاً حرام ہے۔ البتہ چونکہ خصوصی نصوص سے

Presented by Ziaraat.Com

یہ ظاہر (مستفاد) ہوتا ہے کہ قرض دینے والا لینے والے پر شرط لگا سکتا ہے کہ اس کا قرض کسی دوسری جگہ ادا کرے اس لئے وہ حوالہ لینے والے پر بھی شرط رکھ سکتا ہے اور اگر یہ شرط مفت اور بلاعوض جائز ہو تو کام کرنے کے عوض معین اجرت بھی بطریق اولیٰ جائز ہے۔

(۴) کوئی شخص کسی بینک سے مثلاً کراچی میں کوئی رقم لیتا ہے اور اس کے بدلے بینک کو حوالہ دیتا ہے کہ اس کے مساوی رقم دوسرے بینک سے ملک میں یا بیرون ملک وصول کر سکے اور بینک اس حوالے کو قبول کرنے کے عوض اجرت وصول کرے۔ اس شق کی دو صورتیں ہیں:

(الف) بینک کسی شخص کو ملکی رقم اس کے مساوی بیرونی کرنسی سے اپنے کام کی اجرت سمیت فروخت کرے اور خریدار بھی بینک سے رقم وصول کرنے کے لئے دوسرے بینک کا حوالہ دے تو اس صورت میں جائز ہے۔

(ب) بینک ایک معین رقم کسی شخص کو قرض دے اور اس کے قرضے کو دوسرے کو منتقل کرنے اور اسے دوسری جگہ وصول کرنے کے عوض اجرت وصول کرنے کی شرط رکھے تو یہ صورت ربا ہے۔ اس لئے کہ یہ قرض پر زیادتی کی شرط کے ذیل میں شمار ہوتی ہے اگرچہ یہ عمل حوالہ دینے کے عوض سے ہو۔ البتہ اگر ایسا اتفاق بغیر شرط لگائے پیش آیا ہو اور وہ اس طرح کہ پہلے کوئی شخص بینک سے کوئی رقم قرض لے اور بعد میں اپنا قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ بینک کو دوسرے بینک کا حوالہ دے اور بینک اس حوالے کے عوض اجرت طلب کرے تو اس صورت میں اجرت کا دینا جائز ہے۔ کیونکہ بینک یہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنا قرض دوسرے بینک میں منتقل کرنے اور قرض لینے والے کی شرط کو قبول نہ کرے لہٰذا وہ اپنا یہ حق چھوڑنے کے عوض اجرت طلب کر سکتا ہے۔ یہ صورت ان صورتوں میں سے نہیں کہ قرض خواہ اپنے قرض میں مہلت دینے کے عوض کوئی رقم لیتا ہے کہ ربا ہو جائے بلکہ بینک جو اجرت لیتا ہے وہ اپنا قرض دوسرے بینک کو منتقل کرنے اور اس قرض کو دوسری جگہ وصول کرنے کے عوض لیتا ہے، اس لئے کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۱) کبھی ایک حوالہ دو حوالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ایسے کہ مقروض اپنے قرض خواہ کے نام چیک جاری کر کے بینک کو حوالہ دیتا ہے اور بینک چیک میں مندرجہ ذیل رقم اپنی شاخ کو قرض خواہ کے

Presented by Ziaraat.Com

شہر میں یا دوسرے بینک کو بھیجتا ہے تا کہ قرض خواہ مذکورہ رقم اس جگہ سے وصول کرلے۔ یہاں حقیقت میں حوالہ کی دو شقیں ہیں:

(االف) مقروض اپنے قرض خواہ کو بینک کا حوالہ دیتا ہے اس لحاظ سے بینک اس شخص کا مقروض ہو جاتا ہے۔

(ب) بینک قرض خواہ کو اپنی کسی شاخ سے یا کسی دوسرے بینک سے مذکورہ رقم وصول کرنے کی سہولت (اطلاع) دیتا ہے۔

پہلے حوالے میں بینک کا طریقۂ کار (نقش) حوالہ قبول کرنا اور دوسرے میں حوالہ کو جاری کرنا ہے۔ اور دونوں حوالے شرعاً صحیح ہیں۔ لیکن اگر بینک اپنی کسی دوسری شاخ کو اپنے قرض کا حوالہ دے تو فقہی اصطلاح میں اسے حوالہ نہیں کہا جاتا، کیونکہ اس میں قرض نے منتقل ہو کر شکل نہیں بدلی بلکہ حقیقت میں بینک نے اپنے وکیل (نمائندے) سے درخواست کی ہے کہ کسی شخص کی مطلوبہ رقم اس کے طلب کردہ مقام پر ادا کی جائے۔

بہرصورت یہ جائز ہے کہ بینک اوپر بتائے گئے امور کی انجام دہی حتیٰ کہ جس کا بینک میں اکاؤنٹ ہو اس کے حوالہ کو قبول کرنے کے عوض میں اجرت طلب کرے کیونکہ یہ حوالہ مقروض کے حوالے کی قسم سے ہے اس لئے اسے قبول کرسکتا ہے۔ اور اس صورت میں کام کی اجرت لینے کا بھی مجاز ہے۔

(۲۲) یہ تمام اقسام حوالہ اور فقہی احکام جو بیان ہوئے یہ ایک شخص کے دوسرے کو حوالہ دینے کی صورت میں بھی جاری ہیں۔ وہ اس طرح کہ کوئی بھی شخص یہ کرسکتا ہے کہ کسی شخص کو کوئی رقم دے اور اس سے دوسرے شہر میں وصولی کا حوالہ قبول کرے اور اس کے عوض اجرت طلب کرے یا کوئی رقم کسی شخص سے لے اور حوالہ دوسرے شخص کو دے اور اس کی اجرت حاصل کرے۔

(۲۳) جو کچھ بیان ہوا اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ یہ حوالہ کسی مقروض شخص پر ہو یا کسی دوسرے پر، پہلا ایسا ہو کہ حوالہ جس کو دیا گیا ہو اس کے نزدیک مال کا حساب رکھتا ہو اور دوسرا یہ کہ اس جیسا نہ ہو۔

بینک کے انعامات

کسی وقت بینک اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز میں قرعہ اندازی کرتے ہیں اور انہیں زیادہ رقم جمع

Presented by Ziaraat.Com

کرانے اور بچت کرنے کا شوق دلانے کے لئے جن کے نام قرعہ اندازی میں نکلتے ہیں انہیں انعامات دیتے ہیں۔

(۲۴) آیا بینکوں کا یہ طریقۂ کار جائز ہے؟ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔ اُس صورت میں جبکہ رقم جمع کرانے والوں نے رقم جمع کرانے میں قرعہ اندازی کی شرط نہ رکھی ہو اور بینک بھی محض لوگوں کو رغبت دلانے اور زیادہ رقم جمع کرانے اور دوسروں کو اکاؤنٹ کھولنے کا شوق دلانے کے لئے ایسا کرتے ہوں تو یہ کام جائز ہے اور قرعہ میں نام نکلنے والوں کو انعامات لینا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر یہ بینک سرکاری یا مشترک ہوں تو ضروری ہے کہ بعنوان مجہول المالک ان کو حاصل کرنے اور استعمال میں لانے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے لیں اور اگر بینک پرائیویٹ ہوں تو انعامات وصول کرنا اور انہیں استعمال میں لانا جائز ہے اور حاکم شرع سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

لیکن اگر رقم جمع کرانے والوں نے رقم جمع کرنے کے ضمن میں یا کسی اور طرح اسے قرعہ اندازی سے مشروط کیا ہو اور بینک نے بھی اسی شرط کی وجہ سے قرعہ اندازی کی ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جس کا قرعہ اندازی میں نام نکلا ہو — جبکہ یہ قرعہ اندازی شرط پوری کرنے کی وجہ سے ہوئی ہو — اسے انعام لینا جائز نہیں ہے۔ اور شرط نہ ہو تو جائز ہے۔

پرونوٹ کی وصولی

بینک کی خدمات میں سے ایک اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کی نمائندگی کرتے ہوئے پرونوٹ کی وصولی ہے۔ اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ اس کی وصولی سے پہلے بینک پرونوٹ پر دستخط کرنے والے کو اس کی وصولی کی تاریخ اور اس کی رقم سے باخبر کرتا ہے تاکہ وہ اس کو ادا کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے۔ پھر بینک (یہ اقدام کرتا ہے کہ) پرونوٹ کی رقم وصول ہونے کے بعد اسے اکاؤنٹ ہولڈر کے حساب میں ڈال دے یا نقد اسے ادا کردے اور اس خدمت کے عوض اجرت وصول کرے۔ اسی طرح بینک اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کے شہر میں یا دوسرے شہر میں چیک وصول کرنے کے لئے اقدام کرتا ہے اور اس مقام پر جہاں حامل چیک خود کوئی کارروائی یا چیک وصول نہیں کرتا وہاں بینک اس کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے اسے وصول کرتا ہے اور اس خدمت کے عوض اجرت طلب کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۵) پرونوٹ وصول کرنے اور اجرت لینے کی چند صورتیں ہیں:

(۱) پرونوٹ بھنانے والا پرونوٹ اس بینک کو دے جسے حوالہ نہیں دیا گیا اور وہ بینک اس کے عوض رقم طلب کرنے والوں سے معین اجرت کا مطالبہ کرتا ہے۔

بظاہر بینک کی یہ خدمت اور اس کے عوض اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ بینک صرف پرونوٹ وصول کرے لیکن اس کا سودی منافع لینا جائز نہیں ہے۔ اس کام کی اجرت کو فقہی نظر سے جعالہ سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ قرضدار اپنے قرضے کی وصولی کے لئے بینک کی خدمات کا طلبگار ہوتا ہے۔

(۲) پرونوٹ بھنانے والا اسے جس بینک کو حوالہ دیا گیا ہو اس میں Present کرتا ہے لیکن بینک اس پر دستخط کرنے والے کی نسبت اس کا قرض دار نہیں ہے یا جس دوسری کرنسی کا حوالہ دیا گیا ہے صرف اسی کا قرض دار ہے۔

اس صورت میں جائز ہے کہ بینک اس حوالے کو — ان شرائط کے ساتھ جو پہلی صورتوں میں گزری ہیں — قبول کرنے کے عوض اجرت طلب کرے۔ کیونکہ اس کا حوالہ قبول کرنا، جو مقروض نہیں ہے یا اس دوسری چیز کا جو حوالہ میں آئی ہے صرف اس کا قرضدار ہے، بینک پر واجب نہیں ہے۔ اس طریقے سے اپنے اس حق سے دستبردا ہونے اور اس خدمت کی بجا آوری کے عوض کچھ لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳) پرونوٹ پر دستخط کرنے والا بینک میں اپنے اکاؤنٹ میں سے رقم دینے کا بینک کو حوالہ دیتا ہے تاکہ اس کے وصول ہونے کے بعد اس کے حساب سے منہا ہوجائے۔ اور وہ رقم پرونوٹ رکھنے والے کے حساب میں جمع ہجائے یا نقداً اسے دے دی جائے۔ یہاں پر پرونوٹ پر دستخط کرنے والے نے اپنے قرض خواہ کو بینک کا جو کہ اس کا مقروض ہے حوالہ دیا ہے لہٰذا یہ مقروض کو حوالہ دینے کی قسم میں شمار ہوگا اور اس حوالے میں جس کو حوالہ دیا گیا ہو (بینک) کی رضامندی لازمی ہے اور اس کے قبول کئے بغیر بینک کی طرف سے نافذ نہیں ہے۔ اس لئے بینک کے لئے جائز ہے کہ اس حوالے کو قبول کرنے اور حوالہ دہندہ کا قرض ادا کرنے کے عوض اجرت طلب کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

بیرونی کرنسی کی خرید وفروخت

بینک کے کاموں میں سے ایک بیرونی کرنسی کی خرید وفروخت اور تبدیلی ہے جو بینک اپنے ان اکاؤنٹ ہولڈرز کے لئے کافی مقدار میں فراہم کرتے ہیں جو باہر سے مال تجارت منگواتے ہیں اور اس کے نتیجے میں خرید وفروخت کے وقت قیمت میں کمی بیشی کی بناپر فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

(۲۶) بیرونی کرنسی کی خرید وفروخت بازار کی قیمت پر یا بازار سے کم یا زیادہ خواہ نقد ہو خواہ ادھار ہر طرح صحیح ہے۔

اضافہ برداشت (Over Draft)

ہر شخص جس کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہو وہ جو رقم چاہے — بشرطیکہ اس کی جمع کردہ رقم سے زیادہ نہ ہو — بینک سے لے سکتا ہے۔

کبھی کبھی بینک اپنے اُن کھاتے داروں کو جن پر اعتماد ہو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے کھاتے میں جمع رقم سے زیادہ لے لیں۔ اس عمل کو ''اضافہ برداشت'' کہا جاتا ہے اور بینک اس رقم کے اوپر اپنے لئے منافع لے لیتا ہے۔

(۲۷) اضافہ برداشت حقیقت میں بینک سے منافع دینے کے عوض قرض لینا ہے جو نتیجے کے اعتبار سے سودی قرض اور حرام ہے۔ اور بینک جو منافع اضافہ برداشت کی رقم کے عوض لیتا ہے وہ سودی حرام منافع میں شمار ہوتا ہے۔

البتہ اگر بینک سرکاری یا مشترک ہو تو ان سے اضافہ برداشت لینا بینک سے قرض لینے کے قصد سے نہ ہو بلکہ حاکم شرع (مرجع) کی اجازت سے مجہول المالک مال قبضے میں لینے کے قصد سے ہو — جیسے کہ مسئلہ دوم میں گزرا — تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تنزیل برات

مقدمات:

(الف) بیع (فروخت) اور قرض میں کئی فرق ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) فروخت، عوض کے بدلے چیز دینا ہے حالانکہ قرض مال دینا ہے اس کا مثل ادا کرنے کے وعدے پر۔ اگر وہ مال مثلی[۱] ہے اور قیمت (ادا کرنے کے وعدے پر قیمت

۱۔ دیکھئے مسئلہ (۲۵۲۳)۔

Presented by Ziaraat.Com

دینا ہے اگر مال) قیمی[1] ہے۔[2]

(۲) سودی فروخت بنیادی طور پر باطل ہے برخلاف سودی قرض کے کہ قرض دینا صحیح ہے صرف اس پر زیادتی باطل ہے۔

(۳) جو بھی زیادتی قرض میں مشروط ہو وہ سود اور حرام ہے بخلاف فروخت کے کہ اس میں کیل اور موزون (اشیاء جو ناپ یا تول کر بیچی جاتی ہیں) اگر ایک ہی جنس سے ہوں تو ان میں زیادتی مطلقاً حرام ہے اور اگر ان کی جنس مختلف ہو یا ناپی یا تولی نہ جاتی ہوں تو اس صورت میں کہ سودا نقد ہو تو اس میں زیادتی سود نہیں ہے اور سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر معاملہ ادھار ہو مثلاً مرغی کے ایک سو انڈوں کو اُن ایک سو دس انڈوں کے عوض بیچیں جو بعد میں دیئے جائیں گے یا بیس کلو چاول کو چالیس کلو گندم کے عوض بیچیں جو ایک ماہ بعد دی جائے گی تو اس بارے میں کہ یہ سودی معاملہ نہ ہو اشکال ہے اور احتیاط واجب اس سے بچنا ہے۔

(ب) کرنسی نوٹ جو کہ گن کر شمار کئے جاتے ہیں ان کا بیچنا اور تبادلہ کرنا زیادہ قیمت پر یا کمی و بیشی کے ساتھ جبکہ ایک (جیسے) جنس سے نہ ہوں نقد اور ادھار دونوں طرح جائز ہے۔ لیکن اگر ایک ہی جنس سے ہوں تو ان کا زیادہ قیمت پر بیچنا صرف بصورت نقد جائز ہے۔ البتہ ان کا ادھار بیچنا — جیسے کہ بیان ہوا — اشکال سے خالی نہیں۔

۱۔ دیکھئے مسئلہ (۲۵۲۲)۔

۲۔ کبھی یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ فروخت اور قرض میں دوسری جہت سے فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ فروخت میں چیز اور اس کے عوض (عوض اور معوض) کا مختلف ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر Transaction نہیں ہوتی جبکہ قرض میں اُن کا مختلف ہونا لازمی نہیں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ (مثلاً) اگر کوئی شخص ایک سو روپے، ایک سو دس روپے میں کسی کو ادھار بیچے تو ضروری ہے کہ دونوں کرنسیاں مختلف ہوں یعنی ایک کرنسی پاکستانی ہو اور دوسری کرنسی ہندوستانی ہو۔ اگر دونوں کرنسیاں پاکستانی ہوں اور ایک قسم اور ایک ہی چھپائی کی ہوں تو یہ قرض ہوگا۔ بصورت دیگر بیع ہوگا۔ اور چونکہ دونوں کرنسیاں ایک ہی جنس سے ہیں تو اس پر جو اضافہ ہوگا وہ حرام اور سود ہے۔

لیکن یہ بات واضح نہیں ہے کیونکہ دونوں عوض (چیز اور اس کے عوض) کے درمیان اختلاف کے تحقق کے لئے فروخت ہونے کے وقت ان دونوں کا مختلف ہونا کافی ہے۔ مثلاً (بیچی گئی) چیز موجود ہو اور اس کا عوض (قیمت) ادھار ہو۔

مزید برآں یہ کہ اس دعوے کا لازمہ فروخت کا صحیح ہونا ہے مثلاً اگر بیس کلو گندم کو اسی کے مساوی کے عوض بصور ادھار بیچا جائے لیکن اس دعوے کے ساتھ کہ یہ قرض غیر سودی ہے اگرچہ اس کی صورت بیع (فروخت) کی ہے جبکہ جس طرح خود یہ بات کہنے والا بھی اس کا معترف ہے۔ یہ صورت فروخت کی اُس قسم سے ہے جس میں دو مثلی چیزوں میں سے ایک حکماً زیادہ ہے جو کہ سود اور حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً کوئی ایک ہزار روپے کا قرض خواہ ہے تو جائز ہے کہ اپنے قرض کو نو سو روپے میں نقداً بیچ دے۔ ایسے ہی یہ بھی جائز ہے کہ اسے دوسری کرنسی کے بدلے مثلاً ڈالر میں اس سے کم قیمت پر نقد بیچ دے مگر اس کو ادھار پر اس طرح بیچنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے طلب کی مدت آگئی ہو کیونکہ جس قرض کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو اُس کو مدت دار قرضے کے بدلے فروخت نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) بازاروں میں تاجروں کے درمیان مروجہ پرونوٹ کرنسی نوٹوں جیسی مالی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ تو صرف استعمال کے لحاظ سے واجب الادا رقم کی ایک دستاویز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں مندرج رقم دستخط کرنے والے کے ذمے ہے اور رقم اُسے ملے گی جس کے نام پرونوٹ جاری ہوا ہے۔ اس لئے ان پرونوٹ کی کوئی مالی حیثیت نہیں ہے ان پر معاملات نہیں ہوتے بلکہ یہ پرونوٹ اُن اموال کے بارے میں کارآمد ہیں جن کے لئے جاری ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی خریدار برات (کوئی تحریر) یا پرونوٹ بیچنے والے کو دے تو اس نے مال کی رقم ادا نہیں کی ہے لہٰذا اگر وہ سند گم ہوجائے یا فروخت کرنے والے کے پاس ضائع ہوجائے تو اس کے مال میں سے یہ ضائع نہیں ہوئی اور خریدار اس رقم کی ادائیگی سے بری الذمہ نہیں ہوا۔ البتہ اگر کرنسی نوٹ جتنی بھی مالیت کے ادا کئے ہوں اگر وہ ضائع ہوجائیں تو بیچنے والے کے مال میں سے ضائع ہوئے ہیں۔

(۲۸) پرونوٹ دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) وہ پرونوٹ جن کی رقم حقیقتاً واجب الادا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس پر دستخط کرنے والا اس شخص کو ادائیگی کا ذمہ دار ہے جس کے نام پرونوٹ جاری ہوا ہے۔

(۲) وہ پرونوٹ جن کی ادائیگی غیر حقیقی ہے۔

پہلی صورت میں یہ جائز ہے کہ قرض خواہ اپنی اس ادھار رقم کو جو (بذریعہ پرونوٹ) مقروض کے ذمے ثابت شدہ ہے اس رقم سے کم پر نقد بیچ دے۔ مثلاً یہ کہ اس کی مطلوبہ رقم سو روپے ہوں اور وہ اسے نوے روپے میں نقد بیچ دے (لیکن اس مطلوبہ رقم کو ادھار بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ادھار کو ادھار کے عوض بیچنا ہے) اور اس کے بعد بینک یا دوسرا کوئی بھی (اس پرونوٹ پر دستخط کرنے والے) مقروض سے مطلوبہ رقم کا مدت پوری ہونے کے وقت مطالبہ کرسکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن دوسری صورت میں تصوری قرض خواہ کے لئے اس پرونوٹ کو بیچنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ قرض حقیقتاً وجود نہیں رکھتا اور دستخط کرنے والا بھی اس کی ادائیگی کا ذمہ دار نہیں ہوا ہے اور یہ بازار میں قیمت کی کمی بیشی میں استعمال کے لئے جاری ہوا ہے اس لئے یہ دوستانہ پرونوٹ سے مشہور ہے۔

ان حالات میں ان کی کم تر قیمت کو ایک دوسری طرح سے مشروع سمجھا جاسکتا ہے وہ اس طرح کہ پرونوٹ پر دستخط کرنے والا پرونوٹ سے مستفید رہنے والے کو وکیل کرے تاکہ وہ پرونوٹ کی رقم کو بذمۂ دستخط کنندہ فروخت کرے کسی دوسرے نوٹوں کے بدلے اور اس کی قیمت سے کم تر قیمت پر — مثلاً اگر پرونوٹ چار ہزار نو سو روپے کا ہو اور اس کی اصل قیمت پانچ ہزار روپے ہو تو استفادہ کرنے والا دستخط کنندہ کی جانب سے اور اس کے ذمے پر چار ہزار نو سو روپے کو پانچ ہزار روپے میں فروخت کرے اور اس سودے کے بعد دستخط کرنے والے کے ذمے پانچ ہزار روپے ہوجائیں گے اور استفادہ کرنے والا پانچ ہزار روپے جو دستخط کرنے والے کی ملکیت ہے حاصل کرلے گا اور اس کے بعد استفادہ کرنے والا دستخط کرنے والے کی جانب سے اپنے اوپر بیچ دے گا۔ پانچ ہزار روپے کے عوض اپنے ذمے میں، اور دستخط کرنے والے کی طرف سے اپنے اوپر اس ذمے داری لینے کے نتیجے میں اس پانچ ہزار روپے کا جو دستخط کرنے والا بینک کا مقروض ہے۔ اب استفادہ کرنے والا بینک کا مقروض ہوجائے گا۔

مگر اس طریقے کا فائدہ کم ہے کیونکہ یہ صرف اس صورت میں فائدہ مند ہوسکتا ہے جب فائدہ (Profit margin) بیرونی کرنسی کی صورت میں ہو لیکن ملکی کرنسی کی صورت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس معاملے کو فروخت کے ذریعے صحیح کرنا — ان اشکالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بیع میں کئی فرق کے ذریعے بیان ہوئے — ممکن نہیں ہے۔

البتہ قیمتوں کی کمی بیشی صوری پرونوٹ میں بینکوں میں قرض کی صورت میں اس طرح ہو کہ قرض لینے والا اور پرونوٹ سے استفادہ کرنے والا پرونوٹ کی مقررہ قیمت سے کم رقم بینک سے قرض لے اور بینک کو پرونوٹ پر دستخط کرنے والے کا جو کہ مقروض نہیں ہے اس کی پوری رقم وصول کرنے کا حوالہ دے تو یہ حرام سود ہے۔ کیونکہ بینک کا پرونوٹ کی رقم میں سے کچھ مقدار کٹوتی کرنے کی شرط رکھنا درحقیقت سود وصول کرنے کی شرط ہے اور حرام ہے۔ اگرچہ یہ سود مہلت دینے کے عوض نہیں ہے بلکہ کچھ بینکی خدمات انجام دینے کے عنوان سے جیسے قرضے کے ثبوت اور اس کی وصولی کے لئے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ قرض دینے والا یہ حق نہیں رکھتا کہ قرض دینے والے پر کوئی ایسی شرط لگائے جو اُس کے مالی فائدے کا سبب ہو۔

مندرجہ بالا حکم پرائیویٹ بینکوں کے لئے ہے۔ البتہ سرکاری یا مشترکہ بینکوں کی صورت میں سود کی مشکلات سے بچنے کے لئے اس طریقے پر عمل کیا جاسکتا ہے کہ پرونوٹ سے استفادہ کرنے والا اس کی وصولی کے وقت اس کو بیچنے یا قرض کرنے کا قصد نہ کرے بلکہ اس کا مقصد مجہول المالک مال حاصل کرنا ہو تو اس صورت میں حاکم شرع (مرجع) کی اجازت سے لے سکتا ہے پھر اس کو استعمال کرے اور جب بھی اختتام مدت کے اندر بینک پرونوٹ پر دستخط کرنے والے سے رابطہ کرے اور اسے اس کی قیمت کی ادائیگی کے لئے توجہ دلائے۔ دستخط کرنے والا بھی استفادہ کرنے والے سے جو کچھ اس نے لیا ہے اس کی رقم کی ادائیگی کے لئے رجوع کرسکتا ہے اگر اس نے مستفید کی درخواست پر اس پرونوٹ پر دستخط کئے ہوں۔

بینک کی ملازمت

بینکوں کے کام دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) بینک کے حرام کام، مثلاً جو سودی معاملات سے مربوط ہیں اُن کے شروع کرنے میں کسی کی نمائندگی کرنا، اُن کی رجسٹری کرنا، اُن کا گواہ بننا اور سودی قرض لینے والے سے سود وصول کرنا۔ ایسے ہی وہ کام جو دیگر سودی معاملات میں شراکت کی بنا پر اس سے منسلک ہیں یا شراب کا کاروبار کر رہے ہیں مثلاً اُن کے حصص فروخت کرنا یا اُن کو وسعت دینے کے لئے تعاون کرنا حرام کاموں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ تمام کام حرام ہیں اور اس شعبے میں نوکری کرنا جائز نہیں ہے اور اس شعبے میں نوکری کرنے والا اجرت لینے کا مستحق نہیں ہے۔

(۲) بینک کے جائز کام۔ یہ مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ ہیں۔ ان کو انجام دینا اور ان پر اجرت لینا جائز ہے۔

(۲۹) اگر سودی سودے میں منافع دینے والا مسلمان نہ ہو خواہ بیرونی بینک ہو یا کوئی اور ادارہ ہو — تو اس صورت میں جیسا کہ بیان ہوا، مسلمان کے لئے منافع لینا جائز ہے اور نتیجتاً ایسے شعبے میں نوکری کرنا جہاں ایسا سودی لین دین ہوتا ہو جائز ہے چاہے بینک ہوں یا دوسرے ادارے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۰) اسلامی ملکوں کے سرکاری اور مشترکہ بینکوں میں موجود رقم مجہول المالک اموال کے حکم میں ہے۔ ان میں حاکم شرع سے رجوع کئے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اس بنا پر اس قسم کے بینکوں میں نوکری کرنا نیز مال لینا اور دینا ایسے اکاؤنٹ ہولڈرز کو جو مال کی اصلاح کے لئے حاکم شرع سے رجوع کئے بغیر ان میں تصرف کرتے ہیں جائز نہیں۔ ہاں اگر حاکم شرع (مرجع) ان بینکوں کو مذکورہ امور کی اجازت دے تو پھر ان میں نوکری کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۳۱) اسلامی ملکوں میں سرکاری بینکوں میں رائج مُعالہ، اجارہ، حوالہ اور دیگر شرعی معاملات کی صحت حاکم شرع کی اجازت کی محتاج ہے اور اُس کی اجازت کے بغیر یہ معاملات صحیح نہیں ہیں۔ اسی طرح اسلامی ممالک کے نیم سرکاری بینکوں میں رائج شرعی معاملات جو حکومت کے حصے سے متعلق ہیں، اُن کی صحت بھی حاکم شرع (مرجع) کی اجازت پر منحصر ہے۔

انشورنس

بیمہ یا انشورنس ایسا معاملہ ہے جس میں پالیسی ہولڈر پابند ہوتا ہے کہ ماہانہ، سالانہ یا ایک بار معین رقم بیمہ کمپنی کو ادا کرے اور اس کے عوض کمپنی بھی پابند ہوتی ہے کہ پالیسی ہولڈر کو یا اُس تیسرے شخص کو جو بیمہ کے معاہدے میں معین کیا گیا ہو اور بیمہ جس کے فائدے کے لئے کیا گیا ہو (Nominee) مخصوص رقم یا معاہدے میں مقرر کردہ چیز اور ہر وہ مالی منفعت جس کی حادثہ یا کسی نقصان کی صورت میں بیمہ پالیسی میں صراحت کردی گئی ہو ادا کرے۔

(۳۲) بیمہ کی مختلف قسمیں ہیں مثلاً:

(۱) موت، بیماری یا حوادث کی صورت میں انسانوں کا بیمہ۔

(۲) آتشزدگی، غرقابی، چوری اور دیگر نقصانات کی صورت میں گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور کشتیوں وغیرہ کا بیمہ۔

بیمہ کی اور بھی کئی قسمیں ہیں لیکن ان مذکورہ صورتوں اور ان کے شرعی احکام میں کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا انہیں یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳۳) بیمہ کرنے کے (درج ذیل) کچھ اجزاء ہیں:

(۱و۲) بیمہ کمپنی کی پیشکش اور پالیسی ہولڈر کا پالیسی قبول کرنا۔ اس میں زبانی اقرار کرنا یا

Presented by Ziaraat.Com

فارم پُر کرنا یا اس جیسا کوئی کام کرنا جو اس پر دلالت کرے کافی ہے۔

(۳) بیمہ شدہ چیز کو معین کرنا خواہ انسان ہو یا مال۔

(۴) بیمہ کی ابتدا اور انتہا کو معین کرنا۔

(۳۴) بیمہ کے معاملے میں عوامل خطرات و نقصانات مثلاً آتشزدگی، چوری، بیماری اور موت وغیرہ، اسی طرح ماہانہ یا سالانہ اقساط — جبکہ ادائیگی قسطوں میں ہو — معین کرنا ضروری ہے۔

(۳۵) بیمہ کے معاہدے میں فریقین کے درمیان بلوغ، عقل، ارادہ، اختیار اور — دیوانگی اور دیوالیہ پن کی وجہ سے — عدم مجوریت (اپنے ہی مال میں شرعاً تصرف نہ کرسکنا) شرط ہے۔ اور اس صورت میں کہ طرفین یا کوئی ایک دیوانہ یا مجبور ہو یا ان کو مال میں تصرف سے منع کردیا گیا ہو یا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو معاہدہ صحیح نہیں ہے۔

(۳۶) بیمہ کا معاہدہ لازمی معاہدوں میں شمار ہوتا ہے اور سوائے فریقین کی رضامندی سے قابل تنسیخ نہیں ہے۔

ہاں اگر معاہدے میں یہ شرط رکھی ہو کہ پالیسی ہولڈر یا بیمہ کمپنی یا دونوں معاہدہ فسخ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں تو اس شرط کے مطابق معاہدہ توڑنا جائز ہے۔

(۳۷) اس صورت میں کہ بیمہ کمپنی اپنے قواعد پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر — حاکم شرع یا دوسرے کسی (بااختیار حاکم) سے رجوع کر کے — اسے معاہدے پورے کرنے کے لئے کارروائی کرسکتا ہے۔ اور اسی طرح معاہدے کو منسوخ کر کے اپنی بیمہ کے لئے دی گئی رقم طلب کرسکتا ہے۔

(۳۸) اس صورت میں جبکہ بیمہ کے معاہدے میں یہ طے کیا ہو کہ پالیسی ہولڈر کوئی رقم بیمہ کی مد میں قسط وار ادا کرے گا اور وہ اس معاہدے کی خلاف ورزی کرے خواہ رقم کی مقدار کے لحاظ سے خواہ وقت ادائیگی کے لحاظ سے، تو بیمہ کمپنی پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق کسی حادثے یا کسی نقصان کے وقت رقم کی ادائیگی کرے اور پالیسی ہولڈر بھی بیمہ کے لئے ادا شدہ رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

(۳۹) بیمہ کے لئے مدت کی شرط مخصوص نہیں ہے بلکہ طرفین یعنی پالیسی ہولڈر اور بیمہ کمپنی کی مرضی پر منحصر ہے۔

(۴۰) اگر کچھ لوگ اپنے مشترکہ سرمائے سے کوئی کمپنی بنائیں اور اُن میں سے ہر شخص کمپنی کے

Presented by Ziaraat.Com

معاہدے میں یہ شرط رکھے کہ کسی حادثے کی صورت میں چاہے یہ حادثہ کسی شخص کے ساتھ ہو یا اُس کے اموال کے ساتھ ہو — جو بھی چیز شرط میں معین کی گئی ہو — اُس کا نقصان کمپنی ادا کرے گی تو اُس کمپنی کے سرمائے سے یا اُس کمپنی کے منافع سے جب تک کہ یہ معاہدہ باقی ہے ادا کرنا واجب ہے۔

پگڑی

تاجروں اور کاریگروں میں رائج معاملات میں سے ایک پگڑی (حقّ پیشہ) ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ کرایہ دار اس جگہ کو جو اس نے کرائے پر لی ہے اور اس کے استعمال میں ہے کسی دوسرے کو فریقین کی منظور کردہ قیمت کے عوض دیتا ہے یا مالک خود اپنی کرایہ پر دی ہوئی جگہ سے کرایہ دار کو اس کی مدت پوری ہونے پر مقررہ رقم کے عوض جگہ خالی نہیں کرواتا اور یا کرایہ کی رقم نہیں بڑھاتا۔

(۴۱) کسی جگہ کو کام کرنے یا تجارت کرنے کے لئے کرائے پر لینے سے کرایہ دار کو اس میں حق (ملکیت) حاصل نہیں ہوتا اور وہ کرائے کی مدت پوری ہونے پر مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف کرنے سے یا اس جگہ کو خالی کرنے یا سابقہ کرائے میں اضافہ کرنے سے روک نہیں سکتا۔ اور ایسے ہی کرایہ دار کا کسی مکان میں طویل قیام کرنا یا کسی دکان میں کاروبار شروع کرنا یا اس جگہ کو تجارتی لحاظ سے کارآمد بنا دینا اس کے لئے اس جگہ میں مستقل رہنے کا حقدار نہیں بنتا۔ چنانچہ ایگریمنٹ کی مدت پوری ہونے کے بعد کرایہ دار پر جگہ خالی کر کے مالک کو لوٹانا واجب ہے۔ اور اس صورت میں کہ کرایہ دار ملکی قانون سے — کہ جو مالک کو کرایہ دار سے زبردستی کرائے کی جگہ خالی کروانے یا کرائے کی رقم بڑھانے سے روکتا ہے — فائدہ اٹھائے اور کرائے کی جگہ خالی کرنے یا کرایہ بڑھانے سے انکار کرے تو اس کا ایسا کرنا حرام ہے اور مالک کی رضامندی کے بغیر اس جگہ کو استعمال کرنا اس کو غصب کرنا ہے اور اگر جگہ خالی کرنے کے عوض کوئی رقم طلب کرے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

(۴۲) اگر مالک کوئی جگہ مثلاً ایک سال کے لئے دو ہزار روپے کرائے پر دے اور ساتھ میں پچاس ہزار روپے مزید (پگڑی) وصول کرے اور سودے میں یہ شرط رکھے کہ سالانہ اسی کرائے پر بغیر کرایہ بڑھائے اس کی تجدید کرے گا یا اسی شرح کرایہ پر اس دوسرے کرایہ دار کو بھی کرائے پر دے گا جسے پہلا کرایہ دار کرائے پر دے گا۔ اور ایسے ہی تیسرے کرایہ دار کو اور ... تو اس صورت میں یہ جائز ہے کہ کرایہ دار کسی دوسرے کو (اس پچاس ہزار کے) برابر رقم کے عوض یا اس سے زیادہ یا کم کے عوض جو

Presented by Ziaraat.Com

اس نے مالک کو نقد دی ہے جیسے بھی شرط طے ہو جائے اس کے مطابق دیدے۔

(۴۳) اگر مالک کوئی جگہ کسی شخص کو معینہ مدت کے لئے کرائے پر دے اور سودے میں یہ شرط رکھے — خواہ (پگڑی کی) کوئی رقم لے کر یا رقم لئے بغیر — کہ معینہ مدت پوری ہونے کے بعد اس کی سالانہ ایگریمنٹ کو اسی طرح جیسے پچھلے سال کی ہے یا جو طریقہ رائج ہے اس کے مطابق ہر سال تجدید کرتا رہے گا اور ایگریمنٹ ختم ہونے کے بعد کوئی دوسرا شخص اس کرایہ دار کو کوئی رقم ادا کرے گا تا کہ وہ فقط کرائے کی جگہ خالی کردے — اس طرح سے کہ اس میں ٹھہرانے کا کسی دوسرے کو کوئی حق نہ ہو اور مالک اس جگہ کو خالی ہونے کے بعد جس طرح بھی چاہے کرائے پر اٹھا دے — تو اس صورت میں یہ جائز ہے کہ (پہلا) کرایہ دار جو رقم بھی باہمی رضامندی سے طے ہو لے لے اور یہ پگڑی صرف جگہ خالی کرنے کے لئے ہوگی، کرایہ دار کے اس جگہ میں اپنے حق تصرف کو دوسرے شخص کو منتقل کرنے کے عوض نہیں ہوگی۔

(۴۴) مالک پر واجب ہے کہ جو شرط بھی اس نے سودے میں اپنے بارے میں رکھی ہو اس کو پورا کرے۔ اس لئے مسئلہ ۴۲ میں فرضاً بیان کردہ صورت میں مالک پر واجب ہے کہ کرایہ دار کو یا اس دوسرے شخص کو جسے کرایہ دار جگہ خالی کر کے دے مالک بغیر کرایہ بڑھائے وہ جگہ کرائے پر دے۔ اسی طرح مسئلہ ۴۳ میں فرض کردہ صورت میں مالک پر واجب ہے کہ کرایہ دار کے لئے جب تک اس جگہ میں رہنا چاہے اسی سابقہ مقرر کردہ شرح کرایہ پر یا متعارف طریقے پر — جو بھی شرط طے ہوئی ہو — ایگریمنٹ کی تجدید کرتا رہے۔

اس صورت میں کہ جب مالک اپنی طے کردہ شرط کی خلاف ورزی کرے اور ایگریمنٹ کی تجدید سے انکار کرے تو کرایہ دار — حاکم شرع یا کسی دوسرے مجاز سے رجوع کر کے — اسے شرط پوری کرنے پر مجبور کرسکتا ہے۔ لیکن اگر کرایہ دار کسی بھی طریقے سے مالک کو اپنی طے کردہ شرط کے مطابق مجبور نہ کرسکے تب بھی (کرایہ دار کے لئے) مالک کی رضامندی کے بغیر اس کرایہ کردہ جگہ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴۵) جو صورتیں مسئلہ ۴۲ اور مسئلہ ۴۳ میں فرض کی گئی ہیں اگر ان میں سودے میں طے کردہ شرط — شرط بطور نتیجہ ہو — نہ کہ شرط بطور فعل ہو یعنی شرط برائے تجدید ایگریمنٹ — ہمارے بیان کردہ فرض کے مطابق — ہو ایسی صورت ہو کہ کرایہ دار مالک پر یہ شرط رکھے کہ خود اسے یا جسے وہ برہ

Presented by Ziaraat.Com

راست یا بالواسطہ معین کرے اس کرائے کی جگہ میں حق تصرف اور اس سے استفادہ کرنے کا حق سالانہ معین کردہ اجرت یا متعارف قیمت کے عوض سالہا سال تک اس کو حاصل رہے گا تو ایسی صورت میں کرایہ دار کو — یا اس شخص کو کہ کرایہ دار جس کی نشان دہی کرے — اس جگہ میں تصرف کرنے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا حق حتیٰ کہ مالک کی رضامندی کے بغیر بھی حاصل ہوجائے گا اور مالک کو صرف یہ حق حاصل ہوگا کہ جو رقم طے ہوچکی ہے صرف اسی کا مطالبہ کرے۔

قاعدۂ اقرار اور مقاصہ نوعی کے مسائل

عقود، ایقاعات اور حقوق کے کچھ مسائل کے احکام اختلافی ہیں۔ اور علمائے شیعہ اور دوسرے اسلامی مذاہب کی آراء ایک دوسرے کے ان کے بارے میں بعض مسائل میں جزوی اور بعض میں بالکل مختلف ہیں۔ اس لئے شیعوں اور غیرشیعوں کے مسلک کے لحاظ سے ان مسائل کے بارے میں سوالات کئے جاتے ہیں اور فقہائے متاخرین — اللہ ان سے راضی ہو — ان مسائل کا قاعدۂ الزام — یعنی غیر شیعہ اشخاص کو ان کے مذاہب کے مطابق مسائل کا پابند کرنا — کے تحت استخراج کر کے ان کے جواب بتاتے ہیں۔ لیکن ان مقامات پر کہ جہاں ہمارے نکتۂ نظر سے یہ قاعدہ ثابت نہیں ہوتا ضروری ہوتا ہے کہ ان مسائل کو قاعدۂ الزام کے متبادل قواعد کے مطابق جیسے قاعدۂ مقاصہ نوعی (اُن کے مسلک کے مطابق اور اُن کے احکام کے مطابق اُن مسائل کے احکام کہ جو وہ تم سے لیتے ہیں، اُن سے لو) یا قاعدۂ اقرار (عمل کرنا غیر امامی کے ساتھ اُسی کے مذہب کے احکام کے مطابق اور اُن کو اُن احکام کا پابند کرنا) کے مطابق تطبیق کر کے ان کا حکم بیان کیا جائے۔

(۴۶) فقہ امامیہ کی رُو سے عقد نکاح بغیر گواہوں کے صحیح ہے۔ لیکن اہلسنت کے نقطہ ہائے نظر اس مسئلے میں مختلف ہیں۔ بعض اہلسنت امامیہ کے موافق ہیں اور چند ایک جیسے حنفی، شافعی اور حنبلی بغیر گواہوں کے نکاح کو فاسد سمجھتے ہیں۔ مالکی بھی خفیہ نکاح کو فاسد مانتے ہیں اور جو اہل سنت ایسے نکاح کو فاسد قرار دیتے ہیں ان کی بھی دو قسمیں ہیں:

مالکی اور زیادہ تر حنبلی اس طرح کے نکاح کے بارے میں کہ جس کے صحیح اور فاسد ہونے میں اختلاف ہے — عقد مذکور کی طرح — یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایسی عورت سے کوئی بھی شادی نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ شخص جس سے اس کا نکاح پڑھا گیا ہے اسے طلاق دے یا اس کے نکاح کو فسخ کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ اگر شوہر ان دونوں مذہبوں میں سے کسی کا مقلد ہوگا تو وہ (بھی) اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا مگر یہ کہ اسے طلاق دے یا اس کے نکاح کو فسخ کرے۔

شافعی اور حنفی اس طرح کے نکاح کی صورت میں معتقد ہیں کہ ایسی عورت سے نکاح کرسکتا ہے اور طلاق دینے یا فسخ کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس بناپر اگر شوہر ان دو مذاہب میں سے کسی کا مقلد ہو تو قاعدۂ الزام کے تحت شوہر اپنے مذہب کے احکام کے مطابق ایسی صورت میں کہ عورت اس کی نظر میں ایسی عورتوں میں سے ہو جو عدت کی محتاج ہو تو عدت پوری کرنے کے بعد جواز نکاح کا حکم زیادہ واضح ہے۔

ایسے ہی اگر عورت شیعہ ہو اور شوہر ان دو مذاہب میں سے کسی کا مقلد ہو تو ایسی صورت میں اگر عورت کو ان کی نظر میں عدت کی ضرورت ہے تو جائز ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کرے۔ لیکن دونوں صورتوں میں مشتبہ صورتحال سے نکلنے اور احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے اولیٰ یہ ہے کہ شوہر کے طلاق نہ دینے کی صورت میں — خواہ حاکم شرع کے ذریعے ہو — طلاق لے لے۔

(۴۷) اہلسنت کے مسلک میں پھوپھی اور اس کی بھتیجی یا خالہ اور اس کی بھانجی کو ایک وقت میں نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں کے ساتھ بیک وقت عقد کیا جائے تو دونوں نکاح باطل ہیں اور اگر ایک نکاح کے بعد دوسرا کیا جائے تو دوسرا نکاح باطل ہے۔

لیکن امامیہ کے مذہب میں بھتیجی کے بعد اس کی پھوپھی سے اور بھانجی کے بعد اس کی خالہ سے نکاح کرنا مطلقاً جائز ہے۔ اسی طرح بھتیجی کا نکاح پھوپھی کے نکاح کے بعد اور بھانجی کا نکاح خالہ کے نکاح کے بعد بشرطیکہ پھوپھی اور خالہ نے پہلے اجازت دیدی ہو یا بعد میں اجازت دیدیں تو جائز ہے۔

اس بنا پر اگر مقلد اہلسنت پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی دونوں سے نکاح کرلے تو اگر دونوں کا نکاح بیک وقت ہوا ہو تو چونکہ ان کے مذہب میں دونوں نکاح باطل ہیں اس لئے مذہب امامیہ کے پیرو کے لئے جائز ہے کہ ان میں سے ہر ایک سے اور پھوپھی اور خالہ کی رضامندی کی صورت میں دونوں سے عقد کرلے۔ اور اگر سنی مرد کا نکاح بیک وقت نہ ہوا ہو تو اس صورت میں اس کے مذہب کے مطابق دوسرا نکاح باطل ہے اور شیعہ مرد اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ یہ حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ دونوں عورتیں شیعہ ہوں تب بھی جاری ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴۸) مذہب امامیہ کی رُو سے طلاق یافتہ یائسہ اور نابالغ لڑکی کی عدت نہیں ہے — اگرچہ اُن سے جماع کیا گیا ہو — لیکن مذہب اہلسنت کی رُو سے — اس اختلاف کے ساتھ جو نابالغ لڑکی کی عدت کی شرائط کے بارے میں ہے — عدت واجب ہے۔ اگر شوہر اہلسنت سے ہو اور یائسہ یا نابالغ لڑکی کو — اس اعتقاد کے ساتھ کہ نابالغ کی عدت لازم ہے — طلاق دے تو اُس پر اپنے مذہب کے قواعد کی رعایت کرنا واجب ہوجائے گا جیسے مطلقہ کی بہن سے اور اُن عورتوں سے جن کو بیک وقت عورت کے ساتھ عدت کے دوران نکاح میں رکھنا حرام ہے نکاح فاسد ہے۔ اس بنیاد پر شیعہ مرد اس طلاق یافتہ عورت کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ سنّی مرد اس عورت سے نکاح کر چکا ہو۔

اور احتیاط واجب شیعہ مرد کے لئے بھی یہ ہے کہ اس عورت سے عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح نہ کرے اور وہ عورت بھی اگر شیعہ ہو — یا شیعہ ہوجائے — تو عدت گزرنے تک نکاح نہ کرے۔ اسی طرح احوط یہ ہے کہ عدت کے دوران شوہر سے نفقہ نہ لے۔ اگرچہ شوہر کے مذہب کی رُو سے اس کے خرچے سے کھاتی ہو۔ البتہ قاعدۂ مقاصہ نوعی جاری ہونے کی صورت میں شرائط موجود ہوں تو نفقہ لے سکتی ہے۔

(۴۹) طلاق کے صحیح ہونے کی فقہ امامیہ کی رُو سے چند شرائط ہیں جبکہ دوسرے اسلامی مذاہب کی رُو سے ان میں سے کوئی ایک یا کوئی بھی شرط صحت طلاق میں معتبر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غیر شیعہ شخص اپنی عورت کو ایسے طریقے سے طلاق دے جو اس کے مذہب میں صحیح ہو اور ہمارے مذہب کی رُو سے صحیح نہ ہو (فاسد ہو) تو امامیہ مذہب کے پیرو کیلئے — بنا پر الزام طرف اس کے مذہب کے مطابق جائز ہے کہ اس کی عدت پوری ہونے کے بعد — اس صورت میں جبکہ وہ ان لوگوں میں سے ہو کہ جن کے مذہب کے مطابق وہ عدت رکھتی ہے — اس سے نکاح کرلے — اسی طرح اس صورت میں کہ مطلقہ عورت شیعہ ہو تو وہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔

مذہب امامیہ میں طلاق صحیح ہونے کی چند شرطیں، جن میں سے ایک یا کوئی بھی دوسرے مذاہب میں ضروری نہیں ہیں، درج ذیل ہیں:

(۱) طلاق اس پاکی کی حالت میں دی گئی ہو جس میں جماع نہ کیا ہو۔

(۲) طلاق قطعی ہو اور کسی چیز پر معلق نہ ہو۔

(۳) طلاق زبانی دی جائے نہ کہ تحریری۔

(۴) طلاق اپنے اختیار سے دی ہو زبردستی نہ دی ہو۔

(۵) طلاق دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دی گئی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵۰) مذہب شافعی کی رُو سے اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور بعد میں اسے دیکھے تو وہ خیار رؤیت[1] سے استفادہ کرسکتا ہے۔ اگرچہ بیچی گئی چیز اس کی بتائی گئی صفتوں کے مطابق ہو۔ جبکہ مذہب امامیہ کے مطابق خریدار ایسی صورت میں خیار رؤیت سے استفادہ نہیں کرسکتا — تو اگر ایسا ہو کہ مذہب شافعی، امامیہ مذہب پر نافذ ہو جائے بایں صورت کہ شافعی خریدار اس طرح کے مواقع پر شیعہ فروخت کنندہ سے خیار رؤیت کا فائدہ حاصل کرے تو شیعہ خریدار بھی اسی طرح کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور قاعدۂ مقاصۂ نوعی کے مطابق شافعی فروخت کنندہ سے ایسے مواقع میں خیار رؤیت کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

(۵۱) ابوحنیفہ اور شافعی مغبون کے لئے خیار غبن[2] کے قائل نہیں ہیں جبکہ ہمارے مذہب میں اسے یہ خیار حاصل ہے۔ بظاہر اس خیار کے ثبوت یا عدم ثبوت کی بحث اس صورت میں نہیں ہوتی جب مغبون نے قیمت میں بے توجہی برتی ہو اور کسی بھی قیمت پر خرید و فروخت کی ہو۔ اس صورت میں بظاہر خیار غبن ثابت نہیں ہے۔ ایسے ہی بحث میں شامل نہیں ہے ایسی جگہ جہاں طرفین میں معاملے کی بنیاد بازار کی قیمت ہو نہ کہ زیادتی اور مغبون نے بائع کی بات پر بھروسہ کرتے ہو قیمت نہ بڑھنے کا یقین کرلیا ہو۔ (اسے خیار غبن حاصل نہیں ہے) جبکہ بظاہر اُسے دوسروں کے ہاں خیار غبن حاصل ہے کیونکہ بائع نے اُسے دھوکا دیا ہے۔ ایسے ہی اس خیار میں وہ مواقع شامل نہیں جن کی بنیاد عرف خاص میں شرط ارتکازی ہوتی ہے حق فسخ کے سوا کسی دوسرے حق مثلاً مابہ التفاوت[3] کے مطالبے کا اختیار ہوتا ہے۔

بہرحال ہر اُس معاملے میں جہاں مذہب امامیہ کی رُو سے خیار غبن ثابت ہے اور مذاہب اہلسنت اس کے قائل نہیں ہیں شیعہ حضرات کے لئے ''قاعدۂ مقاصۂ نوعی کے لحاظ سے'' جائز ہے کہ مذہب اہلسنت کے پیرو کو خیار غبن کے حصول کے لئے مجبور کریں۔ یہ طریقہ کار وہاں کے لئے ہے جہاں مذہب اہلسنت ہر ایک پر بشمول شیعہ حضرات نافذ اور جاری ہو۔

(۵۲) حنفی مذہب کی رُو سے بیع سَلَم (یعنی بیچی گئی چیز کو ایک مدت کے بعد خریدار کے حوالے کرنا) کی صحت کے لئے بیچی گئی چیز کا سودے کے وقت موجود ہونا شرط ہے۔ حالانکہ مذہب امامیہ کے رُو سے ایسی کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اگر مذہب حنفی امامی مذہب پر نافذ ہو یعنی ایسی صورت ہو کہ

۱۔ دیکھئے مسئلہ (۲۰۸۷ کا نمبر ۸)۔

۲۔ دیکھئے مسئلہ (۲۰۸۷ کا نمبر ۲)۔

۳۔ مابہ التفاوت یعنی وہ چیز جس کے ذریعے سے فرق کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

خریدار حنفی المذہب ہو اور وہ فروخت کرنے والے کو ایسا سودا فسخ کرنے پر مجبور کرے تو شیعہ خریدار کے لئے بھی یہ جائز ہے۔ ''قاعدۂ مقاصۂ نوعی کے تحت'' حنفی فروخت کنندہ کو ایسا سودا باطل کرنے پر مجبور کرے۔ اور ایسی صورت میں بھی کہ سودا کرنے کے بعد خریدار شیعہ بن جائے یہی حکم جاری ہے۔

(۵۳) اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ میراث لینے والوں کا باقی ماندہ حصہ میت کے رشتے داروں ''مثلاً اس کے بھائی'' کو دیا جائے۔ لیکن مذہب امامیہ کا نظریہ اس کے برخلاف ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور وارث صرف اس کی بیٹی اور بھائی ہو تو امامیہ مذہب کی رُو سے ضروری ہے کہ آدھی میراث بیٹی کو بعنوان حصۂ میراث دی جائے اور دوسرا آدھا حصہ بعنوان رد اُس کو دیدیا جائے اور میت کے بھائی کا میراث کے حصے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ اس صورت میں میراث کا آدھا حصہ بھائی کو دیا جائے گا کیونکہ وہ میت کے رشتے داروں میں شمار ہوتا ہے۔ تو اگر ایسی صورت ہو کہ مذہب اہلسنت شیعہ وارث پر نافذ ہو اور میراث کا بقیہ حصہ اسے نہ دیا جارہا ہو تو میت کے رشتے دار اگر امامی مذہب ہوں تو وہ ''قاعدۂ مقاصۂ نوعی کی رُو سے'' میراث کا باقی حصہ سنی وارث لے سکتے ہیں۔

(۵۴) مذہب اہلسنت کی رُو سے بیوی شوہر کے تمام ترکے سے میراث لے سکتی ہے بشمول منقولہ و غیر منقولہ جائیداد مثلاً زمین وغیرہ۔ حالانکہ مذہب امامیہ کی رُو سے بیوی اصل زمین یا اُس کی قیمت میراث میں نہیں لیتی بلکہ صرف عمارت اور درختوں کی قیمت میراث میں لیتی ہے۔ اصل عمارت یا درخت میراث میں نہیں لیتی۔ اس بناپر اگر مذہب اہلسنت اگر شیعہ پر نافذ ہو جبکہ یہ حال ہے کہ اہلسنت عورت زمین، اصل عمارت اور درخت میراث میں لے سکتی ہے حلانکہ دوسرے ورثہ شیعہ ہوں، تو شیعہ عورت بھی دوسرے اہلسنت وارثوں کی طرح زمین اور اصل عمارت اور درختوں میں سے جو بھی اسے حصہ ملے لے سکتی ہے۔

پوسٹ مارٹم

(۵۵) مسلمان کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی پوسٹ مارٹم کرے گا تو اس پر کتاب الدیات میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق دیت واجب ہوگی۔

(۵۶) کافر کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا کسی بھی قسم کا کافر ہو جبکہ اس کا خون اس کی زندگی میں

Presented by Ziaraat.Com

غیر محترم ہو جائز ہے لیکن اگر وہ کافر ذمی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے۔ البتہ اگر اس کافر کے مذہب میں پوسٹ مارٹم جائز ہو خواہ مطلقاً خواہ اس نے اپنی زندگی میں پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت دی ہو یا یہ کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کے ولی نے اس کی اجازت دی ہو تو ایسی صورت میں بعید نہیں کہ اس کا پوسٹ مارٹم جائز ہو۔

اور اس صورت میں کہ اس کافر کے خون کا محترم ہونا اس کی زندگی میں مشکوک ہو اور ایسی کوئی علامت بھی موجود نہ ہو تو اس کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

(۵۷) اگر کسی مسلمان کی زندگی کا بچانا کسی دوسرے کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو اگر ممکن ہو تو کسی ایسے کافر کا کہ جس کا خون غیر محترم ہو یا مشکوک ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو ان کے علاوہ کسی کافر کا پوسٹ مارٹم کیا جائے۔ اور اگر ایسا کرنا بھی ناممکن ہو تو پھر مسلمان کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

مسلمان کا پوسٹ مارٹم اس کام کو سیکھنے کے لئے کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ سیکھنا آئندہ کسی مسلمان کی جان بچانے کے کام آسکے تو گنجائش ہے۔

پیوندکاری (Transplant)

(۵۸) کسی مسلمان کی لاش سے کوئی عضو جیسے آنکھیں اور ہاتھ کاٹ کر کسی زندہ انسان کی اس سے پیوندکاری کرنا جائز نہیں ہے اور کوئی ایسا کرے گا تو اس پر دیت لازم آئے گی اور اس قطع کردہ عضو کو دفن کرنا اس پر واجب ہے۔ البتہ اگر پیوندکاری کر لی اور اس عضو نے پیوندکاری قبول کر کے کام کرنا شروع کر دیا تو اس کو کاٹنا واجب نہیں ہے۔

(۵۹) اگر کسی مسلمان کی زندگی بچانا کسی مسلمان مُردے کے اعضائے بدن پر موقوف ہو تو اس کا کاٹنا جائز ہے لیکن کاٹنے والے پر دیت لازم آئے گی۔ اور جب بھی وہ عضو پیوندکاری کے ذریعے زندہ انسان کا عضو شمار ہونے لگے تو اس پر زندہ انسان کے اعضاء کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

(۶۰) مذکورہ مسائل میں میت سے مراد وہ شخص ہے جس کے پھیپھڑے اور دل کی حرکت مکمل طور پر رک چکی ہو اور اُن کا بحال ہونا ممکن نہ ہو لیکن اگر کوئی شخص دماغی طور پر مردہ ہو مگر اُس کا دل اور پھیپھڑے حرکت کر رہے ہوں اگرچہ یہ مصنوعی نظام تنفس کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو، وہ میت شمار نہیں ہوگا اور اُس کے اعضاء کی زندہ آدمی سے پیوندکاری کسی صورت بھی جائز نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۶۱) زندہ انسان کے بدن سے پیوند کاری کے لئے کوئی عضو کاٹنا جبکہ وہ زیادہ نقصان کا باعث ہو جیسے آنکھ اور ہاتھ وغیرہ تو جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی عضو کا کاٹنا زیادہ نقصان کا باعث نہ ہو - جیسے تھوڑی چمڑی دینا یا تھوڑا حرام مغز دینا یا ایک گردہ دینا جبکہ دوسرا گردہ صحیح ہو، اس فرض کے ساتھ کہ ان چیزوں کو دینے والا اس بات پر راضی ہے - تو جائز ہے۔ اگر اعضاء دہندہ بچہ یا دیوانہ ہو تو کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ جب ان اعضاء کا کاٹنا جائز ہے تو اس کام کے پیسے لینا بھی جائز ہے۔

(۶۲) خون کا عطیہ ضرورت مند بیماروں کو دینا اور ایسے ہی اس کی قیمت لینا بھی جائز ہے۔

(۶۳) کسی ایسے مُردہ کافر کے بدن کا کوئی عضو کاٹنا کہ جس کا خون محترم نہیں ہے یا وہ مشکوک الحال ہے اور اس سے کسی مسلمان کی پیوندکاری کرنا جائز ہے۔ اور پیوندکاری کے بعد اس حصے پر مسلمان کے بدن کے احکام جاری ہوجائیں گے کیونکہ وہ اسی مسلمان کے بدن کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی نجس العین جانور جیسے کتے کے کسی عضو کی کسی مسلمان کے عضو میں پیوندکاری میں اشکال نہیں ہے اور اس پر مسلمان کے بدن کے احکام جاری ہو جائیں گے اور اس دلیل سے کہ وہ عضو زندہ شخص کا بدن شمار ہو چکا ہے اور اس میں حیات نمو پا چکی ہے اُس عضو پر بدن مسلمان کا حکم جاری ہوگا۔

مصنوعی ذریعہ تولید (ٹیسٹ ٹیوب بے بی)

(۶۴) شوہر کی منی کے علاوہ عورت کا حاملہ ہونا جائز نہیں ہے۔ خواہ عورت شادی شدہ ہو یا بے شوہر ہو۔ خواہ عورت اور اُس کا شوہر اس سے رضامند ہوں یا نہ ہوں اور خواہ تلقیح (حاملہ کرانا) شوہر کے ذریعے ہو یا دوسرے کے۔

(۶۵) اگر عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی منی کے ذریعے حاملہ ہوجائے اور بچہ پیدا ہوجائے تو اگر ایسی صورت اتفاقی طور پر ہو جائے وہ اس طرح کہ عورت کو شوہر کی منی سے حاملہ کرنا چاہتے ہوں وہ کسی دوسرے شخص کی منی کے ساتھ مشتبہ ہوجائے تو اس صورت میں بلاشک بچہ صاحب منی کے ساتھ ملحق ہوجائے گا اور اس مسئلے کا حکم ''وطی بہ شبہ'' کی طرح کا ہے اور اگر یہ تلقیح آگاہی اور جان بوجھ کر کی گئی ہو تب بھی بعید نہیں بچہ صاحب منی سے ملحق ہوجائے اور تمام احکام نسب حتیٰ کہ میراث تک اُن کے درمیان ثابت ہوجائے کیونکہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو وراثت سے مستثنیٰ ہے وہ ولدالزنا ہے اور اگرچہ کہ یہ عمل کہ جس کے ذریعے نطفہ بنا ہے حرام ہے۔ البتہ یہ مسئلہ زنا کے حکم میں نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور ایسے ہی ان دونوں صورتوں میں بچہ ماں کا شمار ہوگا اور اُس میں اور دوسرے بچوں میں کوئی بھی فرق نہیں ہے۔

اس صورت میں بھی کہ عورت اپنے شوہر کے نطفے کو چپٹی کے ذریعے یا کسی ایسے ہی طریقے سے کسی دوسری عورت کے رحم میں منتقل کرے اور وہ عورت حاملہ ہوجائے اور اس کا بچہ پیدا ہوجائے تو بچہ صاحب نطفہ اور اُس عورت سے جس نے اسے جنا ہے منسوب ہوگا اگرچہ یہ عمل حرام ہے۔

(۶۶) اگر عورت کی منی اور مرد کے نطفے کو لے کر انہیں ملا کر مصنوعی رحم میں رکھا جائے اور اس عمل سے بچہ پیدا ہوجائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ صاحب نطفہ اور صاحب منی سے منسوب ہوگا۔ اور مرد و عورت دونوں اور بچے کے درمیان تمام احکام نسب جاری ہوں گے حتیٰ کہ میراث بھی دی جائے گی۔ البتہ اگر عمل تلقیح کی انجام دہی سے قبل دونوں میں سے کوئی ایک وفات پاجائے تو بچہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔

(۶۷) اگر کسی عورت کا تولید شدہ مادہ کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈالا جائے اور وہ وہاں نشوونما پائے اور بچہ پیدا ہو تو احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے ماں اور بچے کے احکام دونوں عورتوں پر مرتب ہوں گے۔ اگرچہ جس عورت کے رحم سے بچہ پیدا ہوا ہے اُس کا محرم ہونا ثابت ہے۔

(۶۸) شوہر کی منی سے عورت کو حاملہ کرانا جائز ہے لیکن اگر یہ عمل ایسے مقام کو دیکھنے سے جس کو دیکھنا حرام ہے اور عورت کے بدن کے کسی ایسے حصے کو چھونے سے جس کا چھونا حرام ہے، وقوع پذیر ہو تو شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے کہ یہ کام انجام دے۔ البتہ ضرورت کے ایسے مواقع میں کہ (عام طریقے سے) بچہ دار ہونا اس کے لئے ایسے حرج کا باعث ہو جو عام طور پر اُس کے لئے ناقابل برداشت ہو اور حاملہ ہونے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ بھی نہ ہو۔ اس طرح حاملہ ہونے کے ذریعے پیدا ہونے والے بچے اور اس کے دوسرے بچوں کے احکام میں کوئی بھی فرق نہیں ہے مگر شوہر کی موت کے بعد اس کی منی سے عورت کو حاملہ کرانا — احتیاط واجب کی بنا پر — جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو اُس بچے کو مرد سے میراث نہیں ملے گی اگرچہ وہ اُس مرد سے ہی منسوب ہوگا۔

فیملی پلاننگ

(۶۹) عورت کے لئے مانع حمل ایسی ادویات کا استعمال جائز ہے جو زیادہ نقصان دہ نہ ہوں اگرچہ اس کا شوہر راضی نہ ہو مگر یہ کہ ان کا استعمال مرد کے کسی شرعی حق کے منافی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۷۰) عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ حاملہ ہونے سے بچنے کے لئے ایسی تمام احتیاطی تدابیر سے استفادہ کرے جو زیادہ ضرررساں نہ ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں کہ دوا دارو کرنے کے لئے ایسے مقام کو دیکھنا ضروری ہو جس پر نظر کرنا حرام ہے یا بدن کے ایسے حصے کو چھونا جس کا لمس جائز نہیں ہے تو شوہر کے علاوہ کسی کے لئے اس کام کو کرنا جائز نہیں ہے مگر ضرورت کے ایسے مواقع میں کہ حاملہ ہونا اُس کے لئے نقصان دہ ہو یا ناقابل برداشت حرج کا باعث ہو اور مانع حمل کا کوئی دوسرا طریقہ نہ ہو اور اگر ہو بھی تو نقصان دہ اور حرج کا باعث ہو۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ معلوم نہ ہو کہ یہ احتیاطی تدابیر نطفے کو قرار پانے کے بعد تلف کردیں گے ورنہ احتیاط واجب یہ ہے کہ یہ کام نہ کرے۔

(۷۱) عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ بانجھ کاری کا آپریشن کروائے لیکن اگر یہ عمل اُس کے بدن کے ایسے حصے کو عریاں کرنے پر منحصر ہو جس کا چھپانا واجب ہے یا کسی ایسے حصے کو چھونے پر موقوف ہو جس کا چھونا جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت یا بیان کردہ تفصیل کے مطابق ہو۔ بچہ دانی کو کاٹنے یا اُس کو نکالنے کے لئے ایسا آپریشن کروانا جائز نہیں جو نقصان کا باعث ہو جیسے کہ کسی عضو کو کاٹنا پڑے مگر یہ کہ کسی بیماری کی وجہ سے اُس کا کاٹنا ضروری ہو۔ یہی احکام مرد پر بھی جاری ہوتے ہیں۔ البتہ اگر یہ آپریشن شوہر کے علاوہ کوئی اور کرے اور ایسی جگہ کو دیکھنے یا چھونے کا سبب ہو جسے چھونا یا دیکھنا جائز نہیں تو یہ کام جائز نہیں ہے۔ البتہ ضرورت کی صورت میں جیسا کہ حاملہ ہونا اس کے لئے قابل ضرر ہو (تو اس کی اجازت ہے)۔ یہی حکم مرد کے لئے بھی ہے۔

(۷۲) قرارِ نطفہ کے بعد اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔ مگر یہ خوف ہو کہ حمل کا باقی رکھنا عورت کی زندگی کے لئے نقصان دہ ہے یا ناقابل برداشت حرج کا باعث ہو تو اگر حمل میں اگر جان نہ پڑی ہو تو اسقاط جائز ہے۔ لیکن حمل میں جان پڑنے کے بعد بچے کا ضائع کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اور اگر ماں خود بچے کو ضائع کردے تو اس کی دیت ماں پر واجب ہے۔ اور ضروری ہے کہ وہ دیت بچے کے باپ یا دوسرے ورثاء کو ادا کرے۔ اور اگر باپ حمل کو ضائع کرے تو اس کی دیت اس پر واجب ہے اور ضروری ہے کہ وہ ماں کو ادا کرے۔ اور اگر اسقاط کرنے والا معالج ہو تو دیت اس پر واجب ہے اگرچہ ڈاکٹر ماں اور باپ کی درخواست پر اسقاط کیوں نہ کرائے مگر یہ کہ وارث اسے دیت معاف کردیں۔ روح پھونکنے کے بعد جنین کی دیت اگر لڑکا ہو تو ۵۲۵۰ مثقال چاندی ہے اور اگر لڑکی ہو تو اس کی آدھی دیت ہوگی اور احتیاط واجب کی بنا پر یہی دیت اس جنین کے لئے بھی ہے جو پیٹ میں مر

Presented by Ziaraat.Com

جائے۔ روح پھونکنے سے پہلے کی دیت اگر نطفہ ہو تو ۱۰۵ مثقال چاندی ہے۔ اگر خون جما ہو تو دیت ۲۱۰ مثقال چاندی ہے۔ اگر گوشت کا ٹکڑا ہو تو دیت ۳۱۵ مثقال چاندی ہے اور اگر ہڈی بن گئی ہو تو دیت ۴۲۰ مثقال چاندی ہے اور اگر اعضاء بدن مکمل ہوں تو دیت ۵۲۵ مثقال چاندی کافی ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر جنین میں جان نہ پڑنے کی صورت میں لڑکے یا لڑکی ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

(۷۳) عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حیض کے ماہانہ ایام میں دوا دارو کے ذریعے تبدیلی کر لے تا کہ وہ اپنے واجبات مثلاً روزہ اور مناسک حج وغیرہ سہولت سے ادا کر لے۔ بشرطیکہ ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ نقصان دہ نہ ہو اور اگر وہ ان دواؤں کے استعمال کے بعد ایسا خون دیکھے کہ جو متصل نہ ہو، اگرچہ اس کی ماہواری کے مقررہ ایام میں ہو تو اس پر حیض کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

حکومت کی بنائی ہوئی سڑکوں کا حکم

(۷۴) ایسی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر نقل و حرکت کرنا جائز ہے جو حکومت نے لوگوں کے مکانات اور شخصی املاک کو حاصل کر کے بنائی ہوں۔ البتہ اگر کسی کو یہ علم ہو ان شاہراہوں کی کوئی مخصوص جگہ حکومت نے زبردستی کر کے اور مالک کو اس کے نقصان کی ادائیگی کے بغیر یا جو اسی کے حکم میں ہے مالک کو راضی کئے بغیر اس میں تصرف کر دیا ہے تو یہ غصبی زمین کے حکم میں آئے گا اور کسی قسم کا بھی اس میں تصرف کرنا حتیٰ کہ اس میں سے گزرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مالک یا اس کے ولی جیسے باپ، دادا یا ان دونوں کے مقرر کردہ منتظم کو راضی کرے۔ اور اس صورت میں جبکہ مالک کو نہ جانتے ہوں یہ مجہول المالک مال کے حکم میں چلا جائے گا اور اس موقع پر حاکم شرع سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ اس مسئلے سے اس جیسے باقی ماندہ دوسری زمینوں کے احکام بھی واضح ہو جاتے ہیں کہ جن میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں ہے۔

(۷۵) مساجد کی زمینوں، امام بارگاہوں، قبرستانوں اور دوسری وقف عام جگہوں پر جو راستوں میں واقع ہوں آمد و رفت رکھنا اور بیٹھنا اور اس جیسے دوسرے کام کرنا جائز ہے۔ البتہ یہی کام اوقاف خاص جیسے مدارس وغیرہ کی زمینوں میں کرنا، بجز اُن لوگوں کے جن کے لئے وقف ہیں موردِ اشکال ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ان سے بچنا چاہیے۔

(۷۶) مساجد کی جو زمینیں عام شاہراہوں یا پیدل چلنے کے راستے میں آ جائیں وہ وقف کے احکام

Presented by Ziaraat.Com

سے خارج نہیں ہوتیں لیکن مسجد کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوتے جیسے اس جگہ کو نجس کرنے کی حرمت، وہاں سے نجاست دور کرنے کا وجوب، جنب اور حیض و نفاس والی کے وہاں قیام کی حرمت۔

البتہ اگر مسجد کا باقی ماندہ حصہ اس کے مسجد ہونے کے حکم سے نہ نکلا ہو تو اس پر مسجد کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔ لیکن اگر وہ مسجد کی حالت میں باقی نہ رہی ہو مثلاً کسی ظالم نے اسے دکان، کوٹھی یا مکان میں تبدیل کر دیا ہو تو اس پر مسجد کے احکام لاگو نہیں ہوں گے اور اس سے تمام حلال فائدے حاصل کرنا جائز ہیں۔ مگر ایسا کرنا غصب کی ہمت افزائی میں شمار کرنے کا موجب ہے جو جائز نہیں ہے۔

(۷۷) مسجد کو ویران کرنے کے بعد باقی ماندہ ملبہ اور سامان جیسے اینٹیں، لکڑی، سریا اور ایسے ہی دوسرے لوازمات جیسے بجلی کا سامان، ہیٹر، کولر اور ایئر کنڈیشن وغیرہ اگر وہ مسجد کے لئے وقف ہوں تو واجب ہے کہ اسے دوسری مسجد میں استعمال کیا جائے۔ اور اگر ایسا ناممکن ہو تو عوامی فائدوں کے لئے خرچ کر لیا جائے۔ اور اگر اسے فروخت کئے بغیر اس سے استفادہ نہ کیا جا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ متولی — یا جو اس جیسا حق تصرف رکھتا ہو — اسے فروخت کر دے اور دوسری مسجد میں خرچ کرے۔

ایسی صورت میں جبکہ (ویران شدہ) مسجد کا باقی ماندہ سامان اسی مسجد کی ملکیت ہو مثلاً اسی مسجد پر وقف شدہ مال سے اس کی خریداری کی گئی ہو تو واجب نہیں ہے کہ یہ سامان دوسری مسجد میں استعمال ہو بلکہ یہ جائز ہے کہ متولی مسجد — یا جو اس جیسا حق تصرف رکھتا ہو — اس کی صوابدید کے مطابق اسے فروخت کر کے اس کی قیمت دوسری مسجد میں خرچ کرے۔

یہی تفصیلی حکم جو بیان ہوا ان اوقاف عام جیسے مدارس اور امام بارگاہوں کے باقی ماندہ سامان میں جو عام راستوں میں آ کر ٹوٹ جائیں نیز جاری ہے۔

(۷۸) مسلمانوں کے ان قبرستانوں کا حکم جو عام شاہراہوں میں آ کر ٹوٹ جائیں جو یا تو شخصی ملکیت ہوں یا اوقاف عام ہوں جو کچھ بیان ہو چکا اس سے واضح ہو گیا ہے۔ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب قبرستان کی زمین میں آمد و رفت سے مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو، ورنہ آمد و رفت جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر قبرستان شخصی ملکیت یا وقف عام نہ ہوں تو ان میں ہر طرح کا تصرف کرنے میں جبکہ بے حرمتی نہ ہوتی ہو کوئی اشکال نہیں۔

اس مسئلے سے قبرستان کے اس حصے کا حکم بھی واضح ہو گیا جو راستہ بناتے وقت باقی بچ گیا ہو کہ اگر فرض اول — یعنی وہ شخصی ملکیت — ہو تو اس میں تصرف اور اس کا بیچنا مالک کی اجازت کے

Presented by Ziaraat.Com

بغیر جائز نہیں ہے۔ اور فرض دوم — یعنی وہ وقف عام — ہو تو (اس میں تصرف یا بیچنا) متولی — یا جو اس جیسا تصرف رکھتا ہو اس — کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے اور اس کی قیمت مسلمانوں کے دوسرے قبرستان میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر جو قبرستان نزدیک تر ہو وہ مقدم ہے۔ اور تیسرے فرض میں اس میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور تصرف جائز ہے بصورتیکہ یہ کام دوسروں کی ملکیت جیسے کہ ان کی ویران شدہ قبروں کے آثار میں تصرف کا موجب نہ ہو۔

نماز و روزہ کے (جدید) مسائل

(۷۹) اگر کوئی روزہ دار سورج غروب ہونے کے بعد اپنے شہر میں روزہ کھولے بغیر بذریعہ ہوائی جہاز مغرب کی سمت سفر کرے اور ایسی جگہ اترے کہ جہاں ابھی سورج غروب (شرعی) نہ ہوا ہو تو اس کے لئے سورج غروب (شرعی) ہونے تک (کھانے پینے سے رکا رہنا) واجب نہیں ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب سورج غروب ہونے تک (کھانے پینے سے رکا رہنے) میں ہے۔

(۸۰) اگر کوئی مکلّف شخص اپنے شہر میں نماز صبح پڑھ لے اور اس کے بعد مغرب کی سمت سفر کرے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں طلوع فجر نہ ہوئی ہو اور وہ طلوع فجر کا انتظار کرے۔ یا یہ کہ نماز ظہر اپنے شہر میں پڑھ لے اس کے بعد سفر کرے اور ایسے شہر میں پہنچ جائے کہ اب تک ظہر کا وقت شروع نہ ہوا ہو اور وہ انتظار کرے کہ وقت ظہر شروع ہو جائے۔ یا یہ کہ نماز مغرب اپنے شہر میں پڑھ لے اس کے بعد سفر کرے اور ایسے شہر میں پہنچ جائے جہاں ابھی سورج غروب (شرعی) نہیں ہوا اور وہ انتظار کرے کہ سورج غروب (شرعی) ہو جائے — ان تمام صورتوں میں — نماز کا اعادہ کرنا (یعنی دوبارہ پڑھنا) واجب نہیں ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب اعادہ کرنا ہے۔

(۸۱) اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ اس کا وقت نکل جائے اور وہ بذریعہ ہوائی جہاز ایسی جگہ چلا جائے جہاں ابھی وقت نماز باقی ہو تو بنابر احتیاط واجب ضروری ہے کہ وہ مافی الذمہ یعنی ادا و قضا کی نیت کئے بغیر نماز ادا کرے۔

(۸۲) اگر کوئی مکلّف شخص بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرے اور چاہے کہ اس میں نماز ادا کرے تو اس صورت میں کہ وہ نماز کے وقت قبلہ رُو ہونے اور اس پر قائم رہنے اور دوسری شرائط پوری کرنے کا اہتمام کر سکے تو اس کی نماز صحیح ہے وگرنہ اس صورت میں کہ وقت نماز ابھی باقی ہو اور وہ ہوائی جہاز سے اتر کر پوری شرائط کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہو تو بنابر احتیاط اُس کی نماز ہوائی جہاز میں صحیح نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ لیکن اگر وقت تنگ ہو تو واجب ہے کہ ہوائی جہاز ہی میں نماز پڑھ لے اور اس صورت میں اگر وہ سمت قبلہ جانتا ہے تو ضروری ہے کہ اس طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اس کی نماز سمت قبلہ معلوم کئے بغیر — علاوہ حالت مجبوری — صحیح نہیں ہے۔ اور اس وقت جب بھی ہوائی جہاز سمت قبلہ سے ہٹ جائے اسے چاہئے کہ وہ اپنا رخ قبلہ کی طرف رکھے اور جہاز کے سمت قبلہ سے ہٹتے وقت قرأت اور ذکر روک لے۔ اور اگر مکمل طور پر قبلہ رخ نہ ہوسکتا ہو تو ضروری ہے کہ ۹۰ درجے سے زیادہ قبلہ سے نہ ہٹے اور اگر اسے سمت قبلہ معلوم نہیں ہے تو ضروری ہے کہ اسے تلاش کرے اور اسے متعین کرے اور اپنے گمان کے مطابق عمل کرے اور اگر گمان کے طور پر متعین نہ کرسکتا ہو تو کافی ہے کہ جس طرف اسے قبلے کا احتمال ہو اُس طرف نماز پڑھے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو چاروں سمتوں میں بجالائے۔ یہ حکم ایسی جگہ ہے کہ جہاں سمت قبلہ معلوم کر کے رُو بقبلہ ہوسکتا ہو۔ اگر تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ قبلہ رخ نہ ہوسکتا ہو تو اسی پر اکتفا کرے۔ اگر بالکل قبلہ رخ نہ ہوسکتا ہو تو قبلہ رخ ہونے کا حکم ساقط ہو جائے گا۔

اور یہ جائز ہے کہ انسان وقت نماز سے پہلے اختیاری طور پر بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرے۔ اگرچہ اسے معلوم ہو کہ ہوائی جہاز میں اس کی استقبالِ قبلہ اور ٹھہراؤ کی شرطیں برقرار نہیں رہ سکیں گی۔

(۸۳) اگر کوئی شخص ایسے جہاز میں سوار ہو جس کی رفتار زمین کی گردش کے برابر ہو اور مشرق سے مغرب کی طرف جاتا رہے اور طویل مدت تک زمین کے گرد چکر لگاتا رہے تو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر چوبیس گھنٹے میں نماز پنجگانہ بہ نیت قربت مطلق بجالائے۔ لیکن روزہ کو قضا کرنا ضروری ہے۔

اور اگر جہاز کی رفتار زمین کی دو گردشوں کے برابر ہو تو جہاز ہر بارہ گھنٹے میں زمین کے گرد ایک بار چکر لگائے گا اور چوبیس گھنٹوں کے دوران دو دو بار فجر اور زوال اور غروب آئیں گے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر طلوع فجر کے ساتھ نماز صبح اور ہر زوال کے بعد ظہرین اور ہر غروب کے بعد نماز مغربین بجالائے۔

اور اگر اس سے بھی زیادہ رفتار سے زمین کے گرد چکر لگائے اور مثلاً ہر تین گھنٹے — یا اس سے کم — میں ایک بار زمین کے گرد چکر لگائے تو ہر فجر اور زوال اور غروب کے وقت نماز واجب نہیں ہے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر چوبیس گھنٹے میں بہ نیت قربت مطلق پنجگانہ نمازوں کو بجالائے۔ یہ دھیان رکھتے ہوئے کہ نماز صبح کو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان اور نماز ظہرین کو زوال اور

Presented by Ziaraat.Com

غروب شمس کے درمیان اور نماز مغربین کو غروب آفتاب اور آدھی رات کے درمیان بجالائے۔

اس مسئلے سے یہ واضح ہوگیا کہ اگر جہاز کی رفتار زمین کی گردش کے برابر ہے اور مغرب سے مشرق کی طرف جائے تو نماز پنجگانہ کو اپنے اوقات میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اور یہی حکم ہے کہ جبکہ اس کی رفتار زمین کی گردش کی رفتار سے کم ہو۔ البتہ اگر اس کی رفتار زمین کی گردش کی رفتار سے بہت زیادہ ہو مثلاً ایسی ہو کہ ہر تین گھنٹے — یا اس سے کم — میں ایک بار زمین کا چکر لگاتا ہو تو اس مسئلے کا حکم جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے۔

(۸۴) جس کے ذمے سفر میں بھی روزہ رکھنا ہو اگر وہ طلوع فجر کے بعد روزے کی نیت کر کے اپنے شہر سے بذریعہ جہاز سفر کرے اور ایسے شہر میں پہنچے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوئی ہو تو وہ وہاں کھا پی سکتا ہے۔

(۸۵) اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں زوال آفتاب کے بعد اپنے شہر سے سفر کرے اور ایسے شہر پہنچے جہاں ابھی زوال نہ ہوا ہو تو بنابر احتیاط واجب اسے چاہئے کہ اپنے روزے کو مکمل کرے اور اُس پر قضا واجب نہیں۔

(۸۶) جس شخص کے ذمے سفر میں بھی روزہ رکھنا ہو اور وہ اپنے شہر سے جہاں رمضان کا چاند دیکھا جاچکا ہے ایسے شہر میں سفر کرے کہ اختلاف اُفق کی وجہ سے وہاں ابھی چاند نہیں دیکھا گیا تو اس روز کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اگر ایسے شہر میں جہاں شوال کا چاند دیکھا جاچکا ہے وہ عید کر کے وہ ایسے شہر میں جائے کہ اختلاف اُفق کی بنا پر ابھی وہاں عید کا چاند نہیں دیکھا گیا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس روز (کھانے پینے سے) رُکا رہے اور اس روز کی قضا بھی بجالائے۔

(۸۷) اگر مکلّف شخص ایسی جگہ رہتا ہو جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہو تو نماز کے اوقات میں بنابر احتیاط واجب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قریب ترین علاقے جہاں ۲۴ گھنٹے کے دن رات ہوتے ہوں اس کے اوقات کے مطابق بہ نیت قربت مطلق اپنی پنجگانہ نمازیں بجا لائے لیکن روزے کے بارے میں واجب ہے کہ وہ ماہ رمضان میں ایسے شہر میں چلا جائے جہاں اپنے اوقات میں روزے رکھ سکے یا رمضان کے بعد وہاں جائے اور قضا کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو روزہ کے بجائے فدیہ ادا کرے۔

لیکن اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں رات دن ۲۴ گھنٹے کے ہوں — اگرچہ دن ۲۳ گھنٹے کا اور رات ایک گھنٹے کی ہو یا اس کے برعکس ہو — تو نماز کا حکم اس کے مخصوص اوقات کے تابع ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

البتہ روزہ کے بارے میں اگر طاقت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ماہ رمضان کے روزے رکھے اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اس سے ساقط ہو جائیں گے اور اگر اس کی قضا رکھ سکتا ہو تو اس پر اس کی قضا واجب ہے اور اگر قضا نہ رکھ سکتا ہو تو اس پر فدیہ لازم ہے۔

لاٹری کے ٹکٹ

لاٹری کے ٹکٹ وہ پرچیاں ہیں جنہیں بعض کمپنیاں مقررہ رقم کے عوض بیچتی ہیں اور وعدہ کرتی ہیں کہ ان ٹکٹوں کے خریداروں کے مابین قرعہ اندازی کریں گی اور جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلے گا اسے ایک معقول رقم بطور انعام دیں گی۔ اس طریقۂ کار کی ممکن ہے چند شقیں نظر آئیں:

(الف) یہ کہ ان ٹکٹوں کے عوض رقم دے تا کہ قرعہ اندازی میں نام نکلے اور ممکنہ طور پر انعام لے۔ یہ صورت معاملہ بیشک حرام اور باطل ہے اور اگر کوئی اس حرام کام کا مرتکب ہو اور قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آئے تو اس صورت میں کہ قرعہ اندازی کرنے والی کمپنی سرکاری ہے تو جو رقم وہ بطور انعام لے رہا ہے وہ مجہول المالک کے حکم میں ہے اور اس میں تصرف کرنے کیلئے حاکم شرع سے رجوع کرنا مشروط ہے۔ اور اگر وہ کمپنی پرائیویٹ ہو تو انعامی رقم میں تصرف اس وقت جائز ہے جب اسے معلوم ہو کہ مالکان اس تصرف پر راضی ہیں حتیٰ کہ اگر جانتے ہوں تو وہ مالک نہیں ہے۔

(ب) ان ٹکٹوں کے عوض رقم دینے کا مقصد خیراتی کاموں میں امداد اور شرکت ہو۔ مثلاً مدرسہ اور پل بنانے میں مدد ہو، سود یا انعام کا لالچ نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور اگر اس صورت میں قرعہ اندازی میں کسی کا نام نکل آئے تو اگر کمپنی سرکاری ہو تو انعامی رقم لینا اسلامی ممالک میں حاکم شرع کی اجازت اور اُس سے رجوع کر کے اس میں تصرف کرنا کوئی اشکال نہیں رکھتا۔ اور اگر کمپنی سرکاری نہ ہو تو انعامی رقم میں تصرف کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت اور اس سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ج) یہ کہ ٹکٹوں کے عوض رقم دینا کمپنی کو بطور قرض ہو وہ ایسے کہ خریدار مثلاً کوئی رقم چھ ماہ کے لئے کمپنی کو بطور قرض دے اور کمپنی پابند ہو کہ لی ہوئی رقم کے علاوہ کوئی رقم بذریعہ قرعہ اندازی بطور انعام جس کا نام نکلے اسے ادا کرے تو یہ معاملہ حرام ہے کیونکہ یہ معاملہ سودی قرض کی اقسام میں شمار ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

مضاربہ کے احکام

[مضاربہ کی تشریح: مضاربہ شراکت کی ایک خاص قسم ہے جس میں ایک شریک دوسرے شریک کو کاروبار میں لگانے کے لئے رقم فراہم کرتا ہے، سرمایہ کاری پہلے شخص کی طرف سے کی جاتی ہے اور اسے ''مالک'' Investor کہا جاتا ہے جبکہ کاروبار چلانا دوسرے شریک کی ذمے داری ہوتی ہے جسے عامل یا مضارب کہا جاتا ہے۔ ناشر]

مسئلہ ۱: مضاربہ دو اشخاص کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس میں ایک شخص سرمایہ کار ہوتا ہے اور وہ اپنا سرمایہ دوسرے شخص کو جسے ''عامل'' کہا جاتا ہے دیتا ہے تاکہ وہ اس سرمائے سے کاروبار چلائے اور اسے Manage کرے۔ اس کاروبار سے ہونے والا منافع ان دونوں اشخاص میں تقسیم ہوتا ہے اور اس معاملے میں مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

(۱) ایجاب وقبول۔ البتہ ایجاب وقبول کے اِنشاء کرنے (یعنی اسے روبعمل لانے) میں ہر وہ لفظ یا فعل کافی ہے جو مضاربہ کے مقصود کو پہنچا دے۔

(۲) جن دو اشخاص نے مضاربہ کا معاہدہ کیا ہو ان کا شرعی طور پر بالغ ہونا نیز عاقل، رشید (یعنی نفع نقصان سمجھنے والا) اور خود مختار ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں (اگر معاہدہ Contract ایسا ہوا ہے کہ عامل بھی کچھ انویسٹ کرے گا) تو ضروری ہے کہ حاکم شرع نے مالک کو دیوالیہ ہونے کی وجہ سے خود اس کے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع نہ کیا ہو لیکن عامل کے لئے یہ شرط نہیں مگر یہ کہ عامل معاہدے کی رو سے خود اپنے ایسے مال میں تصرف کرنے (یعنی Invest کرنے) کا پابند ہو جس سے حاکم شرع نے اسے منع کر رکھا ہو۔

(۳) مالک اور عامل میں سے ہر ایک کے لئے نفع کی شرح معین ہو مثلاً 33% یا 50% یا کوئی اور شرح۔ یہ ہوسکتا ہے کہ مضاربہ میں اس شرط کی اُس وقت ضرورت نہ رہے جب ''بازار کے عرف میں'' مالک اور عامل کا شرح منافع اس طرح معین ہو کہ اس شرط کے ذکر کی ضرورت محسوس نہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو۔ منافع میں ایک خاص رقم مثلاً ایک لاکھ روپے ہر فریق کے لئے معین کرنا کافی نہیں ہے البتہ منافع ہوجانے کے بعد دونوں فریق اپنے شرح منافع کی ایک خاص رقم کے عوض مصالحت کر سکتے ہیں۔

(۴) منافع صرف مالک اور عامل کے لئے ہو۔ پس اگر مضاربہ میں شرط کی جائے کہ منافع کا ایک حصہ کسی تیسرے شخص کو دیا جائے تو مضاربہ باطل ہے مگر یہ کہ اسے تجارت میں شامل کیا گیا ہو۔

(۵) اگر مضاربہ میں عامل کو پابند کیا گیا ہو کہ وہ خود کاروبار کرے گا تو ضروری ہے کہ عامل کاروبار کی قابلیت رکھتا ہو مثلاً مالک کہے کہ (میں تجھے یہ رقم دیتا ہوں کہ تو خود اس سے کاروبار کر) اور فرض کیجئے کہ عامل میں کاروبار کرنے کی قابلیت نہ ہو تو مضاربہ باطل ہے۔ لیکن اگر عامل کا خود کاروبار کرنا معاہدے میں شرط کے طور پر طے ہو مثلاً مالک کہے کہ (میں تجھے یہ رقم اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو خود اس سے کاروبار کرنا) تو اس فرض کی صورت میں اگر عامل کاروبار کرنے سے قاصر ہو تو معاملہ باطل نہیں ہے مگر عامل اس شرط کی پابندی نہ کرے تو مالک کو معاہدہ ختم یا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

اگر مضاربہ میں عامل کا خود کاروبار کرنا نہ ہی پابندی کے طور پر اور نہ ہی شرط کے طور پر طے ہوا ہو اور عامل کاروبار کرنے سے قاصر ہو حتیٰ کسی اور سے بھی کاروبار نہ کرا سکتا ہو تو مضاربہ کا یہ معاہدہ باطل ہے۔ اگر شروع میں عامل کاروبار کی قابلیت رکھتا ہو اور بعد میں قاصر ہوجائے تو جس وقت سے کاروبار کے لئے نا قابل ہوا ہے اُس وقت سے مضاربہ کا معاہدہ باطل مانا جائے گا۔

مسئلہ۲: مضاربہ میں عامل کو امین گردانا جاتا ہے لہٰذا اگر مالک کا مال ضائع ہوجائے یا خراب ہوجائے تو عامل ذمے دار نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مضاربہ کے معاہدے میں طے شدہ حدود سے تجاوز کرے یا مال کی دیکھ بھال میں کوتاہی کرے۔ اسی طرح اگر کاروبار میں نقصان ہو تو عامل نہ صرف یہ کہ ذمے دار نہیں ہوگا بلکہ نقصان کی تلافی بھی مالک کرے گا۔ ہاں اگر مالک چاہے کہ نقصان کی تلافی صرف اُس کے مال میں سے نہ کی جائے تو یہ شرط تین طرح سے قابل اِنشاء ہوسکتی ہے:

(۱) مالک مضاربہ کے معاہدے میں شرط کرے کہ عامل جس طرح سے نفع Profit میں حصہ دار ہے اسی طرح سے نقصان میں بھی حصہ دار ہے۔ ایسی صورت میں یہ شرط باطل ہے لیکن معاملہ صحیح ہے۔

(۲) مالک مضاربہ میں شرط کرے کہ سارا نقصان عامل کے ذمے ہے تو یہ شرط صحیح ہے مگر ایسی صورت میں عامل پورے منافع کا حق دار ہوگا اور مالک کو منافع میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) مالک مضاربہ میں شرط کرے کہ سرمایہ Capital کے نقصان کی صورت میں عامل پر لازم ہے کہ وہ سارا نقصان یا نقصان کی ایک معین مقدار اپنے ذاتی مال سے پورا کرے گا تو یہ شرط صحیح ہے اور عامل اس شرط پر عمل کرنے کا پابند ہوگا۔

مسئلہ ۳: مضاربہ عقد جائز ہے نہ کہ عقد لازم، اسی لئے مالک کو یہ حق ہے کہ وہ جب چاہے عامل کو اپنے مال میں تصرف کرنے کی دی گئی اجازت واپس لے سکتا ہے۔ اسی طرح عامل پر لازم نہیں کہ وہ سرمائے سے کاروبار کو جاری رکھے بلکہ وہ بھی جب چاہے کاروبار جاری رکھنے سے انکار کر سکتا ہے؛ چاہے یہ انکار کاروبار شروع کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں، چاہے منافع حاصل ہوجانے سے پہلے ہو یا بعد میں، اس سے فرق نہیں پڑتا کہ عقد مضاربہ میں مدت معین کی گئی ہے یا نہیں لیکن اگر عقد مضاربہ میں شرط رکھی گئی ہو کہ ایک خاص مدت تک فریقین معاملہ ختم نہیں کریں گے تو یہ شرط صحیح ہے اور اس شرط پر عمل کرنا واجب ہے مگر اس کے باوجود اگر کوئی فریق معین وقت سے پہلے معاہدہ ختم کرتا ہے تو معاملہ ختم ہوجائے گا، اگرچہ اس شرط کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۴: اگر عقد مضاربہ مطلق ہو اور کوئی خاص پابندی نہ لگائی گئی ہو تو عامل خریدنے، بیچنے اور مال Commodity کے سلسلے میں اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق عمل کر سکتا ہے مگر یہ جائز نہیں کہ وہ مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے مگر یہ کہ یہ کام ''عرف میں'' اس طرح کا معمول ہو کہ عقد کا اطلاق اسے شامل ہو یا یہ کہ مالک، عامل کو اس کام کی اجازت دے۔ پس اگر عامل مالک کی اجازت کے بغیر مال ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرے اور مال ضائع ہوجائے یا اس میں نقصان ہوجائے تو وہ ذمے دار ہوگا۔

مسئلہ ۵: مضاربہ جو کہ عقد جائز ہے، مالک یا عامل کی موت سے باطل ہوجاتا ہے کیونکہ مالک کی موت سے اس کا مال اُس کے وارثوں کو منتقل ہوجاتا ہے لہٰذا مال کا عامل کے ہاتھ میں باقی رہنا مضاربہ کے نئے عقد کا متقاضی ہے اور عامل کی موت سے اجازت ختم ہوجاتی ہے کیونکہ مالک نے اپنے مال میں تصرف کی اجازت عامل کو دی ہوتی ہے۔

مسئلہ ۶: عقد مضاربہ میں مالک اور عامل دونوں ایک دوسرے سے شرط کر سکتے ہیں کہ ایک، دوسرے کے لئے کام کرے گا یا رقم دے گا اور جب تک عقد مضاربہ باقی ہے اور ختم نہیں ہوا ہے اُس وقت تک اس شرط پر عمل کرنا واجب ہے چاہے منافع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

مسئلہ ۷ : مضاربہ کا مال ضائع ہوجائے یا اس میں نقصان ہوجائے مثلاً آگ لگ جائے یا مال چوری ہوجائے تو یہ نقصان منافع میں سے حساب کیا جائے گا چاہے منافع نقصان سے پہلے ہوا ہو یا بعد میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ عامل نفع Profit میں سے اپنے حصے کا مالک تب بنتا ہے جب سرمایہ Capital ضائع یا نقصان سے دوچار نہ ہو۔ عامل منافع میں اپنے حصے کا مالک تب بنتا ہے جب یا تو مضاربہ کی مدت ختم ہوجائے یا معاملہ ختم ہوجائے، ہاں اگر عامل معاہدے میں مالک سے شرط کرے کہ منافع میں سے نقصان کو پورا نہیں کرے گا چاہے نقصان منافع سے پہلے ہو یا بعد میں، تو یہ شرط صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۸ : مالک جعالہ یا اس جیسے کسی دوسرے مشروع طریقے سے اپنے سرمائے کی ایسی سرمایہ کاری کرسکتا ہے جو اسے وہی فائدہ دے جو مضاربہ دیتا ہے جیسے اپنے مال کو کسی شخص کے سپرد کرے اور کہے:

"اس مال کو کسی بزنس یا Income Generating Project میں لگا، آدھا منافع تیرا اور آدھا میرا۔"

Presented by Ziaraat.Com

اعتکاف

مسئلہ ۱: اعتکاف مستحب عبادات میں سے ہے مگر نذر، عہد، قسم اور ان ہی کی مانند چیزوں کے سبب سے واجب ہوجاتا ہے اور شرعی اعتکاف یہ ہے کہ انسان مسجد میں قربت کے ارادے سے ٹھہرے (توقف و قیام کرے)۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ٹھہرنا، عبادتی اعمال جیسے نماز یا دعا کی انجام دہی کے ارادے سے ہو۔

مسئلہ ۲: اعتکاف کے لئے معین وقت نہیں اور پورے سال جن دنوں میں روزہ رکھنا صحیح ہوتا ہے ان دنوں میں اعتکاف کرنا بھی صحیح ہوتا ہے اور اعتکاف کا بہترین وقت ماہِ مبارک رمضان ہے اور ماہِ رمضان کے آخری دس دن (اعتکاف کے لئے) افضل ہیں۔

مسئلہ ۳: اعتکاف کا وقت کم از کم تین دن، اُن دو درمیانی راتوں کے ساتھ ہو جو ان تین دنوں کے درمیان ہوتی ہیں۔ اس سے کم اعتکاف کرنا درست نہیں لیکن زیادہ دن اعتکاف کی کوئی حد نہیں ہے اور پہلی یا چوتھی رات کو اعتکاف کی نیت میں شامل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس بنا پر تین روز سے زیادہ اعتکاف کرنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص مکمل پانچ روز اعتکاف کرے تو ضروری ہے کہ چھٹے روز اعتکاف کرے۔

مسئلہ ۴: اعتکاف کے آغاز کا وقت پہلے دن اذانِ صبح سے شروع ہوتا ہے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر اس کی انتہا تیسرے دن کی اذانِ مغرب تک ہے اور اعتکاف کے ثابت ہونے میں تین مخلوط دن کافی نہیں ہیں یعنی کوئی شخص یہ نہیں کرسکتا کہ پہلے دن اذانِ صبح کے بعد اعتکاف شروع کرے اگرچہ پہلے دن کی کمی کو چوتھے دن سے پورا کرے مثلاً اعتکاف کرنے والا پہلے روز ظہر کی اذان سے چوتھے روز ظہر کی اذان تک مسجد میں ٹھہرے۔

وہ اُمور جو اعتکاف میں معتبر ہیں

مسئلہ ۵: اعتکاف میں چند اُمور معتبر ہیں:

اول: اعتکاف کرنے والا مسلمان ہو۔

دوم: اعتکاف کرنے والا عاقل ہو۔

سوم: اعتکاف قصدِ قربت سے انجام دیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسئلہ ۶: ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا قربت کا ارادہ اُسی طرح کا رکھتا ہو جیسا وضو میں گذر چکا ہے اور اعتکاف کو شروع سے آخر تک قربت کے ارادے سے اخلاص کی رعایت کرتے ہوئے جو کہ اس میں معتبر ہے، بجا لائے۔

چہارم: اعتکاف کی مدت کم از کم تین دن ہو۔

مسئلہ ۷: اعتکاف کی کم از کم مدت تین دن ہے اور اعتکاف تین روز سے کم صحیح نہیں ہے اور اس کے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے جیسا کہ اس کی وضاحت مسئلہ ۳ میں گذر چکی ہے۔

پنجم: اعتکاف کرنے والا اعتکاف کے دنوں میں روزے سے ہو۔

مسئلہ ۸: ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا اعتکاف کے دنوں میں روزے سے ہو۔ اس بنا پر جو شخص روزہ نہ رکھ سکتا ہو جیسا کہ وہ مسافر جو دس دن کے قیام کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور مریض، حائض اور نفساء کا اعتکاف درست نہیں۔ اعتکاف کے دنوں میں یہ ضروری نہیں کہ اعتکاف کا مخصوص روزہ رکھا جائے بلکہ کوئی بھی روزہ ہو، صحیح ہے حتیٰ کہ اجارے کے روزے، مستحب اور قضا روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹: اعتکاف کی مدت میں روزے سے ہو یعنی اذان صبح سے ہر دن کی مغرب تک ہر وہ کام جو روزے کو باطل کرتا ہے، اعتکاف کو بھی باطل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا روزے کے دوران عمداً مبطلاتِ روزے سے پرہیز کرے۔

ششم: اعتکاف چار مساجد یا جامع مسجد میں ہو۔

مسئلہ ۱۰: اعتکاف مسجد حرام، مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، مسجد کوفہ، مسجد بصرہ میں صحیح ہے۔ اسی طرح ہر شہر کی جامع مسجد میں اعتکاف کرنا صحیح ہے سوائے یہ کہ جن دنوں میں اس مسجد کی امامت غیر عادل شخص سے مختص ہو تو اس دوران احتیاط لازم کی بنا پر اعتکاف درست نہیں ہے اور جامع مسجد سے مراد ایسی مسجد ہے کہ جو کسی محلّے سے یا خاص جگہ یا گروہ سے مختص نہ ہو اور اجتماع کی جگہ اور شہر کے مختلف علاقوں اور محلّوں کے افراد کی آمد و رفت ہو اور اعتکاف کی جامع مسجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں مشروعیت ثابت نہیں ہے لیکن اس کو رجاء مطلوبیت سے بجا لانے میں کوئی اشکال نہیں لیکن اعتکاف ایسی جگہ جو مسجد نہیں ہو مثلاً امام بارگاہ یا صرف نماز کی جگہ پر صحیح نہیں ہے اور مشروعیت نہیں۔

ہفتم: اعتکاف ایک مسجد میں انجام دیا جائے۔

مسئلہ ۱۱: اعتکاف میں لازم ہے کہ ایک مسجد میں انجام دیا جائے۔ اس بنا پر ایک اعتکاف کو دو مسجدوں میں انجام نہیں دے سکتے چاہے آپس میں جدا ہوں یا ملی ہوئی ہوں سوائے یہ کہ اس طرح ملی ہوئی ہوں

Presented by Ziaraat.Com

کہ عرف (لوگ) اسے ایک ہی مسجد شمار کرتے ہوں۔

ہشتم: اعتکاف اس کی اجازت سے ہو جن لوگوں کی اجازت شریعت میں معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۲: ضروری ہے کہ اعتکاف اس کی اجازت سے ہو جن لوگوں کی اجازت شریعت میں معتبر ہے۔ اس بنا پر جس دوران عورت کا مسجد میں ٹھہرنا حرام ہو مثلاً عورت بغیر اجازت کے گھر سے نکلی ہو تو اس کا اعتکاف باطل ہے اور اُس صورت میں جب عورت کا مسجد میں ٹھہرنا حرام نہ ہو لیکن اعتکاف سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو، تو اس صورت میں اس کے اعتکاف کا صحیح ہونا جبکہ شوہر کی اجازت کے بغیر ہو، محل اشکال ہے۔ اسی طرح جب اعتکاف والدین کے لئے آزار و اذیت کا سبب ہو جبکہ یہ اذیت شفقت و ہمدردی کی وجہ سے ہو، تو اولاد کو ان سے اجازت لینا ضروری ہے اور اگر ان کے لیے اذیت کا سبب نہ بھی ہو، تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان سے اجازت لی جائے۔

نہم: اعتکاف کرنے والا اعتکاف کے محرمات کو ترک کرے۔

مسئلہ ۱۳: جو شخص بھی حالت اعتکاف میں ہو، ضروری ہے کہ محرماتِ اعتکاف جو کہ نیچے آئیں گے پرہیز کرے اور ان امور کا انجام دینا اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے لیکن اعتکاف غیر معیّن میں جماع کے سوا، احتیاط کی بنا پر ان امور سے پرہیز کیا جائے:

(۱) خوشبو سونگھنا

(۲) بیوی سے جماع اور میل ملاپ کرنا

(۳) استمناء اور چھونا اور لذت کے ساتھ بوسہ لینا (بنابر احتیاطِ واجب)

(۴) لڑائی جھگڑا اور بحث و مباحثہ کرنا

(۵) خرید و فروخت کرنا

مسئلہ ۱۴: اعتکاف کرنے والے کے لئے ہر قسم کی خوشبو کو سونگھنا چاہے اس کے سونگھنے سے لذت حاصل ہو یا لذت حاصل نہ ہو جائز نہیں۔ اور اگر جڑی بوٹیوں کے سونگھنے سے لذت حاصل ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ان کے سونگھنے سے لذت حاصل نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اسی طرح اعتکاف کرنے والا معطّر اور خوشبو دار دھونے والے مواد جیسے مائع یا ٹھوس صابن، شیمپو اور خوشبودار ٹوتھ پیسٹ سے استفادہ کرسکتا ہے اور مساجد میں بغیر اعتکاف والے عام طور پر عطر لگاتے ہیں، ان کے عطر کی خوشبو کو سونگھنا جائز نہیں ہے لیکن عطر کی خوشبو کا محسوس ہونا ظاہراً کوئی حرج نہیں رکھتا اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اپنی ناک کو بند کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسئلہ ۱۵: اعتکاف کی حالت میں بیوی سے جماع اور میل ملاپ کرنا اگر چہ منی کے خارج ہونے کا سبب نہ بنے، تو بھی جائز نہیں ہے اور جان بوجھ کر اس کو انجام دینا اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۶: احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ معتکف استمناء (اگر چہ حلال طریقے سے ہو) اور بیوی کو لذت کے ساتھ چھونے اور بوسہ لینے سے پرہیز کرے اور بیوی کو لذت کے ساتھ دیکھنا اعتکاف کے دنوں میں اعتکاف باطل نہیں کرتا لیکن احتیاطِ مستحب یہ ہے کہ اعتکاف کے دنوں میں اس سے بھی پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷: اعتکاف کی حالت میں دنیاوی اور دینی مسائل میں اس طرح سے بحث و مباحثہ کرنا جس میں مدِ مقابل پر غلبے یا اظہارِ فضیلت یا برتری کا قصد ہو، حرام ہے۔ ہاں اگر مدِ مقابل سے اظہارِ حق اور حقیقت کے روشن ہونے اور غلط فہمی اور اشتباہ کو دور کرنے کے قصد سے ہو تو نہ صرف حرام نہیں بلکہ یہ بہترین عبادات میں سے ہے۔ اس بنا پر (اس کا) معیار، معتکف کا قصد و نیت ہے۔

مسئلہ ۱۸: اعتکاف کی حالت میں خرید و فروخت اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر قسم کا لین دین جیسے اجارہ، مضاربہ، معاوضہ اور۔۔۔۔۔۔حرام ہے، اگر چہ انجام دیا ہوا معاملہ درست ہے۔

مسئلہ ۱۹: ہر اُس وقت جب معتکف کھانے یا پینے کے سامان کے انتظام یا اعتکاف کی تمام ضروریات کے لئے خرید و فروخت کے لئے مجبور ہو اور وہ ایسے غیر معتکف شخص کو بھی نہ پائے جو اس کا یہ کام بطور وکالت انجام دے سکے اور ان مذکورہ چیزوں کا بندوبست بغیر خریدے مانند ہدیہ یا قرض لینے کا امکان نہ ہو، تو اس صورت میں خرید و فروخت میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰: اگر معتکف محرّ ماتِ اعتکاف کو جان بوجھ کر اور حکم شرعی کے معلوم ہونے کے باوجود انجام دے، تو اس کا اعتکاف باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱: اگر معتکف محرّ ماتِ اعتکاف میں سے کسی ایک کو بھولے سے انجام دے، (یہ عمل) مطلقاً اعتکاف کا باطل کرنے والا نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲: اگر معتکف نے محرّ ماتِ اعتکاف میں سے کسی ایک کو مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے انجام دیا، اگر وہ جاہلِ مقصر تھا تو اس کا اعتکاف باطل ہے اور اگر جاہلِ قاصر تھا تو اس کا اعتکاف درست ہے اور (یہ شخص) بھولنے والے کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۳: اگر معتکف اپنے اعتکاف کو ان مبطلات میں سے کسی ایک کے انجام دینے کے ذریعے باطل کر دے جو کہ پچھلے مسائل میں بیان ہوئے ہیں، اگر اعتکاف واجبِ معیّن ہو تو احتیاطِ واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اعتکاف کی قضا کرے اور اگر اعتکاف واجبِ غیر معیّن ہو جیسے اعتکاف کو وقت معیّن کئے

Presented by Ziaraat.Com

بغیر نذر کرے، تو واجب ہے کہ اعتکاف کو نئے سرے سے دوبارہ انجام دے اور اگر اعتکاف مستحب ہو اور دوسرا دن مکمل ہونے کے بعد اعتکاف کو باطل کرے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر اعتکاف کی قضا کرے اور اگر دوسرا روز مکمل ہونے سے پہلے مستحب اعتکاف کو باطل کرے تو اس کے ذمے کوئی چیز نہیں اور قضا بھی نہیں۔

دہم: معتکف اعتکاف کی جگہ پر موجود رہے اور اس سے خارج نہ ہو سوائے ان مقامات کے جہاں سے خارج ہونا شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴: ان مقامات میں جہاں معتکف کا مسجد سے باہر جانا جائز ہے، ضروری ہے کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے جتنا وقت لازمی ہو اس سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہیں۔

اعتکاف کے مقام سے خارج ہونا

مسئلہ ۲۵: اعتکاف کے مقام سے ان ضروری کاموں کے لئے خارج ہونا کہ جس کی کوئی راہ نہیں، جیسے پیشاب کرنا جائز ہے اور غسلِ جنابت کے لئے مسجد سے خارج ہونا جائز ہے بلکہ واجب ہے اور اسی طرح خواتین کا غسلِ استحاضہ کے لئے مسجد سے خارج ہونا جائز ہے۔ وہ مستحاضہ عورت جس پر غسل واجب ہو اس صورت میں کہ غسلِ واجب کو انجام نہ دے تو اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے مضر نہیں۔

مسئلہ ۲۶: اعتکاف کے مقام سے واجب ادا نماز کے وضو کے لئے خارج ہونا، جائز ہے۔ اگرچہ نماز کا وقت داخل نہ ہوا ہو اور واجب قضا نماز کے وضو کے لئے خارج ہونا جبکہ قضا کے انجام کا وقت وسیع ہو، محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۷: اگر وضو کرنے کی شرائط مسجد میں فراہم ہوں تو معتکف وضو کرنے کے لئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔

مسئلہ ۲۸: اگر اعتکاف کرنے والے پر غسل واجب ہو جبکہ یہ غسل ان غسلوں میں سے ہو جس کو مسجد میں انجام نہ دیا جا سکتا ہو یا جائز نہ ہو جیسے غسلِ جنابت جو کہ مسجد میں حالتِ جنابت میں رہنے کو لازم کرتا ہے یا مسجد کے نجس ہونے کا سبب بنتا ہے، ضروری ہے کہ (مسجد سے) باہر چلا جائے ورنہ اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں جب مسجد میں غسل کرنا رکاوٹ نہ رکھتا ہو جیسے غسلِ میت اور غسل کرنے کا (مسجد میں) امکان بھی ہو، تو احتیاطِ واجب کی بنا پر مسجد سے خارج ہونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹: اعتکاف کے مقام سے مستحب غسل جیسے غسلِ جمعہ یا غسلِ اعمال "اُمِ داؤد" اور اسی طرح مستحب وضو کے لئے خارج ہونا، محلِ اشکال ہے اور اُن امورِ راجحہ (وہ امور جو رجحان رکھتے ہوں) جو کہ ضرورتِ عرفی کے علاوہ شمار ہوتے ہوں، کے لئے بطورِ کلی مسجد سے خارج ہونا محلِ اشکال و احتیاط ہے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن معتکف تشیع جنازہ اور تجہیز میت کے لئے جیسے غسل اور کفن اور دفن اور مریض کی عیادت کے لئے اور نمازِ جمعہ کے لئے اعتکاف کے مقام سے خارج ہوسکتا ہے۔

مسئلہ ۳۰ : معتکف کا اس نمازِ جماعت میں شرکت کے لئے جانا جو اعتکاف کے مقام سے باہر قائم ہو رہی ہو، احتیاطِ واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے سوائے اس شخص کے کہ جو مکّہ مکرمہ میں اعتکاف انجام دیتا ہے تو وہ نمازِ جماعت یا نمازِ فرادیٰ کے لئے مسجد سے خارج ہوسکتا ہے اور مکّہ میں جس جگہ چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۱ : معتکف جن چیزوں کی احتیاج رکھتا ہو اس کو لانے کے لئے مسجد سے خارج ہونا اس فرض پر جائز نہیں ہے کہ (معتکف) کسی دوسرے شخص کو جو کہ اعتکاف میں نہیں ان چیزوں کو لانے پر مامور کرسکتا ہو۔

مسئلہ ۳۲ : معتکف ہائی اسکول یا یونیورسٹی یا حوزہ (مدارس) کے امتحانات میں شرکت کے لئے چنانچہ ضرورتِ عرفی ہو تو اعتکاف کے مقام سے خارج ہو سکتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ ان کے خروج کی مدت طولانی نہ ہو، اس طرح سے کہ اعتکاف کی صورت ہی چلی جائے مثلاً دو گھنٹے اشکال نہیں رکھتے۔

مسئلہ ۳۳ : اگر معتکف ضروری کام سے مسجد سے خارج ہو لیکن اس کے خروج کی مدت طولانی ہوجائے، اس انداز سے کہ اعتکاف کی صورت چلی جائے تو اس کا اعتکاف باطل ہے، اگرچہ اس کا خارج ہونا اکراہ و جبر (ضرور زبردستی) یا اضطرار (بحالتِ مجبوری) یا بھول جانے کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴ : اگر معتکف اعتکاف کے مقام سے جان بوجھ کر اور حالتِ اختیار اور حکمِ شرعی کے معلوم ہونے کے باوجود غیر ضروری مقامات یا ان مقامات میں جن میں خارج ہونے کی اجازت نہیں، خارج ہو تو اس کا اعتکاف باطل ہے۔

مسئلہ ۳۵ : اگر معتکف اعتکاف کے مقام سے مسئلہ نہ جاننے اور حکمِ شرعی سے جاہل ہونے کے سبب غیر ضروری مقامات اور ان مقامات میں جن میں خارج ہونے کی اجازت نہیں، خارج ہو تو اس کا اعتکاف باطل ہے۔

مسئلہ ۳۶ : اگر معتکف مسجد سے بھول کر خارج ہو تو اس کا اعتکاف باطل ہے۔ اگر معتکف مسجد سے اکراہ یا جبر (ضرور زبردستی) کی وجہ سے خارج ہو تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس کے خروج کی مدت طولانی ہوجائے، اس انداز سے کہ اعتکاف کی صورت چلی جائے تو اس صورت میں اس کا اعتکاف باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۳۷ : اگر معتکف کا اعتکاف کے مقام سے خارج ہونا واجب ہو جیسے قرض کی ادائیگی جو کہ اس کے ذمے واجب ہو اور اس کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو اور اس کا ادا کرنا ممکن ہو جبکہ قرض خواہ بھی اس کا مطالبہ کررہا ہو یا دیگر واجبات کی ادائیگی کہ جن کا انجام دینا خروج کے بغیر ممکن نہ ہو مگر وہ اپنے وظیفے

Presented by Ziaraat.Com

(ذمے داری) کے خلاف عمل کرے، تو گناہ گار ہے لیکن اس کا اعتکاف باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸ : ضروری ہے کہ معتکف حاجت وضرورت سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے اور مسجد سے باہر امکان کی صورت میں زیرِ سایہ نہ بیٹھے لیکن اعتکاف کے مقام سے باہر زیرِ سایہ بیٹھنا، اگر ضرورت کا پورا ہونا اور ضرورت کا دور ہونا زیرِ سایہ بیٹھنے پر، وقوف ہو تو کوئی اشکال نہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر، ضرورت کے پورے ہونے اور ضرورت کے دور ہونے کے بعد مطلقاً نہ بیٹھے سوائے یہ کہ کوئی ضرورت پیش آئے۔

مسئلہ ۳۹ : معتکف مسجد سے باہر زیرِ سایہ چل سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک کیا جائے۔

مسئلہ ۴۰ : احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اعتکاف کے مقام سے نکلنے یا اعتکاف کے مقام پر واپسی کے دوران نزدیک ترین راستے کی رعایت کی جائے سوائے یہ کہ دور تر راستے کا انتخاب مسجد سے کم تر باہر ٹھہرنے کو لازم کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس (دُور تر راستے) کو انتخاب کریں۔

اعتکاف کے متفرقہ مسائل

مسئلہ ۴۱ : انسان غیر معین واجب اعتکاف کے آغاز سے ہی یہ شرط کر سکتا ہے کہ اگر کوئی مشکل پیش آئی تو اعتکاف کو چھوڑ دوں گا۔ اس بنیاد پر وہ اس شرط کو رکھ کر مشکل اور رکاوٹ پیش آنے کے وقت اعتکاف کو چھوڑ سکتا ہے اور کوئی اِشکال نہیں حتیٰ کہ تیسرا دن ہی کیوں نہ ہو، ہاں اگر معتکف شرط کرے کہ بغیر کسی سبب کے پیش آئے اعتکاف کو قطع کر سکتا ہے، اس طرح کی شرط کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔ یہ بات ذکر کرنا مناسب ہے کہ شرطِ مذکور (اعتکاف کو اس کے درمیان میں چھوڑنے کی شرط) کو اعتکاف کے شروع کرنے کے بعد یا شروع کرنے سے قبل قرار دینا صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی زمانے اور اعتکاف کی نیت کے قریب ہو۔

مسئلہ ۴۲ : اعتکاف میں بالغ ہونا شرط نہیں اور ممیز بچے کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۳ : اگر اعتکاف کرنے والا غصبی قالین پر بیٹھے اور قالین کے غصبی ہونے سے باخبر ہو، تو گناہ گار ہے لیکن اس کا اعتکاف باطل نہیں ہے اور اگر کوئی شخص کسی جگہ پر پہلے پہنچے اور جگہ پر قبضہ کر لے اور اعتکاف کرنے والا اس جگہ کو اُس سے بغیر رضامندی کے لے لے اگرچہ گناہ گار ہے لیکن اس کا اعتکاف صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۴ : اگر واجب اعتکاف کی نیت کے موقع پر، رجوع کی نیت (اعتکاف کو اس کے درمیان میں چھوڑنے کی شرط) کی گئی ہو کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۴۱ میں گزر چکی ہے، چنانچہ محرّمات میں سے کسی ایک کو انجام دے، تو اعتکاف کی قضا اور اس کو دوبارہ سے شروع کرنا، کچھ بھی لازم نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مسئلہ ۴۵ : اگرکوئی عورت جو کہ معتکف ہو چکی ہے ، اعتکاف کے دوسرے روز کے مکمل ہونے کے بعد حائض ہوجائے تو واجب ہے کہ فوراً مسجد سے نکل جائے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر اس پر اعتکاف کی قضا لازم ہے سوائے یہ کہ اعتکاف کی ابتدا میں رجوع کی شرط (اعتکاف کو اس کے درمیان میں چھوڑنے کی شرط) کی گئی ہو کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۴۱ میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ ۴۶ : واجب اعتکاف کی قضا ، واجبِ فوری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کی قضا میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ واجب کی ادائیگی میں لاپروائی شمار ہو اور احتیاطِ مستحب ہے کہ فوراً قضا کی جائے۔

مسئلہ ۴۷ : اگر ایسے اعتکاف کے درمیان معتکف فوت ہوجائے جو کہ نذر یا قسم یا عہد یا اعتکاف کے دو دن گزر جانے کے سبب سے واجب ہو چکا ہے ، تو اس کے ولی (بڑے بیٹے) پر اعتکاف کی قضا واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرحوم کے اعتکاف کی قضا کرے۔ البتہ اگر معتکف نے اس کے لئے وصیت کی ہو کہ اس کے ایک تہائی مال سے کسی فرد کو اجیر کیا جائے تاکہ اس کے لئے اعتکاف انجام دیا جائے تو ضروری ہے کہ وصیت پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ ۴۸ : اگر معتکف واجب اعتکاف کو جماع اور ملاپ کے ذریعے سے عمداً باطل کرے ، چاہے دن میں یا رات میں ، کفارہ واجب ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام محرّمات میں ، کفارہ واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کفارہ دے اور اعتکاف کے باطل کرنے کا کفارہ ، ماہِ رمضان المبارک کے کفارے جیسا ہے کہ اُس شخص کو اختیار ہے کہ ساٹھ دن کے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا دے ، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ مرتبہ کی رعایت کی جائے یعنی ساٹھ دن کے روزے رکھے اور اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو پھر ساٹھ فقیروں کو کھانا دے۔

مسئلہ ۴۹ : ایک اعتکاف سے دوسرے اعتکاف کی جانب عدول (پلٹنا) کرنا جائز نہیں ہے ، چاہے دونوں واجب ہوں جیسے کہ ایک کو نذر اور دوسرے کو قسم کے ذریعے خود پر واجب کیا ہو ، یا دونوں مستحب ہوں ، یا ایک واجب اور دوسرا مستحب ہو ، یا ایک خود کا ہو اور دوسرا کسی کی نیابت یا اجارہ کا ہو ، یا دونوں کسی کی نیابت کے ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَ آخِرًا

Presented by Ziaraat.Com

فقہی اصطلاحات

Presented by Ziaraat.Com

احتیاط وہ طریقۂ عمل جس سے ''عمل'' کے مطابق واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

احتیاط لازم احتیاط واجب۔ دیکھئے لفظ ''لازم''۔

احتیاط مستحب فتوے کے علاوہ احتیاط ہے، اس لئے اس کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔

احتیاط واجب وہ حکم جو احتیاط کے مطابق ہو اور فقیہ نے اس کے ساتھ فتویٰ نہ دیا ہو ایسے مسائل میں مقلد اس مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے جو اعلم کے بعد علم میں سب سے بڑھ کر ہو۔

احتیاط ترک نہیں کرنا چاہئے جس مسئلے میں یہ اصطلاح آئے اگر اس میں مجتہد کا فتویٰ مذکور نہ ہو تو اس کا مطلب احتیاط واجب ہوگا اور اگر مجتہد کا فتویٰ بھی مذکور

(احتیاط کا خیال رہے) ہو تو اس سے احتیاط کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔

اَحوط احتیاط کے مطابق۔

اِشکال ہے اس عمل کی وجہ سے شرعی تکلیف ساقط نہ ہوگی۔ اسے انجام نہ دینا چاہئے۔ اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو۔

اَظہر زیادہ ظاہر۔ مسئلے سے متعلق دلائل سے زیادہ نزدیک دلیلوں کے ساتھ منطبق ہونے کے لحاظ سے زیادہ واضح۔ یہ مجتہد کا فتویٰ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

افضاء	کھلنا۔ پیشاب اور حیض کے مقام کا ایک ہو جانا یا حیض اور پاخانے کے مقام کا ایک ہو جانا یا تینوں مقامات کا ایک ہو جانا۔
اَقویٰ	قوی نظریہ۔
اَولیٰ	بہتر۔ زیادہ مناسب۔
اِیقاع	وہ معاملہ جو یکطرفہ طور پر واقع ہو جاتا ہے اور اسے قبول کرنے والے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے طلاق میں صرف طلاق دینا کافی ہوتا ہے، قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔
بعید نہیں ہے	فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔
جہل تقصیری	ایسی لاعلمی جس کا کوئی معقول عذر موجود نہ ہو۔
جاہلِ قاصر	وہ شخص جس نے کسی قابل اعتماد شخص کی بات یا کسی معتبر رسالے کی تحریر پر بھروسہ کیا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ اس شخص یا رسالے سے غلطی ہوئی تھی۔
جاہلِ مقصِر	وہ ناواقف شخص جس کے لئے مسائل کا سیکھنا ممکن رہا ہو لیکن اس نے کوتاہی کی ہو اور جان بوجھ کر مسائل معلوم نہ کئے ہوں۔
حاکمِ شرع	وہ مجتہد جامع الشرائط جس کا حکم، شرعی قوانین کی بنیاد پر نافذ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

حدثِ اصغر

ہر وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کیلئے وضو کرنا پڑے۔ یہ سات چیزیں ہیں:
(۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) ریاح (۴) نیند
(۵) عقل کو زائل کرنے والی چیزیں مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی (۶) استحاضہ (۷) جنابت بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ کام جس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

حدثِ اکبر

وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کے لئے غسل کرنا پڑے جیسے احتلام، جماع۔

حدترخّص

جہاں سے اہل شہر حتی کہ وہ افراد جو شہر کے مضافات میں شہر کے باہر رہتے ہیں مسافر کو نہ دیکھ سکیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

حرام

ہر وہ عمل، جس کا ترک کرنا شریعت کی نگاہ میں ضروری ہو۔

ذمی کافر

یہودی، عیسائی اور مجوسی جو اسلامی مملکت میں رہتے ہوں اور اسلام کے اجتماعی قوانین کی پابندی کا وعدہ کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

رجاءِ مطلوبیت

کسی عمل کو مطلوب پروردگار ہونے کی امید میں انجام دینا۔

رجوع کرنا

پلٹنا۔ اس کا استعمال دو مقامات پر ہوا ہے:
(۱)— اعلم جس مسئلے میں احتیاط واجب کا حکم دے اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) — بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے دوران ایسا کوئی عمل انجام دینا یا ایسی کوئی بات کہنا جس سے اس بات کا پتا چلے کہ اسے دوبارہ بیوی بنالیا ہے۔

شاخص ظہر کا وقت معلوم کرنے کے لئے زمین میں گاڑی جانے والی لکڑی۔

شارع خداوند عالم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

طلاق آزادی۔ شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نکاح توڑنا۔

طلاق بائن وہ طلاق جس کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق خلع اس عورت کی طلاق جو شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور طلاق لینے کے لئے شوہر کو اپنا مہر یا کوئی مال بخش دے۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق رجعی وہ طلاق جس میں مرد عدت کے دوران عورت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔ اس کے احکام طلاق کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔

طلاق مبارات وہ طلاق جس میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے متنفر ہوں اور عورت طلاق کے لئے شوہر کو کچھ مال بخش دے۔

Presented by Ziaraat.Com

طواف النساء — حج اور عمرہ مفردہ کا آخری طواف جسے انجام نہ دینے سے حج یا عمرہ مفردہ کرنے والے پر ہمبستری حرام رہتی ہے۔ (مگر نکاح نہیں ٹوٹتا)

ظاہر یہ ہے — فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

ظہر شرعی — ظہر شرعی کا مطلب آدھا دن گزرنا ہے۔ مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو طلوع آفتاب کے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر تیرہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر گیارہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہے۔ ظہر شرعی کا وقت جو کہ طلوع آفتاب کے بعد آدھا دن گزرنے سے غروب آفتاب تک ہے کراچی کے افق کے مطابق ظہر شرعی دوپہر ساڑھے بارہ بجے سے چند منٹ پہلے اور کبھی چند منٹ بعد ہوتا ہے۔

عدالت — وہ معنوی کیفیت جو تقویٰ کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے اور جسکی وجہ سے وہ واجبات کو انجام دیتا ہے اور محرمات کو ترک کرتا ہے۔

عقد — معاہدہ، نکاح۔

فتویٰ — شرعی مسائل میں مجتہد کا نظریہ۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کے سجدے

قرآن میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے کے بعد خداوندعالم کی عظمت کے سامنے سجدہ کرنا چاہئے، ان میں سے چار مقامات پر سجدہ واجب اور گیارہ مقامات پر مستحب (مندوب) ہے۔

آیات سجدہ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کے واجب سجدے

(۱)	پارہ ۲۱	سورۂ سجدہ	آیت ۱۵
(۲)	پارہ ۲۴	سورۂ حٰم سجدہ	آیت ۳۷
(۳)	پارہ ۲۷	سورۂ والنجم	آخری آیت
(۴)	پارہ ۳۰	سورۂ علق	آخری آیت

قرآن کے مستحب سجدے

(۱)	پارہ ۹	سورۂ اعراف	آخری آیت
(۲)	پارہ ۱۳	سورۂ رعد	آیت ۱۵
(۳)	پارہ ۱۴	سورۂ نحل	آیت ۵۰
(۴)	پارہ ۱۵	سورۂ بنی اسرائیل	آیت ۱۰۹
(۵)	پارہ ۱۶	سورۂ مریم	آیت ۵۸
(۶)	پارہ ۱۷	سورۂ حج	آیت ۱۸
(۷)	پارہ ۱۷	سورۂ حج	آیت ۷۷
(۸)	پارہ ۱۹	سورۂ فرقان	آیت ۶۰
(۹)	پارہ ۱۹	سورۂ نمل	آیت ۲۶
(۱۰)	پارہ ۲۳	سورۂ صٓ	آیت ۲۴
(۱۱)	پارہ ۳۰	سورۂ انشقاق	آیت ۲۱

قصد انشاء خرید و فروخت کے مانند کسی اعتباری چیز کو اس سے مربوط الفاظ کے ذریعے عالم وجود میں لانے کا ارادہ۔

قصد قربت مرضی پروردگار سے قریب ہونے کی نیت۔

Presented by Ziaraat.Com

قوت سے خالی نہیں ہے — فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

کفارہ جمع (مجموعاً کفارہ) — تینوں کفارے (۱) ساٹھ روزے رکھنا (۲) ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا (۳) غلام آزاد کرنا۔

لازم — واجب، اگر مجتہد کسی امر کے واجب و لازم ہونے کا استفادہ آیات اور روایات سے اس طرح کرے کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن ہو تو اس کی تعبیر لفظ ''واجب'' کے ذریعے کی جاتی ہے اور اگر اس کے واجب و لازم ہونے کو کسی اور ذریعے مثلاً عقلی دلائل سے سمجھا ہو اس طرح کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی تعبیر لفظ ''لازم'' سے کی جاتی ہے۔ احتیاط واجب اور احتیاط لازم میں بھی اسی فرق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ بہرحال مقلد کے لئے مقام عمل میں ''واجب'' اور ''لازم'' کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

مباح — وہ عمل جو شریعت کی نگاہوں میں نہ قابل ستائش ہو اور نہ قابل مذمت (یہ لفظ واجب، حرام، مستحب اور مکروہ کے مقابلے میں ہے)۔

نجس — ہر وہ چیز جو ذاتی طور پر پاک ہو لیکن کسی نجس چیز سے بالواسطہ یا براہ راست مل جانے کی وجہ سے نجس ہوگئی ہو۔

مجہول المالک — وہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

مَحرم	وہ قریبی رشتے دار جن سے کبھی نکاح نہیں کیا جاسکتا۔
مُحرِم	جو شخص حج یا عمرے کے احرام میں ہو۔
محل اشکال ہے	اس میں اشکال ہے، اس عمل کا صحیح اور مکمل ہونا مشکل ہے (مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو)۔
محل تامل ہے	احتیاط کرنا چاہئے (مقلد اس مسئلے میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو)۔
مسلمات دین	وہ ضروری اور قطعی امور جو دین اسلام کا جزو لاینفک ہیں اور جنہیں سارے مسلمان دین کا لازمی جزو مانتے ہیں جیسے نماز، روزے کی فرضیت اور ان کا وجوب۔ ان امور کو ''ضروریات دین'' اور ''قطعیات دین'' بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن کا تسلیم کرنا دائرۂ اسلام کے اندر رہنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔
مستحب، سنت	پسندیدہ۔ جو چیز شارع مقدس کو پسند ہو لیکن اسے واجب قرار نہ دے۔ ہر وہ حکم جس کو کرنے میں ثواب ہو لیکن ترک کرنے میں گناہ نہ ہو۔
مکروہ	ناپسندیدہ۔ وہ کام جس کا انجام دینا حرام نہ ہو لیکن انجام نہ دینا بہتر ہو۔
نصاب	معینہ مقدار یا معینہ حد۔

Presented by Ziaraat.Com

واجب — ہر وہ عمل جس کا انجام دینا شریعت کی نگاہ میں فرض ہو۔

واجب تخییری — جب وجوب دو چیزوں میں کسی ایک سے متعلق ہو تو ان میں سے ہر ایک کو واجب تخییری کہتے ہیں جیسے روزے کے کفارہ میں، تین چیزوں کے درمیان اختیار ہوتا ہے۔ (۱) غلام آزاد کرنا (۲) ساٹھ روزے رکھنا (۳) ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا۔

واجب عینی — وہ واجب جو ہر شخص پر خود واجب ہو جیسے نماز، روزہ۔

واجب کفائی — ایسا واجب جسے اگر کچھ لوگ انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے جیسے غسل میت سب پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اسے انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔

وجہ سے خالی نہیں — فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

وقف — اصل مال کو ذاتی ملکیت سے نکال کر اس کی منفعت کو مخصوص افراد یا امور خیریہ کے ساتھ مخصوص کرنا۔

ولی — سرپرست مثلاً باپ، دادا، شوہر یا حاکم شرع۔

Presented by Ziaraat.Com

شرعی اوزان اور اعشاری اوزان

1 نخود (چنا) _____ تقریباً 0.193 گرام

12.60 نخود _____ تقریباً 2.50 گرام

ایک درہم _____ 12.60 نخود کے برابر سکہ دار چاندی تقریباً 2.50 گرام

18 نخود (یا ایک مثقال شرعی) _____ تقریباً 3.50 گرام

ایک دینار (یا ایک مثقال شرعی) _____ تقریباً 3.50 گرام

ایک مثقال صیرفی (24 چنے) _____ تقریباً 4.64 گرام

ایک مُد _____ تقریباً 750 گرام

ایک صاع _____ تقریباً 3 کلوگرام

ایک فرسخ _____ تقریباً 5.50 کلومیٹر

ایک کُر (پانی) _____ تقریباً 384 لیٹر

ایک بالشت (فاصلہ) _____ تقریباً 22 سینٹی میٹر

ایک ذراع / ہاتھ (فاصلہ) _____ تقریباً 46 سینٹی میٹر

Presented by Ziaraat.Com